

بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام علی
محمد و آله الطیبین

مفتاح کنوز اسرار الہی مشور لایع النور معرفۃ الہامی کل کلمۃ فی طریقت کرمنا انساہ نیست ہمرا

بیتان حضرت
شرح اردو
مثنوی میرزا بیگم

تصنیف و تالیف شریف عالم ربانی مہر اسرار سبحانی حضرت مولوی عبدالمجید خاں نقاشاکن پبلیسیت

کتابخانه ملی مشرقی و اسلامی
مطبعہ ملی مشرقی و اسلامی
کشمیر

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیبل پچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب تصوف اردو و فارسی و ذخیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	ترجمہ سوارف المعارف - کامل دو جلد میں		کتب اخلاق و تصوف اردو
۳۳ روپے	ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی مرحوم۔		اردو ترجمہ غنیۃ الطالبین عربی قدیم متن
۳۳ روپے	خرنیشہ دانش ہوشمندی کی تعلیم از مولوی کریم بخش		تصنیف غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر
۳۳ روپے	معدن تہذیب - مصنفہ مرزا حبیب حسین صاحب		جیلانی رضا کا حامل المتن اردو ترجمہ عربی یہ
۳۳ روپے	بی۔ اے۔ مجلد خوش نما جلد پارچہ۔		ہو کہ ہر صفحہ میں دو کالم ہیں ایک میں عربی عبارت
۲ روپے	خرن الفصاحت - معروف بہ سدس آخر۔		اسی قدر ہے جس قدر دوسرے کالم میں اردو ترجمہ ہے
۲ روپے	بحر الحقیقت - اصلاح نفس میں۔		جدید ترجمہ اور اس قدر مقبول ہوا کہ اگرچہ ترجمہ کو
۳ روپے	آب حیات - اخلاق و عظمت میں از منشی کامتا پڑاؤ۔		تھوڑا زمانہ ہوا مگر دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے
۲ روپے	کیمیائے حکمت حصہ اول بیان شرافت علم و ادب		جس کا کاغذ وغیرہ کل امور ایڈیشن اول سے
۱ روپے	تہذیب الاخلاق - سولفہ مولوی نجم الحق۔	۳ روپے	بمربطہ ہا بعدہ ہیں۔
	پیراہن یوسفی - اردو ترجمہ ثنوی مولانا روم کا	۳ روپے	ایضاً - کاغذ زرد۔
	منظوم شعر مشعر اور حاشیہ پر اردو میں حاصل مطلب	۳ روپے	ایضاً - کاغذ درجہ دوم۔
۳ روپے	ہر خمر کاغذ فوائد تصوف کامل دو جلد میں تفصیل ذیل۔	۳ روپے	سیرت محمدیہ - مطبوعہ وغیرہ۔
۳ روپے	جلد اول - ترجمہ دفتر ۲ و ۳۔	۹ روپے ۵	جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی۔
۳ روپے	جلد دوم - ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶۔	۲ روپے	باب دانش - سولفہ مولوی محمد کریم بخش۔
۴ روپے	اخلاق رضی - مصنفہ قاضی محمد رضی۔		ذخیرہ سعادت - ترجمہ بھامنی بلاس کی پسنگ
	شجرہ معرفت عیسیٰ نتیجات ثنوی مولانا روم		دو فصل اول و آخر کا تہذیب اخلاق میں
۳ روپے	ترجمہ سید غلام حیدر صاحب۔	۹ روپے ۱	سولفہ لالہ لال جی صاحب۔
۷ روپے	شان رحمت منظوم عبرت انگیز و دلچسپ مضمون	۴ روپے	اوقات عزیز - از سید غلام حیدر خان

فہرست مضامین بوستان معرفت و فترت چہم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴	در معنی آیہ کریمہ فخذوا بقرۃ من الطیر الخ۔	۲۶	قبلہ ڈھونڈنے والوں کے۔
۶	حدیث الکافرا یأکل فی سبتہ امعاء الخ۔	۲۷	بیان آیہ یا حشرۃ علی العباد۔
۸	کھولنا پیغمبر کا درجہ اور چھپ جانا۔	۲۸	فرجی نام رکھنے کا سبب ابتدائین۔
۱۰	لوٹنا اُس کا فرکا اور دیکھنا آنحضرت کو وہ گمندی دھوٹے۔	۳۰	مناجات۔
۱۳	نوازش کرنا مصطفیٰ کا اور مسلمان ہونا مہمان کا۔	۳۱	صفت طاؤس کی اور سبب مارنے ابراہیم خلیل کا اُسکو۔
۱۴	بیان اُسکا کہ اعمال ظاہر بھی آدمی کے گواہین۔	۳۲	اس بیان میں کہ لطف میں قہر اور قہر میں لطف پوشیدہ ہیں۔
۱۵	پاک کرنا حق تعالیٰ کا آپکو نجاست ظاہر سے۔	۳۳	بیان تفاوت عقول اصل فطرت سے خلافت مقررہ۔
۱۶	پھر استعانتِ آب کی حسبِ جانہ و تعالیٰ سے۔	۳۴	حکایت ایک عرب کی کہ کتا اُسکا بھوک سے مرتا تھا اور اُس نے اُسکو روٹی نہ دی۔
۱۸	اس بیان میں کہ گواہی ہی فعل و قول بیرونی کی نور ضمیر پر ہو۔	۳۵	بیان اُسکا کہ کوئی چشم بد آدمی کو ایسا ضرر نہیں کرتی جیسے کہ چشم پسندی کی۔
۱۹	بیان اس نور میں کہ نئے اختیارِ مارت حقانی سے ظاہر ہوتا ہو۔	۳۶	طاؤس پر اعتراض اور اُسکا جواب۔
۲۰	ایمان عرض کرنا حضرت مصطفیٰ کا مہمان پر اس بیان میں کہ جو نور غذا جان کی ہے غذا جسم اولیا کی ہو۔	۳۷	صفا و سادگی نفس مطمئنہ کی فکر و ن مشور سے ہو جاتی ہو۔
۲۳	انکار کرنا اہل تن کا غدلے روح سے۔	۳۸	حدیث لارحبانیۃ فی الاسلام۔
۲۴	مناجات۔	۳۹	بیان اُسکا کہ ثواب عمل عاشق کا بھی حق سے ہو۔
۲۵	تشبیہ عقل بجزیرہٴ ایل اور نظر اُسکی غیب میں جیسے جزیرہٴ ایل کی لوح میں۔	۴۰	حدیث مامات من مات الا و تمی ان قبل مامات۔
۲۵	تمثیل روشن مختلف کی موافق اختلاف		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	پشیمان ہونا حکیم کا جو سوال طاؤس سے کیا تھا۔	۸۳	معنی حدیث لا بد من قرین یدفن منک و
۸۷	اس بیان میں کہ عقل و روح عالم علوی سے	۸۵	ہو جی و تدفن منہ و انت میت۔
۸۸	بیان مقید ہوئے ہیں۔	۸۶	معنی آیہ و ہو معکم اینا کنتم۔
۸۹	جواب دینا طاؤس کا مرد حکیم کو۔	۸۷	معنی حدیث من جعل الموم ہما و احدا کفاه اللہ
۹۰	اس بیان میں کہ ہنر و زیر کے بھی پر طاؤس	۸۸	سائر ہومہ۔
۹۱	کی طرح آفت ہیں۔	۸۹	در معنی رباعی مگر را ہر شے را بہریت کشاید۔ الخ
۹۲	اس بنحو کی صفت میں کہ بقائے حق میں	۹۰	قصہ اُس شخص کا جس نے دعویٰ پیغمبری کیا۔
۹۳	خانی ہوا ہو۔	۹۱	جو شخص جس لائق نہیں ہو اُس سے وہ بات کہنا
۹۴	اس بیان میں کہ سوا خدائے تعالیٰ کے	۹۲	یہودگی ہو۔
۹۵	سب آکل و ماکول ہیں۔	۹۳	بیان سبب عداوت عام اور ہیگانہ جینا اسکا
۹۶	بیان اس سبب کا کہ ابراہیم نے زراغ کیوں مارا۔	۹۴	ساتھ اولیاء کے کہ خدا کی طرف ہلاتے ہیں۔
۹۷	مناجات۔	۹۵	اس بیان میں کہ جب بدکار بدکاری پر
۹۸	بیان حدیث ارجو اثلا ثا عزیز قوم ذل الخ	۹۶	جم جاتا ہو اور نشان دولت نیکو نکادیکھتا ہو
۹۹	بیان صفت حقانیوں کا جو دنیا میں اہل دنیا	۹۷	شیطان کی طرح حسد اختیار کرتا ہو۔
۱۰۰	کے ساتھ ہیں۔	۹۸	مناجات۔
۱۰۱	حکایت محمد خوارزم شاہ کی جس نے شہر سبزدار کو	۹۹	سوال کرنا پادشاہ کا مدعی پیغمبر سے کہ کیا وحی
۱۰۲	گھیرا۔	۱۰۰	انجکوا آئی ہو۔
۱۰۳	بقیہ قصہ آہو در آخر خزان۔	۱۰۱	حکایت اُس عاشق کی کہ اپنے معشوق کو
۱۰۴	معنی آیہ انی اری سبع بقرات سمان الخ۔	۱۰۲	وفا داریان اپنی جاتا تھا۔
۱۰۵	بیان سبب مارنے ابراہیم کا خردس کو۔	۱۰۳	ایک شخص نے ایک عالم سے پوچھا کہ اگر نازنین
۱۰۶	معنی آیہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔	۱۰۴	کوئی روئے تو ناناؤسکی باطل ہو جاتی ہے یا نہیں۔
۱۰۷	تفسیر آیہ الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات۔	۱۰۵	حکایت مرید کی جس نے اپنے پیر کو روتے دیکھا۔
۱۰۸	مثال عالم نیست ہست نما اور عالم ہست	۱۰۶	بقیہ قصہ مقلد در گریہ کا۔
۱۰۹	نرغما۔	۱۰۷	حکایت اُس کنیزک کی جو اپنی خاقون کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	یہ صورت قصہ کی ہر لائق اہل صورت کے۔		گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی۔
۱۵۵	حکمت نظر کرنا چارق و پوشتین پر۔	۱۱۵	تشیل تلمیق شیخ کی مریدوں کو۔
۱۵۶	بیان آیہ خلق الجان من مارج من نار۔	۱۱۶	ایک صاحب دل نے چلنے میں کیتیا حاملہ کی
۱۶۰	اس بیان میں کہ ارنا الاشیاء لکما ہی۔		کہ اُسکے پیٹ میں بچے چلاتے تھے۔
۱۶۲	حکایت بیان اتحاد حقیقی عاشق و معشوق میں۔	۱۱۸	قصہ اہل غمزدان۔
۱۶۴	پوچھنا ایک معشوق کا عاشق سے کہ تو آپ کو دوست رکھتا ہو یا بھلو۔	۱۲۳	عطا حق کی اور قدرت اُس کی موقوف
۱۶۶	آنا امیروں کا جو تمام غماز تھے مع سہ رنگوں کے اور کھولنا حجرہ ایاز کا۔		قابلیت پر نہیں ہو۔
۱۶۷	لوٹنا نامو کا آیا زکے حجر سے شرمسار۔	۱۲۵	بیان ابتداء خلقت آدم۔
۱۶۸	حوالہ کرنا شاہ کا قبول توبہ نامو کا ایاز کے۔	۱۲۷	آنا میکائیل کا دین پر واسطے لیجانے خاک کے۔
۱۶۹	فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ تو چاہتے عفو اختیار کر چاہے بہ لے تجھ کو اختیار ہو۔	۱۲۹	قصہ قوم یونس علیہ السلام۔
۱۷۰	تعمیل فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کو فیصل کر۔	۱۳۰	بھینجا اسرافیل کا واسطے کف خاک کے۔
۱۷۱	خاموشی کی فضیلت۔	۱۳۲	حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لانے مشیت خاک کے۔
۱۷۲	اس بیان میں کہ کوئی ایسی بات کہے کہ مناسب اُسکے دعویٰ نہ ہو۔	۱۳۵	اس بیان میں کہ مخلوق ایک آکہ اس کا ہو اصل وہ ہو۔
۱۷۳	پوچھنا عورت کا گھر پر اور جدا ہونا زادہ کا کنیزک سے۔	۱۳۸	جواب حضرت عزت کا عزرائیل کو کہ جو نظر غم
۱۷۴	توبہ نصوح کے بیان میں۔		تیر پر نہ رکھیگا وہ تجھ کو بھی نہ دیکھیگا۔
۱۷۵	دعا عارف و اصل کی حق سے ایسی ہو جیسے در خواست حق کی آپ سے۔	۱۴۰	بیان مذمت چرب و شیرین دنیا کی چیز و نمکا۔
۱۷۶	توبہ ڈھونڈنا نصوح کا اور آواز آنا کہ سب کو	۱۴۲	اس منفل کے بیان میں جو کہتا تھا کہ موت دنیا میں نہ ہوتی۔
		۱۴۳	فیما یرجی من رحمۃ اللہ۔
		۱۵۰	قصہ ایاز اور اُسکے حجرے کا اور لوگوں کا گمان کہ اس میں دھینہ رکھا ہو۔
		۱۵۲	اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

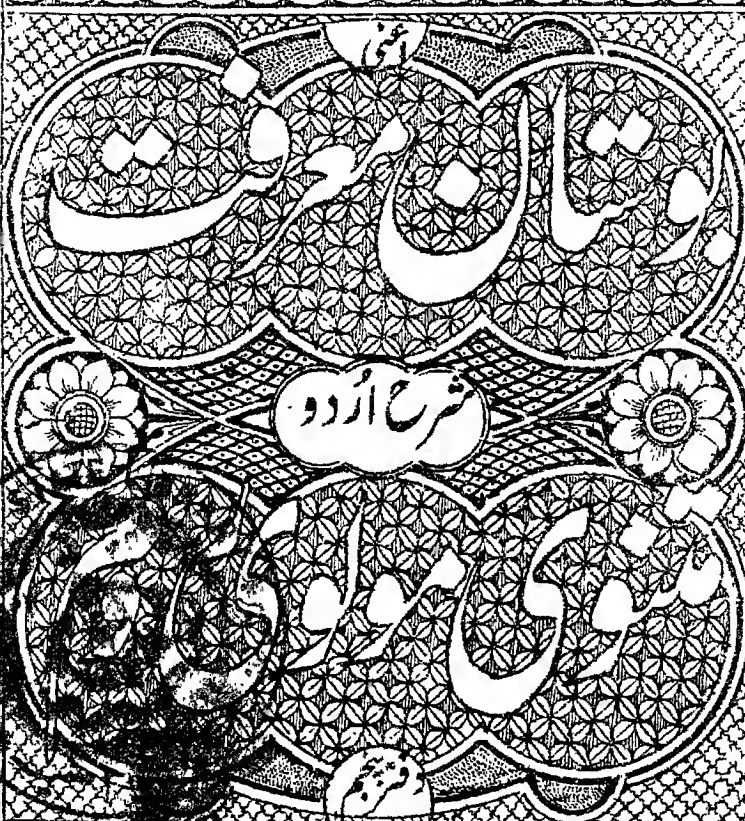
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۸	ڈھونڈ لیا اب نضوح کو لاؤ۔	۲۱۳	یہاں روہاہ کا خر کو سامنے شیر کے۔
۱۹۱	لجائو ہر کا اور معافی حاجیوں کی نضوح سے۔	۲۱۵	اس بیان میں کہ عہد و توبہ کا کوڑا بلا ہے۔
۱۹۲	اُس شخص کے بیان میں کہ توبہ کرے اور پشیمان ہوئے اور پھر اُس پشیمانی کو بھلائے۔	۲۱۶	عقاب خر کا روہاہ سے۔
۱۹۳	تشبیہ کرنا قطب جو عارف واصل ہو رہا ہے۔	۲۱۷	جواب روہاہ کا خر کو۔
۱۹۵	مخلوق میں قوتِ حمت اور مغفرت سے۔	۲۱۸	جواب دینا خر کا روہاہ کو۔
۱۹۷	اطاعتِ شیر کی حکم کرنا روہاہ کا۔	۲۱۹	جواب روہاہ با خر۔
۱۹۸	دیکھنا گدھے سفاک گھوڑوں تازی بانڈا کا آخر پر اور تمنا کرنا اس نو پر۔	۲۲۱	حکایت شیخ محمد شیرازی کی اور اُس کے پیشت کی۔
۱۹۹	جواب روہاہ کا خر کو۔	۲۲۳	آنا شیخ کا بعد چند سال کے غزنین میں اور زمیں لیکر گدائی کرنا۔
۲۰۰	جواب خر کا روہاہ کو۔	۲۲۴	حکایت درمنی لولاک لما خلقت الافلاک۔
۲۰۱	حکایت ایک زاہد کی جس نے توکل کا امتحان کیا تھا۔	۲۲۵	جانا شیخ کا ایک امیر کے مکان پر گدائی کو۔
۲۰۲	پھر جواب روہاہ کا خر کو اور تحریریں کتب۔	۲۲۹	گردیاں ہونا امیر کا نصیحت شیخ سے۔
۲۰۳	جواب خر کا روہاہ کو۔	۲۳۰	اشارہ ہونا شیخ کو کہ دو برس تو نے ہمارے حکم سے لیا اور دیا بعد اسکے نہ کسی سے لے نہ کسی کو دے۔
۲۰۴	اس بیان میں کہ خبر جو بیان کرے اور اُس کا اثر اُس میں نہ دیکھے تو قابلِ مہم رکھنے کے ہو۔	۲۳۱	جاننا شیخ کا ضمیر سائل کو کہ وہ دن کہے۔
۲۰۵	فرق درمیان سخنِ کامل و اصل سخنِ ناصح مقلد۔	۲۳۲	بیان اس سبب میں جس سے ضمیر دل خلق جانا جالے۔
۲۰۶	حکایت غنٹ کی اور پوچھنا لوطی کا اس سے کہ تیری کمزیریں خنجر کیوں ہو۔	۲۳۳	غالب ہونا مکر روہاہ کا اور عاجز ہونا گدھے کا حرص سے۔
۲۰۷	غالب ہونا مکر روہاہ کا گدھے پر۔	۲۳۴	تمثیل صبر و جماعت میں۔
۲۰۸	حکایت اُس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر میں گھس پڑا۔	۲۳۵	حکایت ایک مرید حریص اور شیخ کی۔
۲۰۹		۲۳۶	حکایت اُس گاؤں حریص کی کہ ہر روز صحرانے حلف دیکھتی تھی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۷	لیجانار و باہ کا خرکوار مار لینا شیر کا۔	۲۴۳	دو پستین کی کر
۲۳۸	حکایت راہب کی جودن کو شمع لیے آدمی کی جستجو میں پھرتا تھا۔	۲۴۴	دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک گہر کو طرف اسلام کے زمانہ بائزید میں۔
۲۴۰	دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک مرغ کو اور جواب اسکا۔	۲۴۴	حکایت موزن بید آواز کی۔
۲۴۲	در بیان شمشاد سلطان بر در گاہ رعن۔	۲۴۶	رجوع بجاکت گہر یا مسلمان دریا میں بائزید۔
۲۴۴	جواب مومن سنی کا کافر جبری کو ثابت کرنے اختیار میں۔	۲۴۷	مثل لانا گہر کا بیان معنی و صورت بائزید میں۔
۲۴۸	اس بیان میں کہ درک و جدائی جیسے اختیار واضطرار اور خشم و اضطبار بجائے جس کے ہو حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں۔	۲۵۰	حکایت اس امیر کی جس نے غلام سے کہا شراب لا وہ گھر شراب کا لایا راہ میں نہا ہر نے گھڑا توڑ ڈالا۔
۲۵۱	حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں۔	۲۵۳	حکایت ضیاء الخ و تاج الاسلام۔
۲۵۲	حکایت جواب جبری اور ثبوت اختیار میں۔	۲۵۴	خبر یا امیر کا اور خشم آلودہ زاہد کے پاس جانا۔
۲۵۴	بیان معنی اشارۃ اللہ کان میں۔	۲۵۵	حکایت بات کرنا دلقک کا سید شاہ ترمذ کو پھر رجوع بہ حکایت امیر و زاہد۔
۲۵۶	بیان معنی جت اقلع۔	۲۵۷	بیان بیطاقتی سالکونین۔
۲۵۹	حکایت اس درویش کی کہ ہرات میں عمید خراسانی کے علاموں کو آراستہ دیکھ کر کہا یہ کون ہیں۔	۲۵۹	جواب امیر کا سفارشیون کو۔
۲۶۲	پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سنی کو۔	۲۶۰	باتھ پائون چرنا امیر کے سفارشیون زاہد کا۔
۲۶۵	رجوع بجاکت آنا و سوال سلطان۔	۲۶۲	پھر جواب امیر کا وسط دفع سوال سفارشیون کے۔
۲۶۸	حکایت تسلی کرنا خلیفوں مجنون کا مجنون کو عشق لیلی سے۔	۲۶۳	در بیان معنی آیہ ان دارا لآخرہ لہی الحيوان الخ۔
۲۷۰	حکایت جو چی کی کہ چادر اوڑھ کر عورتوں میں بیٹھتا تھا۔	۲۶۶	پھر خطاب شاہ کا ایاز کو۔
۲۷۲	فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو شرح چارق۔	۲۶۷	حکایت مہمان و کد خلد وزن کی۔
		۲۶۹	تمثیل فکر و درینہ کی۔
		۳۰۲	حکایت ایک خواجہ اور دھڑکی جس نے دختر کو حاملہ ہونے سے منع کیا تھا۔
		۳۰۴	حکایت صوفی جو غر او گیا تھا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۶	اصحیت مبارز و مکی صوفی کو کہ اب ازانی مت کر	۳۰۶	کے کہ بکرو غوکرون اور چپو کر می سی کو دین -
۳۰۷	حکایت عیاضی کی کہ نوسہ دھم لڑائی میں گئے	۳۰۷	ہونا خلیفہ کا پہلوان کثیر کہ کو اور عقد کر دینا
۳۰۸	بامید شہادت اور شہید نہ ہوئے -	۳۰۸	وہ لڑکا -
۳۰۹	حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانبازی اسکی -	۳۰۹	در بیان آیت بن قہرنا -
۳۱۰	حکایت آتش فی کی کہ اسنے نفس کشی کے	۳۱۰	دینا پادشاہ کا ایک گوہر وزیر کے ہاتھ اور
۳۱۱	ایک درم روز دریا میں ڈالتا تھا -	۳۱۱	پھر کتنے امیر و نلو کہ اسکو توڑو -
۳۱۲	حکایت ایک مجاہد و قتال کی -	۳۱۲	پہونچنا اسس گوہر کا بعد دور ہاتھ میں آیا کہ
۳۱۳	حکایت خلیفہ مصر اور شاہ موصل کی -	۳۱۳	اور بیان کیا ست ایاز -
۳۱۴	دیدن شاہ موصل کا کثیر کہ کو -	۳۱۴	جواب تشنیع امیر دن کا کہ کون توں لیا گوہر
۳۱۵	دو شاہ پہلوان کا موصل سے اور صحبت کرنا	۳۱۵	توڑ ڈالا -
۳۱۶	کثیر کہ ہے -	۳۱۶	قصہ کرنا شاہ کا واسطے قتل امیر ونگے -
۳۱۷	وحیت پہلوان کی کثیر کو واسطے اخلاص راز کے	۳۱۷	در معنی لاضیر اور خطاب فرعون کے سامع ونگا
۳۱۸	پہونچنا ایک شخص کا کسی سے فرق حق و باطل کا	۳۱۸	فرعون کیساتھ -
۳۱۹	در بیان صنعت عقل منکران بعث -	۳۱۹	مجرم چائنا ایاز کا آپ کو اس سفارش میں
۳۲۰	آنا خلیفہ کا پاس اس دن کہ واسطے جمل کے	۳۲۰	اور نہ راس جرم کا چاہنا -
۳۲۱	چننا کثیر کہ یہ صنعت شہرت خلیفہ پر قابل قوت	۳۲۱	فاطمہ الشرح -
۳۲۲	پہلوان کے -	۳۲۲	فاطمہ الطبع -
۳۲۳	عزم کرنا بادشاہ کا بعد و قوت اس خیانت		

بسم الله الرحمن الرحيم
صنعت کائنات کا فضائل و خصال کا بیان

مفتاح کنوز اسرار الہی منشور لامع النور حضرت آکاہی گل گلستان طریقت نثر شاخ حقیقت اسماء



تصنیف تالیف شریف عالم ربانی امیر اسرار سبحانی حضرت مولوی عبدالحی عارف قادری صاحب بی بی بصیرت

کتابخانه مفتاحی فاضلہ واقع کھنویں حسن و خوبی چھپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ شہ حسام الدین کہ نور انجم است و طالب آغاز سفر انجم است و ایضاً و الٰحی حسام الدین راویا و استادان صفارا
 استاد و نگارنده خلیق محبوب کشف و در نمودی حاکماتنگ ضعیف و در بدایت داد منی دایمی و غیر این منطق بے
 شکست و محمی و لیک القدر باز آن صغیر نیست و چاہ کنون آب روغن گرد نیست و شرح توغیب است بر اہل جہان و ہجور
 عشق و ارم و رہبان و مدح توصیف است باز ندانیان و گویم اندر معجز و حانیان و مدح تعریف است و تخریق حجاب غار است
 از مدح و تعریف آفتاب و مدح خورشید مدح خود است و کہ دو چشم روشن نام درست و دم خورشید جہان دم خود است
 کہ دو چشم کو روتا ریک و بدست و اللغات سفر کتاب نامہ کشف ضد لطیف سطر و تیرہ آب روغن نکلف کرنا تخریق
 بارہ کرنا مبداء الغم رمد کردہ شدہ و رمد و فحشیں سرخی چشم المعنی فرماتے ہیں بادشاہ حسام الدین کہ نور انجم کا ہر قسمی آفتاب
 اس واسطے کہ نور ستاروں کا اسی سے ہوا اب وہ طالب اس بات کا کہ سفر انجم اور سفر انجم شروع کیا جائے لہذا مخاطب
 ہو کے کہتے ہیں کہ ایضاً و الٰحی حسام الدین تو ایک شخص دادے سخی و جوان و ہوا و استاد و صفا کے ہیں کہ ان سے لوگ
 صفا کی تعلیم پاتے ہیں ان کا استاد کیا کروں اس مخلوق پر پردہ پڑا ہو اور کشف و تار یک موٹی سمجھ وائے بے بصیرت ہیں
 اور خلق انکے سنگ ضعیف جنہن بات کی گنجائش نہیں در این بحر اٹھیں گی یہ بات انہیں نہ ہوتی تو تیری مدح میں حق
 معنی کا ادا کرتا اور سوا اس گفتگو کے کسی بات میں لب نہ کھولتا اب مجبور ہوں القدر کا مولا نہیں کھا سکتا بجز اسکے اور
 کیا میں آتا ہوں کہ آب روغن گردن یعنی نکلف شرح تیری صفت کی اہل جہان پر پوشیدہ ہوا وین اسکو مثل بار عشق کے
 اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں کہوں تو کس سے کہوں یہ اہل دنیا کو جو بجا دنیا سخن کے زندانی ہیں انہیں کہتے ہیں
 آگاہان معجز روحانیون میں کہوں کہ وہ فرشتے اور اہل اللہ ہیں مدح تعریف ہی تو ہے یعنی کسی کو کسی کی ذات و صفات سے

شنا سا کرنا اور تخریق حجاب کہ وہ پردے بچاڑنا ہی جو ممدوح اور سامع کے درمیان میں ہوتے ہیں سو تو آفتاب ہنر
تعریف و تخریق سے فارغ ادنیٰ اعلیٰ سب آفتاب کو جانتے ہیں اور وہ بذات خود ظاہر باہر گیس درحقیقت جو کوئی
ملح آفتاب کا ہی بنا ہی ملج ہی یعنی جتنا تا ہی کہ میری دونوں آنکھیں روشن ہیں رمد رسیدہ نہیں ہیں کچھ آفتاب پر
احسان نہیں ہوا ایسے ہی جو کوئی مذمت آفتاب کی کرتا ہی اپنی مذمت کرتا ہی بتاتا ہی کہ میری آنکھیں اندھی و مری و
تاریک ہیں ہر کوئی کیگا کہ اسکو آفتاب سی شے نہیں سو جھٹی قولہ تو بخشنا ہر کسے کا نذر جہان بذات خود آفتاب
کا مران بتا ندش پوشیدہ ہی از دید ہا بذات طراوت دادن بوسید ہا بذات نور و یورش مانند کاست بذات دفع جاہ اور تائب
خاصست بذات ہر کسے کو حاسد کیہاں بود بذات خود مرگ جاویدان بود بذات قدر و بگذشت از درک عقول بذات عقل و شرح شما
بوالفضول بذات عجز از آمدن عقل از بیان بذات عاجزانہ جنبشے باید دران بذات شینا لایدرک کلمہ اعلم ان کلمہ لایترک
اگرچہ نتوان خورد طوفان سحاب بذات توان کردن تبرک خورد آب بذات دریا را اگر نتوان کشید بذات ہم بقدر تشنگی یا پیشہ
زائر اگر بی نیاری در میان بذات درکارا تازہ کن در قشر آن بذات نقیض نسبت بقدر نزدیک بذات پیش دیگر مغربانیکست
نیک بذات اللغات عقول جمع عقل و نیز مراد از عقول عشرہ کہ وہ دس فرشتے ہیں عقل اول و عقل ثانی ایسے ہی
ما عقل عاشق حکما کے نزدیک خالق جملہ اشیا کے ہیں المعنی ادب کے کلام سے جو کہ نسبت ذم کی طرف ممدوح کے
مترشح ہوتی ہی کہ جب ایسا شخص ہو تو اسکی ذم کون کر لگا اسکی نفع میں فرماتے ہیں کہ اکثر جاہ و مراتب الون کے کسی قسم کا جاہ ہو
حاسد ضرور ہوتے ہیں بس ای ممدوح تو سپر رعم کر خوش جہاں میں حاسد آفتاب کا مران کا ہی کا اشارہ ممدوح ہی سے پہچلا
کوئی آفتاب کی کامرانی میں خلل ڈال سکتا ہی یا اسکو کوئی لوگوں کی آنکھوں سے چھپا سکتا ہی اور وہ جو ہر کہنہ بوسیدہ کو
طراوت بخشنا ہی کیا اسکو پوشیدہ کر سکتا ہی یا اسکے نزدیک سے کچھ گھٹا سکتا ہی یا اسکا کوئی جاہ کھونے پر آمادہ ہو سکتا ہی
او ممدوح تیری قدر تو ایسی ہی کہ عقول عشرہ کے درک سے باہر ہی پھر کسی کی عقل تمہارے بیان میں سوائے بوالفضیل
ہونے کے اور کیا ہو آب فرماتے ہیں اس بیان سے اگرچہ عقل عاجز ہو لیکن مثل عاجزون ہی کے کچھ جنبش تو اس میں
خروج چاہیے جیسا کہ کہا ہو ان شینا لایدرک کلمہ اعلم ان لایترک کلمہ تحقیق جس چیز کو کہ پورا پورا نہ پاسکے تو جانے
کہ بالکل اسکو چھوڑ دینا بھی نہیں چاہیئے مثلاً اگر ابر کے طوفان کو بالکل نہیں پی سکتا تو بقدر خوراک کے ترک کرنا بھی نہیں
بہتر ہے یا اگر آپ دریا کو کلی نہیں سوک سکتا تو تشنگی کے موافق ہی پینا چاہیئے ایسے ہی اگر ادا گو تو درمیان میں نہیں
لا سکتا ہی تو اسکے پوست ہی سے لوگوں کے درک کو تازہ کر اگرچہ ہمارے نطق و گوئی ان نسبت تیرے تو پوست
ہیں لیکن اور لوگوں کے سامنے نہایت ہی اچھے مقرر ہیں قولہ آسمان نسبت بعرض آمد فروغ قدر و بعلیست
پیش خاک تو دین بلکیم وصف تو نامہ بر مذہب پیش اذان کونوت آن حسرت بر مذہب نور حق و بجہی جذب جان چلق
و عظمت و ہند و گمان و شرط و عظیم ست و تا این نور خوش و گواہین بید یگانہ بر سر کش و نور یا بستعد تیز گوش

گو نہ باشد عاشق ظلمت جو موش بہ نور میکش اے حریف تیر کوش بہ گزہ چون موش و ظلمت کا کوش پشیمست چہمانیکہ شب جولان
کنندہ کے طوافت کعبہ ایمان کنندہ نہ کہمتاے مشکل باریک شدہ بند طبع کو ردین تاریک شدہ تابہ اراید نہر راتار و پودہ
چشم درخورد شدہ نتواند کشودہ پنجو نخل بر نیار و شاخا نہ کہ موشانہ زمین سوراخا نہ اللغات تجاذب بسیار کشندہ المعنی
یہ معنی شعر کلام صدر کی نظیر ہو کہ آسمان نسبت عرش کے بہت ہی پست و فرو و پورہ خاک تودہ کی نسبت نہایت ہی
عالی و بلند ہو آب میں بھی بنظر ان خیالات کے تیرا وصف کردن تو لوگ سراغ معنی کا لگائیں قبل اس سے کہ یہ امر عظیم
اُن سے فوت ہو یعنی معنی سے بہرہ ور ہوں اور حسرت ایجا بین جی کی جی میں رہ جائے چنانچہ فرمایا کہ تو نور حق کا ہر اد جان
تیری جذبات حق کی خلوق و ہم و گمان کی ظلمت میں پڑی ہو اس سبب اسکو نہیں سوچتا آب شرط العظیم کی یہ کہ تیرا نور خوش
ان بیدیدون کی انگلیں سرمہ لگا دے تا انگلی تیری عظمت و بزرگی سوجھے پھر کہتے ہیں یہ تو سب کچھ ہو کر تو بھی تو وہی ہوتا کہ
جو استعداد والا اور تیر کوش ہو اور موش کی طرح عاشق اندھیرے کا نہو اگر اے حریف تیر کوش تو موش کی طرح نہیں ہو تو
نور کھینچے جا جہا تک ہو سکے جذبہ ظلمت میں مت کوشش کر ایسے کہ جو سمت چشم میں رات کے دوڑنے
پھر نہ دے وہ شعلہ ایمان کا طواف کرتے ہیں نہ کہتے تو مشکل باریک ہیں اور جو کو ردین ہیں اُنکے بند طبع تاریک پھر
اُنکو کیسے سوچیں بس جب تک وہ اپنے علم و ہنر کا مانا بانا نہ درست کرینگے آفتاب کی طرف اُنکو نہیں کھول سکتے اور جھوٹ
موش کی طرح زمین میں سوراخ بنائے ہیں وہ مثل نخل کے شاخ و برگ سے کب سرسبز ہو سکتے ہیں اور مقامات
عالیہ شاخ و در شاخ کو کمان ہو تیغ سکتے ہیں

و معنی آئیہ کریمہ فخر بے من الطیر فصر ہن الیک پس ے تو چار پرند پھر ملا تو اُنکو طرف اپنے

قول چار و صفت این بشر ادا دل فشا نہ چار بیخ عقل کشہ این چارہ تو خلیل و معنی او خوشیدیش نہ ایچھا را طیار رہن را
کبش زانکہ ہر مرغی از ہما ناغوش نہ ہست عقل عاقلانہ ایدہ کش نہ چار و صفت تن جو مرغان خلیل بسمل ایشان ہجا نہ بسیل
اخیلیل اندر خلاص نیک بد نہ سر بر شان تار ہد ہا ہا ز سد نکل توئی چکاگان اجزای تو نہ بر کشا کہ ہست پاشان یابی تو نہ از تو عالم روح
زاری میشود نہ پشت حدشکسوا می میشود نہ زانکہ این تن شد مقام چار و نہ نام شان شد چار مرغ فتنہ جو نہ خلق را گر زندگی خواہی
ابد نہ سر بر این چار مرغ شوم بد نہ باز شان زندہ کن از نوع و گر نہ نباشد بعد از ان زایشان ضرر نہ چار مرغ معنوی
راہزن نہ کردہ اندا نہ رسول خلقان وطن پہ چون امیر مملکہ و لہما شوی نہ اندرین دوران خلیفہ حق توئی نہ سر بر این چار
مرغ زندہ را نہ سرمدی کن عمر ناپایندہ را نہ اللغات چار بیخ تو عے از تعذیب اور چار بیخ سے ہاتھ پاؤں بانہ جانا
فشار فشار و ن سے مٹھی یا پاؤں سے کسی چیز کو دبانا پھوڑنا بسیل وقت مراد وقت سے المعنی یعنی چار و صفت
جو قریب نہ کہ ہو گئے آدمی کا دل دبا نہ پھوڑنے دے ہیں اور اسکی عقل کے لیے چار بیخ کہ ہاتھ پاؤں اُس کے
اس چار بیخ سے بندھے ہوئے ہیں یا اسنے عذاب میں پڑا تو آخر شید و ش جو کنا یہ حسام الدین سے ہی اپنے وقت کا چچ

بیکار نہیں گویا اُسے احکام الہی سے سوائے حکم کلو کے اور کچھ سنا ہی نہیں یا جیسے لکھ کر کسی کاکھیران کرتا ہو اور جلدی جلدی جو کچھ بٹا کر اپنی تحریر میں بھرتا ہو کچھ اچھا بڑا ہاتھ آتا ہو اپنی انبان میں ٹھونسنا چاہے موتی کے وانے ہوں چاہے جے کے دانے اس خوف سے کہ ایسا نہ دوسرا باغی آجائے اور وہ اپنی گون میں خشک تر چوبائے بھرے یا اس خیال سے کہ وقت تنگ ہو اور فرصت تھوڑی اور دل پر اس کے خوت باغی کا چھایا ہوا بس جو کچھ اسنے پایا اپنی نفل میں بایا اور اس بیوقوف کو اپنے بادشاہ پر بھروسہ نہیں ہے یہ اسی خیال میں ہے کہ ایسا نہ کوئی طمع آجائے لیکن ہوس اُسی کے بھروسے پر ان دالوں کو لٹسا ہے اس لیے آہستگی و درنگ سے لٹسا ہے وہ بخت ہے اس بات سے کہ یہ تجھ سے جاتا نہ رہے اور نیز باغی سے اس واسطے کہ وہ غالب ہونا اپنے بادشاہ کا دشمن پر خوب بیچتا ہے اور اس بات سے بھی بخوف ہے کہ میرے کوئی خواجہ تاش نہ آجائیں اور میرے مزارم ہوں اور میرا نفع مجھے لچائیں اُسے اپنے بادشاہ کے عدل کو دیکھا ہے جیسا کچھ کہ عدل کا ضبط لشکرین ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا اس سبب سے مؤمن بہت سی دوڑ دھوب نہیں کرتا ساکن ہوتا ہے اور اپنے حصے کے فوت ہونے سے جو اسکا بادشاہ نے مقرر کر دیا ہے بغیر لاجرم وہ قائل و صبر و شکیب کھتا ہے چشم اسکی سیر ہو اور یقین اللہ ہی اور پاک حبیب اس واسطے کہ یہ قائل پر تو حزن سے ہے جیسا کہ فرمایا التانی من الرحمن والتعجیل من الشیطان تامل خدا تعالیٰ سے اور شتابی شیطان سے موافق اسی کے مولانا نے فرمایا کہ شتاب جنبش شیطان سے ہے اس سبب کہ شیطان اُسکو محتاجی سے ڈلاتا ہے اور اُس کے حجب و باریکداری کی کو خیرین بنا کر اس قول کو ہمارے تو قرآن شریف سے سُن لے الشیطان ابداً یقر شیطان فی عین فقر کلمتہ کرتا ہے اور فقر شدید سے ٹکو دھکتا ہے تاؤ نہ ہر ایک نے بھلا دیکھے چوبائے کھاجائے اور چوبائے جلدی سے لچائے اس وقت میں جھکوں نہ ہوتے ہیں تامل خیال ثواب لاجرم کا فرمایا کہ انا کھانا ہے جتنا کہ سات پیٹ والا کھائے لہذا دل بھی ریک لاغز اور دین بھی تاریک لاغز البتہ پیٹ خوب مٹا اور سطر اس حکایت میں جو ذکر جاری مرغ اور حضرت خلیل کا ایراد فرمایا ہے مختصر وضع کی ہے کہ حضرت خلیل نے سب جلیل سے عرض کی تھی کہ اے رب میرے مجھ کو دکھا دے کہ تو حشر کے دن کیسے مردے زندہ کرے گا کہ کیا تو ہر پیران میں لایا کہ کیا کین نہیں لیکن میرے دلوں میں ان ہو جائے کہ اچا پر نہ لے لے اور ان کو اپنے اوپر خوب ہا بس اُنھوں نے ایسا ہی کیا پھر عرض کی حکم ہوا اُن کے پر پر ز گوشت ہڈی سب کو کھائے اُن کی چار گولیاں ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے اور پھر کسی کو چار دن تک بلا بھر دینا نیلے چار دن گولیوں سے ریشہ ریشہ اُس پر نہ کاٹکے اور درست ہو کے یہ بلائے نہیں پاتے تھے کہ وہ مرتب ہو کے انکے پاس آنا فائزین پہنچ جاتا تھا چنانچہ آیر کر یہ اذ قال راہیم رب انی کیف تجی لموتی قال ولم تو من قال ربی کن لطفین قلبی قل فخر ابنت من لطفی فصرن الیک ثم جعل علی کل جبل من من جزا ثم اوجمن یا ینک سعیا اسی پر تفسیر ہے اور ترجمہ بھی اسکا اوپر کے بیان میں مذکور ہوا اب اس قول پر اپنے کہ کافر سات بطن میں کھاتا ہے موافق حدیث شریف کے نقل ابجدی مذکور فرمائی

الحديث الکافر یا کل فی سبعۃ اصحاء والمومن فی واحد

قولہ کافران مہمان پیغمبر شدند و وقت شام ایشان مسجد آمدند و کامیم اسے شاہ ماہ بجا مقبولے تو

مہماندار ارکان افق بنیادیم و رسیدہ ماز دور بہین میفشان بر میرنا فضل نور بہ رویار ان کو آن سلطان ہوا و دستگیر جسمہ
شاہان عبادہ گفت ای یاران من قسمت کنید کہ شما پر از من بخوی منید پر بود اجسام ہر لشکر شاہ بہ زبان زنتگان تیغ بر اعدا
جاہ بہ تو خشم شد زنی آن تیغ ما بہ ورنہ بر او خان چہ خشم آید ترا بہ برادر سیکنا ہی میرنی بہ عکس خشم شاہ گزودہ فی بہ شہر کی جان ست
لشکر و اندوہ روح چون آبست این اجسام چو آب و ج شاہ چون شیرین بود چمکی جو با پر کتبش بود کہ خست دین شد اندوہس بہین
فرمود سلطان عیس شہر کی یاری کی مہمان گزودہ در میان بدیک شکر دفت و غنیہ بہ جسم منجی دشت کسل و انہر و نہ ماند و مسجد چو اندر
جام دروہ مصطفیٰ بروش چو و اما اندازہ بہ بہ ہفت بز بہ شیر دہ اندر رہ بہ کہ مقیم خانہ بودندی بزبان بہ ہر دو شیدن ہلای دشت خوان
نان و آش شیر آن ہر ہفت بز بہ خوردان بوقط عوج این غز بہ جملہ اہلیت خشم کو شدند کہ ہمہ در شیر بطامع بدندہ معرکہ طلی خوا
ہم چون طبل کردہ قسم ہفدہ آدمی را بخوردہ اللغات ضعیف بزرگ جتہ غز باضم ایک قوم ہر کون سے غارتگر لطفی چند کافرا یک
مہمان حضرت پیغمبر کے ہوے اور شام کے وقت مسجد میں آئے اور کہا ای شاہ تم مہماندار تمام اہل عالم کے ہو تو بھی آپ کے مہمان
آئے ہیں ہم محتاج مفلس ہیں دور سے چلکے آئے ہیں آپ ہمارے سر پر نور فضل کا بٹو میں فضل اور مقلوب ہو بس وہ سلطان کہ ہم جو دستگیر
تمام پادشاہوں اور مخلوق کے تھے یا رنگی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ایار وانکو با ہم تقیم کر لو ہوا سطل کہ تم محصل و میری خو سے بھرے
ہو کہ گویا میں تم میں سکایا ہوا ہوں جیسے ہر لشکر کا جسم پادشاہ سے بھرا ہوتا ہے اسی سبب سے تو جو دشمن کسی جاہ کا ہوتا ہے اس پر تیغ زنی
کرتے ہیں تو جو تلوار میں لوگوں کے مارتا ہے وہ سب تیرے بھائی تو ہیں کیسے آپ ہر جگہ غصہ نہ کر و غصہ پادشاہ ہی کا ہر جہنم سما گیا ہے
خیال تو کر اپنے بھائی سیکناہ پر کیسا گز بھاری دہ منی چلا تا ہی عکس باں دشاہ ہی کے غصے کا تو تجھ پر ہی پادشاہ تنہا ایک کیسا جان ہے
اور لشکر اس سے بھرا ہوا ایسی ہی روح مثل پانی کے ہوا و جسم مثل نہر کے اگر پادشاہ کی روح کا پانی شیرین ہے تو تمام نہر میں
اب خوش سے بھری ہوئی ہیں اس واسطے کہ رعیت پادشاہ کے دین پر ہوتی ہے اسی سے ہی آنحضرت نے جو سلطان سورہ عیس قول
کے ہیں فرمایا ہے کہ الناس علی دین ہوں کہم آدمی اپنے پادشاہوں کی وضع اور روش پر ہیں بس موافق حکم آنحضرت کے ہر ایک پادشاہ
ایک مہمان چھانٹ لیا ان میں ایک شخص بیٹھا اور سکرش تھا اور بڑا بزرگ جتہ ضعیف اسکو کوئی نہیں لیگیا یہ مسجد میں ایسا لیگیا
جیسے پیالے میں گاد کہ صاف پی لیتے ہیں گاد چھوڑ دیتے ہیں جب سب اسکو بیٹھا دیکھکے چھوڑ دیا تو آنحضرت اسکو لیکے
اور اسوقت میں آپ کی بکریوں میں سات بکریاں دودھ دیتی تھیں اور گھری پرستی تھیں تا وقت خوان دوہی جائیں ہر مہمان
جتنی روٹی اور سالن تھا اور ساتوں بکریوں کا دودھ سب کھا گیا آدمی کا ہیکہ تھا قوط کا باب تھا کہ قوط بھی دوسرے کو کچھ نہیں
چھوڑتا یا عوج تھا جسکی جسامت اور درازی قامت کی مشورہ یہاں بن غر تھا ای لہ کہ سارے گھر کا کھانا لوٹ کھایا یہ حال
دیکھکے سب لوگ گھر کے ختم آو ہوئے کہ ان بکریوں کے دودھ کی سب سید رکھے تھے معہ طبل خوار نے معہ کو طبل بنایا
اور سترہ آدمیوں کا کھانا خاص وہ اکیلا کھا گیا قولہ وقت خفتن رفت درجہ نشست بس کینک ارغضب را بہست
از بعد از چھوڑا دنگنہ کہ زو بنگنہ در دستہ گبر از نیم شب تا صبح ہمہ بس تھا خدا آمد و در شکمہ از فراش خویش سوی در شافت

دست برد چون نہاد او بست یافت نہ در کشادن حیلہ کرد آنحیلہ ساز بنوع نوع می نہ شد و هیچ باز نہ شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ بنامند او حیران و بیدرمان و دنگ بنحیلہ کرد او خواب اندر خرید بنخویش را در خواب در ویرانہ دید بنانکہ ویرانہ بد اندر خاطرش بنشد خواب اندر ہما نجام نظرش بنخویش در ویرانہ خالی چو دید بنادچنان محتاج در ورم بریدہ گشت میلہ بدیدہ آنجامہ خواب بنہر حدت دیوانہ شما را اضطراب بنزاند رول او بر کرد صد خردش بنز چنین سوئی بچاک پوش نکفت خود بدتر از بیداریم بنہ خرم ز انسان زنیسان می ریم بنانگ میزد و ابثور و ابثور بنچو جان کافران در قعر گور بنظر کر کی شود این شمشیر تا در آید از کشادن بانگ در بنہ تا گر نرزد او چو تیری از کمان بنانہ بینہ بچکسل در چنان بنقصہ بسیار ست کوتہ میگویم بنار شدگان در رہیدار زد و غم بنالغاث فراش بستر شور و خمران و ہلاکت و کمالی معنی یعنی بجایکے جو سونے کا وقت ہو و چون جائے بچھا چھو کری کے غصے کے مارے کہ سب کھانا کھا گیا تھا دروازہ بند کر دیا یعنی باہر سے نہ بیخوڑا لدی اسلئے کہ اس سے غصے میں بھری ہوئی اور در و منہ بھی اب اس گبر کا یہ حال کہ آدھی رات سے صبح تک نہایت ہی تقاضا یعنی دست کی حاجت اور پیٹ میں درد شروع ہوا تا چار بستر سے اپنے دروازے کی طرف ڈٹا جب دروازے پر ہاتھ رکھا دروازہ بند پایا لاجرم اس حیلہ ساز نے اس کے کھولنے میں تم قسم کے حیلے کیے مگر دروازہ مطلق نہ کھلا اب اس پر ایسا تقاضا بر تقاضا ہوا کہ کھر کا رہنا دشوار ہو گیا اور حیران و دنگ تھا کوئی علاج نہیں بن پڑا تھا مجبور اپنے دل کو اور خیال میں ہلما کے پھر سو رہا خواب میں دیکھا کہ میں میرے میں ہوں اس سبب کہ میرے کا خیال دل میں جا ہوا تھا وہی ویرانہ خواب میں بھی نظر آیا جب اس نے ویرانہ خالی خواب میں دیکھا بس میرے کا تو محتاج ہو ہی رہا تھا ویرانہ خالی پاتے ہی فوراً گت یا اب جاگا تو دیکھا اور حنا بچھو نہا سب کہ میں بھرا ہوا دیکھنے شدت اضطراب سے دیوانہ ہو گیا اور دل سے سیکڑوں شور اٹھے کہ کیسی سوئی ہوئی جسکو چھپا نہیں سکتا کما خواب میرا میری بیداری سے بدتر ہے کہ بیداری میں اُس قدر کھایا اور خواب میں ایسا ہنگامہ اُٹھاتا و ابثور و ابثور یعنی ہاسے مرنے گیا بجائے بیداری کے جیسے کافر گور کے گڑھے میں پڑے و ابثور کہیں گے اس شور کو ایک تن میں صاف شور لکھا اور جو جمع شہر کی ہی معنی آبلہ و ابثور کے معنی ہلاکی و حیران اب شور کے معنی سچکھ جنہوں نے لکھا ہی چسپان کر لین تو ہم بھی بان لین اور جو شور کے معنی واسے لکھے ہیں خلاف لغت ہیں اور معنی الفاظ واسے موجود انقضائے صلیت کا منتظر تھا کہ کب رات تمام ہوئے جو دروازہ کھلنے کی آواز آئے تو ایسا ہلکا گ جائے جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہو اور ایسے حال میں اُسکو کوئی نہ دیکھنے پائے اب مولانا فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تو بہت ہی میں سے مختصر کرتا ہوں کہ دروازہ کھلا اور

یہ درد و غم سے چھوٹا

کھولنا پیغمبر صلح کا در حجرہ اور چھب جانا ناشر منہ نہو
--

قولہ مصطفیٰ صبح آمد و در کشادہ صبح آن گراہ را اوراہ داد و بد در کشادہ گشت نہمان مصطفیٰ تا نگو دشمر ساران بتلایا تا بدون آید و دو گستاخ او بنامہ بیند در کشا را پشت و رو بنامہان شد و پس دیوار یا بنامہ انوشن پوشید و اماں خدایا

صیغۃ اللغات کہ پشیدہ کنندہ پر وہ بچپن بران ناظر تندہ تانہ بینہ خیم را پہلوی خویش بہ قدرت قادرین بیشست پیش مصطفیٰ
میدید احوال شیش بہ لیک کٹنغ بود فرمان ریش بہ تاکہ پیش از خط بکشاید ہی بہ تانہ قدران فضیلت در جہی بلیک حکمت بود
آسمان بہ تانہ بیند خوشن را او چنان بہ بس عداوتہا کہ ان یاری بود بہ بس خرابیہا کہ مخاری بود چو نیکہ کا فر بابا بکشادہ دید
حمز ملک انہین برین جید بہ جامہ خواب پر حدت را از فضول قاصدا آورد پیش رسول تکیہ چنین کردہست مہانت بدین بنخندہ زودتر
للعالمین اللغات صیغۃ اللغات ودین محمدی خط بافتح ششہ خط اسود سیاہی شب خط ابریش روشنی صبح المعنی یعنی وہ کہ تو
اپنے اہل میں تھا صبح کو حضرت مصطفیٰ نے اگر دروازہ کھول دیا اور اس کو راہ دیدی اور دروازہ کھول کے آنحضرت جیپ گئے
تا وہ مبتلا شہر منہ نہو بہر نکل آئے اور پیدھڑک چلا جاسے اور در کشاکی نہ پشت دیکھے نہ رو دیکھے یا خود بدولت دیوار کی آئین
ہو گئے یا اس سے انگودا مان خدا نے چھبایا کبھی ملت محمدی جو رنگ خدا کا ہے اے پشیدہ کرتی ہزار بچپن ایک برودہ اسکے دیکھنے لگا
پورا تا ہوا دشمن کی گرجہ پہلو میں موجود ہو لیکن بیکر نہ سکے اور یہ کیا قادر مطلق کی قدرت اس قسم سے بہت ہی بہت ہر صیغۃ اللغات
اسکے جرات میں گذر اسبب دیکھتے تھے لیکن فرمان رب کا مانع تھا بابرین خاموش رہے آسواستہ کہ خط ابریش سے قبل شلی
راہ کھول دین کہ مبادا اس سوانی سے کسی چاہ میں نہ گر پڑے اور خاص حکمت امر آسمانی میں بھی کہ وہ ایک اہل حال میں دیکھ لے
ہو تہی دیکھو بہت عداوتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انہین یاری ہوتی ہے اور بہت خرابیوں میں آبادان کاری کا حاصل جیسا کہ فرمودہ راہ
کھلا دیکھا آہستہ آہستہ اپنی گھات سے جو دروازہ کھولنے کی تھی لکھا اسکے کپڑے خواب کے جو گندگی کو دتھے ایک فضول آپ کے سامنے
لایا جسے حضرت واقف تھے اسنے یہ زیادتی اپنی طرف سے کی جو جانی ہوئی بات کو بتایا اور کہا کہ تمہارے ہمان نے یہ کیا ہوا آپ
کہ رحمۃ اللعالمین ہن یہ سکرینے قولہ کہ بیاد طرہ اینجا بہ پیش بہ تابشوم جملہ را بادست خویش بہ کسی می جست کہ بہر خدا جا
ما جسم ما قران ترانہ تابشوم انجست را تو جملہ بہ کار دست این کار جان دل ہوا تو کہ مرا حق عمر خواند پس خلیفہ کو دو بر کسی نشانہ
ماری خدمت تو نہ نرم بہ جو تو خدمت میکنی پس لکیم بہ گفت سے دائم و لیکلین عیتست بہ کا نہ رین شستن بخوشیم حکیتست بہ منتظر
بودن کہین قول نیست بہ تائید اید کہ این سطر حبیبست بہ ادجائی شست آل احداث را بہ خاص امر حق نقیہ و ریاء کہ دانش میگفت این با
کو بشو بہ کا نہ اینجا بہست حکمت تو بہ اللغات مگر ہا لکس کتابہ وغیرہ کہ طہارت المعنی یعنی جہنم کے فرمایا کہ آفتاب لاؤ کو اسکو
میں اپنے ہاتھ سے دھوئے نہ کوئی دوز آتا تھا کہ خدا کے واسطے ہمارا جسم و جان ہمہ قربان ہو تم اسکو چھوڑ دو ہم اسکو دھوینگے
یہ کام تو ہاتھوں کا ہو نہ جان دل کا اور تم جان و دل ہو مگر خدا تعالیٰ نے تو کہ کہا اور کیسے پیار سے تمہاری عمر کی قسم کھائی کہ
اپنا خلیفہ کر کے کرسی پر بٹھایا ہم تمہاری ہی خدمت کیوں سٹے زندہ ہیں جب تم خدمت کرو تم کس کس کے ہیں کہ آیا یہ سب
میں جانتا ہوں ایسے ہی ہیں لیکن یہ ایک وقت خاص ہے اور میرے اپنے اس موعوے میں ایک بڑی حکمت ہے جسکے سب لوگ
منتظر ہوئے کہ یہ قول نبی کا ہو دیکھیے کیا اسرا اس سے ظاہر ہو اور آپ بڑی کوشش و محنت سے اس احداث کو دھو رہے
تھے اور خاص امر حق سے نہ تقلید و ریاء سے کسواستہ کہ دل انگاہی کستا تھا کہ اسکو تو ہی دھو کہ اس موقع میں

حکمت تہ درتہ ہر لوٹنا اُس کافر کا اور دیکھنا آنحضرت کو وہ گندگی دھوئے

قوله کافر کا پیکلے بڑا یادگار یہ یاد دیدار و کشت ادبیترا کہ گفت آن حجر کہ شب جادو شتم ہیکیل آنجا بنیہ گشتیم تا کہ جب شمش
 بود حرصش شرم برودت حرص از در ہاست فی چیز نیست خوردنہ از پیہ ہیکیل شتاب اندر ویدہ در وفاق مصطفیٰ و آن حال بدین کان
 ید اللہ آنحدث را ہم بخود خوش ہی شویہ کہ دورش چشم بدہ ہیگلش از یاد رفت و شد پدیدہ اندر و شوری کریمان دریدہ مینو داد و دست
 را برود سرکہ را میگوشت بر دیوار و درتہ آنچنان کہ خون زینبی و سرش بندہ روان و رحم کو آن بہترش نعر از خلق گردانہ برودنہ گویان
 ایہا الناس! حذر دہ مینو دا بر سرکہ ایہی عقل سر مینو دا بر سینہ کا و پیتور بر بنجہ میگو دا کہ ای کل زمین بہ شمسارست انقوا میں
 جز مینو دا کلی خاضع امر و فی بنہ منکہ جزوم ظالم دلہ و غوی بنہ کو کہ کلی خوار و لرزان نہی بنہ منکہ جزوم در خلاف و در سبق اللغات
 ہیکیل حامل تل تویہ و صورت یادہ گم شدہ شہین بالفتح ناچیز لہ بالضم جمع الکرہ تر المعنی اُس کافر ناچیز کے پاس ایک ہیکیل کیسی
 نشانی تھی دیکھا تو وہ نہیں ہوا سکو گم شدہ جان کے نہایت ہی عجیب ہوا خیال کیا کہ وہ چہ جہان بات میں ہاتھا بھول کے دہن چھوڑا
 اگرچہ رات کے معاملے سے شرمندہ تو تھا لیکن حرص نے شرم اُسکی گھودی اسلئے کہ حرص کچھ ایسی سی چیز نہیں ہوا ایک تہ ہا بزرگ ہر
 غرض اُس ہیکیل کے واسطے جلدی سے دوڑا آنحضرت کے مکان کی طرف اور یہاں آ کے یہ حال دیکھا کہ وہ ید اللہ اُس صحت کو خود اپنے
 ہاتھ سے خوش خوش دھو رہے ہیں کہ خدا انسے چشم بدور رکھے یہ دم کھلے ہیکیل تبھول گیا اور ایسا شور مچا کہ پیدہ ہوا کہ گویا نیا
 پھاڑا لادون ہاتھوں سے اٹھا اور سر پٹیا تھا اور دیوار دور سے ٹکر بن مارتا تھا ایسا کہ ناک سر سے خون نکلنے لگا یہاں تک
 کہ آنحضرت کو بھی رحم گیا ایسے نعرے مارتا تھا کہ لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے سب کہتا تھا ای لوگو میرا حال کیوں اور خوف کرو
 کبھی سر پیٹ کے کتا تھا کیسا تو ہیقل سر ہو کبھی سینہ کوٹا کہ کیسا تو بے نور سینہ ہر سجدہ کر کے کتا تھا کہ کل زمین کے کہ ساری
 مخلوق تھا رہے ہی اجزا میں یہ جزو ناچیز کہ میں ہوں تھے نہایت شرمندہ ہوا اس سبب کہ تم کل ہو کے اسے حکم سے ڈرتے ہو لو میں
 کہ خود ہوں ہوا ایسا ظالم اوکراہ اور ہکا ہوا کبھی کتا تھا کہ تم ہا و صفت کل ہو نیکی ایسے خدا کے سامنے آپکو خوار بنائے ہو
 اور اُس سے لرزان و ترسان اور میں جزو ہو کے ایسا اُس سے خلاف اور بڑھا ہوا قولہ ہر زمان میگرد و بر آسمان بن کہ مذام
 روی این قبلہ جہان بہ چون نذر یردن بلزید و طیبہ مصطفیٰ اش در کنار خود کشیدہ ساکنش کر دو بسے بنوختش و دیدہ اش لادو
 بباد اشناختش تا ناگزید ابر کے خند و چین تا ناگزید طفل کے جوش و لبین طفل کیروزہ ہمیدانہ طریق بن کہ بگریم تا رسد ایش شفیق و تومیدانی کہ
 دایہ و ایگان بن کہ دہے کہ یہ شیرت رایگان بہ گفت فلیسکو اکثر کو شدا شہ تابریزہ شفیق فضل کردگار گئے ابرست و سوز آفتاب بہ ستن دنیا
 ہمیں دور شتہ یاب بن کہ بنودی سوزہ و اشک بڑے کے شدی ہسام بازفت و سطرش کے بدی حور میں ہر چار فصل بن کہ بنودی میں لفت
 این گریہ اصل بہ سوزہ و گریہ ابر جہان بخون ہمیدار دہماں را خوش لہان بہ آفتاب عقل در سوز دار چشم را چون ابر اشک فروزا
 اللغات استن جمع ستون چار فصل گری جا رہے خریف المعنی ہر دم وہ گریختہ آسمان کی طرف کرتا تھا کہ میں اس قبلہ جہان کی

جانب متوجہ کیوں نہیں ہوں جب حد سے زیادہ لڑنا پڑتا تو حضرت مصطفیٰ نے اُسکو آغوش میں لیا اور چپایا اور بڑی نوازش کی اور دیدہ معرفت اُسکو بخشے آپ مقولات اُنکے ہیں دیکھو حضرت نے اُسکے رونے پٹینے سے کیسی نوازش کی بس ایسا ہی حال ہو کر لو جب تک ابرہہ نہیں روٹا چہ نہیں کھلتا اور جب تک بچہ نہیں روٹا وہ دھنیں چوڑا کرتا اور خدا اُسکو توسیع کر ایک دن کا بچہ کیسی راہ شیر ملنے کی جانتا ہو کہ روٹو لگا تو دایہ شفیق معلوم کر کے دودھ دے گی اور بھوکا بھیکگی تو یہ نہیں جانتا کہ وہ جو دایہ دایوں کی ہر اے رحمت الہی وہ تجھ کو بے رونے مفت شیر کیسے دیدگی دیکھ تو قرآن میں وارد نہیں ہر قلیضی کو اقلیلاً ولیبکوا اکثر چاہیے کہ ہنسو تھوڑا اور رو بہت تو اسکو خوب کان لگا کے سُن تو تجھے فضل کردگار کا شیر ٹوٹے آپ فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ اور اکتاف کا سوزیہ دودھ و ریان ستون دنیا کی ہیں اگر یہ سوزہ رو گویہ ابراہیمؑ نہ ہوتا تو ہمارے چشم ایسے موٹے مضبوط کیسے ہوتے کیونکہ ہر شے گریہ ابر سے پیدا ہوا اور بر حرات آفتاب کے بخارات سے متکون در کب یہ چاند خلیں گرمی جاڑا ربيع خریف سے آباد ہوتی جو یہ گرمی آفتاب کی اور گریہ ابراہیمؑ نہ ہوتا کہ یہی اہل اصل ہیں جبکہ یہ سوز آفتاب اور گریہ ابراہیمؑ کا جہان کو ایسا خوش دہان رکھتا ہو یعنی ہنسی خوشی تو تو بھی اپنے آفتاب عقل کو سوز میں کھادو لکھوں کو مثل ابراہیمؑ کے اشک فروز مطلب یہ کہ مثل ابراہیمؑ کے اشک کا برسایا کر قولہ چشم گریان باید ت چون طفل خرد نہ کم خور این نان را کہ نان آب تو بروہ تن چو بابر گست روز و شب ازان بد شاخ جان در برگ ریزست و خزان بد برگ تن بے برگ کی جالست زود بدین باید ترک تن و فراودہ اقراض اللہ قرضہ دین برگ تن بد تا بروید و عوض در دل چین بد قرضہ کم کن ازین لقمہ تمت بد تا نامید و جلا عین رات بد تن نہ سرگین خویش چون خالی کند بد ز گوہر ہاے اجلائی کند زین پلیدی برہد بایکی بردہ از لیلہ کم تن اور بخوردہ دیومی ترسانمت کہ ہیں دہین بدین پشیمان گردی دزاروغین بد گردانی زین ہو سہا تو بدن بد بس پشیمان وغین خواہی شدن بد این بخور گریست داروے فراح بد دان بیاشام از بے نفع و علاج اللغات برگ ریزی پست جھاڑوغین صاحب نقصان غبن نقصان راے المعنی یعنی تیری آنکھیں تو بچوں کی طرح روئی چاہیں کہ ذرا میں رو دیتی ہیں تو اس روئی کو کم کھا کلاسے تیری آبرو کھوئی ہو جب تک تن تیرا کھانے پینے سے ہا برگ و نواہی یعنی رات دن خوب کھانا پیتا ہو جان سے کہ شاخ جان کا پست جھاڑ ہو رہا ہو اور وہ اس سے خزان میں ہو برگ تن سے فوراً بے برگی جان کی ہوتی ہو تجھ کو چاہیے کہ اسکے برگ و توشہ سے گھٹائے اور جان کا توشہ بڑھائے اور وہ یہ ہو جیسا کہ فرمایا و اقراض اللہ قرضاً احساناً قرض و اللہ کو قرض نیک بس کے توشے سے کاٹ اور قرض حسنہ میں صرف کر کہ ضرورت تجھ کو نفع کے ساتھ وصول ہو گا یعنی اس کے عوض سیکڑوں چین تیرے دل میں جھینگے پھر کہتے ہیں دیکھ قرض دے اور اس لقمے سے اپنے تن کو کھنا تو وہ صورت تجھ کو معلوم ہو جسکو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہو خوب ثابت ہو جو کوئی اپنے تن کو سرگین سے خالی کرتا ہو گویہ ابراہیمؑ سے بھر لیتا ہو اس پلیدی سے چھوٹ جاتا ہو پائی حاصل کرتا ہو اور آیا ناما یرید اللہ لید رب عظمیٰ اہل البیت لیلہ طہیر اگرچہ اہل البیت کی

شان میں ہر مگر وہ بھی اس سے بر خوردار ہوتا ہے مگر جبہ نہیں ارادہ کرتا ہوا اللہ مگر ادا ہلیت پیغمبر کہ تم سے
 جس دنیا پاکی کو دور کر کے پاک کر دے جو حق پاک کرنے کا ہی لیکن تجھ کو شیطان ڈراتا رہتا ہے کہ خبردار خبردار ایسا
 مت کر پور نہ پشیمان ہوگا اور لاغر ہو جائے گا خسارہ میں پڑے گا اگر ایسی ہوسوں سے اپنے بدن کو گلے گا
 بہت پشیمان ہوگا اور نقصان میں پڑے گا تو تو یہ چیز تھا کہ گرم ہو اور تیرے مزاج کا علاج اور وہ چیز ہے اپنے
 نفعے اور دارو کے واسطے قول ہم میں نیت کہ این تن مرکب است بنیخہ خور دوست آتش اصوب است بن
 ہین گردان خاک پیش آید خلل بن درد داغ و دل بنزاید صد علل بنیخین تہمدید ہا اندر دوں بن آرد و بر خلق خواندہ صد
 فسون بن خوش جالینوس سازد و در دوا بن تافرید نفس بیمار تراب کین ترا سودست باز در دو غمے بن گفت آدم را این
 در گندے بن پیش آرد ہی ہی دہیات را بن در لوشہ پید اولہیات را بن پچہ لہای فرس در وقت فعل بن تا ناید سنگ
 را کتر و فعل بن گو شہایت گرم او چون گوش اسب بنی کشادہ سوے حرص و سوے کسب بن بر زہر پات فعل
 ترا شتباہ بن تا بانی تو ز در آزارہ بن فعل او باشد تر و در دو کار بن این کم یا آن کم ہین ہوشدار بن آن بکن کہ است
 مختار بنی بن آن بکن کہ در جنون و صبی بن حفت الجندہ پیہ مقصود گشت بن بالکارہ کہ از وافر دو گشت بن صد فسون
 دار و ز حیلست و ز دہا بن کہ در سہ کرمت اثر دہا بن کہ بود کو ہے چو کہ بر بیدش بن و ستر و خوشین بنمادش بن و بود آب
 روان بر بندش بن و بود جہر زمان بر خندش بن و عطل ابا عقل دیگر یار کن بن امر ہم شوری بخوان دکا رکن بن این سخن
 پایان ندارد آن عرب بن ماندا ز لطاف آن شہ در عجب بن اللغات ویشہ ہندی ڈھٹاری دہا بفتح زیر کی سکہ
 سانہون کا پناہا المعنی یعنی کھانے پینے کو چو کہ بتاتا ہوا مسکین یہ نیت بھی ہر کہ تن تیرا مرکب ہر جو عادت اسکی پڑی
 ہوئی ہر وہی اسکے حق میں بہتر ہو خوراسکی عادت کو مت بدلے ایسا نہ کہ کوئی خلل پیش آئے دل و داغ میں
 مرض پیدا ہو جائیں اس قسم کی دھمکیاں وہ دیو کینہ ڈھونڈھ کے لاتا ہے اور مخلوق پر سیکڑوں افسون پھونکتا ہے
 کیسا جالینوس آپ کو دوا علاج میں بناتا ہے تو تیرے نفس بیمار کو فریب دے کہ یہ تیرے واسطے درد و غم میں
 سود مند ہے ایسے ہی آدم کو گھوٹ کھلانے کے وقت دھوکے دیے تھے ہے کہ ترا جانا ہے اور فہوس و ہیات
 اور تیرے لبون میں ڈھٹاری لگائے جاتا ہے جیسے وقت غلبندی کے گھوٹے کے ڈھٹاری لگا کے بے بس
 کر لیتے ہین اور وہ ڈھٹاری سنگ کو حل سے کتر کرتی ہو یعنی کنکر تھیر گھوٹے کو جو مثل سنگ ہے مثل فعل
 امی مطیع و رام گھوٹے کو نرم کرتی ہے جیسے گھوٹے کا کان پکڑ کے چاہے جدھر لجاتے ہین ایسے ہی تیرے
 کان پکڑے یہ حرص و کسب کی طرف لیے جاتا ہے سو اسکے تیرے ہاتھوں میں ایسا فعل شتباہ کا باندھ دیتا ہے
 تا تو اسکے درمیں آودہ ہو کے رہو ہی سے دھجائے اور وہ فعل شتباہ یہ ہر کہ دو کام کے تردد میں تجھ کو
 ڈال دیتا ہے کہ یہ کر دن یا دہ کر دن تو ہوش رکھ اور وہ کہ جس کو نبی نے اختیار کیا ہے نہ کہ جس کو دیوانوں اور لکوں نے

اختیار کیا ہو جو اہل دنیا میں یہ جو حدیث شریف ہے حضرت اجماعہ ہاں مکارہ یعنی چھپائی گئی ہو جنت مکروہات سے اس سے
یہی مقصود ہو کہ جس قدر مکروہات اور ناخوشیاں اٹھائیگا اسی قدر وہ بڑھیکے اور چھپاؤ اسکا گھٹیکے سیکڑوں فیسون
جیلوں سے اپنی زیر کی میں رکھتا ہو اس واسطے کہ تاثیرے پٹارے میں جو ایک کٹر انفس کا ہو کہ ایک اژدہا عظیم
ہو جائے اگر وہ ہو تو اسکو یہ دیو کاہ کی طرح اٹھا لیجائے اور بھگو غلیہ اپنا دکھائے یہ وہ ہو کہ بتے دریا کی دھار ہاں
دے اور اگر دانشمند جہان کا ہو تو اسیر ہٹے متحرک بس بھگو لازم ہو کہ دوسرے کی عقل اپنی عقل کی مددگار کرادیں
آیت کو دامن شورے بنیم حکم کر تو انکو مشورے کا درمیان اُنکے چڑھا دیا اپنا کام کر اگر فرض اس حکایت کی تو
کچھ خد نہیں وہ عرب آپ کے الطاف دیکھ کے تعجب میں ہو گیا واضح ہو کہ اس داستان میں میں نے دو جگہ غلطی
کاتب کی سمجھ کے بنایا ہو ایک تو مخوف گشت کو مقصود گشت کہ میری دانست میں تافہ نہیں ہوتا تھا دوسرے
گشت اژدہا کو گشت اژدہا کہ سابق لاحق سے یہی مربوط ہوتا ہو اور گشت اژدہا سمجھ میں نہیں آتا
دلک انجبار

نوازش کرنا حضرت مصطفیٰ صلعم کا اور مسلمان ہونا مہمان کا اور تسکین دینا اسکو کہ مضطرب و ناام تھا

قولہ خواست دیوانہ شدن عقلش رمیدہ دست عقل مصطفیٰ بازش کشیدہ بگفت این سو آیا مدانچنان کہ کسی سخن
از خواب گران بگفت این سو انکس میں باخود آئے کاندین سوہست با تو کار رہا بہ آب بر روز و درآمد سخن بہ کا و شہید
حق شہادت عرضہ کن بہ تاگو اہی بدہم و بیرون شوم بہ سیرم از ہستی دران ہامون شوم بہ مادرین دہلیز قاضی
تضا بہ ہر دعویٰ السیم و بلا بہ چون بلے گفتیم آرازا امتحان بہ قول و فعل ہا شوم و دست و بیان بہ از چہ درد ہلیز قاضی
تن ز نیم نہ سنے کہ ماہر گواہی آمیم بہ چند در دیوان قاضی ای گواہ بہ جس ہاشی وہ شہادت از لکاہ بہ زبان بخواندند
بدینجا تا کہ توبہ آن شہادت بدہی و ناری عتوبہ از چان خوشین بہ شستہ اندرین تنگی لب گفت بہستہ نہ تانہ بدہی این
گواہی ای شہید نہ تو ازین دہلیز کے خواہی رہینہ یک زمان کارست بگذار دبتازہ کار کو تر را لکن ہر خود دراز بہ خواہ دو صد
سال خواہی یک زمان بہ این امانت داکند و وارہان بہ اللغات عتوبہ بضمین ہر کشی کجای ستیزہ و نا سازگارے
المعنی یعنی حضرت کے آغوش میں لینے سے بسبب اثر سیدہ جذب گنجیہ کے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جائے ایسی
عقل اسکی بھاگ گئی بس آنحضرت کے دست عقل نے پھر اسکو کھینچا کہ ادھر رجب آیا تو ایسا آیا جیسے خواب گران
سے اٹھا ہونشہ مستی میں سرشار تھکے ہوئے دست ہو آپ میں آخردار ہو بخودی کی طرف نہ جا ادھر آنحضرت سے
بہت کام میں اور پائی اسکے ٹھہر مارا ہوش میں ہو کر کہا کہ ای شہید حق کے شہادت پیش کرو یعنی کلمہ شہادت
بھگو تلقین کرو تو میں گواہی دیکے یہاں سے نکل جاؤں اب میں اپنی ہستی سے سیر ہوں اور اسی جنگل کو جانا چاہتا

ہوں جہان تھا آب مقولے مولانا کے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ دنیا آستانہ قاضی قضا کا ہی ہمارا آنا یہاں بسبب اس
دعوت کے ہو کہ روز ازل میں جو معاملہ الست برکلم قالوبلی کا پیش ہوا تھا اسوقت میں ہم نے بلے ککے اقرار
اسکی ربوبیت کا کیا ہو اسکا امتحان کے لیے یہاں کے ائمہ قائل و فعل ہمارے اس اقرار کے گواہ و بیان ہوں ہم جو اس
دلیل قاضی کے آنے پر راضی ہوئے ہیں کوئی بات نہیں ہو بجز اسکے کہ گواہی دینے کو لے کہیں پھر کب تک اسے گواہ
اس دیوان قاضی میں مجبوس رہیگا صبح ہی گواہی دیکے فارغ ہو جا اسی سبب کو بھگوانا یا ہو کہ تو گواہی دے سرکشی
نہ کرے تو اپنے ہی لجاج و ستیزہ سے یہاں بیٹھا ہوا ہو اور اس تنگی میں دست و لب بند کیے ہوئے ہوں لب
پلانا یا نہ ہاتھ سے کسی کو دیتا ہو پھر جب تک یہ گواہی قوی فعلی نہ دیگا تو گواہی دینے والے اس ہلیز سے کب چھوٹے گا یہ
گواہی دم بھر کا کام ہو اسکو ادا کر اور اپنے اصلی گھر کو جو مبداء ہے بھاگ جا تھوڑے سے کام کو اپنے اوپر بٹھاتا
کیونکہ تو یہی چاہے اس کام کو دم بھر میں کرے چاہے دو برس لگا دے یہ تیرے ذمے امانت ہے لا جرم
اس امانت کو ادا کر اور خلاص ہو جا

اس بیان میں کہ اعمال ظاہر بھید آدمی کے گواہ ہیں

قولہ میں نماز روزہ و حج و جہاد ہم گواہی داد نست از اعتقاد و این زکوٰۃ و ہدیہ و ترک حسد ہم گواہی داد نست
از سر خود و بخوان و مہمانی پے اظہار راست و کا مہمان بابا شہا ہستیم راست و ہدیہ دارمغان و پیشکش شہ گواہ انگہ
ہستم ما تو خوش و ہر کسے کو شہد بآلی یا فسوں و پچیت دارم گوہری در اندرون و گوہرے دارم تلقوی با سخا و این
زکوٰۃ و روزہ بہر دو گواہ روزہ گوید کہ تلقوی از حلال و با حرامش دان کہ بنود اتصال و دان زکاتش گفت کو از
مال خلیش و میدہ پس چون بذرو ز اہل کیش و گریطاری کنند این دو گواہ و جرح شد و حکمہ عدل آکہ ہست صیاد اکنہ
دانہ نثار و نے زرم و جود بل بہر شکار و ہست گریہ روزہ دار اندر صیام و خفتہ کردہ خویش بہر صید عام و کردہ بدطنین
کری صد قوم را کہ کردہ بدنام اہل جود و صوم را بہ فضل حق با آنکہ او کرے تنہ عاقبت و بخل پاکش میکند و سبق بر وہ محشر
آن عذر را کہ دادہ نورے کان نہ باشد بر را بہ کوشش راستہ حق از احتلاط بغسل دادہ رحمت اور ازین خیال و
تا کہ غفاری او ظاہر شود و سیئات جملہ را غافر شود و آب بہر آن بہار داز سماک و تا پلید از اکنہ از خبت پاک و آب
چون بیکار کرد و دشمنش و تا چنان شد آب را زد کہ در حق حق بر دوش باز و در بحر صواب و بہشتش از کرم آن آب
آب و اللغات طرار زد و دگرہ بر و تیز زبان جرح ریش و زخم خباط بضم دیوانگی المعنی او پھر فرمایا ہو کہ عبادات قوی
و فعلی گواہ اقرارات کے ہیں اسی کے موافق فرماتے ہیں کہ یہ نماز روزہ اور حج و جہاد بھی بجا لانا گواہی دیتا ہو اپنے
اعتقاد سے کہ اعتقاد اسکا اپنے رب کی طرف خوب مستحکم ہو اور زکوٰۃ دینا اور قربانی کرنا اور حسد چھوڑ دینا یہ بھی گواہی
دینا اپنے بھید کی ہو کہ باطن میں اسکے خوف پروردگار کا ہی جیسے خوان و مہمانی بزرگون اور سرداروں کے سامنے

لگانے سے اپنی راستی کا اظہار مقصود ہوتا ہو یعنی جتنا تاہی کہ ازیر گوار ہم تھارے ساتھ راستی و درستی رکھتے ہیں اور ہدیے اور تحفے اور نذرانے عزیز و احباب کو دینا بھیجنا اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم تم سے راضی و خوش ہیں پس جو کوئی مال یا فسون سے کہ مراد خوشامد سے ہو کوشش کرتا ہو یہ کیا ہو جتنا تاہی کہ میرے باطن میں ایک گوہر محبت و اعتقاد کا ہو میں اپنے بیچ میں گوہر تقویٰ و سخا کا رکھتا ہوں یہ زکوٰۃ و روزہ میرا دونوں باتون پر گواہ ہو روزہ تو کتنا ہو کہ اس نے حلال چیزوں سے آپ کو بچایا ہو پھر حرام سے اسکا اتصال کیسے ہوگا اور زکوٰۃ کتنی ہو کہ جب یہ اپنے مال سے اوروں کو دیتا ہو پھر اپنے دین دالوں کا مال کیوں چرائیگا مگر یہ دونوں گواہ صدق و سداد کے ساتھ ہوں اور اگر طراری یعنی وزوی و تیز بانی سے ہونگے تو محکمہ عدلِ خدای تعالیٰ میں جرح ہونگے اور نامقبول نہ سمجھو ایسا شخص شکاری ہوتا ہو وہ دانہ شکار کے واسطے تصدق و نثار کرتا ہو یعنی ہاں غرض نہ واسطے رحم و جود کے اُس نے کوئی مطلب دینا کا سمجھا ہو اور جو روزہ ریاکار رکھا تو وہ روزہ دار مثل اس گرہ کے ہو جو شکار عام کی واسطے اپنی جان تو تین ڈال دیتی ہو اس نے اپنی اس کچی سے سیکڑن قوموں کو بدگمان کرایا اور جو دو صوم والے واقعی ہیں انکو بدنام کیا کہ سب ایسے ہی ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا وسیع ہو کہ ہر چیز وہ کچی بھیلائے ہوئے ہو انجام کار اسکو ان سب سے پاک کر دیتا ہو اور بموجب سبقت رحمتی علی غضبی کے اُسکی رحمت نے سبقت کر کے فریب و غاکو اُسکے ایسا نورانی کر دیا کہ بدریں بھی یہ نور نہیں کوشش کو اُسکی ایسے خلط و خملاطون سے دھو دیا اور رحمت نے اُسکو اس دیوانگی سے غسل دیکر پاک کر دیا تاکہ غفاری اسکی ظاہر ہو اور سب کے گناہوں کو چھپائے دیکھو پانی آسمان سے اسواسطے برستا ہو تو پلید و ن کو پلیدی سے پاک کرے پھر جب وہ بیکار ہو جاتا ہو زمین کے کرنے سے تو بخش ہو جاتا ہو اور ایسا جسکو تیری حس رد کرتی ہو اور پھینک دیتی ہو پھر اس بخش پھینکے ہوئے کو بحرِ صواب میں لیجاتا ہو تو اُسکے کرم سے بحرِ صواب نے اپنے آب سے اس آب کو دھو دیا اور یہ نیک پاک ہو گیا

ایک کرناحق تعالیٰ کا آب کو نجاست ظاہرہ سے

قولہ سال دیگر آمداد اس نشان پہی کجا بودی بدریایے خوشان بہ من بخش نجا شدم پاک آمد بہ بستم خلعت سوے خاک آمد بہین بیایندای پلیدی سوے من بہ کہ گرفت از خوے یزدان خوے من بہ و پذیرم جہلم رشتیت را نہ چون ملک پاکی دہم عفریت را نہ چون شوم آلودہ باز آبخار دم بہ سوے اصل اصل پاکیا شوم بہ دلوت چرکین پر کتم آجاز سر بہ خلعت پاکم دہد آبخا و گردن کا را و انیست کارن ہمین بہ عالم آرا نیست رب العالمین بہ کر بنودی این پلیدیہاے مانہ کے ہدی این باز نامہ آب را نہ کیسہاے زربد ز دیدہ است او نہ میرود جو یان مفلس سوسوے تابر زید ہر گاہ رستہ نہ تابشود روے ہرنا شستہ نہ تا بگردہ بر سراد جمال و انکشتی ہر دست و پاراد بخار

صد ہزاران دار و اندر سے نہان بنانکہ دار و زور بر وید در جهان بن جان ہر در و دل ہر دانہ پد میر و در و در جو دار
خانہ پزد و شیان زمین لپ و درش بن کشکان خاک را از وی خورش بن چون مانند مایہ اش تیرہ شود پچو ماہ اندر تین
خیرہ شود و تالہ از باطن بر آید کا پندار پندار و دوسے داوم و ماندگد بن رنجیم سرمایہ بر پاک و پلید بن ای شہ سرمایہ وہ
ہل من مزین اللغات باز نامہ رزائے مجھ و نیز برائے مہملہ اسباب و تحمل و منت و تفاخر جمال ہندی
پلہ دار المعنی یعنی جب دوسر سال ہوا تو وہی پانی بنجس مستعدا من چڑھائے پھر آیا جب پوچھا کہ تو کہاں تھا
کہا ایک دریا سے خوش میں آف توں خوشان میں نامہ ہو میں یہاں سے بنجس ہو کے گیا تھا اب پاک ہو کے
اور خلعت طہارت کا پہن کے خاک کی طرف آیا ہوں خبر دار ہوا پلیدی اب میرے پاس آگہ میری خونے خیزدان
سے حاصل کی ہو جیسے وہ جس و نجاست گناہ کی پاک کر تا ہو میں بھی ہر پلیدی کو پاک کر تا ہوں ای پلیدی
تیری جملہ رشتی کو میں اٹھا لون گا اور جھکو عفتی سے پھڑکے فرشتے کی طرح پاک کر دوں گا اور جب تھاری
رشتی و نجاست سے آلودہ ہو جاؤں گا پھر وہیں جاؤں گا جہاں میری ہل ہے اور اصل پاکوں کا ہو جاؤں گا وہاں چلے
یہ میلی گدھی آگہ ڈالو لگا اللہ تعالیٰ پھر جھکو خلعت پاک عطا کرے گا اُس کا کام یہی ہو کہ وہ جھکو پاک کر تا ہو اور میرا کام یہی
کہ میں نجاست کو پاک کر تا ہوں کیسا عالم آرا ہو رب العالمین اب فرماتے ہیں اگر یہ پلیدیاں ہماری ہنوتین کو
یہ باز نامہ لیتے فخر و تفاخر اب کو کب ہوتا کہ تھیلیاں زر کی سی ہوتی پاس ہیں اور سو بسو مفلس کو ڈھونڈھتا
پھر تاہی اور ہر جگہ جاتا ہو جہاں کہیں گیاہ نور ستہ ملے اسپر زرافشان کرے اور ہر ناشستہ کے رو کو شستہ کر دے
دریاؤں میں پلہ دار کی طرح کشتی بیدست و پاکو سریرے پھر تاہی لاکھوں دوائیں اُس میں پوشیدہ ہیں اس واسطے
کہ دوائیں اُسی سے جہاں میں جتنی ہیں یہ اب جان ہر دوا و دل ہر دانے کا ہی نہروں میں دار و خانے کے مثل ہوتا
چلا جاتا ہو اسی سے تیمان خاک کی جو سبہ و غیرہ ہی پودش ہو اور کشکان خاک کی خورش اور جب یہاں سے تیرہ
اور کدھر ہو جاتا ہو ناہ کے مثل زمین میں ڈوب جاتا ہو اور اپنے باطن سے نالہ اٹھاتا ہو کہ آئی خدا تو نے جو کچھ
جھکو دیا تھا میں نے اور دن کو دیدیا اب میں محتاج دگدا ہو گیا میں نے اپنا سرمایہ پاک و پلید سب پر بٹو دیا
پادشاہ میرے تو ہی سرمایہ بخش ہو اب پھر مجھ میں سرمایہ بڑھا

پھر استعانت آب کی حق سبحانہ و تعالیٰ سے

قولہ ابر را گوید بہر جاے خوشش بن ہم تو خورشید ابراہیم کشش بن را ہماے مختلف میر اندش بن تار ساند سوی
پچیدش بن خود عرض نہین آب جان اولیاست بن کو غسل تیرہ گیسای شماسست بن چون شود تیرہ غسل لاہل فرش بن
باز کرد سوسے پاکی بخشش بن با نازید ناظر و اس کشان بن از طہارت حیط آرد نشان بن از تمیم وار ہا نہ جملہ را بن
وزخرے طالبان قبلہ را بن زاحلہ خلق یا یہ عملال بن زان سفر جوید کہ رحنایا بلال بن ای بلال خوش دواے

خوش صلیل بنام نہ بر روزن طبل جیل بجان سفر رفت و بدن اندر قیام نہ وقت رجعت زان سبب گوید سلام نہ این
 مثل چون واسطہ است اندر کلام نہ واسطہ شریعت بہ فہم عام نہ اندر آتش کی رود ہیواسطہ نہ جز سمند رکور ہیاد ز رابطہ
 واسطہ حمام باید مرتبہ تا در آتش خوش کنی تو طبع را بہ چون نتانی شد در آتش چون خلیل نہ گشت حمات رسول آیت
 دلیل نہ سیری از حق ست لیک اہل طمع نہ کی رسد بے واسطہ نان در شمع نہ لطف از حق ست لیک اہل تن نہ دنیا بے
 لطف بے پردہ چین نہ چون نماند واسطہ تن عجیب نہ بچو موسے نور نہ تابہ ز جیب نہ این ہنر آب ہم شاہد است نہ
 کاندرو نش پر زواریز دست نہ اللغات غسل بفتح شونیدہ تخری صواب جستن قبلہ حسن المعنی یعنی جب
 آب خدای تعالی سے ہدایٰ من مزید کی کرتا ہی تو وہ ابر کو حکم کرتا ہی کہ اسکو اچھی جگہ لیجا اور نیز آفتاب کو تو اسکو اوپر کھینچ چلتا ہی
 ابر لیے پھرتا ہی اور آفتاب اسکی نم کھینچتا ہی اور مواضع حکم کے ابر مختلف راہوں میں جو عبارت ہر جگہ برستے سے
 لیجا تا ہی اور بحر محمد کو جو سمندر ہی وہاں پہونچتا ہی اور اسی آب سے جو ہر جان اولیا کا عرض ہی جو تھاری تیرگیوں کو
 دھوتا ہی جو ہر قائم بالذات جیسے کبر عرض قائم بالغیر جیسے کپڑے کی رنگت ایسے ہی یہ آپ بھی پلیدیوں کو دھوتا ہی
 جب اہل فرش کی نجاست دھونے سے تیرہ ہو جاتا ہی پھر لوٹ کے اُسکی طرف جاتا ہی جو پاکی بخشنے والا عرض
 کا ہی پھرا دھرتے دامن چڑھ لے آتا ہی اور سمندر کی طہارت سے فرمان لاتا ہی کہ مثل سمندر کے پاک ہوں ساری
 مخلوق کو تیمم سے پھڑ دیتا ہی کہ یہ ہر جگہ موجود ہوتا ہی اور تخری سے طالبان قبلہ کو جو دروازائیوں سے ہو کہ آب
 طاہر وضو کے واسطے ڈھونڈتے ہیں اور آب باران سے طاہر تر کونسا آب ہی پھر جب آمیزش خلق سے
 اسمین علتین پیدا ہو جاتی ہیں اس سبب سے سفر ڈھونڈھتا ہی جیسے آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ حنا یا بلال یعنی رحمت
 پہونچا ہی بلال اور فرماتے تھے ای بلال خوش نوا خوش آواز منارہ اذان بربجا اور نقارہ کو بج کلاباس سے بانگ
 نماز را دیو اور جب نماز میں کھڑے ہوے جان تو حضور حق میں سفر کر گئی بدن قیام میں رہ گیا اور جو سلام نماز
 میں مقرر ہی اسی سبب سے ہو کہ جان لوٹ کے آئے اور معمول ہی لوٹ کے آنے والا سلام کرتا ہی حاصل یہ کہ
 پانی جو اختلاط خلق سے متصل ہو کے سفر ڈھونڈھتا ہی کیا عجیب حضرت بھی جب اختلاط عوام سے پس کوٹتے تھے
 بلال سے فرماتے تھے حنا یا بلال اور نماز میں جان سفر کرتا ہی تھی قرب حق سے پھر تازہ ہو جاتی تھی
 دو ہشتون میں کار حنا یا بلال لکھا ہی میں نہیں جانتا کہ اس صورت میں کونسا صیغہ ہی اور صورت وزن شعر کی کیا
 میری سمجھ میں تو ریخ مثل ریخ کے ہوا ریخ سے کباب بیع فرماتے ہیں یہ مثل آنحضرت کی جو ہم اپنے کلام میں
 لائے ہیں ایک واسطہ ہی واسطہ فہم عام کے کہ فہم عام کا اپنی سمجھ کے لیے واسطہ چاہتا ہی اور بے واسطہ کے
 کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی آگ میں جانا چاہے تو سوا سمندر کے کہ وہ اسواسطہ کے رابطہ سے
 چھوٹا ہوا ہی کون بے واسطہ جاسکتا ہی اور واسطہ آگ میں جانے کے لیے تیرے واسطہ حمام ہی تو لوگ میں اپنی

طبیعت کو خوش کرے اور جب تو خلیل کی طرح آگ میں نہیں جاسکتا یعنی فی نفس ذات الہی تک پہنچ نہیں سکتا تو تیرے واسطے رسول اُسکے واسطے ہن مثل حمام کے اور اُنکی آیات تیری دلیل دینا دیکھو میری خدا کی طرف سے ہے لیکن اہل طمع بے واسطہ روٹی کے میری کو نہیں پہنچ سکتے اور جن جو برگ و بار و گل و ریحان سے شگفتہ و پر بار ہوتا ہے یہ خدا کے لطف سے ہے مگر اس لطف کو اہل تن بے پردہ چمن کے کمان پائے میں یہ تن بھی پردہ اور واسطہ ہو رہا ہے جب واسطہ تن کا نہ رہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح نور ماہ کا بی حجاب تیری جیسے چمکے جس میں نہ جو پانی سے ظاہر ہوتے ہیں گواہ ہیں اس بات کے کہ دل اُسکا نور بزدان سے روشن بھی یہی حال آدمی کے قول فعل کا ہے

اس بیان میں کہ گواہی فعل قول برونی کی نور ضمیر پر ہے

قولہ قول فعل آمد گواہان ضمیر بن زمین و بر باطن تو استدلال گیر چون ندارد سیر صورت در درون بنگر اند بول رہن جو از برون فعل و قول بول رہن جو از برون بود کہ طبیب جسم را برہان بودہ و ان طبیب روح در جانش روڈہ درہ جان اندر ایمانش روڈہ حاجتش بود فعل قول خوب بنہ اندر وہم ہم جو سس القلوب بنہ این گواہ فعل قول از وی بچو کہ بدریائست واصل تجو چون قول و فعل و گواہ اولو بودہ کو بدریا متصل چون جو بودہ بنگر اند فعل اولو قول او تاجہ دارد در ضمیر آن راز جو بنوریش اندر مرتبت چندست و حبیبست بہر صید او دانہ باشد یا سخیست بنہ گرو صیدا از وی دور شونہ آن فسوں فعل و قولش کم شونہ و بر بود صید بق دست از وی مدارش تارساندر تراسوس بجا بنہ لیک نور سالکی کو حد گذشت بنہ شد از نورش بیا بانہاد دشت بنہ شادیش فارغ آمد از شہود و تکلفاے جان بازی وجود المعنی یعنی فعل قول ہی گواہ ہر شخص کے دل کے ہیں انھیں دونوں سے اسکے باطن پر دلیل ڈھونڈھو لے کسو اسکے کہ جب کسی کے درون میں سیر کی کوئی صورت نہیں ہے تو ظاہر اُسکے بول سے رہن جو کو دیکھو یہ فعل قول بھی ایسا ہے جیسے بیماروں کا بول جو طبیب جسم کے لیے دلیل ہے اور وہ جو طبیب روح کے ہیں وہ جان میں گھس جاتے ہیں اور جان کی راہ سے اُسکے ایمان میں اُنکو حاجت قول و فعل خوب دیکھنے کی نہیں ہوتی لہذا اُنسے ڈرتے بچتے رہو کہ وہ جاسوس دل کے ہیں یہ گواہ جو تیرے قول فعل کے ہیں اُنکا طالب اُسکے ارشاد و ہدایت سے ہو جو دریا سے مثل نہر کے حاصل اور ملا ہوا ہے اور اُسکے قول و فعل اُسکے گواہ ہونگے کہ یہ دریا سے مثل نہر کے متصل ہے تو اُسکے قول و فعل کو دیکھو تو معلوم ہو کہ اس راز جو کے دل میں کیا ہے نور اُسکا اپنے مرتبے میں کتنا اور کیسا ہے اسکے کیف و علم سے واقف ہو کہ یہ دانہ شکار کے واسطے کبھی تاہر یا بمقتضاے سخاوت شکاری ہے یا تنہا اگر صیاد ہے اُسکے پاس دست بچٹک اور اُسکے افسوں و فعل و قول ہرگز مت سن اور جو صدیق ہے اس سے الگ مت ہو کہ وہ تجھ کو دریاؤں کی طرف بہو بخا دیکا لیکن وہ سالک جسکا نور حد سے گذر گیا ہے اور اُسکے نور سے جنگل و بیابان بھر گیا ہے اُسکی گواہی گواہوں سے فارغ ہے اُسکے گواہ قول و فعل نہیں ہو سکتے نہ اسکو تکلف و جانبازی کی

ضرورت ہی نہ جود کی

بیان اس نورین کہ بے اختیار عارف حقانی سے ظاہر ہوتا ہے

قولہ نوران گوہر کہ بیرون نافہ است بہرین سلسلہ فراغت یافتہ است بہرین مجبوزوی گوہ فعل و لغت بہ کہ از
 ہر دو جہان چون گل شکفت بہ این گوہی چسیت اظہار نہان بہ خواہ فعل و خواہ قول و غیر آن بہ کہ عرض اظہار
 شہر ہرست بہ وصف باقی دین عرض برعبرست بہ این نشان زر نما نہ بر محک بہ زربا نہ خوب فریبے پیچ شکستہ
 این صلوٰۃ و این جماد و این صیام بہ چون نما نہ جان ہما نہ نیکنام بہ جان چنین افعال اوقاے نمود بہ بر محک در جوہر را
 بسود بہ کا عقدا و راستست اینک گوہ بہ لیک ہست اندر گوہان اشتباہ بہ ترکیبہ باید گوہا زابدان بہ ترکیبش خلاص
 و موثوقی بران بہ حفظ لفظ اندر گوہ توے است بہ حفظ عمدہ اندر گوہ فعلی است بہ گر گوہ قول کہ گوید دوست بہ و رگوہ
 فعل کہ گوید بہرست بہ قول و فعل بے تناقض بایست بہ تا قبول اندر زمان پیش آید بہ سیکم شمی تناقض اندر یہ
 روز میدزدید و شب بر میدزدید پس گوہی بہ تناقض کہ شنویدہ و گوی کہ ادا لطف وجود بہ قول و فعل اظہار سرست و ضمیر ہر دو پیدا
 سیکند ستر ستر بہ چون گوہت ترکیب شد قبول بہ در نہ مجبوسیت اندر مول مول بہ گر تو بستی ستر ستر نہ بچون بہ فاعل نظر ہم
 انہم منظور بہ این سخن پایان ندارد مصطفیٰ بہ عرضہ کرد ایمان و پذیرفت آن فی بہ آن شہادت را کہ فرخ بودہ است
 بندہای لیستہ را بکشودہ است بہ اللغات تسلسل سالوسی کرنا موقوف الیساوہ کردہ شدہ مول در رنگ دامنست
 بعضی باش دوہ دناز المعنی یعنی جسکا نور کہ حد سے گذر گیا اور ظاہر ہو چکا ہوا ہے اسنے اس سالوسی و مکر سے فرغت
 پائی ہے پھر اس سے گوہ فعل و قول کے مت ڈھونڈو اس سے تو دونوں جہان مثل گل کے شکفتہ ہیں اس واسطے کہ یہ
 گوہی کیا ہے اپنے پوشیدہ کا ظاہر کرنا چاہے قول ہو چاہے فعل چاہے سوا نکلے کیونکہ قول و فعل عرض ہیں واسطے
 اظہار یہید جوہر کے جو جان ہی جیسے جان کو جسم ظاہر کرتا ہے جو عرض ہی جس نصف عرض کی یعنی قول و فعل تو باقی ہیں
 اور عرض اپنے گھاٹ سے جان کا جسکے یہ قول و فعل کیسے تھے جیسے زر کا محک پر لگانے کیوقت نشان ہوجاتا
 پھر وہ نشان نہیں رہتا مگر زرخوب فرہ جاتا ہے جس میں کسی شک کو دخل نہیں ہوتا ایسے ہی یہ صلوٰۃ و جماد و روزہ
 جب جان نہیں رہتی تو ای نیکنام یہ رہ جاتے ہیں جسے معلوم ہوتا ہے کہ جان نے ایسے قول و فعل کیے ہیں اور امر خدا
 کی محک پر ایسا اپنے جوہر کو گھسا ہوا درختایا ہے کہ اعتقاد میسر راست و درست ہے یہ اقوال و افعال گوہ وجود ہیں لیکن گوہ
 میں سچے جھوٹے کا اشتباہ بھی ہوتا ہے لہذا گوہوں میں خوب ترکیب اور صفا اشتباہ سے کرنا چاہیے اور وہ ترکیب اخلاص تو اور
 قائم رہنا ہے اب جو گوہ قولی ہے اس میں حفظ لفظ کی ضرورت ہے اور جو فعلی ہے اس میں حفظ عمدہ کی کہ کوئی لفظ غلط بہودہ منہ سے نہ نکلے
 پس نہ جو حمد خدای تعالیٰ کے ہیں انہیں خلاف ہوا کہ گوہ قول کل کج بات کہیگا تو رد ہے اور گوہ فعل کا یہ بھی خیال چلا تو
 بدیہ لا جوہر قول و فعل دونوں یکساں ہوں بے تناقض نہ کہ قول و فعل در اگر یکساں ہیں تو فوراً تر سے سامنے قبول

ایک ایک اور حق تعالیٰ فرماتا ہوا ان سب کو شش تھامی قسم قسم کی پڑوس معلوم ہوا کہ تم تناقض میں ہوں
میں ایک شے سیتے ہو رات میں بچاؤ ڈالتے ہو یعنی بنائے بگاڑتے رہتے ہو پھر بناؤ تو تناقض کی گواہی کون سنا ہو
مگر ان یہ بات ہو کہ وہ اپنے لطف وجود سے حکم کے اسکا کوئی مانع نہیں مگر یہ قول و فعل تو چھپانے والے کی کبھی بات کو
ظاہر کر دینے والے ہیں اگر گواہ میرا تیرا ترکیب ہوا تو گواہی قبول ہو در نہ مول در مول اور درنگ در در رنگ
تیری محبوبی و مقیدی ہو خوب جان لے اے سرکش اگر تو بڑے کا تو کار گزار قضا و قدر کے بھی تجھے لڑینگے
منتظر ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہو و انتظر ہم انہم منتظرون انتظار کرو بیشک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں آپ
فرماتے ہیں یہ سخن تو بے پایاں ہو وہ بات جسکا ذکر تھا وہ کہ یعنی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر ایمان عرض کیا
اور اس جوان نے بدل قبول کر لیا اور وہ شہادت ادا کی جو فرخ تھی اور جسے قیدوں شکل کو حل دانساں کیا ہو
اور شکل گریہوں کو کھولا ہے

ایمان عرض کرنا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان پر

قولہ گشت مومن گفت اور مصطفیٰ کا مشب ویکر تو شو مہمان مابہ گفت و انتہا ابدا ضیقت تو ام ہر کجا باشم ہر جا کہ روہ
زندہ کوہ معنی و در بان توہ این جہان و انجمن ہر خوان توہ ہر کہ بگریند بزمین بگوریدہ خوان بہ عاقبت در دگلوش استخوان بہ
ہر کہ سوے خوان غیر تو روہ دیو باو دان کہ ہم کاسہ شود بہ ہر کہ از ہمسایگی تو روہ دیو بیشک دان کہ مسالیش شود بہ
در روہے تو سفر او دور دست دیو بہ ہر ماہ و مسفرہ و یست بہ ورتشند بے تو براسپ شریف بہ جاسد ماہست
دیو او را در لیت بہ در بچہ گیر دان و دشمنان او دیو در نسلش بود انبا زاوہ در بنی شاکر کہمو گفت است حق یہ ہم در اموال و در اولاد
از سبب بہ گفت پیغمبر ز غیب این را جلی بہ در مقامات نو اور با علی بہ یا رسول اللہ رسالت را تمام بہ تو نمودے ہجھو
شمس بے غام بہ انجہ تو کردی دو صد ماہ در نکر وہ عیسے و انوسش با عاذر نکر وہ از تو جاننش از اجل نک جان بہر وہ
عاذر ارشد زندہ ہم در دم بہر وہ گشت مہمان رسول انشب عرب بہ شیر یک بزم خور دلب بہبت بہ کرد الحاحش
بخور شیر و رفاق بہ گفت گشم میر و انتہ بے نفاق بہ این تکلف نیست بے ناموس دفن بہ سیر تر گشم از انکہ دوش من بہ
در عجیب مانند جملہ اہلبیت بہ پر شد این قندیل زان یک قطرہ زیت بہ انجہ قوت مرغ با بلی بود بہ سیری معہ چنین بلی
بود بہ فحجہ افتاد اندر مردوزن بہ قدر پشہ بخور دین بلیٹن بہ حرص دو ہم کافرے سرزیر شدہ از دہا از قوت مورے
سیر شدہ آن گدا پشہ و کفر ازوے رفت بہ لوت ایمانش مگر کرد و رفت بہ آنکہ از جوع البقر بری طہید بہ ہجھو بہر وہ
جنت بہر وہ میوہ جنت سوے جشم شتافت سہہ ہون دوزش آرام یافت بہ اللغات معنی آزاد کردہ شدہ
شہناز عروس عاذر نام ایک شخص کا کہ کافر تھا چالیس برس بعد حضرت عیسے نے زندہ کر کے مسلمان کیا
رتاق ہندی چپائی فحجہ و فحجہ مبدل فحجہ سخن آہستہ کرنا جوع البقر ایک مرض ہو کہ تمام اعضا جو کھے ہو جاتے ہیں

المعنی یعنی جب وہ مومن ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گج کی رات تو اور ہمارا مہمان ہو کما واللہ ابد تک آپ کا
 مہمان ہو چکا کہیں جاؤں کہیں رہوں میں تو زندہ کیا ہوا کہ وہ حیات ابدی ہو اور آزاد کیا ہوا وہ جہان کی قید سے
 تھا راہی ہوں اور تھا راہی رہبان تھا رہے ہی دروازے پر بیٹھنے والا اگر اس جہان میں ہوں جب اور اس
 جہان میں ہوں جب تھا رہے ہی خوانِ نعمت پر حاضر ہوں اور جو کوئی اس گزیدہ خوان کے سوا اور کسی خوان کو
 اختیار کرے اُسکے گلے میں ایسی ہڈی لگی ہوگی کہ اُسکے گلے کو بھاڑ دے گی اور تھا راہی خوان چھوڑ کے اگر دوسرے کے
 خوان پر جایگا دیو ضرور اُسکا ہم پیالہ ہم نوالہ ہوگا اور جو تھا راہی ہمسایگی چھوڑے گا بیشک اُسکا دیو ہمسایہ ہوگا اور اگر
 سفر دور دست کو جایگا یہ اُسکا ساتھی اور ہم سفر بنے گا اور اگر بے تھا رہے سبب شریف پر سوار ہوگا تو دیو جو جاہل
 ہمارا ہو اُسکا ردیف ہوگا حاسد اس سبب سے کہ اہل حضرت آدم سے اس نے حسد کیا ہو و دشمنوں میں ہست کے
 بعد داو و عطف غلط لکھا ہو فاقم اور اگر شہناز یعنی اسکی عروس اُس سے بچہ لے گی اور حاملہ ہوگی اُسکی نسل میں یہ شریک ہوگا
 شہناز کو بھی جن میں شہناز لکھا ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہو و شتر اکرم فی الاسمال والاولاد شریک
 ہو تو ای شیطان اُنکے مال و اولاد میں یہ سبق شراکت مال و اولاد کا اسکو شہاد دیا ہو اور یہ بات غیب میں بھی
 آنحضرتؐ نے حضرت علی سے جہان اور باتیں کہی ہیں یہ بھی کہی ہو چھوڑی شخص کہتا ہو یا رسول اللہ تم نے رسالت کو
 ایسا تمام کیا جیسے بے ابر کا آفتاب کہ ہر کوئی دیکھتا جانتا ہو جیسی کچھ شفقت تھے مجھ پر سیکڑوں مادر نے ایسی کسی پر نہ کی نہ
 عیسیٰ نے اور اُنکے افسوں نے عاذر کے ساتھ کی اسیلئے کہ تم سے توجان میری بالکل اجل سے بچ گئی اور عاذر تو ذرا دیر کو
 زندہ ہوا پھر مر گیا انقص اُس رات کو وہ عرب آنحضرتؐ کا مہمان ہوا اور ایک بکری کا نصف دودھ پی کے ہونٹھ
 بند کر لیے جب اُس سے بالاحاح کہا کہ دودھ چپاتی موجود ہو اسکو کھا کما واللہ میں سیر ہو گیا کچھ ظاہر داری نہیں
 کرتا ہوں میں نہ تکلف کرتا ہوں نہ شرم نہ کوئی فن و کونین اُس سے زیادہ سیر ہو گیا جیسا کہ رات ہوا تھا یہ دیکھ کے تمام بیت
 تعجب میں ہوئے کہ تبدیل ایک قطرے سے روغن کے کیسے بھر گیا عجب ہو کہ ایک ابابیل کی قوت سے ایسے
 پیل کا معدہ سیر ہو جائے تمام مردوزن باہم کا ناچھو سی کرنے لگے کہ یہ بلیتن بقدر چھتر کے کھاتا ہو وہ جو حص تھی اور
 کافری کا وہم کہ جائے پھر بلیگی یا نہیں سب کا سر زیر ہوا اور اژدہا مور کی قوت سے سیر ہوا وہ گدا چشتی و کفر
 سب اُسکا جاتا رہا نعمت ایمان نے اُسکو فرہ اور موٹا کر دیا تو وہ جو ع البقر سے تربیتا تھا یا مریم کی طرح میوہ
 جنت کا چکھا آنحضرتؐ مریم وقت وضع حمل کے ایک سوکھے درخت خرما کے تلے تھیں اُنکو حکم ہوا تھا کہ اسکو
 ہلاؤ اُس درخت سے خرے جنت کے گرے تھے یہ میوہ جنت کا جو ملا ایمان سے ہوا اسکے جسم میں بھی جب پہونچا
 تو معدہ اُسکا جو دوزخ کی طرح بھڑکتا تھا چین پر ہو گیا

اس بیان میں جو نور کہ غذا جان کی ہر غذا جسم اولیا کی ہوتا اُنکے جسم پر ہوا جان کا

قولہ ذات ایمان نعمت و توقیت ہول ہے اور قناعت کردہ از ایمان بقول ہے کہ چون آن معلوم جانست و نظر شد
جسم را ہم زمان نصیب ست اور پس بر تاکہ امور قانع بنان و گندنا بہ با خود آو و نور ایمان کن غذا نہ گزشتی دیو جسم
آزرا کول ہے اسلام الشیطان لغیر مودی رسول ہے دیو زبان ہوئے کہ مردہ حی شود نہ تا نیا شامہ مسلمان کی شود نہ دیو در دنیا
ہست عاشق کو رو کر نہ عشق را عشقی دیگر بزرگو نہ از نہا خانہ یقین چون نے چشیدہ اندک مذک عشق رخت انجا کشیدہ یا
حریص البطن عرج ہذا نہ اتما المتہاج تبدیل غذا نہ یا مریض القلب عرج للعلل جہلۃ التدبیر تبدیل المزاج ہے ایہا الخوس
فی بہن الطعام نہ سوخت بخوان تحملت العظام نہ ان فی الجوع طعنا وافرنا استفدنا وارجح یا نافرنا اغتدی ہا لنور کن
بمثل البصر و افق الما ملک یا خیر البشر نہ چون ملک تسبیح حق را کن غذا نہ تا ہی ہنجون ملائک را ذی بنجر میل از سوی
جیفہ کم تندہ اول بقوت کی زگر گس کم زندہ نہ بیل اگرچہ در زمین آہستہ است نہ اولیشہ باز گو کی رستہ است نہ اللغات
ہول غنیم جیفہ بالکسر مرد را ذی ایذا دینا المعنی قرأتے ہیں ذات ایمان کی ایک نعمت اور قوت عظیم ہے اور مخاطب
تو اسکو کیا جائے تو تو ایمان سے فقط قول بر قناعت کیے ہوے ہے یعنی صرف زبان سے کہ لیا آمنت باندہ اگرچہ
وہ نعمت و قوت خوراک جان و نظر کی ہے لیکن جسم کو بھی اُس سے حصہ ہے اب کب تک تو اس نان و گندنا پر قناعت
کیے رہیگا ہوش میں ہو اور نور ایمان کو اپنی غذا بنا اور یہ نہیں ہے اس غذا کو جسم بھی کھاتا ہے اگر نہ کھاتا تو حضرت
کیون فرماتے اسلام الشیطان علی یری سلمان ہوا شیطان میرے ہاتھ پر بس شیطان مرا جسم سے ہو بھلا یہ دیو جسم کا اس
نعمت کو جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے جب تک نہ پی لیا مسلمان کب ہوگا دیو دنیا پر عاشق ہے اور اسکے عشق میں نہ جاہل ہو رہا ہے
یہ عشق اسکا منقطع نہیں ہوگا جب تک اسکو دوسرا عشق نہ ہو جب نہا خانہ یقین سے شراب نے چلکی تو آہستہ آہستہ عشق
اسباب راحت اسکا وہاں لیکیا معانی اشعار عربیہ اور حریص شکم کے عروج کر ایسے ہی جیسا کہ مذکور ہو اسواسطے کسوا
بدل ڈالنے غذا کے کوئی راہ نہیں ہے اور مریض قلب کے عروج کر اسواسطے علاج کے ساری تدبیر مزاج کا تبدیل کرنا ہے
اور قیدی رہن طعام کے جلدی نجات بالیکا تو اگر تحمل مو عظیم کا کر لیکا بیشک بھوک میں بڑے بڑے طعام میں پس لیں اور فقر
کرنے والے اس طعام جو ع کو ڈھونڈو اور اسکا آمیدوار ہو تو غذا اپنی نور سے کر اور ایسا ہو جاسیے نور اور رفعت کم
ساتھ فرشتوں کے اور خیر البشر کہ فرشتوں کی غذا فکر الہی ہے اور خیر البشر کی غذا نور نامنا ہی دونوں تنوں میں اغتذے
لکھا ہے اگر صیغہ امر کا ہے تو اغتذہ ہونا چاہیے کسواسطے کہ حروف علت علامت جزم سے گرجا تا ہو پس جیسے فرشتوں کی غذا تسبیح ہے
نور بھلائی غذا ہے کہ تسبیح وہ ایذا و عذاب سے جھوٹے ہوئے ہیں تو بھی جھوٹ جائے جبرئیل جو مراد قلب سے ہے اگر مردار
کی طرف رجوع نہ کر لیکا جب بھی تو گر گس سے کم تھیں اگر لیکا جو سب پرندوں میں بلند پرواز ہے عظیم البطن اگرچہ زمین پر
آہستہ چلتا ہے اور زم فتل ہے لیکن ہا تو وہ پشے سے جو مردکی فرج پر آئے تھے انے کب بچا لینے اگر خوب کھا کھا کے
بیل کی طرح عظیم الجثہ ہوگا اور مٹاپے کے سبب سے ہلکے ہلکے چلیگا تو کیا ادے مخلوق اسکی بھوک ہلاک کرے گی

انکار کرنا اہل تن کا غذائے روح سے

قولہ حذر خوانی نہادہ در جہان بلیک از چشم خسیان بس نہان بگرہان باغی پر از نعمت شود نہ قسم مار و مور
 ہم خاکی بود نہ قسم شان خاکست گردی کرہار نہ میر کو فی خاک چون نوشی چوارہ در میان چوب گوید کم چوب نہ
 کر را باشد چنین حلوائے خوب نہ در میان خاک گوید کم خردہ از چنین حلوائے کم بخوردہ کم سگرین میان آن حدیث
 و جہان نقلی ندادند جز بہشت و جہنم است ہیچ نشاء کلاغ نہ شد نجاست مرد از چشم و چراغ اللغات میر کون سردار عالم دی
 بافتح ماہ خزان نہ جنت نجاست متعنی کیسا اچھا خوان جہان میں خلایق تعالیٰ کا نگایا ہوا ہر لیکن با چیروں کی آنکھ سے
 نہایت ہی چھپا ہوا ہے اور وجہ یہ ہے کہ اگر سارا جہان ایک بلغ پر از نعمت ہو جائے حصہ مار و مور کا وہی خاک ہوگی کیونکہ
 آنکی قسمت میں خاک ہی ہے چاہے خزان ہو چاہے بہار لیکن نفوس تو یہ ہے کہ تو میر کون سردار عالم کا اور اشراف مخلوق کا
 ہی تو مثل مار کے خاک کیوں کھاتا ہے مگر بکان کیوں نہیں لکھی کا کیر لکھی میں ہی کہتا ہے کہ ایسا حلوائے خوب کس کو ملا ہوگا اور
 خاک کا کیر خاک میں ہی کہتا ہے کہ ایسا حلوائے جہان میں کسی نے نہ کھایا ہوگا کہ کیر اس نجاست میں سوا سے
 نقل و بیان جنت کے اور کچھ نہیں جانتا نارغ کہ نجاست کھاتا ہے سوا سے نجاست کے اور کیسے نہیں بچا جانتا
 اسی کو اپنا چشم و چراغ یعنی آنکھ اور آنکھوں کا نور جانتا ہے

مناجات طلب مقام خاصون اور ادراک معانی میں

قولہ ای خدای بے نظیر ایتار کن بگوش را چون حلقہ وادی زین سخن بگوش گیر دوران مجلس کشان بکچھ وقت میکشد این
 سرخوشان بیچون باموای رسانیدی ازین بمرتبند آن مشک رلای رب دین نہ از تو نوشند از ذکر و از انانہ نہ
 بیدرغی در عطایا استغاث نہ ای دعا ناکرہ از تو مستجاب نہ دادہ دل را ہر دم صد فحیاب نہ چند حرفی نقش کردی از
 رتوم نہ سلما از عشق او شایع موم نہ تون ابرو صا چشم و جیم گوش نہ برنوشے فتنہ صد عقل و ہوش نہ زین حروف
 شد خرد باریک ریس نہ نسخ میکس ای ادیب خوشنویس نہ در خور ہر فکر بستہ بر عدم نہ مدبم نقش خیالی بر رقم نہ حرفم ای
 طرفہ بر لوح خیال نہ برنوشہ چشم دابر و خط و خال نہ بر عدم ہاشم نہ بر موجود دست نہ زانکہ معشوق عدم وافی ترست نہ
 عقل را خط خوان آن اشکال کرد نہ تادہ تدبیر را زانان نوردہ اللغات نور و پندیدہ و در خود معنی حضرت مولانا
 دعا و مناجات کر کے کہتے ہیں کہ اے خدا بے نظیر اس بات سے جو او پر نہ کور ہوئی تو نے ہمارے کان کو تو رب زینت
 بخشی یعنی ہلک و سناں آب اپنی بخشش و عطا سے یہ بھی کہ کہ ہمارا کان پکڑ کے کشان کشان اس مجلس میں بجلی حسین تیری
 شراب شوق کے مست جمع ہیں جب تو نے اُس شراب کی دھمک ہو بچائی ہے تو ای رب دین ہر مشک کا بندہ مت کر
 ہلک بھی پلاوے کے واسطے کہ جملہ درون تیری ہی نعمتیں نوش کرتے ہیں ایسا تو عطایات میں بیدرغ ہی ہر س ہمارے بھی
 فریاد دہی کر اے مالک معطی تو وہ ہے کہ بے مانگے بھی سیکڑوں چیزیں دیتا ہے اور ہر دم تو نے سیکڑوں دروازوں کی کشود

دل کو دی ہو دین و دنیا کی شکلات میں تو نے چند حرف اپنے مقومات سے ایسے لکھے ہیں جنکے عشق سے تجھ سے سخت چیز مر ہو جاتی ہو مثالاً ابرو و صا و چشم و کچھ گوش ایسے یہ حرف لکھے ہیں جو سیکھوں عقل و ہوش کو دیوانہ بناتے ہیں کہ ان حرفوں سے تیرے میری خرد بھی باریک ریس ہو گئی ہے باریک کاتنے والی یعنی خیالات نازک باریک پیدا کرنے لگی تو ایو ادیب خوشنویس ان سب پر خط نسخ کھینچ دے جیسے استاد خوشنویس بڑے حرف پر خط کھینچ دیتے ہیں اس ہی پر رقم تیری کہ بحقیقت عدم ہو گیا لفظ موجود ہر کسی نے اپنی فکر کے لائق و مہم نقش خیال کے جمائے ہیں تو نے جو چشم دابر و در خط و خال کے حرف بنا دیے ہیں انھوں نے ہمارے خیال کی لوح عجیب عجیب حرف بنا رکھے ہیں یعنی عجیب خیالات میں ڈال رکھا ہو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس موجود پر کہ وصل عدم دے و فنا ہو مست نہوں عدم پر جو شاہ عجیب ہو مست ہوں کہ وہ بے زوال و ربا و فائز ہی تو نے بھی تو عقل کو ان شکلوں کا خط خوان کہ جنہیں وہ حرف لکھے ہیں اسی واسطے کیا ہوتا اُس پسندیدہ کو دیکھ کے اور تدبیر میں سمجھائے لہذا نیکو آئندہ فرماتے ہیں

تشبیہ عقل بجریل و نظر اسکی عجیب میں جیسے جبریل کی لوح میں

قولہ چون ملک از لوح محفوظ انکسود ہر صباحی درس ہر روزہ برویہ در عدم تحریر ہا میں با بیان ہر روز سوادش حیرت سودا میں ہر کسی شد بر خیالی ریش گاؤں گشتہ بر سوداے گنجی گنج گاؤں از خیالی گشتہ شخصہ بر شکوہ ہر دی آوردہ بمعند نماؤ کوہ ہر ز خیالی آن دگر با حمد منہ رو نہادہ سوی وریا بحر دریا و اند کوہ ترسہا در گشتہ ہر وان کی بہر لایحی سو گشتہ ہر از خیالی آن رہزن رستہ شدہ ہر از خیالی بن مریم خستہ شدہ ہر پر پیروانی کی دل کردہ گم ہر بنجم آن دیکری بنہادسم ہر آن کی در گشتی از بہر رباح ہر وان کی در فسق دیگر با صلاح بن این روشنا مختلف بیندرون ہر زان خیالات ملون ناندرون ہر این دران حیران شدہ کان جہیت ہر چہندہ راندر کرانافست ہر این خیالات اربنا ناندوناف ہر چون زہرون شد روشنا مختلف ہر قبلہ اعجاز از چہنمان کردہ اند ہر کسے روجا بنے آوردہ اند ہر اللغات ریش گاؤں حتی گنج گاؤں جہت کلام ہر ترسہا راہب ہونا و راہب پارسا و عابد ترسایان کنشت بضم اول کسوں تجا و انشکدہ و معبود و درستہ بالفتح بازار و راہ و صفت دکان و متلفٹ بالضم خورگشتہ شونہ و ساز و آرائندہ المعنی یعنی وہ خرد مثل فرشتے کے لوح محفوظ کو دیکھے جو کنا یہ تقدیر سے ہو اور ہر صبح روزمرہ اسی کا سبق پڑھے اور یوں تو عدم میں ٹہری ٹہری تحریر میں ہیں اور با بیان جسکی تحریر سے سوداے حیرت میں ٹپے ہیں ہر کوئی ایک خیال کی حماقت میں گرفتار ہوا و گنج کے سودا میں گنج کا وہور ہا یعنی ایسا سودا اس میں بھرا ہو جیسا گنج گاؤں مال تھا اور یہ گنج بہرام بادشاہ کے وقت میں ظاہر ہوا تھا اور اس میں گائیں اور چھینسین اور وحوش و طیور سونے کے مرصع بہت نکالے تھے چنانچہ کوئی تو اس خیال پر شکوہ سے معذرت کوہ کو متوجہ ہو کہ بہت ساز و جواہر حاصل کروں دوسرا محنت و مشقت کی تلخی میں پڑا اور دیکھ واسطے وریا کی طرف گیا کوئی راہب جسکے تجا نے میں بیٹھا کسی نے حرص کے مارے کھیتی اختیار کی کوئی اسی خیال سے راہا رہتا ہے

کوئی مہم کسی خستہ کا ہوا کسی نے عمل اور برائی میں اپنا دل کھویا کسی نے نجوم پر اپنی فکر کے گھوڑے کا سم کھانچو
ہوا کوئی فائدے کے لالچ سے کشتی میں بیٹھا کوئی فسق و فجور میں پڑا کسی نے صلاح نیکی اختیار کی بس یہ روشیں
مختلف جو ظاہر ہو رہی ہیں انہیں خیالات رنگارنگ درونی سے ہیں اب یہ تو اس بات میں خود حیران ہو کر یہ خیال
کس بنا پر ہوا در کیا اسکا انجام اور ہر چندے کا جو اس منزلے کو چکر رہا یہی حال ہر بالینہ دوسرے کا کافی اسے دور
کرتے والا کہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا الغرض یہ سب خیالات درونی ناموافق اور ناسازگار ہیں اگر موافق ہوتے تو ظاہر میں
انکی چالیں مختلف کیوں ہوتیں اور وجہ یہ کہ وہ جو قبلہ جان کا ہوا اسکو سب نے چھپا دیا ہوا دھرجان کو متوجہ نہیں کرتے
اسکو چھوڑ کے ہر کسی نے ایک جانب ہٹھ کیا ہوا اسی کو قبلہ جانتے ہیں

تمثیل و شون مختلف کی موافق اختلاف قبلہ ڈھونڈنے والوں کے

قولہ ہجو تو ہے کہ ٹھری می کنند بر خیال قبلہ ہر سوی تندہ چونکہ کعبہ رونماید صبح کا وہ کشف کرد کہ کلمہ است راہ بہ
یا جو خواصان ذروں قمر آب ہر یکے چیز سے ہی چہند شتاب بہ برآمد گوہر و در شین بہ تو بہرے میکند ادا ان میں چون آہ
ازنگ دریائے ثروت بہ کشف کرد صاحب در شگرف بہ دانند کہ کوہ و وارید محرقہ دانند کہ سنگریزہ شب بردہ ہلکا
نبولم بالساہرہ بہ فتنہ ذات اقتضاح قاہرہ بہ بچہ چین ہر قوم چون بہوانگان بہ گرد شمعے یزنان اندر جہان بہ خوش بر نشی
بر سر زندہ گوشت خود طواف می کنند برآمد آتش مو سے بخت بہ کز لبیش سبز در گرد درخت بہ فضل آن آتش
شیدہ ہر رہہ بہ ہر شرر را آن گمان بردہ ہمہ بہ چون بر آید محم نور خلود بہ و انماید ہر یکے چہ شمع بود ہر کرا بہ سوخت
زان شمع ظفر بہ بدہش زان شمع خوش ہفتاد پر بہ جوت پر دانہ و دیدہ دوختہ بہ ماند زیر شمع بدہ سوختہ بہ می طہر اندر
پیشمانے و سوز بہ میکند آہ از ہواے چشم دوز بہ شمع او گوید کہ من چون سوختم بہ کے برابر با ہم از سوز دستم بہ شمع او گریان
کہ من سر سوختہ بہ چون کنم من غیر را فروختہ بہ او ہی گوید کہ زنا شکل تو بہ غہ کشم دیدیم حال تو بہ اللغات ٹھری قبلہ
ڈھونڈنے میں ہر کس نے اپنے خیال کو دوڑاتے پھرتے ہیں اور ہر طرف اپنے خیال کو دوڑاتے پھرتے ہیں اور اسی طرف کو
متوجہ ہوتے ہیں جب صبح کو کعبہ ظاہر ہوتا ہی تو کھلے گا تاہی کہ کس نے راہ گم کی ہر مطلب یہ کہ صبح قیامت کو یہ
حال کھلے گا کہ قبلے سے برگشتہ کون تھا اسیلے کہ اس دن ہر پوشیدہ ظاہر ہو گا یا جیسے خواص لوگ کہ قمر آب
میں ہر ایک جلدی جلدی ہر چیز کو بٹوتے ہیں اس امید پر کہ کوئی گوہر مکتا اور در شین ہاتھ آئے اچھا برا جو کچھ
لتا ہو اس سے اپنا تو بڑا بھرتے ہیں اور جب نہ دریائے ثروت سے نکلتے ہیں تب کھلے گا تاہی کہ در حقیقت
تاہر کس کے پاس ہوا اب انہیں کوئی ایسا بھی ہر جسکے پاس چھوٹے چھوٹے موتی ہیں در کوئی ایسا ہی کہ کنکریاں اور
بوتھ لایا معنے شعر غریبہ کے ایسے ہی آزمائینگے ہم تم کو حشر کے دن کہ وہ دن ایک فتنہ اور آفت کا ہوا اور در زور سوانی کا

اور غالب تپیر آتشی ہی ہر قوم مثل پر دانوں کے جہان میں ایک شمع کے گرد کہ وہ عقیدہ ہر اڑ رہی ہیں آو آب کو
 اُس شمع پر ڈالتی ہیں اور اسی کے گرد کھوتی قربان ہوتی ہیں اُنکو یہ اُمید ہے کہ یہ آتش ہماری موسیٰ بخت کی ہے یعنی
 جیسے حضرت موسیٰ آگ سے بجلی اُٹھی کہ پہونچے تھے کہ جس آگ کے شعلے سے درخت سبز و تر ہو جائے
 بس اس گلے نے جو فضل اُس آتش کا سنا ہر ہر شر کو وہی گمان کیا ہر گمراہ اُنکو مقتضائے اُنکی حماقت و جہونیت
 کے کہا ہوا یہ آتش پرست لوگ ہیں کہ صبح و شام تہی جلا کے اُسکی پوجا کرتے ہیں لیکن جب صبح کو جو صبح قیامت
 ہو نورِ خلود ہیشگی کا ظاہر ہوگا تو ہر ایک کو جتا دیکھا کہ وہ شمع کیا تھی مگر جس شخص کا ایک پر بھی اُس شمعِ ظفر سے چمکیا ہو
 اُسکو تودہ اُسی شمع سے ستر پر عطا کرے گا اور جو گروہ کے گروہ پر دانے دو دنوں اُنکھیں بند کیے ہوئے اُس شمع کی
 طرف دوڑے ہیں اور اُسکے پر چل گئے اور سوختے ہوئے اسی شمع بد کے نتیجے رہ گئے اب اس بیشیانی و سوز سے
 تڑپتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل کی چاہ نے کیسی ہماری اُنکھیں بند کر دیں اور وہ شمع جسکو پوجتے
 تھے اُسے کہتی ہو کہ جب میں خود جل گئی تو تجھ کو اس سوز و شمع سے کیسے بچاؤں اور روتی ہو کہ میرا سر جل گئے
 تو خود سیاہ ہو گیا میں کسی کو کیسے اور دختہ کو دن اور وہ کہتا ہے کہ میں تیری شکستیں روشن و تابان دیکھ کے دھوکا
 کھا گیا اور فریفتہ ہوا اب بڑی دیر میں تیرا حال دیکھا اور جانا

یا حشر علی العباد اس آیت کے معنی میں

قوله تسع مرده بادہ رفتہ دلر با با غوطہ خورد از تنگ کر نبی مابہ ظلت الارباح خسرو مابہ شکی شکوی الی اللہ
 بالعین جہلا ارواح اخوان ثقات بہ سلمات مومنات قانات بہر کسے روی بسوی بردہ اندہ دین عزیزان
 رو باین سو کردہ اندہ ہر کہو ترے پرورد مذہبہ دین کبوتر جانب بے جانے ہر عقابے سے پرداز جا بجا
 دین عقابان راست بجاے سرانہ مانہ مرغان ہوانے خانگی بدوانہ نادانہ بیدانگی بدان فرخ آمد جنین روزی
 مانہ کہ دریدن شد قبا دوزے مابہ المعنی فرماتے ہیں شمع کچھ گئی اور جان نہ رہی اور شراب و لہو با جو عجز و کام ہوئی
 نہیں دو دنوں ہماری کرشمی کی غیرت و تنگ سے ڈوب گئیں اب سوائے حسرت کے اور کیا رہا تھے شعر
 عربیہ جتنے فائدے تھے سب نقصان دیناں ہو گئے اب اندھے ہیں سے اللہ کی طرف شکوہ شکایت کرتا ہے
 کیسی خوش ہیں ارواحِ اخوان ثقات کی کہ وہ مسلمان ہیں اور مومن و عجز و زاری کرنے والے سوائے
 اُنکے ہر کسی نے منہ ایک طرف کیا ہے مگر ان عزیزوں نے سب سے منہ پھیر کے اس طرف منہ کیا ہے ہر کہو تر
 اپنی راہ و مذہب میں اُترتا ہے اور یہ کبوتر جانب بے جانب کے اُٹھتے ہیں ہر عقاب ایک جگہ سے دوسری
 جگہ اُٹھا ہے اور اُنکا گھر بچا ہے ہر جان جگہ کو دخل نہیں کہ وہ لامکان ہے اور میدان ہونا ہمارا دانہ ہے ہم مرغ ہوا کے ہیں
 نہ خانی لینے نہ اُڑنے والے نہ مگر کے رہنے والے یہ روزی فرخ ہو گا سب سب سے ملی ہو کہ قبا کا بچا نہ آباد و نئی

ہماری ہر جو مراد جسے کو بگاڑنے اور بگاڑین بنادھونے سے ہر پہ چارابی حصہ ہو

فرجی نام رکھنے کا سبب ابتدا و حال میں

قولہ صوفیہ بدرید جبہ در حرج بہ پیش مش آمد بعد بدریدین فرج بہ گشت نام آن دریدہ فرجی بہ آن لقب شد
 فاش انا مرد بخجہ دین لقب شد فاش و صافش شیخ بردہ مانا اندر طبع خلفان حرت در دہ بچین ہر نام صافی
 داشتہ است بہ اسم را چون دروے بگشتہ است بہ ہر کہ گھڑا رست و ردی را گرفت بہ رست صوفی سوے
 صافی ناشگفت بہ گفت لا بد دروہ صافی بود بہ زین ولالت دل بصفت میرود بہ دروہ صاف و صافش
 یسر آن بہ صاف چون خرا و دروے یسر آن بہ عسرا یسرست ہین آیس مہاش بہ راہ داوی زین حماست
 اندر معاش بہ صاف خواہی جبہ بشکاف ای یسر تا ازان صفوت بر آری روز سر بہ ہست صوفی الگہ شد
 صفوت طلب بہ نہ لباس صوف و خیاطی دوب بہ صوفی گشتہ بہ پیشین لیام بہ النحیاط واللواط و السلام بہ
 خیال آن صفا و نام نیک بہ رنگ پوشیدن نکو باشد و لیک بہ بر خیالش گر روے تا اصل و نہ بچنانکہ گرہ سوے
 نان ہو بہ و قلا و زست ای جویای عشق بہ بین زبوی یعقوب شد میناے عشق بہ دور باش غیرت آمد خیال بہ گرد
 برگرد سر پرہہ جلال بہ بستہ ہر جویندہ را کہ راہ نیست بہ ہر خیالش پیش می آید کہ بہست بہ جز کر آن تیز گوش و تیر ہوش
 کہ بود از حبش نصر تماش جوش بہ بجد از تخم لہما سے شہ شود بہ تیر شہ نما یہ و بیرون رو و بہ ہر کردار دست تیر شہ بود بہ راہ
 یا بد تا منزل میرود بہ اللغات حرج بفتختین گئی سختی فرج بفتختین کشایش بستم خرمای علم انجہ دب بافتح نقش و
 نگار خیاط جامہ سوزن کار لواط اعظام المعنی ایک صوفی سے جبہ اپنا تنگی مین یعنی حالت وجد مین بچار ڈالا
 بعد اس بچار ڈالنے کے کشایش و آسایش اُسکے سامنے آئی لہذا اُس جبہ دریدہ کا نام فرجی ہوا اور یہ لقب
 اس جبہ کا یعنی فرجی اُسی مرد بجات یافتہ سے مشہور ہوا اب فرماتے ہین یہ لقب تو اس سے فاش ہوا اور اس
 جبہ پوشی مین جو صاف تھا وہ اسکو شیخ لیکیا لفظ جبہ کا جو مثل درد کے ہر مخلوق کی طبیعت مین چھوڑ گیا نام لینے کو
 یہ رکھنے ایسے ہی جو نام کسی صاف کار کھا ہو اُسنے اپنے نام کو ردی کی طرح چھوڑ دیا جو اور وہ صاف اُس صافی کے
 ساتھ گیا اب جو مٹی خورے ہین اُنھوں نے اس وردی کو اختیار کیا اور جو صوفی ہر صافی کی طرف سے تعجب کیا
 اُس کا قول ہو کہ درد مین صافی ضرور ہوتی ہو آخر درد صافی کا تو ہوتا ہر بس سی رہنمائی سے انکا دل صفا
 برگزیدگی مین بڑ جاتا ہو وہ جانتے ہین کہ اگر عسری یعنی سختی و تنگی کہی ہی درہو اسکے ساتھ جو یسر لگا ہو ہی آسانی و کشایش ہی
 صاف ہو کہ مثل خرا کے ہو اور ردی مثل بستی خرمای حام کے کہ بختہ ہو کے بس ہی خرا ہو جاتا ہو دیکھو تو اللہ تعالیٰ
 فرمایا ان مع العسر یسر فان مع العسر یسر ابیشک ساتھ سختی کے آسانی ہو اور بیشک ساتھ آسانی سختی کے دوسری
 آسانی ہو پھر جب ایک عسر کے ساتھ دوسرے مین تو نا امید کیوں ہوتا ہو اور اپنی معاش مین اس محنت کو کیوں یاد ہی ہو

ایک غم معاش اگر تو طالب صاف کا ہو تو ایسی چیز ہے کہ بچاڑنا جلدی صفوت سے سرنگاے صوفی وہی ہے جو صفوت
طلب ہو نہ طالب لباس صوف و سوزن کاری و نقش کا آب جو یہ لئیم ہیں فی زمانہ انکے نزدیک وہ صوفی ہے جو خیال
اور لواطہ یعنی جہ سوز کار پہنے ہو اور غلامی ہو آگے سلام اسی پر خاتمہ ہو وہ لوگ جنھوں نے رنگ ہیں کے
ایک انداز کہ اکثر نظر پہنتے ہیں صفا و نام نیک حاصل کیا اور انکو رنگ پہننا نیک و خوب ہی لیکن اُس
صفا کے خیال سے اُسکی اصل تک جانا چاہیے جیسے ملی روٹی کی بوسے روٹی تک پہنچتی ہے پس ای طالب
عشق کے یہ بڑی تیری راہ پر دیکھ تو وہی سے یعقوب مینا عشق کے ہوئے یعنی عشق نے انکو مینا کر دیا اُسکے
سوا جو تیرے خیال فاسد ہیں وہ غیرت الہی کے دور باش ہیں کہ سرایہ دہ جلال کو گردا گرد سے گھیرے ہوئے
ہیں وہ خیال ہر جویندہ کو رد کرتے ہیں کہ بیان تیری راہ نہیں ہے اور ہر خیال سامنے آجاتا ہے کہ بس میں نظر ہو جا
آگے مت بڑھ مگر ان وہ جو تیرے گوش اور تیرے ہوش ہی شکر نصرتوں سے پر جوش وہ خیالات سے الگ ہو کے
بے شہ ہو جاتا ہے شطرنج کی سی شہ نہیں کھاتا جو پریشانی میں پڑے بعض نسخ میں بجائے بے شہ کے باشہر ہیں
اُسکے معنی صاف ہیں اُسکے پاس تیرا بادشاہ کا ہے وہ تیرا بادشاہ کا دکھ کے صاف نکل جاتا ہے معمول ہے اگر
کوئی شخص حریف کے لشکر کا آلتا ہے اُسکو بادشاہ اپنا تیر دیدیتا ہے اُس تیر کو دیکھ کے کوئی اُس سے فخر نہیں
ہوتا بس فرماتے ہیں جسکے ہاتھ میں تیرا بادشاہ کا ہوتا ہے وہ مثل تکاہ پاتا ہے اُسکی کچھ روک ٹوک نہیں ہوتی بے تکلف طلبا ہوا

مناجات

قولہ او قدیم رازدان ذوالمنن ۛ درہ تو عاجزیم و متمن ۛ ہر دل سرگشتہ را تیر بخش دین کمانمای دو تو را تیر بخش ۛ جرعه
بر ریحی زان غفیعہ جام ۛ بر زمین خاک بن کاس لکرام ۛ جست بزیلف و رخ انبر و نشان ۛ خاک شایان ہمے لیسن دازان ۛ
جرعہ حسنت کا میں خالصت خوش ۛ کہ بہ صدر در در و شب سے یسیش ۛ جرعه خاک آمیز چون مجنون کند ۛ
مرثا را صاف اوتا چون کند ۛ ہر کسے پیش کلوخے جامہ چاک ۛ کان کلوخ از حسن آمد جرعه ناک ۛ
جرعہ بر راہ و خورشید و حمل ۛ جرعہ بر عرش و کرسی و زحل ۛ جرعه کوئی او عجب یا کیمیا ۛ کہ را سیش فنا کرد بقا ۛ
جد طلب آسیب اداسے ذوقنوں ۛ لایس خاک الا الطاہرون ۛ جرعه بر لعل ۛ ہر زرد و در ۛ جرعه بر بحر و نقل
و غمر ۛ جرعه بر روے خوابان لطافت ۛ تا چگونہ باشد اور افوق صاف ۛ چون ہے مالی زبان را بر زمین ۛ چون شوی
چون بنیے آن را بے زطین ۛ اللغات متمن ۛ آزمودہ شدہ روا مید (معنی) مولا نا مناجات کر کے فرماتے ہیں
کہ او قدیم بعید جاننے والے صاحب من و احسان ہم تیری راہ میں عاجز ہیں اور آناے ہوئے کہ ہمیشہ عاجز ہی رہے
ہر دل سرگشتہ کا تیر بخشنے والا بھی تو ہی ہو اور ان کمانوں کا تیر بخشنے والا بھی تو ہی ہو کمان مراد لون سے ہے جو بسبب مجزو
ضعف کے دھیرے ہو رہے ہیں انکا سیدھا کر دینے والا تو ہی ہے تو نے اپنے غفیعہ جام سے ایک جرعه خشک میں پڑا

قسم کاسِ الکرام سے جیسا کہ کہا ہو الارض میں کاسِ الکرام نصیر ہے واسطے زمین کے پیالہ کر یوں سے حصہ ہو
 اور اکثر مغوری کے وقت سلاطین و امرا ایک دوسرے زمین پر ڈال دیتے ہیں اسی جرعے سے بادشاہوں کے
 زلف و سرخ مجاہدوں میں پتایا یا ہر کاسِ خاک کو وہ چاہتے جو مٹے ہیں اور تو جو اس خاک کو رات دن چوستا
 چاشتا ہو خوش ہو ہو کے اور سیکڑوں اُمیدین اُسکی رکھتا ہو بھی ایک جرعہ اُسی کے حسن کا ہو جو یہ خاک
 خوب و خوش ہو رہی ہو اب خیال تو کر وجہ جرعہ خاک اُمیر تمکو ایسا مجنون و دیوانہ بناتا ہو توصاف سے
 بھٹا کر کیا حال ہوگا ہر کوئی اس کلوخ کے سامنے غلبہ عشق سے جو کپڑے پھوڑتا ہو و جہی ہو کہ اس
 کلوخ میں جرعہ حسن کا بھرا ہوا ہو اور یہی جرعہ ہو جو خورشید و ماہ و حمل اور عرش و کرسی و زحل و پریا ہو جیسے روشن و
 تابان اور بلندی و علو دے ہیں حمل نام برج جو بیت الشرف آفتاب کا چہرہ فرماتے ہیں اور عجب تو اسکو جرعہ
 کہتا ہو یہ جرعہ ہو یا کیمیا ہو کہ جو فنا کو بقا سے منتقل کر دیتا ہو یا اسکا آسیب ہو تو کوشش کر اور اذ و فتنوں
 اس آسیب کو دھونڈ کر دیکھو یہ وہ آسیب ہو جسکو سوائے طاہر دن کے اور چہرہ نہیں مٹے مگر تانی مقبتس ہو
 آیہ لا یخسہ الا المظہر دن سے جو قرآن شریف کی نظم میں نازل ہو یعنی چاہئے کہ نہ چھوٹے اُسکو مگر طہارت دے
 اور یہ جو لعلِ زمرد اور درو گوہر ہیں اور خمر اور نقل و ثمرانیر بھی وہی جرعہ پڑا ہو جیسے رنگین و پر آب و تاب اور
 ہوش رہا اور پر لذت ہو رہے ہیں اور وہی جرعہ ہو جو خوبان لطیف پر پڑا ہو جسکو دیکھ کے لوگ بے خود
 ہوتے ہیں پس جو صاف ہو اسکا فہرہ کیا ہو گا ذرا تو سوچ اور جب تو اُس جرعے کے سبب سے زبانِ خاک
 ملتا اور خاک کو چاتا ہو اگر بے خاک کے صاف دیکھے تو نہ معلوم تیرا کیا حال ہو قولہ چونکہ وقتِ مرگ آن
 جرعہ صفا بہ زمین کلوخ تن برون شد جدا بنیچہ می ماند کنی و فتنش تو زود بیکین چنین رشتی بدان چون کشتہ بود بہ
 جان جو بے تن جیفہ بنیاد جمال بن کے تو ائم گفت لطف آن وصال بہ سر جو بے این ابر بنیاد ضیاء شرح
 نتوان کرد ازان کار و کیا بنجد آن مطیع پر نوش و قد نہ کہ سلاطین کا سر لیسان ویند بنجد آن خرمن صحراے
 دین بکہ بود ہر خرمن اور انوشہ چین بنجد دریاے عربے غم بکہ بود و ہفت دریا شبنم بہ جرعہ چون رغبت
 ساقی است بابر سر این شوره خاک زیر دست بہ جوش کرد آن خاک مالان چو شبنم جرعہ دیکر کہ بسن کو شبنم
 گر واد بنا کہ درم از عدم بہ ورنہ بدین گفتنی یک تن زدم بہ اللغات کار و کیا کیا خداوند کار کا سر لیس جلیص اسی
 اور جہان وقتِ مرگ کے وہ جرعہ صفا کا بہ سبب مرنے کے اس کلوخ تن سے جدا ہو جو کچھ رہتا ہو
 اُسکو چھٹ پٹ تو دفن کرتا ہو کہ یہ ایسی رشتی اُسکے ساتھ میں کیسے ہو گئی تھی جس پر فریقہ تھا اُس سے ایسا
 میزار ہو بھلا جان کا حسن تو نے کہاں دیکھا ہو جو کچھ دیکھا ہو اُسی مردار تن کے ساتھ دیکھا ہو اگر بے اس
 مردار کے خاص وہ اپنا جمال دکھائے تو اُس وصال کا لطف میں کہاں بیان کر سکتا ہوں وہ ایک ماہ ہو

اس بار میں چھپا ہوا اگر ہے اس بار کے اپنی ضیاء دکھائے تو اس کام و کام دے کا کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا
کیا ہی وہ پہنچے پر نوش و قند بیک جملہ سلاطین و ہان کے پیاسے چاہتے دے ہیں کہ اس رستے کو پہنچے ہیں
اور کیا ہی خوب وہ خرمن صحرا سے دین کا ہر جسکے سارے خرمن دنیا کے خوش چین ہیں اسکی خوش چینی سے
یہ کچھ حاصل کیا ہو اگر کیسا اچھا وہ دریا عمر میثم کا ہو جس سے یہ ساتون دریا ای سمندر ایک اونٹنی شبنم ہیں اور
جیسی ساقی الست نے ایک جرعہ اس خاک شور زیر و دست پر ڈالا کہ یہ خاک جوش میں آئی اور ہم اس
جوشش میں ہیں کہ دوسرا جرعہ بھی ملے تاہم کوشش کریں ورنہ بے کوشش ہیں اب فرماتے ہیں کہ یہ جو
ہم نے کہا کہ دوسرا جرعہ بھی ملے اور عدم سے کہتے چلے آتے ہیں معلوم رہا ہوتا رہا اگر وہ تو کسے جائینگے اور

اگر کہنے کی بات نہیں ہو تو یہ ہم ابھی چپ ہوے جاتے ہیں

صفت طاؤس کی اور سبب مارنے ابراہیم خلیل کا اسکو

قولہ این بیان بطرحص منشتی ست بذخلیل آموزان بطاشتی ست بہست دربطغیرین اس خیر و شر
مرسم از فوٹ سخنما سے دگر بہ آدمیم کنون بطاؤس دورنگ بذکون جلوہ براسے نام و رنگ بہست او صید
خلق از خیر و شر و نتیجہ فائدہ آن بخیبر و بخیبر چون دام میگردد شکار بہ دام راجہ علم از مقصود کار بہ دام راجہ ضرر و
نفع از گرفت بذین گرفت بیہوش دارم شکفت بذی برادر دوستان افراشتی بذاد و صد و لہار سے
و بگذشتی بذکار ست این بودہ است از وقت ولادہ صید مردم کردن از یوم الولادہ زان شکار رہے ہا و بودہ دست
و کرن راجہ بابے مار و بودہ بیشتر قست و بیگا ہست روز بذکون بجد و صید خلفائے ہنوز آن کی میگردد این میل
و دام بذوان دگر ا صید میکن چون لیام بذباز این را میل و میجو دگرذ اینت حب کوکان بخیبر اللغات منشتی ہستم
و ثاے مثلثہ مغشوح سرنگون و دو تا ولادہ پیدایش و دو دوستی آیت بمعنی عجب ا لطفے فرماتے ہیں
یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ کیفیت بطرحص سرنگون و دو تا کی تھی اب تو کسی خلیل سے اس بطکے مارنے کو سیکھ
کہ یہ قابل مارنے کے ہو اور سوا اسکے اس بطمین اور بست نیک بدہین انکو اس خیال سے بیان نہیں کرتا
کہ اور باتیں فوٹ ہو جائینگے اسوا سے اب ہم طاؤس دورنگ کی طرف رجوع ہوے کہ وہ اپنا جلوہ نام و رنگ
کے لیے کر رہا ہو اسکا قصد دلی ہی ہو کہ مخلوق کو خیر و شر سے شکار کردن اور اسکا نتیجہ فائدہ سے بخیبر و آدرا ایسا
بخیبر و جیسے دام شکار تو بیکر تار ہو اور اسکو اسکا علم نہیں کہ اس کام سے مقصود کیا ہو اور اسکو اس گرفت کا نفع و ضرر
بھی نہیں معلوم کہ کیا ہو پس میں اسکی گرفت بیہودہ سے تعجب میں ہوں آہی برادر خیال تو کرتے کیسے کیسے دوست
اپنے افراشتہ کیے سیکڑوں ولادہ کی کے ساتھ اور بچہ چھوڑ دیے تیرا تو وقت پیدایش سے یہی کام رہا ہو کہ تو اپنی دوستی
و محبت سے لوگوں کو شکار کرتا رہا ہو پس وہ شکار سب نبوی ہا و بودہ ہوگی کے تھے اب ہاتھ ڈال کے دیکھ تو کوئی

غریب سے بھری ہوئی ہوتی ہیں لوگوں نے کہ قبروں کو گچ سے بچتے کیا ہیں انھوں نے پردہ گمان کا اپنے سلسلے
توال دیا ہے اُنکے گمان میں مردیکے آرام کی صورت ہو ایسی ہی تیری طبیعت مسکین فن و ہنر کی گچ سے بچتے ہو رہی ہو
جو محض ان خود میکا ر جیسے یوم کا درخت کہ جس میں نہ پتہ نہ پھل

اس بیان میں کہ لطف میں قہر اور قہر میں لطف پوشیدہ ہیں تو اہل معنی
و تمغیر ظاہر بینوں سے جدا و ممتاز ہو جائیں لیکن اہل احسن عمل تا آزمانے وہ
تم کو کہ تم سے کون عمل میں نیک ہو

قولہ گفت درویشے بدرویشے کہ تو بچوں بدیدی حضرت حق را بگو گفت بچوں دیدم اما بہر حال
باز گویم مختصر اور امثال بدیدم از سو کے چپ او آفری بد سو کے دست راست خوش کوثر کے بد
برایارش بس جہاں سوز آتشے بد سو کے دست راست جوے بس خوشے بد سو کے آن آتش گرد ہے
برودہ دست بد بہر آن کوثر گرد ہے شاد و دست بد لیک فعل باز گو نہ بوخت بد پیش پایے ہر شقی و نیکخت بد
ہر کہ در آتش ہی رفت و شری از میان آب بر میگرد و ہر کہ سوے آب میرفت از میان بد اور آتش رفت
سے شد در زمان بد ہر کہ سوے راست شاد آب زلال بد سر آتش برزد از سوے شمال بد و آنکہ شد
سوے شمال آتشین بد سر بردن میگرد از سوے عین بد کم کسے بر سر لہن مضر زدی بد لاجرم کم کس بران آذر زو
جز کسے کہ بر سرش اقبال ریخت بد کور ہا کور آب و در آذر گرخت بد (معنی) ایک درویش نے ایک
درویش سے پوچھا کہ تو نے حضرت حق کو کیسے دیکھا کہا کیا کہوں کیسے دیکھا وہ بچوں ہر اسمین کیسے اور ایسے
کی گنجائش نہیں ہو مگر کہنے کے لیے ایک مختصر سی مثال کہتا ہوں میں نے یہ دیکھا کہ اُنکے بائیں طرف ایک آتش
عظیم تھی اور دایہنی طرف ایک حوض کوثر تھا اسی کی تفسیر جو کہ دست چپ کی طرف نہایت ہی جہاں سوز ایک
آتش اور دست راست کی طرف ایک نہر خوش تھی ایک گردہ تے تو اُس آگ میں ہاتھ ڈالا دوسرا
گردہ کوثر کے واسطے شاد و دست لیکن نہایت ہی اُلٹا معاملہ تھا سامنے ہر بد بخت و نیک بخت کے
کہ جو کوئی آتش و شر میں جاتا تھا وہ تو پانی سے سر نہکا لٹا تھا اور جو کوئی پانی کی طرف جاتا تھا اسی وقت
آگ میں پایا جاتا تھا یعنی جو کوئی دایہنی طرف آب زلال کی طرف گیا اُس نے بائیں طرف سر آگ سے نکالا
اور جو شمال آتشین کی طرف گیا وہ دایہنی طرف سے ظاہر ہوتا تھا بہت کم لوگ تھے جو راز پوشیدہ سے
واقع تھے لاجرم بہت اُس آگ پر گرتے تھے بس سوائے اُن لوگوں کے جنکے سر پر اقبال بنا انھوں نے
تو البتہ پانی چھوڑا اور آگ کی طرف بھاگے قولہ کردہ ذوق لقا را معبود خلق لاجرم زمین لعب مغبون بود خلق
جو حق جوق و صفت از حرص و شتاب بد مختصر آتش گریزان سوے آب بد لاجرم نا آتش بر آوردند

کونجیال بن نیم فرعون کا ہم سوے نیل نہ سوی آتش میروم چون خلیل نہ نیست آتش بہت آن ماہ معین
 دانہ دگر از کرب آب آتشین نہ پس نگر گفت آن رسول خوش جواز نہ فرہ عقلت بہ از صوم و نماز نہ آنکہ عقلت
 جو بہرست این دو عرض نہ این دو در تکمیل آن شد منقض نہ تا جلا باشد در این آئینہ را نہ کہ صفائا پذیر طاعت
 سینہ را نہ یک گرا آئینہ از بن فاسدست نہ صیقل او را دیر یاز کہ دہرست نہ و اگر بن آئینہ را کو اکیس بہت نہ
 اندر کے صیقل گری اور ابس بہت نہ اللغات حقن بالفتح طبع بزرگ و طشت فرسخ برنج بکسر شین ہندی
 پیتل جو وزن بالفتح ساحرین فرسخ و عرض جواز نہ فتح گذر و گذشتن آید یازیدین طہرنا درنگہ کرنا اکیس بالفتح دانہ
 ترو پاک دھانی ترا لھجی فرماتے ہیں ایسے ہی کھیل رب جلیل کے ہیں آسوا سٹے کہ تو دیکھے کون شخص آل
 خلیل سے ہو گے گا گرنے والا آئینے یہ منقلب معاملہ کرکھا ہو کہ آتش کو شکل آب کی دی ہو اور آتش میں
 ایک چشمہ کھول رکھا ہو ایک اد نے ساحر طشت برنج کو اپنے فن سے مخلوق کے سامنے چاندون کے
 کیڑے کر دیا تھا اور سارے گھر کو کڑم سے بھرا ہوا دکھا دیتا تھا اپنے جادو سے حالانکہ حقیقت وہ کڑم
 نہ تھا جبکہ یہ اد نے جادو گر اس قسم کے سیکڑوں عجائب دکھاتے ہیں تو جو جادو کا پیدا کرنے والا ہو اُسکے مکر
 جیلے کیسے ہونگے بس اسی سبب سے خدا کے جادو کے مارے قرن کے قرن یعنی ہر صدی میں جادو گر
 زیر زمین ہوے ہیں اور اسی سحر پردازان سے دروزن جاہ فانی میں بے رسن گرے ہیں جنکے نکلنے کی
 آئینہ نہیں جتنے ساحر گذرے سب اُسکے بندے اور غلام تھے اسی سبب سے مولہ کی طرح اُسکے جال میں
 پھنسے تھے دار ہد قرآن کو تویر بھرا اور اسکے سحر حلال کو دیکھ کیسے ٹکڑوں کو جو مثال پہاڑوں کے تھے سرنگوں
 کیا یہ چنانچہ آیت کریمہ و مکر و ماکر و عند اللہ کریم و انکان مکرہم لتزل منہ الجبال اور مکر کیا اُنھوں نے مکر کیا اور
 سامنے اللہ کے ہو کر لڑا اور اگرچہ تھا لڑکا ایسا جس سے پہاڑ گر جائیں آب فرواتے ہیں کہ میں فرعون
 نہیں ہوں کہ نیل کی طرف آؤں میں تو خلیل کی طرح آتش کی طرف جاتا ہوں اور وہ آتش آتش نہیں ہو ماہ
 معین ہو اور وہ دوسرا جو آب ہو وہ مکر سے آپ ہو حقیقت آب آتشین ہو کیا ہی اچھا رسول مقبول نے جو
 خوش گذر تھے فرمایا ہو کہ ایک ذرہ عقل بچھو تیرے روزہ نماز سے بہتر ہو اس سبب سے کہ عقل جو ہر ہو اور یہ
 دونوں عرض بدین وجہ کہ جب عقل تیری کامل ہوتی ہو تب ہی روزہ نماز فرض ہوتے ہیں بس اگرچہ عقل
 ہوگی تو تیرے آئینہ دل کو جلا ہوگی آسوا سٹے کہ طاعت سے سینہ کو صفا ہوتی ہو اور اگر آئینہ تیرا بنیاد خلی سحر
 تو بہ دیر صیقل کے قابو میں آئے گا لہذا تو اسکی صیقل کو کوئی آئینہ دانا و صاف تراختیا کر کہ تھوڑی ہی
 صیقل گری اُس کی اُسکو کافی ہو

بیان تفاوت عقول کا اصل فطرت سے خلاف معتزلہ

قولہ میں تفاوت عقلیہ را نیک دان بہ در مراتب از زمین تا آسمان بہ ہست عقلی از ضیاء چون آفتاب بہ ہست عقلی کمتر از زہرہ شہاب بہ ہست عقلی چون ستارہ آتش بہ ہست عقلی چون چراغ سرخوشی بہ نالکہ ابر از پیشانی و چون واجدہ نوریزدان این خرد را پرورد بہ عقلیہ خلق عکس عقل او بہ عقل و شکست و عقل خلق او بہ عقل کل و نفس کل مرد خداست بہ عرش و کرسی را بدان کر دے جداست بہ مظهر حقست ذات پاک و بہ زہرہ جو حق را و انبیا و مجاہد عقل جزوی عقل را بدنام کر دے کام و نیام و را ناکام کر دے آن زصیدی حسن صیادی بدیدہ دین ز صیادی غم صیدی کشیدہ آن ز خدمت ناز محمدوی بیافت بہ دین ز محمدوی را را غر بتافت بہ آن ز فرعون نے اسیر آب شدہ و ز اسیری سبطی از ارباب شدہ اللغات عقل کل جبریل عرش نفس کل کنانہ از عرش غر و شنوی نوریزدان نام بازی شطرنج کہ حریت کو وقت میں ڈالتی ہر معنی آویر جو زہرہ بھر عقل کو بہتر کہا ہر اسی کا بیان ہر کہ عجب جان عقلوں میں بڑے تفاوت ہیں اور مراتب تفاوت کے زمین سے آسمان تک ایک عقل تو اسے فیاض ہے ایسی ہر جیسے آفتاب اور ایک عقل زہرہ اور شہاب سے بھی کمتر تو ایک عقل ایسی ہر جیسے ستارہ آگ سا دکھتا ہوا اور ایک عقل جیسے چراغ سرخوش یا پنی خوشی کا جلنے والا نہ تیر نہ مدھم آسوا سے کہ جب ابر حجاب تفاوت دنیا کا اسکے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو نور خدا کا جو مرد عقل کامل سے ہر عالی قدر مراتب اسکو یاتا ہے پس عقلین خلق کی عکس ہر تو اسی کی عقل کی ہیں اسکی عقل ایسی ہر جیسے شک و عقل خلق کی جیسے اسکی بوجہ عقل کل اور نفس کل جو مجھے جبریل و عرش کے ہیں مرد خدا کا ہر جس سے عرش و کرسی جدا نہیں ہر اسکی ذات پاک مظهر حق ہے اس سے حق کو ڈھونڈو دوسرے سے مت ڈھونڈو اس عقل جزوی نے جو اہل دنیا کی ہے عقل کو بدنام کیا ہے وہ عقل اور کچھ ہی ہے اور چیز اور دنیا کے مقصد نے آدمی کو اپنے اصل مقصد سے ہٹا کر رکھا ہے وہ عاقل تو صید سے صیاد کو دیکھتا ہے اور یہ اپنے شکاری پن سے غم شکار کا اٹھاتا ہے اسنے خدمت کر کے ناز محمد و مون کا سا پایا لکھ ہر کوئی اسکا ناز بردار ہے اور یہ خود بخود محمد بن کے ناہ روشن سے بھاگا وہ فرعون بن کے اسیر آب کا ہوا اور سبطی اسیر کے ارباب سے ہوئے جیسا کہ نبی اسرائیل کو فرعون نے اسیر کیا تھا قولہ لعن ملعونست و فرین بند سنت بہ حیلہ کم کن کار اقبال ہست و بحث بہ بر خیال حیلہ کم کن تار را بکفرنی رہ کہ ہدکار را بکفرن در راہ نیکو خدمتے بہ تانوت یا بی اندر آستے ہر کن تار را ہی از کونوہ لکرن تار دور گوی از حسد لکرن تاکثرین بندہ شوی بہ و رکمی انقی خداوندہ شوی بہ و بھی و خدمت اسی گرگ کن شیخ بر قصد خداوندی مکن بہ لیک چون بر داندہ بر آتش تبار بہ کیسہ زبرد و ز دیا کہا زہرہ زور را بگذار نار را بکفر بہ حرم سوے نار سے آید اسے فقیر نہ کر گئے ناری بیانی رحم او بہ رحم اور ناری خود باز جو بہ زار سے مضطر کہ تشہ معتدست بہ ناری سرور و غ آن غولیت بہ گریہ اخوان یوسف حیلست بہ کاندول شان پر ز شکست

غلطت باللغات فرزین ہند نام بازی شطرنج مراد وقت و شکل سے المعنی فرماتے ہیں بڑا اٹکا کھیل ہے اور
 بڑی وقت و شکل تو حیلہ مت کی حیلوں کا کام نہیں ہے یہاں تو اتنا بال و تخت کا کام ہے تو حیلے کے خیال پر تا فکر کو مت
 کر اُسکی ذات غنی و بے پردہ ہے اور غنی سکار کو پاس نہیں پھکنے دیتا ہاں وہ جو نیک خدمت ہے اُسکی راہ میں سر کر کے
 اُسکو حاصل کرنا امت کے بنوے پائے یعنی رتبہ فنا فی الرسول کو پہونچنے ایسا کر کے اپنے کریم سے چھوٹ جائے
 اور ایسا کر کے جس سے حسد جاتا رہے اور تو حسد سے دور ہو جائے اور ایسا کر کے بندگانِ خدا میں کمترین بندہ
 ہو جائے اسلیے کہ جب کمترین بندہ بنے گا تو خداوند ہو جائے گا اگر گناہ کن تو رو بہا ہے اور خدمت بھی خداوندی
 قصد سے مت کر کے مگر کر کے خداوند ہو جائے پر داسے کے مثل لگ پر تو وہ طریق کیسے نہ رچ کرے کو مت سی
 پاکتا ہیں اور کیسہ دوست و دونوں پاک صاف زور مت جتنا ناری اختیار کر اسوا سٹے کا یہ فیہ رحم ناری
 کی طرف رجوع کرتا ہے اگر ناری کرے گا رحم اُسکا پائیگا اپنی ناری ہی میں اُسکے رحم کو ڈھونڈھ مگر ناری بھی وہ
 ہو جو مضطر کرتا ہے کہ باطن اسکا تشہ ہے جسکی نسبت فرمایا ہے امن بحیب المضطر اذا دعاہ و یکشف اسوہ کون قبول
 کرتا ہے دعا مضطر کی جسوقت وہ اُسکو پکارتا ہے اور صاف کر دیتا ہے رنج کو اور کشود خستہ ہے اور جو ناری سر ہر
 سوز و گداز سے خالی وہ اُس گمراہ کا دروغ ہے جیسے گریہا خان یوسف کا کہ حیلہ ہی حیلہ تھا چنانچہ فرمایا
 دجاؤا باہم عشا یہ کون اور آئے رات کو روتے ہوئے پاس باپ کے اس سبب سے کہ دل انکار شک
 و غلت سے بھرا ہوا تھا ایسی ناری اور ایسا کر کے کس کام کا

حکایت ایک عرب کی کہ گنا اُسکا بھوک کے مارے مرتا تھا اور اُس نے
 روٹی اُسکو نہ دی

قولہ آن گئے مرد گریان آن عرب بذا شک می بارید وے گفت از کرب باین چہ سازم مر مر اندر چہ نیست
 زین پس من چون توانم لے تو زیست بذا سائلے بگذشت و گفت این گریہ چیست بذا نوحہ و زاری
 تو از بہر چیست بذا گفت در لکم گئے بیکچو بیک شے میرو میان راہ او بد روز صیام بد و شب با سببان بذا شیر
 بناوہ سگ ای پہلوان بذا چشم خشم گیر و دزدان بذا نیک خود با وفا و مہربان بذا صید میگردی و با سودا شتی
 و زور از نزدیک من نگذاشتی بذا گفت رنجش چیست زخمی خوردہ است بذا گفت جوع الکلب ناراض کردہ است
 گفت صبرے کن برین پنج و مرض بھار از الطف حق بخشد عوض بذا بعد از انش گفت اسے سالار حسرت
 چیست اندر پشت این ابنان پر بذا گفت نان و زاد و لوت دوش من بذا شے کتم از بہر قوت این بدن بذا گفت
 چون نہی بدین سگ نان زاوہ گفت تا انجند نام اتحاد باللغات جوع الکلب ایک مرض ہے کہ کتا ہی کھا
 سیر نہیں ہوتا المعنی فرماتے ہیں تو نے اُس عرب کی نقل نہیں سنی کہ اُسکا کتا مرتا تھا اور وہ روٹا تھا اور بچا

بیقرار ہو کے آنسو بہا ماکھا اور کستا تھا ہاے کیا کروں میرے لیے کیا تیر ہی تیرے مرنے کے بعد میں کیسے
 جیونگا اس میں ایک سائل نکلا پوچھا کیوں روتا ہے یہ نعمت و ناری کس لیے کرتا ہے کیا میری ملک میں ایک کتا
 نیکو تھا سو یہ دیکھ وہ اس راہ میں مرا جاتا ہے دن کو میرا شکاری تھا رات کو جو کیدار کتا نہ تھا اسے پہلوان
 شیر نہ تھا تیر چشمِ خصم گیر جو کو یہ بچانے والا نیک خود با وفا و مہربان شکار کرتا تھا میرے لیے رکھ چھوڑتا تھا
 چور کو میرے پاس نہیں بچکنے دیتا تھا کما اسکو سب کچھ کیا ہے آیا کہ میں رنجی ہوا ہے کما جو جمع الکلی ہے اسکو ایسا ناز
 و ضعیف کر دیا ہے کما خیر تو اس رنج و مرض پر اس کے صبر کرا اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے صباروں کو خوش دیتا ہے
 پھر اس سے پوچھا کہ اے سردار آنا دیہ تیری بیٹی پر جو ابناں بھری ہوئی ہے اس میں کیا ہے کما روٹی ہے اور توشہ
 سفر کا اور رات کی بھی نعمت کہ اس بدن کی قوت کو لا دے ہوے ہوں کما پھر اس کہنے کو جو بھوکے
 مرا جاتا ہے اس توشے سے کیوں نہیں دیتا کما ایسا اتحاد میں نہیں رکھتا ہوں قولہ دستِ ناید بیدم در راہ
 نان بلیک ہست آب دودیدہ را انگان ہ گفت خاکت بر سرای پر باد شک بہ کہ لبناں پیش تو بہتر شاہ
 اشک خوانست و لغم آبے شدہ بے نیر زد خاک خون بیدہ ہ کل خود را خوار کرداد چون بلیس ہ پار کو چون کل
 نباشد جو خیس ہ من غلام آنکہ فقر و شد وجود ہ جز بدان سلطان ہا انصال وجود ہ چون بگرید آسمان گریبان شوڈ
 چون بنالہ چرخ یارب خوان شود ہ من غلام آن مس ہمت پرست ہ کہ بغیر کیا نار و شکست ہ دست شکستہ
 برآورد و دعا ہ سوے اشکستہ پر و فضل خدا ہ گر ہائی ہایت زین چاہ تنگ ہا اے برادر و برادر بید رنگ
 کمر حق را بین و کمر خود بھل ہا اے ز کمرش کمر کا ان بخل ہ چونکہ کمرت شد فٹاے کمر ہ ہر کشای یک کہنی
 ہوا لعجب ہ کہ کہینہ این کہین ہا شد بقا ہ تا ابد اندر عروج دار تقابہ از برای این کہین سیجہ کن ہ تا برے ہوے
 و علم من لدن ہا گر تو احوال عروج خویش را ہ نیک دانے نیک ہا شد مرزاہ المعنی ہا ہی عرب کتا ہ کہ
 اگرین اتحاد کر کے روٹی اسکو کھلا دوں تو مجھ کو بے درم راہ میں کیسے لمبا سیل لگاؤ اسوا نکھون کے مفت ہن
 سودہ ہمارا ہوں کما خاک تیرے سر پر پڑے اے پر باد بے آب مشک کہ روٹی کا کنارہ تیرے نزدیک
 اشک سے زیادہ ہے یہ اشک تو خون دل ہن جو غم سے پانی ہو گئے پھر خاک اس لائق کمان ہو جس پر
 بیہودہ خون بہائے اس شخص نے کہ جسکا ایک ٹکڑا تھی مثل گل کے نہوا سنے اپنے گل کو خوار و ذلیل کیا جیسے بلیس
 اس نور کو بھی ڈکوبیا آخر خیس تھا کہ جزو اسکا مثل گل کے نہ تھا میں تو غلام اسکا ہوں جو اپنے وجود کو سوے
 اس سلطان کے جو بالکل فضل وجود ہوا اسکے ہاتھ نہ نیچے اسی کا غلام ہو رہے کہ اسکے رونے پر آسمان
 روٹکا اور جب نہ نالہ کرے گا چرخ یارب یارب پکارے گا یعنی آہن مار لگا اور میں غلام اسکا ہوں گو مس ہی ہو
 گو کمرنگی سے سواے کیا کے اور کے سامنے عجز و ناری نہ کرے اور وہی ٹوٹا ہا تھا دعا میں اٹھاے

کہ شکست کی طرف خدا کا فضل اڑ کے آتا ہو شکستہ سے مراد تفرع اور زاری تو جو اس چاہ تنگ دنیا میں مقید ہو رہا ہو اگر اس سے رہائی کا خواہاں ہو تو ای برادر جا اور آپ کو آذر پر ڈال آذر مبدل اسی آذر مبادل کا ہر متن میں آذر مبادل ہجہ لکھا ہی مگر لطف تجنیس سے وہ بچ رہے تو انھیں کھول کے لکھتی کو دیکھو اور اپنا مگر جھوٹ کہ اسکے لکھنے کے لکھنے کا شرمندہ ہوا ہو آذر جب لکھتا کہ رب میں فنا ہو جائے گا تو تو ایک ایسی کمین عجیب و غریب کھول لیکھا کہ جسکی کمینہ شے بقاء ہو پس ابد تک عروج و ترقی میں رہے گا لا جرم اس کمین کے کھولنے میں خوب کوشش کرو تو علم من لدن کی پائے یعنی وہ علم جو خدا کے نزدیک ہو بس اگر تو اپنے احوال کے عروج کو نیک جائے گا تو وہ تیرے ہی واسطے ہو

اس بیان میں کہ کوئی چشم بد آدمی کو ایسا ضرر نہیں پہونچائی جیسی کہ چشم پسندی کی لکھ چشم اسکی نور حق سے بدل گئی ہو اور بے سمع و بے بصر ہو اور بخود اور بمعنی آیہ وان یکا دین الخ

قولہ پڑا دست مبین بالیش مبین بتا کہ سووالعین نکشاید کمین بتا کہ بغیر کوہ از چشم ہان بنیہ لقونک ز بنی برخوان بلان احمد چون کوہ لغزید از نظر بن در میان راہ بے گل بے مطربہ در عجیب در ماند کمین اغزش حبیبیت بن من نہ پندارم کہ این حالت تہست بتا بیا مدایہ و آگاہ کردہ بتا کہ ان چشم بد رسیدت این ہر دیکہ بدی غیر تو در دم لا بندی بن صید چشم و سحرہ افنا شدی بن معنی چشم بد آخر باز دان بتا ان لیکاد چشم بد نیکو بخوان بتا لیک آمد عصمت و امن کسان بتا دینکہ لغزیدی ہر از بہر کسان بتا عبرتے گیر اندران کہ کن نگاہ بتا برگ خود را عرضہ کن او کم زکاہ بتا یا رسول اللہ دوران وادی کسان بتا میرزا از چشم بد بر کسان بتا از نظر شان کل شیر عین بتا و اشکا فدا کنند ان شیر انین بتا ہر شتر چشم افگند ہچون حمام بتا وانگہان لغز شد اندر پے غلام بتا کہ برو از پیہ این شتر بخور بنید او شتر سقط در راہ در بتا سر بریدہ از مرض آن اشتری بتا کو بتک با سپ میگردی مری بتا اللغات سووالعین چشم بد آفانیست کرنا عین بفتح و شت آئین بفتح نالہ مری بفتح تین برابر ہی حمام بکسر مرگ المعنی یعنی تیرے تو اپنے طاؤس وجود کے نقش نگار و پرست کچھ پانوں اسکے دیکھا و عیب و نقص تا بد چشمی اپنی کمین سے نہ نکلے اس واسطے کہ اگر تو اسکے پروں پر فریفتہ ہو اور اسکی پرورش کی تو عیب و نقص سب اس میں رہ جائینگے ہی سووالعین ہو آذر یہ چشم بد ایسی چیز ہے جس سے پہاڑ بھی ڈنگ ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن میں لیز لقونک آیا ہو اسکو پڑھ کے جان لے چنانچہ آیت کہ یہ یہی ہو وان لیکاد الذین کفروا لیز لقونک بال بصار ہم اور نزدیک ہی وہ لوگ کہ کافر ہوئے پچھلا میں تجھ کو اپنی نظروں سے دیکھ تو احمد جیسے کوہ و قار اس نظر بد سے ڈنگا گئے کہ نہ کچھ بچتی نہ پانی راہ راہ جلتے ہوئے پھسل گئے اس حال سے تعجب ہوئے کہ یہ فقرش کیوں ہوئی ہمارے گمان میں یہ حالت کسی سبب سے خالی نہیں

اسمین آیت آئی اور آپ کو آگاہ کیا کہ یہ صدمہ تم کو چشم بد کے گلے سے پہنچا اور یہ ایسا صدمہ تھا کہ اگر وہ صدمہ نہ
 پہنچتا تو نیست ہو جاتا اور شکار چشم بد کا اور بیکاری نہ کا ہوتا اب جانا تم نے چشم بد کے یہ معنی ہیں اور اس چشم
 بد کے دفع کو آئی ان یکا و جواز پر دستور ہوئی خوب پڑھو اس سے تو اپنا اثر چھڑ گیا ہی تھا لیکن عصمت واس چھڑ
 کے پہنچی اس نے بچایا اور یہ جو اتنی تعرض تم کو ہوئی یہ اور دن کے واسطے تھی کہ وہ دفع کئے اب تم اسے
 ہیں کہ تو ان کو وہ وقار کو خیال کر اور غیرت پر کھڑو کا وہ سے بھی کمتر ہو تیری کیا حقیقت تو اپنے اس برگ
 آگاہ کو ان کے سامنے عرض کر اور خبر دے کہ یا رسول اللہ اس وادی میں ایسے لوگ ہیں کہ اپنی چشم بد سے
 گدوں پر حملہ کرتے ہیں کہ ان سے بلند پر واز زیادہ کوئی پر نہیں اور گرد دیتے ہیں ان کی ایسی نظر ہو
 کہ جس سے کل شیر جنگل کا پھٹ جاتا ہی کہ وہ آہ و نالے کرتا ہو اور جب اونٹ پر نظر ڈالتے ہیں
 وہ نظر کیا ایک رگ ہو اس کے ساتھ ہی غلام کو بھیجتے ہیں کہ جاس اور اس اونٹ کی چربی مول لے آج
 وہ جاتا ہو تو اونٹ کو مردہ راہ میں پڑا دیکھتا ہو اور سر کٹا ہو اس مرض سے وہ اونٹ تندرست چالاک
 جو تک و دو میں برابری لکھوڑے سے کرتا کہ کہ جس درد چشم بد بے بیج شک بد سیر و گردش را بگرداند
 فلک بہ آب پیمان است و دولا آب آشکارا یک از گردش بود آب اصل کار چشم نیکو شد و واسے
 چشم بد چشم بد را لا کند زیرا کہ سبق رحمت نیست دین باز رحمت چشم بد محصول قہر و لعنت است بہ
 رحمتش بقوتش غالب شود چہرہ نان شد ہر بوی بر خصم خود کہ نتیجہ رحمت و ضدانہ از نتیجہ قہر باشد رحمت روئے
 حرص بطیقا است و ان بچاہ ماست بہ حرص و شہوت مار و منصب از وہاست بہ حرص بطان شہوت
 خلق است و فرج بہ دور ریاست است چنداں است و برج بہ از ان کہ ہست نزد درجہ ذات بہ طالع شرکت
 کہ بلا شد معائنہ بہ دلت آدم زاشکم بود و باہ بہ دان ابلیس از تکیہ بود و جاہ بہ اللغات و برج با شفع و بچیدن
 چیزے را ہست بلا معنی اور جو بیان چشم بد کا کیا ہو فرماتے ہیں کہ اسمین کہ شک ہی نہیں ہو خدا و چشم
 بد سے آسمان اپنی سیر و گردش بدل دیتا ہو جیسے چرخ کنوئین کا تو ظاہر ہو اور بانی چھپا ہوا ہو لیکن گردش چرخ
 سے اصل کار پانی ہو اور وہ اس چشم بد کی چشم نیک ہو کہ وہ چشم اہل ملک کی ہو چشم بد کو یا کون تلے کچل کے نیست
 والا کہ دیتی ہو آسوا سٹے کہ چشم نیک رحمت ہو اور چشم بد رحمت اور رحمت کو رحمت پر سبقت ہو کس واسطے کہ
 وہ چشم بد محصول قہر و لعنت کا ہو بس رحمت اس کی نعمت پر غالب ہوتی ہو اسی سبب کہ ہر نبی با وصف ضعف
 و تنہائی ظاہری کے اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے ایسے کہ نبی نتیجہ رحمت کا ہو اور ضد اس کا نتیجہ قہر کا اور شہوت
 بس حرص بطی کی لکھری ہو اور حرص ریاست کی بچائش تھی یعنی نہ والی حرص و شہوت ایسے جیسے مار اور
 حرص منصب کی جیسے از وہاں بطی کی حرص فقط خلق و فرج کے واسطے ہو اور ریاست کی حرص میں پیش کوئی

پہنچ ولپیٹ ہیں اس منصب وجاہ میں تو الوہیت کی شہنہ ہارنے لگتے ہیں جیسے فرعون وغیرہ گذرے ہیں
 کہ دعویٰ خدا کی کرتے تھے پھر جو لایچی شرکت خدای تعالیٰ کا ہو وہ کب معاف ہوا ہی کما قال عز وجل
 ان الله لا يغفران ليشرك به وليغفر ما دون ذلك لمن يشاء ان الله ذی فضل عظیم ان الله ذی فضل عظیم ان الله ذی فضل عظیم
 بخش دے گا قولہ لاجرم اور دو استغفار کرو یہ این لعین از توبہ استکبار کرو یہ حرص خلق و فرج ہم اربدر گیسٹ
 ایک منصب نیست آن شکستگیست بنیخ و شلخ این ریاست با اگر بازا کو کم و قری باید دگر ہر سب سرکش را
 عرب شیطاناش خوانند نے ستوری را کہ در معی بماند شیطنیت گردن کشی بدرفت بستی لعنت آمد این صفت
 صدر خورندہ گنج اندر کرد خوان بد دور ریاست جو گنج در حمان بنادخواہ کہین بود بر پشت خاک بتا پس بکشید بر از
 اشتراک جان نشیندستی کہ الملک عظیم ترک خویشی کرد ملک جو دیم کہ عقیقتست و اور فرزند نیست بنیخ آتش کشش
 بیونہ نیست بہرچہ یاد او بسوزد و در بچون نیاید بیخ خود را بخور و بیخ شوارہ تو اندندان او بہ رحم جواز دل
 سندان او بہرچہ گشتی بیخ از سندان ترس بہر صلیح از فقر مطلق گیر دس بہرست الوہیت رد اسے
 ذوالجلال بہر کہ در پو شد بر و گرد و بال بہ تاج ازان اوست دان ماکر و اسے او کہ خود دارد و گرد و تفتست
 این پر طاووسیت بہر کہ شرکت دارد و قدوسیت بہ المعنی یعنی اس سبب کہ آدم کی لغزش جاہ و غور سے نہ تھی
 اخفون نے فوراً استغفار کی اور اس لعین نے اپنی بڑائی جتائی توبہ نہ کی حرص خلق و فرج کی بھی اگر جو بدرگی ہو
 لیکن منصب نہیں ہو غرور شکستگی ہو فرماتے ہیں اگر میں اس نہ تھا است کو جڑ باون سے بیان کردن تو اور ایک
 و فرزند و سر جو زمین سمائے عرب کی عادت ہو سرکش گھوڑے کو شیطان کہتے ہیں ستور کو نہیں کہتے جو جہر اکاہین
 رہتا ہو پس زبان عرب میں شیطنیت گردن کشی تھی لاجرم یہ صفت سرکش مستحق لعنت کی ہو آگے بات
 کہ سو کھاتے والے ایک خوان کے گرد بیٹھ کے کھا لیتے ہیں اور دویا ست جوا یک جہان میں نہیں سماتے
 ایک دوسرے کو نہیں چاہتا کہ یہ پشت زمین پر رہے یہاں تک کہ بیٹا باپ کو بخیاں اشتراک
 مار ڈالتا ہو تو نے یہ سنا ہو کہ الملک عظیم کہا ہو یعنی ملک باختر ہی اسی واسطے جو ملک کا ڈھونڈنے والا ہو
 وہ خویشی و یگانگی کو ترک کرتا ہو کہ ایسا نہ کوئی شریک پیدا ہو جائے پس یہ ملک عظیم ہی اسکا کوئی فرزند
 نہیں ہو اور آگ کی طرح اسکا کوئی بیوند نہیں آگ جو کچھ پاتی ہو جلاتی ہو پھاٹی ہو اور جب کچھ نہیں پاتی ہو
 اپنے آپ کو آپ کھاتی ہو تو بیچ بنے اسکے دانتوں سے چھوٹ جا اسکا دل سندان کے مثل سخت ہو اسمین جم
 کمان مگر جب تو بیچ بن گیا تو سندان سے مت ڈر اور ہر صلیح فقر مطلق کا سبق لیا کہ یہ الوہیت رہا ذوالجلال کی
 اسکو جو کوئی پہنتا ہو آسیر ہو وبال ہو جاتی ہو خوب سمجھے رہ تاج چو نشان پاؤ شاہی کا ہو اسکی ملک ہو اور شیکا
 جو علامت خد متکوری کی ہماری ملکیت ہو پس افسوس ہو آسیر ہو اپنی حد سے گذر جائے پاسے طاووسی

تیرے جو زیب و زینت شاہانہ تیرے حق میں فقیر اور آفت ہیں کہ اسی سے جھکو شرک و قدوسی سو جتنی ہو

حکایت اسکی کہ طاؤس پر اعتراض کیا اور جواب لے گا

قولہ پر خود میکند طاؤسی بدست بیک حکیمی رفتہ بود آنجا بگشت کہ گفت طاؤس! چہین بر سنی بیدریغ انیغ چون بر
میکنی بدست خود دولت چون میدہد باین جمل بدست کنی اندازیش اندر و حل نہ ہر پرت را از غنزی دلہندہ حافظان در طبع مصحف
سے ہند ہر تحریر یک ہواے سودمندہ از پر تو بادین می کنند این چہ ناشکری و چہ بیایکست بدست تو نمی دانی
کہ نقاشت کیست بدیا ہمیدانی و نازی می کنی بدست قاصد قطع طراز سے کنے بدانی بسا نازا کہ گرد آن
گناہ با فکند مریدہ را از چشم شاہ ناز کردن خوشتر آید از شکر لیک کم فایش کہ گرد صد خطہ این آبادست
آن راہ نیاز بدست ترک نازش گیرد با آن رہ بسازد اللغات حل جع حد نازش میں شین مصدر کا ہو المعنی
ایک طاؤس جنگل میں اپنے پر نہ چٹا تھا اتفاقاً ایک حکیم بھی وہاں سیر کو گیا تھا کہا اے طاؤس! ایسے پر
روشن بے افسوس جڑ سے کیوں اکھڑے ڈالتا ہو خود تیرا دل کیسے اسپر راضی ہوتا ہو کہ ایسے لباس کو
تو بچے اور کیچڑ میں ڈال دے تیرے تو ہر پر کو غرت و پسند کی راہ سے حافظ طے مصحف میں یعنی جہاں
تک چھ لیتے ہیں بطور نشانی کے رکھ دیتے ہیں اسکے سوا لوگ واسطے تحریک ہوا مفید کے تیرے
پردن کا پنکھا بناتے ہیں تیری یہ کیسی ناشکری و بیباکی ہو تو نہیں جانتا کہ انکا نقاش کون ہی یا جانتا ہو
اور اترتا ہو اور قصداً اپنی آرایش قطع کرتا ہو لیکن اکثر نازا ایسا ہوتا ہو کہ گناہ ہو جاتا ہو اور بندے کو یا دشاہ
کی نظر سے گرا دیتا ہو ناز شکر کا کیسا خوش آتا ہو لیکن کھانے میں اسکے احتیاط رکھ کہ سیکڑن اندیشے
ہیں ناز شکر کا سختی اسکی اور دیر میں ٹوٹنا مثل تیز و غیرہ کے اور ضرر پیٹھے کے مشہور میں پس ناز میں اندیشے
ہیں سب سے بہتر نیاز کہ یہ راہ بڑی امین آباد ہو کوئی کھٹکا ہی نہیں لندا ناز ترک کر اور نیاز کی راہ سے
مواقفت کر اس راہ میں چل قولہ اے بسا نازا اور سے زور و بال بدست آخر الامران بر آن کس شد و بال بدست خوبی
نازاردے بفرازدت بدست و ترس مضمرش بگذاردت بدست و دین نیاز چہ کہ لاغر سے کندہ صدر را چون بدر
الور سے کندہ مردہ مشو تا خرج الحی الصمد بدست و زمین مردہ بیرون آورد بدست چون زمرہ زندہ بیرون میکشد
ہر کہ مردہ گشت ادا دارد شد بدست چون زندہ مردہ بیرون سے کندہ نفس زندہ سوے مرگے می کشد
وے شوی بینی تو آخر لاج بہارہ لیل گوی بینی ایلان بہارہ بر لکن این پر کہ نپذیر و رفوہ رو سے
محارث الزغراے خوب دہاں چنان روے کہ چون شمس غحاست بدست و آنچنان رخ را خراشیدن خطاست بدست
و غماض چنان رخ کا قریب بدست کہ رخ مسا فراق او گریست بدست و یاسے بیفے تو روے خویش را بدست ترک
من محوے جال اندیش را بدست و نفس مطمئنہ از خم ناخنا سے فکر می کشد اللغات سے

نام ماہ خزان ایلاج ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا فعلی وقت چاشت لجلج ستیزہ و خوشامد المصنوع
 پھر اسی حکیم کا قول ہوا و احمق بہت ایسا ہوا کہ ناناوری میں بہت اڑانیں اڑیں ہیں آخر کار وہی اڑانیں اُنکو
 واپس لے لیں وہی اُنکو نازی اگر دم بھر کو تجھے بلندی بھی بخشنے تو کیا وہ جو خوف ڈراس میں پوشیدہ ہو کہ مبادا
 کسی وقت ناگوار ہو جائے تو وہ کھانا ہی رہیگا بس نیاز ہی بہتر ہو کہ وہ تجھ کو لاغر و ضعیف کرے لیکن تیرے
 سینے کو مثل بدر کے روشن کر دے گا لہذا تو مردہ ہو جا تو وہ جسکی صفت مخرج الحی من المیت ہوا و صلاص
 مردے سے تجھ کو زندہ نکالے جبکہ وہ مردے سے زندہ نکالنا ہی لاجرم جو کوئی مردہ ہوا وہی راہ راست پائے ہو
 اور یہ صفت بھی اُسکی ہے کہ زندہ سے مردہ نکالنا ہی بس جو نفس زندہ ہیں وہ مرگ اختیار کرتے ہیں کہ مردے
 سے زندہ ہونا اچھا ہے نہ زندہ سے مردہ ہونا اگر تو دے ہو جائیگا جو ماہ خزان کا ہے جسمین درخت برگ بار سے
 مجرور و عاری ہو جاتے ہیں تو اسی خزان سے اخراج ہمارا دیکھو کہ کیسا پھل پھول سے پھولتا پھلتا ہوا آدرا اگر تو
 رات بجا ایگا جو علامت ہم غم کی ہے تو ایلاج ہمارا کیا ایگا کہ کیسا دن اس میں گھستا ہے جسکو خوشی و خوشی سے تعبیر کرتے
 ہیں پھر قول اسی حکیم کا ہے کہ ان پر دل کو مست نورج کہ رفو نہیں ہو سکتے ادرا می خوب و دیری صورت جو خدا نے اچھی
 بنائی ہے تو نام دنیا سے اسکو مست زخمی کر اسیلئے کہ ایسی صورت کو جو مثل شمس الضحیٰ کے ہے نہ جانا زخمی کرنا خطا ہے اور
 ایسی صورت پر جسکے فراق میں رخ ماہ کا رویا ہو زخم ناخن کے لگانا بڑی ناشکری ہے یا تو فی صورت ہی کو نہیں
 دیکھتا جو اسکا خیال ہو جائے کہ اس عادت ستیزہ اندیش کو چھوڑ دے اب اُس خبر کی جسکو شمس الضحیٰ کہا ہے اور
 جسکے فراق میں ماہ رویا ہو تفسیر ہو کہ وہ تیرے نفس مطمئنہ کا ہے کہ اس جسم کے سبب سے زخم تیرے ناخن فکر کے اٹھا رہا ہے
 بیان اسکا کہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ کی فکر و مشغولیت سے ہو جاتی ہے جیسے آئینے
 لکھ کے دھوئے تو داغ نہیں رہتا

قولہ فکر بدناخن پر زہر دان بے خراشد در تحقق روی جان نہ تا کشاید عقدہ اشکال را بہ در حدت کردہ
 ہست نہ کہین بال را بہ عقدہ را بکشادہ گیر اے منتے بہ عقدہ سخت ہست بر کیسہ تہی بہ در کشادہ عقدہ ہا گشتی تو بیتر
 عقدہ چندین دگر بکشادہ گیر بہ عقدہ کان بر گلوے ہست سخت نہ کہ ندانی کہ خستہ یا نیک بخت بہ گردانی
 کہ شقیئے یا سعیدہ آن بود بہتر زہر فکرای عنیدہ حل این اشکال کن گزاردی بہ خرج این دم کن اگر صاحب
 دمی بہ حلاعیان و عرض دانستہ گیر بہ خود را دان کران بنود گیر بہ چون بدانی خود زین حد گریز نہ تا بہ بچہ
 درسی اے خاک بنیزہ عمر در محمول و در موضوع رفت نہ بے بصیرت عمر در سموع رفت نہ ہر دلیلے بے نتیجہ
 بے اثر و باطل آمد و نتیجہ خود نگریہ جزیمہ صنوعے ندیدے حائلے نہ بر قیاس اقترانی قائلے نہ بے فزاید بر سائلے
 فلسفے بہ اندلاک ہا بہر عکس صغی بہ این گریز دار دلیل ماہ عجیب بہ از پے مدلول سرورہ عجیب بہ گرد خان

اور دلیل آتش ست بے دخان مارا دیرین آتش خوشست بے خاصہ این آتش کہ در قرب و ولایت از دخان
نزدیکتر آید بجا پس سیدہ کارے بود رفتن ز خوان بے ہر تخیلات خوان سوے دخان بے برکن پر او دل
برکن ازو بے زائدہ شرط اجتماع و آمد عدو و اللغات موضوع اصطلاح علمی وہ مقصود کہ اس سے کسی
علم میں بحث کرین منطقیوں کی اصطلاح میں ابتدا اور محمول اسکی خبر جیسے الانسان حیوان پس الانسان موضوع
ہی اور حیوان محمول قیاس اقترانی وہ جسمین نتیجہ بالفعل مذکور بنو بالقوہ ہوگا لعالم متغیر کل متغیر حادث پس نتیجہ یہ کہ
العالم حادث جو ترتیب سے مذکور نہیں ہی اور ہیئت اسکی موجود ہی و سائر کتب جمع وسط بحث دسیلہ عقلی برگزیدہ و
دوست صافی المعنی تیغہ فکریں بد جو دنیا کی ہیں کسی قسم کی ہوں انکو ناخن پر زہر جاسے رہ کہ تجھ کو غور تحقیق
میں ڈال کے تیری جان کی روغراشی کرتے ہیں تو نہیں جانتا اسکے بازو زہرین ہیں اسنے اس خیال سے کہ شکل
امور کی گریں کھولون اپنے بازو زہرین کو اس نجاست میں ڈالا تو آب فرماتے ہیں ای منتہی کما متبا علوم کو پہونچا
ہوا ہی تو ان عقدوں کو کھلے ہوئے ہیں یا غیر کھلے کھلا ہوا ہی فرض کرے کہ میں نے کھول ہی لیے لیکن وہ عقدہ
سخت جو تیرے خالی کیسے پر ہی چپ وہ کھلے گا تو کیسا ہوگا تو انھیں عقدہ کشائیوں میں پور بھا ہو گیا چند روز
اور ہیں اور چند عقدے کھولے اسکی بھی کچھ فکر ہی جو تیرے گلے پر ایک عقدہ سخت ہی وہ یہ کہ تو نہیں جانتا کہ
میں خس ناجیز ہوں یا نیکبخت اگر یہ نہیں جانتا ہی کہ میں شقی ہوں یا سید ہوں تو تیرے حق میں ہر فکر کیرش
یہی جبر ہی کہ اگر آدمی ہی تو اس مشکل کو حل کر اور جو عقل میں دم دعوی رکھتا ہی تو اپنا دم اس میں خرچ کر تو جو
حد اعیان کی ہی کہ مراد جو ہر سے ہی اور عرض کی ڈھونڈھ رہا ہی اسکو بھی فرض کرے کہ میں نے سب
جان لین لیکن اپنی حد کو جان کر اسکا جانا بہت ضرور ہی یہاں سے بعض اصطلاحات منطقی مذکور فرمائے
ہیں بس جب تو اپنی حد کو جان لے تو اپنی اس حد سے بھاگتا ہی خاک کا چھانٹنے دے تو اس
کے جسکی ذات بچد ہی پہونچ جائے تیری عمر موضوع محمول میں کچی ہمیشہ مشن کے تشبیہ موضوع محمول سے
بنا کر ہا بصیرت ای بینائی دل کی کچھ بھلا نہ ہوئی لوگوں ہی کی سنا کیا اسی میں نگر نگر ہی جو دلیل تھی محض بے نتیجہ
و بے اثر تھی اس کو غور کر کہ اپنے نتیجے میں باطل ہی نکلی تو ہمیشہ مصنوع ہی کو دیکھتا رہا کبھی صانع کی طرف
متوجہ نہوا قیاس اقترانی ہی بریر الکفار ہا یعنی جو قرین قیاس اپنے پایا اسی پر بس کیا فلسفی کا قاعدہ ہے
ای صنفی کہ جو امور واسطہ ہوتے ہیں انپر دلیلین بڑھاتے ہیں اور اسکا عکس کرتے ہیں اور وہ جو اپنی حد سے
بھاگے ہوئے ہیں وہ دلیل اور حجاب سب سے بھاگتے ہیں اور اپنے مدلول کے لیے سرگرمیاں میں
جھکائے ہیں اگر فلسفی کے لیے دھوان دلیل آتش کی ہی ہلکودہ آتش جو بے دھوئیں کی ہی وہ خوش ہی
خصوص یہ آگ کہ جس وقت ہلکو قرب و نزدیک ہی ہوتی ہی دھوئیں سے زیادہ تر ہمارے پاس خود آجاتی ہی

بچکر کسی سید کاری ہو کہ خوان سائنے اسکو چھوڑ کے خیالات خوان میں دھوئیں کی طرف جاتا تو پرون کو مت اٹھ کر اپنے دل کو ان سے اٹھ کر کوا سٹے کہ جما دین دشمن کا ہونا شرط ہے

اس حدیث کے معنی میں کہ لارہبانیہ فی الاسلام

قوله چون عدد نبود جہاد بحال بہ شہوت اربود نہ باشد اتسال بہ صبر نہ بود چون نہ باشد میل تو بہ خفم چون نبود چہ حاجت خیل تو بہین مکن خود را خصے رہبان مشو نہ زانکہ عفت ہست شہوت را گردن بے ہوا نہی از نہوا مکن نبود ہم غرابا مردگان نتوان نمود الفقوا گفت است بس کسی بکن نہ زانکہ نبود خرج بے ادخل کس نہ کر چہ آورد الفقوا را مطلق او نہ تو بخوان کہ اکسبوا و الفقوا نہ بچنین چون شاہ فرمود صاحب را نہ رہنے باید کرو یا بے تو رو نہ پس کلو از ہر دام شہوت است بہ بعد لان لا تسرفوا از عفت است نہ چونکہ محمول نہ بود لہذا یہ نہ نیست مکن بود محمول علیہ نہ چونکہ نبود رخ صبر کہ مر مر تا یہ شرط نبود پس فرمود ناید جزا بہ جہاد آن شرط و شادان آن جزا نہ آن جزا نہ از وجہ افزا نہ بمعنی بتائید عدد فرمائے ہیں اگر دشمن نہ تو جہاد بحال ہو کس پر جہاد کرے جسے شہوت نہ تو نسل جاری نہیں ہو سکتی اگر میری رغبت و خواہش نہ تو صبر کیوں ہو اور دشمن نہ تو لشکر کی کیا حاجت خبردار ہو تو آپ کو خصی و نامر دست کر اور رہبان دست بن کہ یہ لوگ مروی کاٹ ڈالتے تھے و لارہبانیہ فی الاسلام اور اسلام میں رہبان بن نہیں ہو اس لیے عفت شہوت ہی میں نہ کرو و اگر شہوت نہ تو عفت کس بات کی ہوگی حق تعالیٰ نے جو ہوا اور حرص سے نہی فرمائی کہ اگر ہوا نہ تو کس بات کی نہی ہوئی بھلا مردوں پر بھی کمین غرا ہو سکتی ہو اسنے الفقوا کہا ہو اس سے اشارہ کسب کا بھی ہو اس واسطے کہ خرج سے پرانی آمدنی کے نہیں ہو سکتا ہو اگرچہ اسنے الفقوا یعنی خرج کو مطلق ہے کسی قید کے کہا ہو لیکن تو اسکو اکسبوا و الفقوا یعنی کماؤ اور خرج کرو پھر عافیت ہی جب اس شاہ نے صبر فرمایا ہو تو رغبت و خواہش بھی چاہئے کہ رغبت سے تو اسکی توجہ پائے پس کلو ابو اسنے کہا ہو یہ تو جہاد شہوت کا ہی کہ اس سبب سے شہوت ہو اور پھر جہاد تسرف و اپنے پیروہ دست خرج کو کہما یہ عفت ہو یا یکدامنی قاعدہ ہی سبب تک محمول نہ تیرے پاس نہ تو کا محمول علیہ مکن نہیں جب کسی کے اٹھانیکا بوجھ تیرے پاس ہو گا تب ہی تو اسکا بوجھ کوئی اٹھانیکا ایسے ہی جب تک تجھکو رخ نہ تو کا صبر تیرے لیے شرط نہیں ہے نہ اسکی جزا بچہ نازل ہو پس کیا ہی اچھی وہ شرط ہے یعنی رخ اور کسی خوش یہ جزا و صبر کہ دلنواز و جافزا ہو اور واقعی اگر صبر نہ تو آدمی رخ سے مرجائے اور جان و دل و دونوں گھل کے فنا ہو جائیں

اس بیان میں کہ ثواب عمل عاشق کا بھی حق ہے

قوله عاشقان را شاد دلست و غم اوست بہ دست فرو و اجرت خدمت ہم اوست بہ غیر معشوق ارتقا شائی بود معشوق نہ بود ہر نہ سودائی بود معشوق آن شعلہ ہست کو چون بر فروخت بہ ہر کہ غیر معشوق باقی جملہ سوخت بہ

تیغ لاد قتل غیر حق برانندہ درنگر آخر کہ بعد لایہ ماندہ ماندہ بالائی جملہ رفت بہ شاد باش ای عشق شکرست سوز فترت
 خود ہم او بود اولین و آخرین بہ شرک جزا ز دیدہ احوال ہمین بہ آن عجب حسی بود جز عکس آن نہ نیست این را
 جنبشی از غیر آن آن سنے لاکہ بود در جان خلل بہ خوش نباشد گر گیرے در غسل بہ این کسے دانند کہ روزی زندہ
 بود از گفت این جان جان جامی ربودہ المعنی یعنی یہ جو کچھ او پر ہم نے بیان کیا یہ اور دن کا حال ہو گا کچھ
 یہ حال کہ انکی غم و شادی دونوں وہی ہو نہ یہ کہ اُس سے ہو کہ اسمین مفاہرت ہو اور مزدوری و اجرت خدمت کی
 بھی نہی ہو کس واسطے کہ سوائے معشوق کے اگر اور کا تماشائی اور دیکھنے والا ہو تو وہ عشق نہیں ہی ہو وہ
 سودائی ہو در نہ عشق تو وہ شعلہ ہو کہ جہاں یہ جگر کا سوائے معشوق کے سب کو جلا ڈالتا ہے جیسا کہ کہا ہے عشق
 ناریجرق ماسوی المحبوب اُسے تیغ لاسے قتل غیر حق کا کیا ہو لاسے ارادہ لاکہ کے لاکا ہو آب کتے ہین
 دیکھ تو بعد نفی اس لاکے آخرین کیا رہا بس الا اللہ رہا بانی سب چلتے ہوئے لندہ خوش ہو کے دنا
 کرتے ہین کہ ای عشق خدا تجھ کو خوش رکھے تو بڑا مضبوط شکرست سوز ہو اور اصل ہو بھی ہی کہ اولین بھی وہی ہو اور
 جو آخرین ہین وہ بھی وہی ہو اس میں جو کوئی شرک کرے وہ احوال دوہین ہو یک بین ہمیں وہ عجب ایک حسن ہو
 کہ سوائے عکس کے اُس کو در اجنبش کسی غیر سے ہمیں این کامشا لالیہ غلوک ہو آب فراتے ہین یہ اُس سب کچھ
 لیکن جس تن کی جان خلل ہو اگر اُس کو شہد میں ڈبو دو تب بھی خوش ہمیں آتا ہے کسی ہی شیریں باتوں سے سمجھاؤ
 پسند نہیں کرتا اس بات کو تو وہی جانتا ہے کہ جس روز وہ زندہ ہو اُسی روز اُسے اس جانجان سے ایک جام حاصل
 اور اُسکے عشق ہین مست ہوا قولہ وانکہ چشم او ندیدہ است آن سخاں بہ پیش او جانست این تفت و خان
 چون ندیدہ او عمر عبدالعزیز بہ پیش او عادل بود حجاج نیز چون ندیدہ از مار موسیٰ را ثبات بہ در حال السحر پاد حیات
 مرغ کو نا خوردہ است آب زلال بہ اندر آب شور دارد پروبال بہ جز بعد رضا راجی نتوان شناخت بہ چون
 یہ بیند زخم بشناسد لواخت بہ لاجرم دنیا مقدم آمدہ است بہ تابانی نور قلم است بہ چون از نیجا دار ہے
 آنجا روے بہ در شکر خانہ ابد شاکر شوے بہ کوے آنجا خاک را می بختیم ہنرین جہاں پاکے بگریختیم بہ
 گشتہ بودم قانع از گنج ہمار بہ شادمان بودم رنگزارے بخار بہ اسے در بغا پیش ازین بودی اجل بہ تا عذاب کم
 بدی اندر و حمل اللغات عمر ابن عبدالعزیز نام ایک خلیفہ باذل عادل کا ہے خلفاے عباسیہ سے ایسی ہی
 حجاج بن یوسف کہ اسد ظالم تھا حبال السحر وہ رسیاں کہ فرعون کے ساحروں کے سحر سے رینگتی معلوم
 ہوئی تھیں المعنی فرماتے ہین جس نے اُس جانجان سے جام پایا اُس کا وہ حال ہو جو مذکور ہوا جس نے
 وہ رخسار خوب جانفزا دیکھے ہی نہیں اُسکے سلنے یہ جان تفت و خان ہے جیسا کہ حکما روح کو بخا دات
 غذا سے ٹھہراتے ہین اور یہ ایسا ہے جیسے کسی نے عمر بن عبدالعزیز کو نہیں دیکھا ہے وہ حجاج ہی کو عادل

سمجھتا ہے اور جس نے ثبات و قرار مار لیا کسی کا نہیں دیکھا وہ جادو کی رسیدوں میں حیات خیال کرتا ہے حالانکہ وہ جادو کے سبب سے رنگی خیالی میں آتی تھیں نہ زندہ تھیں یا جیسے کسی مرغ نے آب شیرین نہیں کھیا تو آب شور ہی میں بدواز ڈالتا ہے پس غم کو غم ہی پہچان سکتا ہے چنانچہ جب تک رخم نہیں کھاتا نوازش و مہربانی کو نہیں پہچانتا اسی سبب سے دنیا مقدم ہوتی ہے تا اس ظلمت کے میں نورالست کا دھندلے اور جب تو یہاں سے چھوٹ کے وہاں پہنچے گا تو ایسے شکر خانے میں پڑے گا کہ ابد تک شکر گزار رہے گا اور کیسے کہ میں دنیا میں خاک ہی چھاتا رہا اور اس جہان پاک سے جھاگتا ہی رہا میں گنج کو چھوٹے کے مار پر قلعہ ہوا اور گلزار ترک کر کے خار پر راضی تھا ہاے افسوس اس سے پہلے مرا ہوتا تو اس اندھن میں تھوڑے ہی عذاب بھگتتا

بیان اس حدیث میں مامات من مات الا و تمشی ان میوت قبل مامات و ان کان برا لیکون الی وصول البر ارجل وان کان فاجرا لیقل فجرہ نہیں مرا جو کوئی مرا اگر حال یکہ تمنا کی اس لئے یہ کہ مرنا وہ قبل سوقت سے کہ مرا ہی پس ل کہ ہوتا وہ نیک تو بہت جلدی لہنی نیکی کو پہنچتا اور اگر ہوتا بدکار تو بدکاری اسلی تھوڑی ہوتی

قولہ مان بفرمودہ است ان نیکو رسول کہ ہر اکو فرمود کہ انزل ہو دو اور حسرت نقصان و موت بہ یک باشد حسرت قصیر و فوت بہ ہر کہ میر و ذہ و تمنا آیدش کہ بدی زین پیش نقل و مقصدش بہ گردے بدتا بدے کتر بدی بہ ورتے تا خانہ نور آمدے کہ زبان بد بخیر من بودہ ام بہ دبم من پردہ سے افزودہ ام بہ گرا زین نور مرا سیریدے بہ این حجاب و پردہ ام کتر بدے بہ از حریجے کم دران روے قنور بہ از نگہ کم دران چہر خوشوع بہ بچنین باز غل کم و زری موجود و نیل سی ہرہ و فوت سجود بہ برکن آن پر خلد آراے را بہ برکن آن پردہ پیاے را بہ اللغات قنوع قناعت کرنا خوشوع عجز کرنا اسے اسے سبب سے رسول پاک نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مرا اور اپنے تن سے الگ ہوا اسکو ایسی حسرت نقصان اور موت کی نہیں ہوتی جیسے کوتاہی و فوت کی حسرت ہوتی ہے کہ کیوں اتنے دنوں یہاں سے الگ رہا اور یہاں کے آنے میں کوتاہی کی اور اتنے دن کھوئے جو کوئی مرنا ہی اسوقت میں خود اسکو تمنا ہوتی ہے کہ کاش اس سے پہلے میرا نقل اس مکان سے ہوتا اور یہ مکان مقصد میرا ہوتا اور مطلب یہ کہ اگر وہ بدی تو جلدی مرحلے میں بدی سے بچتا اور اگر پرہیز گار تو اپنے گھر جلدی جہنم سے آجاتا اور نیز کہتا ہے کہ میں اس بدے نیز تھا و دبم اپنے لیے پردے ہی بڑھاتا رہا اگر مجھ کو اس سے زیادہ تر

جلدی راہ ملتی تو یہ حجاب و پردے بھی میرے کم ہوتے کہ آن پردوں میں مارے حرص کے کوئی صورت
تقاعدت کی نہیں تھی اور تکبر سے اُسمین نہ چہرہ نشوع کا بیٹھ یہ نہوا کہ نشوع سے چہرہ خاک پر رکھتے ایسے ہی
بخل سے جو نہین اختیار کیا اور ابلیس اپنے سے سجدہ نہ کیا چہرہ فوت سجدہ ہی میں رہا پھر استیفا سے حکیم کتابی
کہ یہ پرتیرے کیسے خوب صورت ہیں خلد آرا اور کیسے راہ بیجا کہ جہان تو چاہتا ہی وہاں بیجا تے ہیں

ان کو مست لوح

پیشمان ہونا حکیم کا جو سوال طاؤس سے کیا تھا

قولہ چون شنید آن پند دروسے بگر نیست بکذازان در توحہ آمد میگریست : توحہ و گریہ دراز و در دست
ہر کہ آنجا بود در گریہ اش فگندہ و انکہ می پرسید بر کندن ز چسیت : بیجا ابے شد پیشمان میگریست : بکر فضولی
من چرا بر سیدش : ہذا و زخم پر بود شومایند مش : بی چکیدار چشم او بر خاک آب : ہذا اندرون ہر قطرہ مریح صد
جواب : بی چکیدار چشم او گریہ بخاک : ہذا خاک گل می شد ز اشک سہمناک : بگر گریہ با صدق بر بہنا زندہ تا کہ چرخ
دعش را گریان کند : بگر گریہ بے صدق بے شورش بود : دیوزان بر گریہ اش خندان شود : عقل و دہا
بے گمانی عرشیند : بے حجاب از نور عرشی میزیند : اللغات تدبیر بالضم و فتح را درج کردہ شدہ اشعی
یعنی جب طاؤس نے یہ نصیحت سنی اُس حکیم کی طرف دیکھا بعد اسکے توحہ اور گریہ کرتے لگا اور ایسا توحہ و گریہ
در دہندہ لب کیا کہ جو کوئی وہاں تھا اُسکو بھی رولایا اور جسے پوچھا تھا کہ یہ کیوں کر پوچھتا ہے تو بیجا ابے پیشمان ہو کے بہت
ہی رونے لگا کہ میں نے کیسی فضولی کی اور کیوں پوچھا اس سے یہ بیچارہ خود غم سے بہرہ امتا میں ہے کیوں اسکو
بھڑکا دیا اور طاؤس کی آنکھ سے پانی خاک پر ٹپکتا تھا اور اُسکے اشک سہمناک سے خاک کچھڑ ہوئی جالی
تھی سہمناک سے یہ اشارہ ہوا کہ ڈر کھانا معلوم اُسکی گریہ پر دروسے کیا ہو جائے اس لیے کہ جو گریہ سچا ہو وہ
جانوں پر اثر کرتا ہے اور جان کیا چرخ و عرش کو ہلاتا ہے اور جو گریہ تھوڑا ہے اُسکین شورش نہیں ہوتی دیکھو
رونے سے اُس رونے پر ہنستا ہے خوب جان لو عقل و دل و دہان بیکمان عرشی ہیں اور بیجا ابے نور

عرش سے ہی اُنکی زندگی ہے

اس بیان میں کہ عقل و روح عالم علوی سے یہاں تعلق ہو گین

قولہ بچہ بادت و جواروت آن دو پاک : بستہ اندا نیجا بجاہ سہمناک : ہذا عالم سفلی و شہوانی درندہ اندرین چہ
گشتہ اندا ز جرم بندہ سحر و ضد سحر ابے اختیار : زمین و دامن زندنیکان و شرار : لیک اول پند بدہدش کہ میں :
سحر از ماسیا موز و مجین : تا بیا موزیم این سحر ای فلان : ہذا برای ابتلا و امتحان : ہذا امتحان را شرط باید اختیار :
اختیارے نبوت بے اقتدار : ہذا میلہا بچوں سگان غصہ اندا اندر ایشان خیر و شر نہفتہ اندا : چونکہ قدرت نیست

این رده پنجم ہر پارہ او تن زدہ بنامکہ مرداری در آید در میان بنفع صورت حص کو بدر سگان چون دران
کوچہ خرمی مردار شد بنصفہ بدان بیدار شد بنصفہ حصہ ای رفتہ اندر کتم غیب بنافتن آورد سہر روز
جیب بنو بہدی ہر سگی دنگان شدہ بنو بہدی حیلہ دم جنبان شدہ بنیم زیرش حیلہ وبالا غضب بنو بہدی
ضعیف آتش کہ او یا بد حطب بنو بہدی شعلہ شعلہ میر سلا لکان بنو بہدی وود و واسب تا آسمان بنو بہدی چنبن سگ
اندرین تن خفتہ اند چون شکارے نیست شان بنہفتہ اند یا چو باز اند دیدہ دوختہ بنو بہدی در حجاب از عشق
صیدے سوختہ بنامکہ برداری و بند شکار بنو بہدی انکلمان ساز و طواف کو ہزار بنو بہدی شہوت رنج و ساکن می شود
خاطر او سوی صحت میرود بنو بہدی بہ بیند نان و سبب و خر پرہ بنو بہدی در مصاف آمد مزہ خوف بزہ بنو بہدی و در و صبار
دیدن سودا و ست بنو بہدی و ان تیج طبع مستش را تا کو ست بنو بہدی و نہ باشد صبر پس نا دیدہ بہ بنو بہدی و تیر دورا دی زمرہ
زہ بنو بہدی باز کرد کن حکایت را تا مہ تا چہ گفت اندر جوابش والسلام بنو بہدی اللغات تحکب لفتحتین ہریم سختی آہب
ہندی لپٹ بزہ لفتحتین گناہ و بد آتش بنو بہدی روزن نائل گرد و غبار و ہوا ہاروت ہاروت نام دو فرشتہ مود و ف
کہ قصہ ان کا نہرہ پر فریقہ ہونے اور چاہ باہل میں قید ہونے کا مشہور ہر المعنی فرماتے ہیں عقل دل
جو ہم نے کہا کہ عرشی ہر عرشی تو این مگر ایسے جیسے ہاروت ہاروت یہ دونوں فرشتے پاک یہاں چاہ سہناک
میں قید ہیں کہ اس عالم علوی پاک سے اس عالم سفلی شہوانی میں اپنے جرم سے قید ہوئے ہیں اب سحر و
سحر کان دونوں سے نیک و شریر دونوں بے اختیار سیکھتے ہیں ضد سحر وہ جس سے سحر دفع ہوا اول تو یہ اس
سکھنے والے کو نصیحت کرتے ہیں کہ خبردار ہو سحر سے مت سیکھ اور مت ڈھونڈ نہ تاکہ سحر ہم تجھ کو ای فلان لے
امتحان و آزمائش کے سکھا سکیں کہ تو آزمائش و امتحان میں پڑے کہ تو اسے کہ شرط امتحان کی یہ ہو کہ اختیار
ہونا چاہیے اور اختیار تجھ کو ہے اقتدار کے نہیں ہر چہ اختیار واقعہ کیوں پیدا کرتا ہے یہ رغبت و خواہشیں
ایسی ہیں جیسے سوتے کتے اور ان میں خیر و شر بھی ہوئی ہیں اس جب تک تجھ کو قدرت نہیں ہے یہاں خوش
نقصہ ہیں جیسے لکڑی کی چھٹیاں اور خاموش ہیں اس انتظار میں کہ کوئی مردار ہلکے لچائے جب مردار ملے تو
حرص ان کتوں پر نفع صورت کا صدر مہو چائے کہ مردے سے زندہ کر دے پھر جب کوئی نر اس کو چہ میں
مردار ہوا بیٹھ دنیا کی رغبتوں میں آلودہ پس سیکڑن کتے سوتے جاگ گئے اور وہ حصین جو پردہ غیب
میں تھیں سب دوڑ پڑیں اور سب نے اسکے گریبان سے سڑکا لا آہ بال بال ان کتوں کے دنگان ہو گئے
اسکے جھجھکے کو مگر بالفعل حیلہ کی وجہ سے دم ہار رہے ہیں تا اسے خوب رغبت کرے شیخے شیخے تو ہمیں جیلہ
اور او پر او پر غضب اور وہ حیلہ ایسے اسکو پیٹے ہوئے ہیں جیسے مچھی اگ کہ سوکھی لکڑی پاکے اسکو لپٹی ہو
اب شعلے کے شعلے لاسکان سے چلے آتے جکا و حوان او چنکی لپٹ آسمان تک جاتی ہو کس فرماتے ہیں

کما ایسے سیکڑوں کے تیرے اس تین میں سو ہے ہیں بالفعل شکار نہیں پاتے چھپے ہوئے ہیں یا باز ہیں کہ آنکھیں
 سی ہوئی اور اسی تاج بچشم میں عشق شکار سے جلے ہوئے کہ جہان ٹوٹی اٹھائی اور شکار دیکھا پھر دیکھو کیسے کوہ مبارک
 ہیں اور کیسے ان کے طواف یا جیسے خواہش داشتہا ہمار کی رک جاتی ہو اور دل ہمسکا صحت کی طرف جاتا ہو کہ
 صحت ہو جائے اور جب وہ نان و سبب و خربزہ دیکھتا ہو تو اس کے فرسے اور اس کے گناہ میں جو انکا کھا لینا ہو
 لڑائی بڑ جاتی ہو اس اگر بیمار صبا ہو لینے اشتہا اس کی جاتی رہے تو اس کو انکا دیکھنا مفید ہو اس سے کہ اس کی طبع
 صحت میں جنبش و اٹھان پیدا ہوئی ایسے شخص کے واسطے خوب ہو اور جو مدین بیصبر ہو تو اس کا دیکھنا بھلا
 اچھا نہیں اس واسطے کہ جو شخص زرہ نہیں پہنے ہو اس سے تیر کا دور رہنا ہی اچھا ہے اب فرماتے ہیں ان
 باتوں سے لوٹ اور جو حکایت شریف کی تھی اس کو تمام کر کہ طاؤس نے جواب دین کیا کما و اسلام

جواب دینا طاؤس کا مرد حکیم کو

قولہ بشنوا کنون تو طاؤس ان جواب دہ تابدانی ہر نکوئی را خطاب ہے چون بکریر نادرغ آمد گفت او نہ کہ تو اتنی
 رنگ و بو کے را گوید ان نغے بینی کہ ہر سو صد بلا ہے سو سے من آید پہلے این بالماہ اے بسا صیاد
 بے رحمت دماہ بہر این پر ہا نہ ہر سو سے دماہ چند تیر انداز بہر بالماہ پیر سو سے من کشد اندر ہوئے چون
 دماہ زور ضبط خویشین بہرین قضا و زین بلا و زین فتن بہرین آمد کہ شوم زشت و کریم بہرین دماہ این درین کسار
 تیرہ بہرین ہر ہا سے خود ایک بیک بہرین دماہ از دماہ ہر گلک بہرین دماہ جان بہرین بال و پرست بہرین جان
 بماند باقی دین ابرست بہرین سلاح عجب من شدای فتاہ عجب آمد معجبان راصد بلا بال اللغات گلک
 شوم و نامبارک عجب بالضم غور عجب بالضم مغرور المعنی اب سنا طاؤس کا وہ جواب تا تو بھی غوی خطاب کی
 جان جائے کہ جب وہ گریہ سے فارغ ہوا تو اس نے اس سے کہا کہ تو رنگ و بو کا گرفتار ہے یہ نہیں دیکھتا کہ
 ہر طرف سے بلائیں میری جانب ان پر وہ ہی کی بدولت آئی ہیں اکثر شکاری بے رحمت ہمیشہ انھیں
 پر وہ کے واسطے جال لگاتے ہیں اور تیر انداز انھیں بازوؤں کو تاک کے جب میں ہوا پر ہوتا ہوں تیر چیتے
 ہیں پھر جب میں زور اپنی حفاظت کا نہیں رکھتا کہ اس قضا اور اس بلا اور ان فتنوں سے بچوں تو بہتر ہی ہو کہ
 بد صورت و مکروہ ہو جاؤں تا اس کسار و جنگل میں محفوظ رہوں اسی واسطے میں اپنا ایک ایک پر توچتا ہوں یہ
 پڑھو کہ شوم نامبارک کے جال میں نہ ڈالیں میرے نزدیک بال و پر سے جان بہتر ہو اس لیے کہ جان
 باقی چیز ہی اور بہتر ہیں یہ ہر میرے غور کے اے جوان ہتھیار ہیں اور غور مغروروں کی جان

سیکڑوں طرح کی بلا

اس بیان میں کہ ہر وزیر کے بھی پر طاؤس کی طرح آفت ہیں

[illegible]

بتائید صدر فرمایا کہ جب عقل روشن و مصلح میری نہیں ہر تین اپنے ہتھیار چاہ میں کیوں نہ ڈالوں کس کام کے ہیں
مرد ہو کہ اس تیغ و سپر کو چاہ میں ڈال دوں کہ یہ ہتھیار میرے میرے دشمن کے ہتھیار نہ رہیں کہ یہ تیرے ہتھیار نہ
زور ہو کسی یار کا نہ کوئی سند و بھر و سایہ شک و تیغ میری تجھ سے چھین ریگا اور تجھی پر لگا لگا جس برخلاف اس نفس
بے شرم خود کے میں اپنا تختہ نوح نوح کے اُس سے چھپانا ہوں کہ اگر میں نہ نوح کا تو یہ نوح کا کس جب میں خود نوح
نوح کے اپنا یہ جمال و کمال نہیں رکھوں گا تو وہ کیا نوح کا لہجہ میں اُس کے وبال سے بچ لگا اور ہر گاہ اس غیبت سے نوح لگا
تو کچھ گناہ نہیں ہوا اسلئے کہ اس زخم سے بچنا دشمن سے چھپانا ہوں نہ ناشکری سے اگر دل میرا اداوت کسی ستیر
کی نہ کھتا ہوتا تو میری یہ صورت خوب اپنے حق میں صفائی بڑھائی اب جو میں نے دیکھا کہ نہ زور ہر جہ عقل ہو
نہ صلاح اور دشمن سر پر موجود تو میں نے اپنے ہتھیار توڑ ڈالے تا میری تیغ اُس کے لیے کمال نہ ہو جائے اور میرا
خبر میرے لیے وبال نہ بنے اب میں اس لیے بھاگتا ہوں تا رگ سست میری حرکت کرے جوش و ولولہ
عشق کا پیدا ہو اور بھاگتا میرا اپنے ہی آپ سے ہو جو آسان کام نہیں اس لیے کہ جو غیر سے بھاگتا ہے جس سے
الگ ہو جاتا ہے قرار پاتا ہے اور میں کہ خود ہی اپنا دشمن ہوں اور خود ہی آپ سے بھاگتا ہوں میرا کام تو اب تک
خیزری خیزری یعنی ہر وقت بھاگ بھاگ تجھ سے انھیں تو نہ ہندوستان میں پخت ہر زمین میں کہیں بھاگ کے
جائے اس واسطے کہ جس کا اپنا سایہ دشمن ہو وہ کیسے پخت ہو سکتا ہے

اس بخود کی صفت میں کہ بقاے حق میں فانی ہوا ہے

قولہ چون فنا شد از تقریر یہ شود و از محمد و اربے سایہ شود و فقر فخری در فنا پیرا یہ شدہ چون زبانہ شمع او بے
سایہ شدہ شمع شدہ جملہ زبانہ پا و سر و سایہ را نمود گرد او گذر نہ موم از خویش و ز سایہ در گنجیت و در شمع از ہر
آنکہ شمع رخت بہ گفت از ہر فنایت ریخت بہ گفت من ہم دفنا بگریم ہمہ این شمع فانی آمد مفترض بنے شمع شمع
باقی فی عرض بہ شمع چون در زار کے شد فنا بنے اثر بینی و فی ضیاء بہست اندر وق ظلت آشکارا آتش
صورت ہوئے پائدار برخلاف موم شمع جسم کان بہ تا شود کم کرد و فزون نورانان بہ این شمع فانی و ان فانی
شمع جازا شعلہ را بنیست بہ آن زبانہ آتش چون نور بودہ سایہ فانی شدن زود بودہ ابر را سایہ ہفتہ
برزین بہ ناہ را سایہ نباشد از تشنیں بہ بخود سے بے ابریت اسی نیک خواہد باشی اندر بخودی چون قصہ و بہ
بار چون ابر سے بیاید ماندہ بہ رفت نور از منہ خیالی ماندہ کہ از حجاب ابر نورش شد ضعیف بہ کم زناہ گوش
آن بدر شریف بہ اللغات مفترض فرض کردہ شدہ شمع بختن موم و بسکون موم یا چوبی کی مجازا
بحرف فارسیان المعنی جب فقیر کا فقر سے فنا لباس ہو جائے اور اس سے آتش پریش ہوتا ہو
تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم اس طرح بے سایہ ہو جائے اور اس طرح نور ہو جائے جو نورانی ہو فقر فخری سے

مقام فنا کا یہی پیرا ہے اور جیسے شمع کا شعلہ اسکا بھی سایہ نہیں ہر اس لیے کہ شمع سر سے پاؤں تک بالکل شعلہ ہے
پھر سایہ کا گرداؤں کے کیسے گذر ہو شمع اصل میں موم ہے اور موم آپ سے اور اپنے سائے دونوں سے شعلہ میں بھاگا
چنانچہ اس سے شمع ڈھالی گئی کہ وہ شعلہ میں پڑا جب شمع سے کہا کہ تجھ کو فنا کے واسطے میں نے ڈھالا ہے اسے
کھامین بھی فنا میں بھاگی ہوں مگر جس شعلہ میں یہ بھاگی ہے وہ فانی و فرضی ہے نہ شعلہ شمع باقی کی جو بیخود ہے
اگر قائم باغیر نہیں جیسے کہ شمع کی شعلہ کسوٹے کہ جب شمع آگ میں بالکل فنا ہو جاتی ہے تو پھر نہ اثر شمع کا رہتا ہے
نہ اس کی روشنی رہتی ہے نہ ہرگز کہ شمع دفع عظمت کا کرتی ہے یہی اسکا اثر ہے کہ ایک آتش صورت ہر موم سے
قائم بر خلاف موم شمع جسم کے کہ جس قدر کم ہوتی ہے اسی قدر نور اس سے بڑھتا ہے جس سے یہ شعلہ باقی ہے اور
وہ فانی ہے یہ شمع جان کی ہے اسکا شعلہ رہا ہے اور جو کہ وہ شعلہ آتش رہا ہے اور اسے فانی ہوئے گا اس
سے دور ہو اسکو فنا نہیں دیکھو اگر سایہ زمین پر پڑتا ہے لیکن ماہ کا، مٹشیں نہیں ہوتا وہ بے سایہ ہوتا ہے
لے نیکو خدای تیری ایک ابر ہے اور بخودی ہے ابری تو بخودی میں ایسا ہے جیسے قرص ماہ اور جب
یہ ابر ماندہ خودی کا آگیا نور جاتا رہا ماہ کا ایک خیال ہی خیال رہ گیا اس ابر خودی کے حجاب سے نور
اسکا ایسا ضعیف ہو گیا کہ وہ بدر شریف ماہ تو سے بھی کم ہو گیا قولہ این خیالی می نماید زابر و گردن ابر تن مارا
خیال اندیش کردہ لطف مہ بنگر کہ انیم لطف دوست کہ بگفت این ابر ہمارا عدوست نہ مہ فراغت دارد
از ابر و غبار نہ بر فراز چرخ دارد نہ در ابر مارا شد عدو خصم جان نہ کہ کند مہ راز چشم مانان نہ حور طایں پر وہ
زائے می کند بدرد کم از ہلایے می کند ماہ مارا و کنار غر نشانہ دشمن مارا عدوے خویش خواندہ ابر را تا بے
اگر مست از مست نہ ہر کہ مہ خواند ابر را و اگر مست نہ نور مہ برابر چون منزل شدہ است نہ روے تار کش
ز مہ مہدل شدہ است نہ گریہ ہر نگ مست و دولست نہ اندر برکن نور مہ عاریت نہ در قیامت مہ و
مہ معزول شدہ چشم در صل غیا مشغول شدہ تاباند رنگ را از ستارہ وین رباط فانی از دارا القرار نہ دایہ
عاریت بود روزے مہ چارہ دارا مارا لوگیر اندر کنار نہ پرین ابر مست و پردہ است و کثیف نہ زانکاس
لطف حق شد و لطیف نہ بر گنم پر او حسنش را زراہ نہ تا بہ بنیم حسن مہ راہم زماہ نہ من خواہم دایہ مادر خوشتر مست نہ
سویم من دایہ من مادر مست نہ اللغات جو باظم روشنی رباط مسافر خانہ انعکاس عکس قبول کرتا اسے
لیجئے جب وہ بدر ہلال سے بھی کم رہ گیا تو اب خیال سا معلوم ہونے لگا جیسا کہ خیال ماہ کو کا جانہ دیکھنے کے
وقت نظر کے سامنے آجاتا ہے اور یہ اس ابر گرد کی بدولت ہوا جو ہمارا تن ہوئے ہو چاند سے چمکے خیال اندیش
کردیا اور دیکھو ماہ کا لطف کیسا کہ اسے بمقتضائے لطف ہمو خدایا کہ یا بر میرا دشمن ہے اگر اسکی طرف منتفت
ہوگا مجھ کو نہیں پائیگا ہم نے اس لطف کی بھی قدر نہیں جانی ہر چند ماہ کا اس ابر و غبار سے کچھ بگاڑ نہیں ہوا ہے بگاڑ

ماہ کو اپنا مدار و جائے قرار چرخ پر رکھتا ہے چنانچہ ابرو و غبار پہنچ گپ سکتے ہیں یہ آبرو ہمارا ہی دشمن اور حرم
جان کا ہے کہ ماہ کو ہماری آنکھ سے چھپا لیتا ہے یہ وہ پردہ ہے کہ عورت جیسی حسین و نورانی کو اپنی برصیا سے
ہر تراور بدر کو ہلال سے کمتر کر دیتا ہے ماہ کے تو یہ احسان کہ اس نے ہلکے روشنی دے کے بغل میں چھپایا
اور جو ہمارا دشمن ہے اسکو اپنا دشمن کہا اب اس ابرو کو تو تنہا جو کچھ چمک دیک بڑا ہی سے بڑا کہ وہ روح
ہر چہرہ کوئی اس ابرو ماہ کے وہ گراہ ہے جیسے کہ حسینوں کو ظاہر میں مہر ماہ کہتے ہیں نہیں اسی ماہ کا
نور اس ابرو پر آتا ہے کہ اس کی صورت تاریک بدل کے ماہ کی سی ہو گئی ہو آب اگر چہ یہ ابرو ہر ماہ
ماہ کا ہے اور دولت حسن والا کیا خود دولت ہی ہو مگر نور اس کا عاریتی ہے جو ماہ سے پایا ہے اور اس
ماہ کا نور بھی عاریتی کہ اس نے اصل ضیاء سے جو قدیم ہے پایا ہے کس واسطے کہ جب اصل ضیاء
ظاہر ہوگی اور چشم مردم کی اس سے مشغول ہوں گی تو ماہ و مہر دونوں مغزول ہو جائیں گے
جیسے کہ قیامت کو تو ہر کوئی جان لے لے ملک کیا ہے اور استعار کیا ہے یہ نور مہر ماہ کا اس اصل
ضیاء سے استعار تھا اور معلوم ہو جائے کہ دنیا سا فرخانہ تھا اور دارالقراری ہی ہے جیسے دایہ دنیا کی
دو چار روز کے واسطے عاریتی ہے بس لے ماہ و مہر بان جو مراد آخرت سے ہے تو انہی آغوش میں
مجھ کو دایہ دنیا کو اس نظر سے کہ اس میں پیدا ہوا ہے اور چند روز اس کی آغوش میں رہا بعد
مرے کے آخرت میں پیدا ہوگا اور وہاں ہمیشہ رہیگا جیسے ماں کے پاس بچہ ہمیشہ رہتا ہے پھر
طاؤس کی طرف سے فرماتے ہیں کہتا ہے میرے پر بھی ابرو ہیں اور پردہ کشف انہی عکس لطف حق کا پڑا ہے
جو ایسے ہو رہے ہیں اس لیے ان پردن کو اور ان کے حسن کو اپنی راہ سے دور کرتا ہوں تا حسن ماہ کا
ماہ سے دیکھوں پردے سے کیوں دیکھوں میں دایہ کو نہیں چاہتا میں مادر سے خوش ہوں میں موسیٰ
ہوں میری دایہ بھی مادر ہی **نقل** ہے جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے انکی ماں نے فرعون کے خوف
سے ایک تابوت میں انکو نیل میں بہا دیا اتفاقاً فرعون نے اس تابوت کو نکلوا دیا اور حسب مرضی
اسیہ کی انکا پرورش کرنا قرار پایا دایہ کی تلاش ہوئی تو انھیں کی ماں ملیں اور یہی دایہ بن کے رہیں
قولہ من خواہم لطف حق از واسطہ ہک ہلاک خلق شد این رابطہ ہک یا مگر ابرے بگیرد خوے ماہ ہ
تاگرد و ادواجاب روے ماہ ہ صورتش بنماید و در وصف لایہ چھویم انبیاء و اولیاء آن چنان ابرے
نہا شد پردہ بند پردہ و رہا شد یعنی سود مند آن چنان کا نہر صلیح روشنی ہ قطرہ می بارید و بالابری
معجزہ بغیر ہی بود آن سقاہ گشت ابر از لطف ہر نگ سما گشت ریزان قطرہ قطرہ از سما ہ گفت آمد
شرح آن در ماجرا ہ بعدا بر و رفتہ از دے خوے ابر ہ انجمنین گردن عاشق بصیرت بن بود اما ستے

کم گشت از دین گشت مبدل رفته اند و رنگ و بو و پیر سپید غیر ست و سوزن بر من بخانه سمع و بصیر استون
 تن به جان فدا کردن برائے صید غیر ذکر مطلق و ان نویدی از غیر و این شو چون تقدیش طویان و بلکہ زہری
 شو و شواہین از زبان و تاجے احسن و شایاش خطا سپید و خوشین مردار کن پیش کتاب و پس خضر
 گشتے برائے آن شکست چنانکہ آن گشتے ز غاصب باز بست و فقر فقرے بہر آن آمد سنی و
 تاز طاعان گریہ در غنہ و گنجما را در خرابی زان ہند و تاز حرص اہل عمران وار ہند و پرتانی کند و خلوت
 گویند و ناگروی جملہ خرج آن دایم و زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار و اکل و ما کول ایجان ہوشدار و
 اللغات سقا یانی بلانے والا احسن کلمہ تحسین کتاب سگ غاصب چھینے والا طمع
 لالچی عمران بالکسر آبادی اکل خوردہ تا کول خوردنی المصنعی اور جو کہا ہو چکو دایہ سے مادر خوشتر ہو
 موافق اسی کے یہ قول بھی ہو کہ میں لطف حق کا کسی کے واسطے سے نہیں چاہتا اس واسطے کہ یہ
 رابطہ جو تن کا ہو ہی باعث ہلاک خلق کا ہو ہو یاں اُس صورت میں کہ یہ ابر خواہ کی پکڑے مثل ماہ
 کے روشن ہو جائے تا حجاب روے ماہ کا نہ صورت تو اُسکی معلوم ہو لیکن ہو و وصف لایم یعنی ظاہر
 جو جسم معلوم ہو مگر بحقیقت نیست و نفی ہو جسے جسم انبیا و اولیا کا کہ ایسا ابر پردہ ڈالنے والا نہیں ہوتا بلکہ
 پردہ در اور سود مند ہوتا ہو جیسے کہ ایک روز صبح کی روشنی میں قطرے تو برستے تھے اور آسمان پر
 ابر نہیں معلوم ہوتا تھا وہ قطرہ باری و سقا حضرت پیغمبر کے معجزے سے تھے کہ ابر لطف سے ہر رنگ
 آسمان کا ہو گیا یعنی ایسا لطیف جیسے آسمان کہ جنہیں ہر آسمان کے ستارے معلوم ہوتے ہیں حتی کہ فلک
 ہشتم تھا مگر قطرے بلندی سے گر رہے تھے چنانچہ اسکا بیان پہلے جو گذر گیا اُس میں ہم نے کیا ہو
 یعنی دفتر اول میں کہ ایک صحابی کو آپ دفن کرنے گئے تھے جب واپس آئے حضرت عائشہ
 آپ کے کپڑے دیکھتی تھیں کہ غمیدہ کیوں نہیں ہوئے اور مشرح ذکر اُسکا اُس دفتر میں ہی یہاں ماجرا سے
 اُسی کا اشارہ ہو کہ ابر تو تھا لیکن جوے ابر جو غلظت و کثافت ہو نہ تھی پس عاشق کا تن بھی صبر سے ایسا ہی
 لطیف ہو جاتا ہو اگرچہ ہو تو وہ تن لیکن صفت تن کی اُس سے جانی رہتی ہو اور وہ بدل جاتا ہو کوئی رنگ
 و بو تن کی اُس میں نہیں رہتی ہو تو میرے غیر کے واسطے ہیں اور سر میرے لیے اور ستون تن کا خانہ
 سمع و بصیر کے لیے پھر اپنی جان کو غیر کے شکار میں فدا کرنا محض کفر و مطلق تا اُسیدی غیر سے ہو کبھی خضر
 اُسکو نصیب نہ ہوگی اور خضر و اوطیون شکر خا کا قدمست بنے یعنی کسی مدوح مدح پسند کا مدح مست ہو کہ
 اس کے واسطے تو زہر ہو جاتا تو زبان دنیوی و اخری سے نچست ہو جائے نہ واسطے تحسین و تعریف کے
 کہ کوئی احسن کہہ اور کوئی شایاش کا خطاب کرے کسی کہنے کے سامنے آپ کو مردار مست بنائے

اور کو تو خضر نے کشتی بیرون کی اسی واسطے کہ توڑی تھی کہ اس پہ شاہ غاصب سے بھی رہے اور آخرت سے
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ سے جو فقر کو اپنا فقر کہا ہو وہی وجہ ہو کہ ان دنیا کے لالچوں کو چھوڑ کے وہ
جو غنی ہو اُسکی طرف بھاگیں خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں اسی غلبہ سے گور رکھتے ہیں کہ آبادی سے کہ
لوگوں کی حرص سے بچے ہیں اُن پر میں تو بوجھ سکتا ہوں جاگوں میں بشیرہ کا بالکل خرچ آن دین کا نہ
بنجائے آن دین کے شکار یہ خاک و کرم گور میں اس سے بچتا ہوں فقر بھی ہو اور فقر خوار بھی اکل بھی اور
ماکول بھی بس اور جان میں ابھی طرح اپنے ہوش ٹھکانے کر

اس بیان میں کہ سوا خدائی تعالیٰ کے سب کچھ ماکول ہیں

قولہ مرغے اندر شکار کرم بودہ گرہ فرصت یافت اور در بودہ اکل و ماکول بودہ پیچہ در شکار خود رضا
و گرہ دزد گرہ در شکار کالہ است بے شحمہ با خصمانش درد نہالہ ہست بے عقل و مشغول رخت و قفل
در غافلست از شحمہ و آہ سحر و اوجہان غرق ہست و سودا می خوردہ غافل ہست از طالب و جوہارے
خودہ گر شیش آب زلالے می خوردہ و معدہ حیوانش در پے می خوردہ اکل و ماکول آمدن گیارہ ہجرتین
ہرستی غیر کہ بے دہو بیطو و لایطو چو دوست بے نیست حتی ماکول و اکل لحم و پوست بے اکل و ماکول کے ایمن
بودہ زانکے کا در کین ساکن بودہ امن ماکولان جذوب ہست و بدن و نگاہ کان لایطو ہست ہر خیال
را خیالی می خوردہ فکر کن فکر دیگر را می خوردہ تو ترائے کر خیالی وار ہے بے یا بچہ ہی تا ازان بیرون حتی
فکر زبورست و آن خواب تو آب بے چون شوقی بیدار باز آید و باب بے چند زبور خیالی در پردہ میکشد
این سو و آن سوی بودہ کمترین اکالان ہست این خیال بے داند گرہارا شناسد و الجلال بے ہین گریزار
جوق اکال غلیظہ سورے او کہ گفت ما میت حقیقۃ اللغات اکال بعیدہ مہافتہ بسیار غورنہ جذوب
کشدہ و باب لکس المعنی ایک مرغ ایک کیرے کے شکار میں مشغول تھا ناگمان بلی آئی اور فرصت
با کے مرغ کو لیکٹی یہ مرغ اکل و ماکول تھا اور اپنے شکار میں ایسا مشغول کہ دوسرے صیاد سے
بچر تھا کہ میری بھی تاک میں کوئی ہو اسی سے ہی چور اگرچہ اسباب کے شکار کرنے کی تاک میں ہو لیکن نہیں
جانتا کہ شحمہ اُسکے دشمنوں سمیت پیچھے لگا ہوا ہو ورنہ عقل تو اس میں مشغول ہو کہ دروازے کا قفل
کیسے توڑوں کھولوں جو اسباب فقر کا ہاتھ آئے اور کو تو ال سے اور آہ سحر سے غافل نہیں جانتا کہ
کو تو ال میری فکر میں ہو اور اگر کسی کی آہ پر لگی تو جان سے جاتا رہوں گا وہ ایسا اپنے خط میں ڈوبا ہوا کہ
کہ اپنے طالب و جوہار کی کچھ خبر نہیں اگر گیارہ آب زلال کھاتی ہو تو وہ ادھر آب کھا رہی ہو ادھر مردہ
اسی حیوان کا اُسکو چر رہا ہو بس گیارہ بھی اکل و ماکول ہوں ایسے ہی سوا سے خدائی تعالیٰ کے ہر ایک کی

ہستی ہو کر اسکی ذات لطیفہ ہونے کھلتا تاہر نکلا اور نہیں کھاتا ہر وہ نہ ماکول ہر نہ اکل کسی گوشت
پوست کے اکل و ماکول کب بخوف ہو سکتے ہیں اس اکل سے جو انکی گھات میں لگا بیٹھا ہو پس جب
سب اکل و ماکول ہیں تو ماکولوں کی اس کشتش ماتم میں ہر لینے پہلے ہی سے آپ کو مار کے اپنا
ماتم کرے اور اس درگاہ کی طرف رجوع کرے جو لا طعم ہو ایسا ہی حال ہر خیال کا ہو کہ ایک خیال
دوسرے خیال کو کھالیتا ہو اور ایک فکر دوسری فکر کو چر لیتی ہو مثلاً ایک خیال یا فکر پیدا ہوئی اسپر
دوسرا خیال غالب پڑا پہلا خیال مٹ گیا اور فکر محو ہو گئی یہی اسکا کھانا چر لینا ہو تو خیال سے نہیں
چھوٹ سکتا ہو نہ بیداری میں نہ یہ کہ سو جائے تو چھوٹ جائے اور الگ ہو جائے فکر تو تیری ایسی ہو
جیسے زنبور اور خواب ایسا جیسے پانی یا دریا کہ اکثر لوگ جب زنبور یا گس غسل گھرتی ہیں تو پانی میں
گھس جاتے ہیں اور وہ اُنکے گرد ہوتی ہیں جہاں سر نکال دنگ مارنا شروع کیا ایسے ہی جہاں تو جا گا
وہی لکھیاں پھر لوٹ کے آ موجود ہوئیں گے ہذا چند زنبور تیرے خیال کی اڑ رہی ہیں کہ تجھے کھینچے کھینچے
پھرتی ہیں کبھی ادھر لیجاتی ہیں کبھی اُدھر لوریہ خیال تیرا کترا کالوں سے ہی لینے خورندوں سے اور جو
بڑے بڑے اکل ہیں انکو سوائے ذوالجلال کے کوئی جانتا پہچانتا نہیں اب خبردار ہو اور اُن
سخت اکالوں غلیظ کے گردہ سے اسکی طرف بھاگ جنے فرمایا ہو کہ ہم تیرے حفیظ ہیں اور محافظ قولہ
یا بسوے آنکہ او این حفظ یافت نہ کرتائے سوے اُن حافظ شافت بدست را سپار جز در دست
پیر و حق شدہ است اُن دست اور دستگیر پیر عقلت کو دے کے خور وہ است ہذا جو اُنفس کا نہر پردہ است
عقل کامل را کمین کن با خرد و تاکہ باز آید خرد زان خوی بد نہ چونکہ دست خود بدست او دہے نہ پس
دست اکلان بیرون جمع نہ دست تو اناہل اُن بیعت شود نہ کہید اللہ فوق ایدیم بود نہ چونکہ داوی
دست خود در دست پیر نہ حکمت کو حکیم است و خیر نہ گوئی وقت خویش است اسے مرید نہ
زانکہ از نور نبی آمد پدید نہ در حدیبیہ شدہ حاضر بدین نہ دان صحابہ بیعتے را ہم قرین نہ پس زدہ یار
بشر آمد نہ نہ ہجو زدہ دہے خالص شدہ نہ تا معیت راست آید زانکہ مرد نہ با کسے جفتست
کو را دوست کو نہ این جہاں و اُن جہاں با او بود نہ دین حدیث احمد خوشنود نہ گفت المرع محبوبہ نہ
لا ینفک المرء من مطلوبہ نہ ہر کجا دامست و دانہ کم نشین نہ اوز بون گیر از بون گیران بہین نہ تو ز بونے
یا ز بون گیرے عجب نہ باش تو ترسان و لرزان در طلب نہ اکل و ماکولے ای مرغ عجب نہ ہم تو
صیدے صید گیر اندر طلب نہ حرص صیادی و صید و غفلت نہ میکنی او دلبری و بیدست نہ بین ایدی
خلفم سداً مباحش نہ کہ نہ بنی ختم را و ان ختم فاش نہ اللغات جو ہر ہمایہ و ہمایلی حدیبیہ بضم ح

دفعہ وال و تشدید یا ثانی نام موضع کہ سکتے سے دو کوس پہر مغفل بنی و غافل طمعیا آیا اسکی طرف ددڑ
 جس نے یہ حفظ اس سے پائی ہو اگر اس حافظ کی طرف نہیں ددڑ سکتا ہو اپنے ہاتھ کو سوا پیر کے اور کے
 ہاتھ میں مت دے اسوا سٹے کہ اس کے ہاتھ کا حق تعالیٰ دستگیر ہو تیری عقل اگرچہ پیر ہی لیکن نفس کی
 ہمسایگی سے جو پردے میں چھپا ہو کو دکھو ہو گئی ہو اب کسی کامل کی عقل کو اپنی خرد کی گھات میں
 لگاتا تیری خرد خوے بد سے باز آئے خوب جان لے جب اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیدے گا
 ضرور اگلوں کے ہاتھ سے نکلیا گیا جب تو ہاتھ اپنا پیر کے ہاتھ میں دیدیگا تو ہاتھ تیرا ان اہل بیعت سے
 ہو جائیگا جنکی شان میں ید اللہ فوق ایدہم نازل ہو لینے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہو پھر فرماتے ہیں ہر گاہ
 ہاتھ اپنا پیر کے ہاتھ میں دے گا کہ وہ پیر حکمت ہو اور حکیم و خیر آدمی میرا اپنے وقت کا وہ نبی ہو اس
 سبب کہ وہ نور نبی سے ظاہر ہوا ہو تو یہ بیعت ایسی ہو جیسے حدیبیہ میں صحابہ بیعت دین کے لیے حاضر
 ہوئے تھے اور بیعت سے ہمقرن ہوئے ایسے پیر کی بیعت سے تو بھی مثل دس یار بشر کے ہو جائیگا
 اور مثل زردہ دہی کے خالص و سرہ زردہ دہی زرد خالص و حید دس یار بشر ابو بکر عمر عثمان علی سعد
 سعید ابوعبیدہ طلحہ زبیر عبدالرحمن بن ابی بکر بن عباس بن ابی سہل بن ابی ریحان بن ابی عوف بن ابی
 کسوا سٹے کہ مرو اسکا جفت ہوتا ہو جس نے اسکو دوست بنایا ہو اس جہان میں اس کے ساتھ ہو اس
 جہان میں بھی اس کے ساتھ ہو گا چنانچہ حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب سے حدیث وارد ہو
 جو شعر بعد میں منظوم ہو کہ ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہو اور اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا
 اب پیر کی تصریح فرماتے ہیں کہ جہان جال لگا ہو اور دانہ جال میں کچھ اہوا وہاں مت بیٹھے جو مراد
 مکار و دوغابازوں سے ہو جاو زبون گیر ہیں ان زبون گیروں سے کسی کو دیکھو لے لینے جواب کو بگاڑے
 ہوے اور زبونی اختیار کیے ہوے ہیں نہ مطراق دالے اور اے فلان عجیب یہ کہ جو زبون گیر ہیں انکو
 بگاڑے ہوے تو ان سے زبون ہوا ان کو نیرا جانا ہو اگر طلب پیر کی رکھتا ہو تو ان سے لڑاں
 ترسان رہ تو ایک عجیب مرغ اکھل دما کول ہو بس اس طلب میں کسی کا خود شکار بن اور کسی کو
 شکار کر جس ص بھی ایک شکاری ہو مگر صید مغفل کی شکاری جو اس سے پیچھے ہو اور آگاہ نہیں
 خوب دلیری اس مغفل کی کرتی ہو اور وہ بھی اس پر عاشق و مہید بس تو ان میں سے مت ہو
 جنکی نسبت فرمایا ہو و جلنا سن بن ایدہم سدا من خلفہم سدا اور کی ہم نے سنے ان کے دیوار اور
 پیچھے ان کے دیوار تاپس و پیش ان کو نہ سونچے اور اپنے دشمن کو نہ دیکھیں حالانکہ دشمن ان کا ظاہر
 و ناش ہو قولہ تو کم از مرغے مباش اندر نشید بین ایدے خلفت عصفور سے بدیدہ

لم زعصفور سے نہ بنگر کہ آن بہین اید سے خلف چون بیند عیان بہ چون بہ نزدانہ آید پیش و پس بہ چند گونہ
 سرور و آن نفس پاک سے عجب پیش و پسے صیاد ہست بہ تا کشم از بیم او زمین لقمہ دست بہ تو بین پس لقمہ
 انجاریا بہ پیش بنگریا را دجار را بہ کہ ہلاکت دادستان بے آلتے بہ او قرین تست در ہر حالتے بہ حق شکنجہ
 کو درگز دوست نیست بہ پس بدان حق بے یار و حد اور لیست بہ آنکہ سے گفتے اگر حق ہست گو بہ
 در شکنجہ او مفرشتی کہ ہو بہ و آنکہ سے گفت این بعید ہست و عجیب بہ اشک میرا نہ دہے گفت القرب بہ
 اللغات تشبہ بانفع شعر ٹھننا اور آواز بلند کرنا اور راگ گانا عصفور ہا لقمہ کنجشک اسلئے
 او پر فرمایا کہ دشمن تو تیرا فاش ہو قطع نظر اسکے اس مرغ سے تو گھٹ کے مت ہو کہ جہان اسے
 نشید سنی مثلاً سیٹی وغیرہ کسی صیاد کی بس گردن اٹھا کے آگے پیچھے اپنے کسی چڑیا کو دیکھا کہ آیا یہ تشبہ
 اسکی ہر یا اور کی ہر چہر ٹوکیا اس چڑیا سے کم ہر دیکھ تو وہ کیسی آگے سے جو عیان ہر پیچھے کو دیکھتی ہر اور
 جب وہ دانے کے پاس آتی ہر تو آگے پیچھے اس وقت چند بار سرور و پھرا کے دیکھ لیتی ہر اس
 خیال سے کہ کیا عجب ہر کہ میرے آگے پیچھے کوئی صیاد نہوتا میں اسکے خوف سے اس لقمے ہی سے
 باز رہوں اور ہاتھ روکوں ایسے ہی تو بھی اپنے پس و پیش کو دیکھ کہ میرے پیچھے لقمہ فجار کا تو نہیں لگا
 ہوا ہر یعنی حرام اور سارے یہ دیکھ کہ یہ لقمہ جو آگے میرے ہر قابل میرے یار و ہمسایہ کے ہر
 یا نہیں جو جان پاک ہو جس کی غذا لقمہ حلال اسوا سے کہ فجار کو اللہ تعالیٰ نے ہلاکت دی ہر بے لگتی
 و بے سامانی سے اور جان ہر حالت میں تیری قرین و مصاحب ہر حق تعالیٰ نے آنکو شکنجہ اور عذاب
 کیا ہر اگرچہ وہ دست و پا سے بری ہو پس جان لے کہ وہ بیدست و حد کے حاکم ہی ہر عذاب کر سکتا ہر
 اور وہ جو کستا تھا کہ اگر حق ہر تو گمان ہر بناؤ ہمارے لیے یہی زندگی دنیا کی ہر اور کچھ نہیں جسوقت
 اسکے شکنجے میں پڑینگے تو اقرار کرینگے کہ بیشک حق بہن اور موجود ہر جیسا کہ فرمایا و تو ترے از وقفا
 علی رہم قال الیس ہذا باحق قالوا بلے در بنا اور کبھی دیکھے گا تو آنکو جو کھڑے کیے جائینگے اپنے رب کے
 سامنے اور وہ پوچھے گا آیا یہ حق نہیں ہر کسینگے بیشک ہر ہما کو قسم ہر اپنے پروردگار کی اور جو ان بانو کو
 بعید و عجیب بتاتے تھے وہ روئیں گے اور کہیں گے کہ بعید و عجیب نہ تھیں بلکہ صحیح و قرین کما قال
 عز وجل وقالوا ان ہی الاحیوة ان الدنیا و ما نحن بمبعوثین اور کہتے ہیں وہ نہیں ہر یہ مگر نقطہ زندگی دنیا کی اور ہم
 پھر نہیں مبعوث و زندہ کیے جائینگے قولہ دل فرازا زدام واجب دیدہ ہست بہ دام تو خود بہر پرست چغیرہ است
 برنم من پنج این منحوس دام بہ از پے کا سے نباشم تلکام بہ درخور فہم تو فہم این جواب فہم کن درمخو بہر متاب
 بکسل این حیلے کہ حرص است و حسد یا دکن نے جید ہا جل المسد بہ آنکہ جسرا نکا حق کارش بہ

نبودہ بر دحرست عاقبت بے ہیچ سووہ در نگر احوال فرعون شودہ قوم لوط و قوم صلح قوم ہووہ حال نمرود
ستمگر در نگرہ در مال قوم نوح افکن نظرہ در نگر تو قصہ شداد و عادہ حشرت ایشان نگریم الفنا و ہما ہدائی
حق سمیع است و علیم ہ فارغ ست از ترس و پاک از پاک و پھر ازین سخن را نیست پایان و فرغ ہاے
خلیل حق چرا گشتی تو زان ہ بہر فرمان حکمت فرمان چہ بودہ اندکی زاسرار آن باید نمودہ اسے پھر قول
طاؤس کا ازمیرا دل تو عالم بالا پر ہوا اس نے ایک قسم دام واجب تعالیٰ سے دیکھا ہر مین اس دام کا
مرغ بنون گا تیرا جو دام ہو وہ کس کام کا کہ خود تیرے پر دن پر چپکا ہوا ہر جو اڑنے نہیں دیتا تین اس
دام منحوس کی جڑ کھود کے پھینک دوں گا اور ہرگز تلک کام نہ لوں گا کہ یہ ادنے ایک مقصد ہو اور وہ مقصد
عالی کس یہ جواب میں نے تیری سمجھ کے لائق کہا ہر تو سمجھ اور اس کی جستجو سے منہ مت پھیر تو اس
حرص و حسد کی رستی کو جو تیری گردن میں پڑی ہو تو ادر نے جید ہا جبل من مسد جو حق تعالیٰ نے
فرمایا ہوا سکو یاد کر کہ اسی حسد کے سبب سے ابولسب کی جو رورسی خرمائی گردن میں پڑی ہوئی کیسی
دو نوح کی طرف کھینچی کر تیری جانگی آوردہ جسکا کام سوائے انکار حق کے نہ تھا آخر حشرت ہی لے گیا
اور کچھ فائدہ نہوا ذرا احوال فرعون و ثمود اور قوم لوط اور صلح اور قوم ہووہ کو غور کر ادر ایسے ہی حال
نمرود ظالم کا دیکھ اور قوم نوح کے انجام پر نظر کر ادر قصہ شداد عاد کا دیکھ کہ یہ سب کیسی حشرت
قیامت تک کو لیگئے تا تو جانے کہ حق تعالیٰ سمیع و علیم ہو اور کسی سے ڈرتا نہیں ترس و باک ہم سب
سے پاک ہوا اب فرماتے ہیں کہ اس سخن کی تو پایان نہیں نہ اس سے فارغ نگرا و خلیل بتاؤ تم نے
زانہ کو کیوں مارا نوافق حکم کے اور اس حکم میں حکمت کیا تھی کچھ تھوڑا سا تو اس بھید سے ظاہر کرنا چاہیئے
بیان اس سبب کا کہ ابراہیم نے زانہ کیوں مارا اور اشارہ جمع
کون سی صفت مذموم کا تھا

قولہ کلغ کلغ آن عرہ نلغ سیاہ ہذا کہا باشد بدن را عرخواہ ہاچو ابلیس از خداے پاک منردہ
تا قیامت عمر تن در خواست کردہ گفت انظر تے اے یوم الجراہ کا شکے گفتے کہ تب یا رہنا ہ
زندگی بے دوست جان فرسودن است ہ مرگ حاضر غائب از حق بودن است ہ عمر و مرگ لین ہر دو
باہم خوش بودہ بے خدا آب حیات آتش بودہ این ہم از تاثیر لعنت بود گوہ در چنان حضرت ہاچی شد
عمر جوہ از خدا غیر از خدا را خواستن ہ ظن افزو نیست کلے کاستن ہ خاصہ عمرے غرق در بیگانگے ہ
در حضور شیر رہے شانگے ہ عمر بیشم دہ کہ تا پستروم ہ معلوم افزو دہ کہ تا کمتر شوم ہ تاکہ لعنت را نشانہ
اوشود ہ بد کہے باشد کہ لعنت جو بودہ عمر خوش در قوت جان پرودن است ہ عمر زانہ از ہر سرگین غور و لذت

عمر بیشم وہ کہ تاکہ مے خورم نہ دایم اینہم وہ کہ پس بدگوہم نہ گزند کہ خوارست آن گندہ وہاں نہ گوید سے کہ زانیم
تو دارہاں : اللغات کا رخ آواز زار غمیل بختین درنگ و آہستگی اسلئے لینے یہ زارغ سیاہ کا
نعرہ جو کل غ کا رخ ہو ہمیشہ عمر بدن کا خدا سے خواہاں ہو جیسے ابلیس نے خدا پاک فز سے قیامت
تک کو عمر تن کی مانگی اور کہا انظر نے اسے یوم یبعثون ہمت دے جو کون قیامت تک و رافوس یہ کہتا
تَبَّ یا ربنا تو بے دے تو جھکو ای رب میرے آس لیے کہ بیدوست کے زندگی کرنا مفت جان کا گھسنا
کم کرنا ہو جو غائب حق سے ہو مرگ سے حاضر ہو وہ مردہ ہو ای کو بظاہر زندہ ہو عمر بھی ہو اور مرگ بھی ہو
دو نون باہم اچھے اس واسطے کہ بعد مرگ کے خدا سے واصل ہوتا ہو اور بے خدا کے اگر آجیاں ہو
تو آگ ہو ایذا دینے والا اگر یہ بھی اُسی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ ایسی بارگاہ ذوالجلال میں عمر کا
خدا سنگا رہو اس واسطے کہ خدا سے سوا خدا کے خواستگار ہونا کلی گھٹ جانے کو افسزونی
گمان کرتا ہو خصوص وہ عمر جو خدا سے یگانگی و جدائی میں گزرے اور شیر کے حضور میں روبہ شانسیان
جٹائے ای کر و فریب اور اس کے حاضر ناظر ہونے کا لحاظ نہ کرے بہت سی عمر مانگنے سے یہی غرض
تو کہ سب کے پیچھے جاؤں اور بہت سی ہمت ملے تو سب سے کہتے ہو جاؤں آخر پیچھے چلنے والے
کتر ہی لوگ ہوتے ہیں اور پیچھے جانے میں یہ بات بھی ہو کہ سارے مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنے
پھر کیسا وہ بد ہو جو لعنت ہو جو عمر خوش وہ ہو جو جان پالنے کی قوت میں گزرے کہ وہ ذکر خدا کا ہو اور زارغ
کی عمر مرگین کھاتے کو حیف ہو خدا سے کہے کہ بہت سی عمر جھکو دے تاکہ کھاتا رہوں اور ہمیشہ ہی جھکو دے
کہ میں نہایت بداصل ہوں اگر گندہ دہن کہ خوار نہوتا تو ضرور خواستگار اسکا ہوتا کہ جھکو دے میں سے چھڑائے

مشاجات

قولہ امی بدل کردہ خاکی را بر زبہ خاک و پیرا نمودہ بوالبشہ : کار تو تبدیل اعیان و عطا بہ کار باسہوست و نسیان
خطابہ سہو و نسیان را مبدل کن بعلوم من ہمہ جہلم مرادہ صبر و حلم : ایک خاک شورہ را تو نان کنی : ایک نان مردہ را تو جان
کنی : ایک کر جان خیرہ را رہبر کنی : ایک برہ را تو پیغمبر کہتے : اے کہ خاک تیرہ را تو جان دے : عقل حس را
روزے و ایمان دی : شکر از تے میدہ از جواب آورے : از تے مردہ بہت خوب آورے :
کل نکل صفوت نذل پیدا کنی : پیہ را بخشے ضیاء و روشنی : می کنی جزو زمین را آسمان : میفرائے
وزمین ادا خیران : ہر کہ سازد زمین جہان آب حیات : زو ترش اندویدگان آید مائت : دیدہ دل کو
بگردون بگرہ بست : دیدہ کا بنجاہو دے مینا گرہ بست : قلب اعیان است و اکسیر محیط : ای تلاف
خود کہ تن سبے غیظ : تو از ان روز سے کہ در ہست آمدے : آتش یا خاک یا باد سے بدہی : بگردان

حالت تراہودی بقاء کے رسیدی مگر ان ارتقاء و تبدل ہستی اول نمائندہ ہستی دیگر کئی
اول نشانہ پنچین تا صد ہزاران ہستیا بعد یکدیگر دوم بہ نہایتنا المعنی فرماتے ہیں ای مصد و محجب
تیری قدرت کہ تو خاک کو زر سے تبدیل کرتا ہو اور ایک قسم خاک سے ابو البشر یعنی آدم کو پیدا کیا
جنکی اولاد اشرف المخلوقات ہوئی تیرا کام تبدیل اعیان و عطا ہو یعنی ہر ذات کو تبدیل کرنا اور
ہر ایک پر عطا مندول فرمانا چنانچہ اس تبدیل و عطا کا آئندہ خود بیان فرمایا ہو اور ہمارا کام سہو نسیان
و خطا یعنی تیری اس تبدیل و عطا کو بالکل مجھوٹے ہوئے اور فراموش کیے ہوئے ہیں ہمارے
سہو و نسیان کو علم سے بدل دے ہم بالکل جہل و نادانی ہیں ہم کو صبر و حلم عطا کر اور معبود تو خاک شور کو
روٹی بنانا ہو ظاہر غلہ خاک سے پیدا ہوتا ہو اور نان مردہ کو جان بنانا ہو جیسا کہ غلہ سے تولیہ
روح کی مقرر ہوا ہے معبود تو ہی جان حیران کو رہبر کرتا ہو اور تو ہی بے راہ کو پیغمبر کرتا ہو جیسا
کہ فرمایا و وجدک ضلالا فہدے یعنی پایا اسے تھکو جھگھکتا ہوا سوراہ بتائی مطلب یہ کہ جب حضرت جو ان
ہوئے کفار کے راہ و رسم سے ہزار تھکے اور اپنے پاس کوئی راہ و رسم نہ تھی لہذا اللہ تعالیٰ
نے دین حق نازل کیا مطلب ضلالا سے یہ ہو اور عقل و حس کو روزی و ایمان دیتا ہو تو ہی ہو کہ فی سے
شکر پیدا کرتا ہو اور لکڑی سے میوہ اور ریشی مردہ سے کیسے بت خوب رو بناتا ہو مٹی سے گل دل سے
صفوت پیدا کرتا ہو اور چربہ ناچیز کو کیسی روشنی و ضیا بخشتا ہو تو ہی جزو زمین کو آسمان بناتا ہو یعنی
انسان خاکی بنیان کو آسمان کا سا علو بخشتا ہو اور زمین میں ستارے پیدا کرتا ہو جو ادا انسان و گلون
سے ہو جو کوئی اس جہان سے آب حیات بناتا ہو اور اس جہان کو مایہ حیات سمجھتا ہو اسی کو سب سے
زیادہ جلدی موت آتی ہو اور دیدہ دل نے جو آسمان کی طرف دیکھا اور غور کیا تو جانا کہ وہاں ہر دم
صناعی اور میناگری ہو اور وہ میناگری یہ کہ اعیان قلب ہوتی ہیں اور ہر ذات تبدیل ہوتی ہو اور محیط
اسے سمندر اس سے اکسیر پاتے ہیں کہ یہ در در جہان ان سے حاصل ہوتے ہیں اور خرقے تن
کے بے سوئی جوڑی سے جاتے ہیں اب یہی خیال کرے کہ جس روز سے تو عالم ہستی میں آیا اور
ہست ہوا خواہ خاک تھا یا آتش یا بادی اگر اسی حال پر تو رہتا تو یہ ترقی تھکو کیسے ہوتی دیکھ تو
تیری ہستی جو اول تھی وہ ہستی اب نہ رہی اسکی جگہ دوسری ہستی قائم ہوئی ایسی ہی لاکھوں ہستیاں ایک
دوسری کے بعد اور دوسری پہلی سے بہت بہتر قولہ ان مبتدل ہیں و سائلہا بانہ کزو سائلہ
وورمائے حاصل ان بہ واسطہ ہر جافزون شد و وصل جست بہ واسطہ کم ذوق و وصل افزون
ترست بہ از سبب دانی شود کم حیرت بہ حیرتے کہ رہ دہد در حضرتت بہ این بقا ہا از فنا پایا ہفتے بہ

از فنا کیش رو چہ ابر تافتے بڑاں فنا ہا چہ زیاں بودت کہ تا بڑا بقا چسپیدہ اے بنیوانہ چون دوم انا ویت
بہترست بنس فنا جوے دمبدل رہا پرست بن صد ہزاران خیر دیدے اے عنود بن تالکون
ہر لحظہ از بد و وجود بن از حجادے بنجر سوے نما بن وز نما سوے حیات و ابتلا بن یا ز سوے عقل و
تمیزات خوش بن باز سوے خارج این پنج شش بن تالب بحر این نشان پایہا ست بن پس
نشان پا درون بحر است بن باز منزلماے خشکی ز احتیاط بہت دہما دو طنما و رہا بن اے
کہ طبعیق صدر فرماتے ہیں کہ تو اُس تبدیل کرنے والے کو دیکھ اور واسطون کو چھوڑ دے کس واسطے
کہ اگر واسطون میں پڑے گا تو اسکی اصل سے دور ہوگا معمول ہی جہان واسطون کی ترقی و افرونی ہوئی
وصل اُن میں سے الگ نکل جاتا ہے کہ یہ غیر کے خیال میں پڑا اور یہ واسطہ کم ذوق و بیخیز چہرہ وصل
اس سے بہت بڑھکے پھر تو کم ذوق کا خواہاں کیوں ہوتا ہے اگر بہت سی سبب دانی کے درپے ہوگا کہ
ہر شے کی علت و سبب سے واقف ہوں تو تیری حیرت کم ہوگی اور وہ حیرت جو تیری رہبر ہی اُس
حضرت تک حیرت و قسم پر ہی محمود و مذمومہ حیرت محمودہ ہی کو معرفت کہا ہے چنانچہ آنحضرت نے
فرمایا اللہم زدنی حیرۃ محمودہ ای بار خدا یا بڑھا مجھکو حیرت محمودہ اب خیال تو کر کیسی بقائیں تجھکو ان
فناؤں سے حاصل ہوئیں پھر فنا سے تو نے مجھ کیوں پھیرا ہی ان فناؤں سے تیرا کیا نقصان ہو گیا جو تو نے
بنیوانفلس اس بقا پر چپکا ہوا ہے جب دوسری تبدیل اول سے بہتر رہے واجب ہے کہ فنا کو ڈھونڈھا اور
مبدل کی طاعت و بندگی بجائے لاکھون خیر و بھلائیوں تو نے اُس سرکش ہر لحظہ ابتداء وجود سے اب تک
دیکھی ہیں چنانچہ اول جادہ تھا خواہ لطفہ خواہ خاک جسکی تجھکو خبر نہیں پھر تو نما کی طرف آیا جیسا کہ جسم ہا عقد
پاکون ہوے پھر نما سے حیات و آزمائش کی طرف پھر عقل و تمیزات کی طرف پھر اس پنج شش کے
خارج کی طرف جو مراد موت سے ہے اور پنج ارادہ پنج حواس شش سے شہیت کہ اُس دریا کے کنارے
تک کہ وہ موت ہی تیرے پاکون کے نشان ہیں اور جب دریا میں گھسا تو نشان پاکون کے لاو
نیست ہو گئے اب کچھ پتا نہیں پھر منزلین خشکی کی ہیں از روے احتیاط کے جس میں پاکون ہیں اور
وطن ہیں اور مسافر خانے قولہ وانکہ منزلہاے دریا در فزون بدقت موجش پیرا و بیستون بن
باز منزلہاے دریا در وقوف بدقت موجش تے ستون و نے سقوط بن نیست پیدا اندران رہ پاؤ
کام بن نے نشان است اُن منازل را نام بہت صد چندان میان مغربین بن انظر انانین تالبالاے
این بن در فنا ہا این بقا دیدہ بن بر بقاے جسم چون چسپیدہ بن ہیں بدہ اے نلغ جان و باز باش بن
پیش تبدیل خدا جان باز باش بن تازہ می گیر و کس راے سپارہ کہ ہر اسالت فزون است از سہ پار بن

ورنباشی نخل واریا تارکن بکمنہ برکمنہ نہ وانا برکن بکمنہ دیو سیدہ وکندیدہ را بختفہ می برہر برناویدہ را بکمنہ نو
دیداد خریدار تو نیست بصدیق حق است اگر قمار تو نیست بذا اللغات قرون جمع قرون جدار بکسر دیوار
ستقوف جمع سقف بخت آبن یعنی کمان المعنی یعنی منزلیں خشکی کی تودہ اور وطن و باطن اب جان
کہ منزلیں دریا کی اور قرون ہین یعنی صدیوں کہ جب موج اسکی اٹھتی ہو تو اسمین نہ دیوار ہین ستون پھر منزلیں دریا
کی وقوف میں ہین کہ اسکی موج کی وقت میں نہ ستون ہین نہ سقف اسمین راہ پاؤں کی ظاہر نہیں ہونہ کچھ انکا نشان ہو
نہ کچھ ان منزلوں کا نام اور میان دو منزلوں کا صد چندان ہی یعنی ایک سے دوسرے پر سو گونہ فاصلہ بڑھا ہوا
تھا دل میں ایسی بقائیں تو نے دیکھی ہین پھر بقاے جسم پر کیوں چپکا ہوا ہو گئے اور غاب تو نے
جانا خبردار ہو جان دے دے اور باز بجا آخر پہلے حال سے دوسرا حال تو بہتر ہی ہوتا ہو اور
خدا کی تبدیل پر جان بازی کرتا رہے لیے جا اور جڑا نادے جاکس واسطے کہ ہر سال کا حال پچھلے
تین سالوں سے زیادہ ہی ہو اور اگر تو نخل خرما کی طرح ایشا رکن نہیں ہو تو کمنہ پر کمنہ رکھے جا اور
ڈھیر کرے جا اور پڑانے لگے ٹرے کو کسی نادیدہ کا تحفہ بنا اور جو تودیدہ ہو وہ اسکا خریدار نہیں ہو وہ شکار
حق کا ہو تیرا گرفتار نہیں ہو قولہ ہر کجا باشند جوق مرغ کورہ بر تو جمع آئند اسے سیلاب شورہ نافزا
کورے از شور اہما بذا ناکہ آب شور بفراید غما بذا اہل دنیا زان سبب آئے دلندہ شارب شورابہ
آب و گلندہ شور میخورے چدر جہان بچون ندارے آب حیوان در تمان بذا چنین حالت
بقا خواہے زیادہ ناچھو رنگی و رسمہ روئے تو شاد بذا در سیاہے رنگ اذان آسودہ است بذا کہ زناد
واصل رنگے بودہ است بذا آنکہ روزے شاہدے خوشرو بود بذا گرسیدہ گرد و تدارک جو بود بذا
مرغ پرندہ چو ماند بر زمین بذا باشد اندر نالہ و درد و حنین بذا مرغ خانہ بر زمین خوش می رود بذا نہ چین
شاد و شاطرے دود بذا ناکہ او را اصل بے پروا بود بذا وان دگر پرندہ پروا بود بذا اللغات
شارب نوشندہ رنگ رنگے قاعدہ ہو اگر ایک شخص سے ارادہ کرتے ہین یا سے نسبت
لگاتے ہین اور جو علی العموم توبدون یا کے مذکور کرتے ہین المعنی یعنی یہ جو کمنہ کمنہ انبار تیرے
پاس تحفہ نادیدوں کا ہو اس سبب سے جہان کمین مرغ کورہ ہین ای سیلاب شور تیرے پاس گروہ کے
گروہ جمع ہوتے ہین تا آنکو کوری تیرے شورابوں سے بڑھے اسواسطے کہ آب شور اندھے پن کو
بڑھاتا ہو اور اسی سبب سے اہل دنیا کور دل ہین کہ شورابہ آب و گل کا پتہ رہتے ہین یعنی
غذا چرب و نملین کھاتے ہین جو شورابہ آب و گل سے پیدا ہوتی ہو آب خوب شورابے بچھو
مل گئے مزے سے کھائے جا اور کورہن کے جہان میں چرے جا اس لیے کہ آب حیوان تو

تیرے باطن میں ہی نہیں بچھریسی بدحالت میں عمر کی زیادتی چاہتا ہے اور زندگی کی طرح سیاہ روی میں خوش ہوتا ہے مگر جو بھی ہے کہ رنگ جو سیاہی میں خوش ہے اسکی پیدائش واصل ہی زندگی سے تیری اصل بھی ابھی نہیں ہے ان جو شخص کہ دراصل کسی وقت میں خوش رہتا تھا اور معشوق وہ اگر سیاہ ہو جائے تو ضرور اپنی سیاہی کا تذکرہ جو ہو گا جیسے کوئی مرغ اڑنے والا ہے اور وہ زمین پر کسی وجہ سے رکھیا زمین سے کتنا تو کیسا بچھین ہوتا ہے اور دونالہ میں مبتلا ہوتا ہے اور جو مرغ خانگی ہے وہ زمین پر خوش خوش چلتا بچھرتا ہے دانہ بھی ٹوٹتا ہے اور شاد و چالاک رہتا ہے اس واسطے کہ یہ دراصل بے پروا ہے اور وہ اصل میں اڑنے والا اور پرکشادہ

اس حدیث کے معنی میں کہ ارحموا ثلثا غنیر قوم ذل وغنی قوم افتقر و
عالمًا یلعب بہ الجہال

قولہ گفت پیغمبر کہ رحم آید بر بہ حال من کان غنیًا افتقر و الذی کان غنیًا افتقر و اوصفیا عالمًا
بین اضرہ گفت پیغمبر کہ بر این سہ گروہ بہ رحم آید از سنگید از کہ بہ آنکہ و بعد از غنیرے خوار شدہ
دانکہ بد با مال و بے دینار شدہ دان سوم آن علے اندر جہان بہ مبتلا گردد میان ابلہان بہ دانکہ از
غرت بخواری آمدن بنا بچھو قطع عضو باشد از بدن بہ عضو گردد و مردہ کرتن و ابریدہ نو بریدہ جبند اما فی مذیت
ہر کہ از جام الست او خوردہ پارہ ہستش اسال آفت رخ خمار بہ دانکہ چون سگ تراصل کہد انے
بودہ کے مراد ارحص سلتانے بودہ توبہ او جوید کہ کردست او گناہ بہ آہ او گوید کہ کم کردہ است راہ بہ
اللغات مدید و از المعنی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کے حال پر رحم
کر جو غنی تھا پھر فقیر ہو گیا اور اس کے حال پر جو عزیز تھا اور حقیر ہو گیا یا کوئی برگزیدہ عالم ہے اور وہ ایذا و ضرر
پہونچانے والوں میں بچھتا ہے اور خود بھی حضرت مولانا نے اسکی تفسیر فرمائی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہے کہ یہ تین گروہ خاص واجب الرحم ہیں انپر ضرور رحم کر دیا ہے کیسے ہی سخت دل ہو سنگ
ہو چاہے پہاڑ سے ایک تو وہ جو بعد عزت کے ذلت و خواری میں پڑا و سزاوہ کہ مالدار تھا
پھر مقلس ہو گیا تیسرے وہ عالم جو جہان میں ہے اور احمقوں میں بچھنس گیا ہے اس سبب کہ عزت
یا کے ذلت میں پڑنا ایسا ہے جیسے کسی کے بدن کا کوئی عضو کاٹ ڈالا کہ جہان بدن سے جدا ہوا
مرا اگرچہ نیا کاٹا ہو جنبش و حرکت کرتا ہے مگر تھوڑی دیر نہ مدت دراز مطلب یہ کہ جو اپنی اصل سے جدا ہوا
مرا اور جس نے جام الست کا پار سال پہا ہے وہ اسال بھی آفت رنج خمار میں ہے اور طالب دفع خسار
کہ خمار بھی جام شراب ہی سے دفع ہوتا ہے یہ کیفیت مستان جام است کی ہے اور جو کہ گتے کی طرح اصل ہی سے

کہلان ہو اسکو جس سلطانی کی کب ہوگی اس لیے کہ تو بہ وہی کرتا ہی جس نے گناہ کیا ہو اور آہ وہی کرتا ہی جو راہ بھولا ہوا ہی

بیان صفت حقانیوں کا جو دنیا میں اہل دنیا کے ساتھ ہیں اور معنی
اس حدیث میں الاسلام بد اغریبا ویعود کما بد اغریبا فطوبی للغریبا
قولہ آہو سے را کر دھیادے شکارہ و اندرا کر دوش آن بے زمینہارہ در میان آخر پرا و خسران
جس آہو کر دچون استمگران بآہواز وحشت بہر سومی گر نیست بآہو بہ پیش آن خزان شب گاہ ریختہ
وز مجاعت و اشتہایر گاہ و خربہ گاہ می خوردند بچون یشکرہ گاہ آہو میر میدار سوسو بے کہ زود و گرد گہ نمی
تافت روہ ہر گرا با ضد خود بگذاشتند آن عقوبت را چو مرگ انکاشتند تا سلیمان گفت آن
ہڈ ہڈا گر نہ بچرا عذرے نگوید معتبر بکشمش یا خود دہم اورا عذاب بیک عذاب سخت بیرون از
حساب نہ ہاں کد است آن عذاب اسے مقدمہ در نقص بودن بغیر جنس خود بہ زمین بدن اندر عذاب
اسے پس بہ مرغ روحست بستہ باجنس دگر نہ روح بازست و طبلع ناغماہ دار و از ناغان تن پس
داغماہا و دہماندہ بیان شان زار زارہ ہجو بوبرے بشہر سوار اللغات جماعت کر سگی
آخہ بضم خا ہندی تھان ٹھوڑون گدھون کا اسمعنی ایک آہو کو ایک شکاری نے
شکار کیا اور اسکو ایک آخر میں کر دیا بے امان و بے پناہ آدرا لیے آخر میں کہ گدھون سے بھرا تھا
اُس نے مانند ظالمون کے جیسے ظالمون کو سخت جکھ قید کرتے ہیں آہو کو قید کیا آہو بچارہ وحشت
ہر طرف بھاگتا تھا صیاد نے ان گدھون کو رات میں گھاس ڈالی اُس گھاس کو وہ بیل و گدھے
مارے بھوکھ اور اشتہا کے لیے کھاتے تھے جیسے یشکر رغبت سے کھاتے ہیں آہو کبھی ادھر بھاگتا
تھا کبھی ادھر کبھی دوڑے کبھی گردے گھبرا کے ٹٹھ پھیرتا تھا بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس کسی کو
اپنی ضد کے ساتھ رکھا ہو اُس ضدیت کے عذاب کو اُس کے حق میں مرگ سمجھ لیا ہو اسی سبب سے
حضرت سلیمان نے کہا کہ اگر ہڈ ہڈ مجھے اپنے جلاہو نے کاغذ معتبر نہیں کیا تو میں اسکو مار ڈالوں گا
یا خود اسکو عذاب دوں گا اور ایسا عذاب سخت جو حساب سے باہر ہو گا کما جاء فی القرآن و تفقد الطیر
فقال نالے لا ارے المدہام کان من الغائبین ولا لا بحقہ ولا عندہ عذابا شدیداً اولیا تینے سلطان ہمیں پس
جستجو کی سلیمان نے پرندوں کی اور کہا کہ کیا ہی ٹٹھکو جو میں ہڈ کو نہیں دیکھتا یا وہی غائبوں سے ہی
ضرور ضرور فوج کروں گا میں اسکو یا سخت عذاب دوں گا یا لایگا وہ میرے سامنے کوئی سند صریح پس
عذاب شدید سے مراد نا جنس کے ساتھ قید کرنا ہی چنانچہ خود فرماتے ہیں خبردار ہوا یہ مقدمہ عذاب سخت

کون سا ہو ہی کہ غیر جنس کے ساتھ نفس میں رہتا کیسے ہی تیرا حال ہو جو بھی ابو بکر اس بد کے سبب عذاب میں ہو
تیری روح کو بھی غیر جنس کے ساتھ قید کیا ہو تیری روح باہر ہو طبیعتیں نزع کہ یہ بازان ناغان تن سے بڑے بڑے
نزع رکھتا ہو اور اکثر نزع باز کو مارتے ہیں اور وہ بازان نزع تو میں نزار و نزار ہی جیسے بو بکر شہر سبزواریں نزار و نزار حقا
حکایت محمد خوارزم شاہ کی جس نے شہر سبزواری کو گھیرا آنھوں نے امان چاہی
اُس نے ابو بکر نامی آن سے مانگا

قولہ شد محمد الپ الخ خوارزم شاہ بن در قبال سبزواری بیکناہ بن تنگ شان اور د لشکر باے او بن
اسپیش افتاد و قتل عدو بن سیدہ اور دند پیش کش کا لاماں بن حلقہ مان در گوش کن و انجش جان بن ہر خراج
ہر صلہ کہ بایرت بن آن ز ماہرموسی افزایدت بن جان آن تو است او شیر خور بن پیش ما چند سے
امانت باش کو بن گفت نہ ہانید از من جان خویش بن تانیاریم ابو بکر سے بہ پیش بن تا مار ابو بکر نام از
شہر تان بن ہدیہ ناریدا سے رمیدہ آمتان بن بدرہم تان ہجو کشت اسے قوم دون بن نے خراج استامد
بنیم فسون بن بس جوال زر کشیدندش براہ بن کر چین شہرے ابو بکر سے خواہ بن کے بود ابو بکر اندر سبزواری بن
یا کلون خشک اندر جو بار بن اللغات الپ الخ دلیر و بزرگ خوارزم نام شہر سبزواری نام شہر جان شیعہ
بہت ہیں ا ملعنے فرماتے ہیں جب محمد الپ الخ خوارزم شاہ قبال سبزواری بیکناہ کو گیا تو اس کے لشکروں
سبزواریوں کو نہایت تنگ کیا اور سپاہ اسکی دشمنوں کے قتل میں پڑی سحرے اس کے سامنے
کرتے تھے امان مانگتے تھے کہ ہکو غلام بنائے اور ہماری جان بخشی کو جو خراج اور جو صلہ کہ ہم سے توجہا ہتا ہو
ہم دینگے بلکہ ہر سال اُس سے بڑھتی ہماری جان او شیر خوری ہی ملک ہو گو ہمارے پاس چند روز
امانت ہو گما مجھ سے اپنی جان نہیں بچایاؤ گے جب تک میرے سامنے کوئی ابو بکر نامی نہ لاؤ گے
اور جس وقت تک تم اپنے شہر سے ابو بکر نام کوئی شخص او رمیدہ امتو بطور تحفہ نہ لاؤ گے میں تمکو ایسا
کاٹوں گا جیسے کھیت کاٹتے ہیں تم ایک قوم ناچیز ہو میں نہ تمہارا خراج لون گا نہ تمہارا کوئی افسوں بانو کا
غرض گوئیں کی گوئیں زر کی لا کر اسکی راہ میں لگائیں اور کما ایسے شہر سے کوئی ابو بکر است
طلب کر بھلا ابو بکر سبزواریں کمان یا جو بار بن سوکھا ڈھیلا کمان قولہ رو بتانیار ازہر و گفت او مخان بن
تانیاریم ابو بکر امخان بن بیچ سودے نیست کو دک نیستم بن تانیار و سیم حیران نیستم بن تانیار ہی سجدہ
کرے اے زبون بن درہیمائے کو مسجد را بکون بن منہیان انکھتنداز چپ و راست بن کاندیرین یران
ابو بکر سے کجاست بن بعد سہ روز و سہ شب کا شتا فتند بن یک ابو بکر سے نزارے یافتند بن
کہ گذر بود بماندہ از مرض بن دریگے گوشہ خراب و پر خرض بن گوہرے اندر خراب بے عض بن خون دل بن

ہر خود فشانہ از مرض ہفتہ بود و در یک کج خراب ہ چون بدیدندش بگفتندش شتاب ہ خیر کین
 سلطان ترا طالب شدہ است ہ گر تو خواہد شہر ما از قتل رست ہ گفت اگر یا ہم بدے و مقدمے ہ
 خود ہپاے خود بمقصد رفتے ہ اندرین دشمن کدہ کے ماندے ہ سوے شہر وستان میر اندے ہ
 تختہ مردہ کسان بغراشتند ہ برکتف بو بکر را برداشتند ہ جانب خوارزم شہ جملہ دوان ہے کشیدندش کہ
 تا بیند نشان ہ سبزو ارست این جہان و مرد حق ہ اندر بخا ضلع است و متحق ہ ہست آن خوارزم شہ
 شاہ جلیل ہ دل ہی خواہد ازین قوم رذیل ہ گفت لا تمظر الے تصویر کم ہ فابتوا اذا القلب فی تدبیر کم ہ
 اللغات حرص لہمتین وہ مرض جو موت کو بہو بخائے عرض رخت و ستاع مقدم جاے و وقت
 قدم نہادن تنہی خبر دہندہ اسے یعنی پادشاہ نے اُس زر سے تختہ پھیر لیا اور کہا اے کافر و جبتک
 کوئی ابو بکر تحفہ نہ لاؤ گے کچھ فائدہ نہیں ہر مین کیا بچہ ہون جو بہت ساز و سیم تھا را ویکھ کے حیران ہو جاؤ گے
 اور اپنے قصد سے رکون جب تک سجدہ یعنی طاعت حکم کی نہ کرو گے اے ناچیز دہر گز نہ چھو گے
 اور یوں تو ساری مسجد اپنی کون سے ناپ ڈالو اس سے کیا ہوتا ہر آب جاسوس و ہر کاری
 ادھر ادھر آمادہ ہوے اور پوچھتے پھرتے تھے کہ اس دیرانے مین کوئی ابو بکر ہی اگر ہو تو کمان ہر
 الغرض تین رات دن اسی جستجو مین دوڑتے پھرے بعد اس دوڑ و صوب کے ایک
 ضعیف و بیمار و لاغر پایا راستہ تھا اور وہ مرض کے مارے وہاں عاجز ایک گوشہ خراب مین جو یہ
 حرص تھا پڑا ہوا تھا یعنی اُس گوشے مین وہ مرض بھرے تھے جو آدمی کو جلدی موت کے پاس
 پہونچا دین اور ایک گوہر تھا کہ اُس دیرانے مین بسبب مرض کے خون دل کا اپنے اوپر ٹوہا تھا
 یعنی لال لال آنسوؤں سے رو رہا تھا اُس وقت وہ ایک گوشہ خراب مین سو تا تھا ان
 منیون نے جب اُسکو دیکھا کہا جلدی اُٹھ کہ یہ سلطان تیرا طالب ہوا ہر اور تیرے بدولت شہر ہمارا
 قتل سے بچ جائیگا کہا اگر میرے پاؤں ہوتے یا قدم رکھنے کی قوت تو اپنے پاؤں آپ نہ اپنے مقصد
 کو پہونچتا اس دشمن کدے مین کیون رہتا دوستوں کے شہر کو نہ چلا جاتا ان لوگوں نے ایک تابوت
 مردے کا سا بنایا اور اُس مین اسکو لٹا کے کندھوں کے اوپر اٹھالیا اور خوارزم شاہ کی طرف اُسکو
 اٹھائے دوڑتے ہوے لیے جاتے تھے تا وہ نشان اُسکا دکھے کہ وہی ہر آب فراتے ہین یہ جہان
 سبزو ار ہر اور جو مرد حق ہ وہ اس مین ضائع و باطل ہو رہا ہر اور جیسے وہ خوارزم شاہ تھا یہاں
 ایک پادشاہ جلیل ہر اور جیسے وہ ابو بکر کو مانگتا تھا یہ پادشاہ اس قوم رذیل سے دل مانگتا ہر جیسا کہ
 فرمایا ہر من جاو بقلب سلیم یعنی جو شخص آیا ساتھ قلب نہ روگی کے اور فرمایا مین تمہاری صورتوں کو

نہیں دیکھتا کہ ڈھونڈھو کہ کوئی صاحب قلب اپنی تدبیر میں قولہ من ز صاحب دل کنم در تو نظر ہے نہ
 بہ نقش سجدہ و ایثار زربہ تو دل خود را چو دل پنداشتی ہے جستجو سے اہل دل بگذاشتی ہے دل کہ گریہ قصد
 چو این ہفت آسمان ہے اندر او آید شود یا وہ نہان ہے بچھین دل ریزہ ہا را دل مگو ہے سبزوار اندر
 ابو بکر کے مجو ہے صاحب دل آئینہ شمش رو بودہ حق دران اثر شجاعت ناظر شود یہ ہر کہ اندر شجاعت
 وار و مقرر ہے کند در غیر حق یکدم نظر ہے گر کند روش برائے او کندہ و در قبول آرد ہم او باشد سند ہے
 چونکہ او حق را بود در کل حال ہے ہر گزیدہ باشد اورا ذوالجلال ہے بیچ بی او حق بکس نہ دہ نوال ہے شمش گفتم
 نا صاحب وصال ہے موہبت را بر کف دستش بندہ و ز کفش آنرا بر حومان دہد ہے اسے ملے یعنی جب جستجو
 ہماری تدبیر کی صاحب قلب سے ہو کہ فرمائی ہو لہذا میں بھی کسی صاحب دل کے توسل سے تجھ میں نظر
 کردن نہ نقش سجدہ اور ایثار در سے آؤ مخاطب تو نے اپنے دل کو شل دل کے جانا ہو اسی خیال سے
 جستجو اہل دل کی چھوڑ دی ہو خوب جان سے کہ اہل دل کا دل ایسا وسیع و وسیع ہے کہ جیسے یہ ہفت
 آسمان ہیں ایسے ایسے سات سو اگر اس میں پڑ جائیں تو ایسے کم جائیں اور چھپ جائیں کہ تو ڈھونڈھے
 تو نہ ملین اور یہ جو دل ریزے ہیں ایسوں کو دل مست کہ یہ تو وہی بات ہے کہ سبزوار میں ابو بکر کو مت
 ڈھونڈھو جو صاحب دل ہو وہ آئینہ شمش رو ہو کہ ہر شمش طرف سے حق اس میں ناظر کر لیں
 جس شخص کا شجاعت میں مقرر ہو وہ سوائے حق کے دم بھر کسی طرف کیون نظر کر لگا اگر حق کسی کو رو کرے گا
 تو اسی کے واسطے کر لگا اور جو کسی کو قبول کر لگا تب بھی وہی سند ہوگا ایسی اسکی خاطر ہوگی اس لیے
 کہ جب وہ حق کا ہو گیا ہر حال میں تو ہر گزیدہ ذوالجلال کا ہو جائیگا من کان شکاکان اللہ نہ جو کوئی اللہ کا
 ہو گیا اللہ اسکا ہو گیا اب وہ بے اس کے کسی کو کچھ بخشش و نوال نہیں دیتا فرماتے ہیں بس یہ جو کہا گیا
 ایک شمش ہے صفات وصال والوں سے موہبت اپنی اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے پھر اسی کے ہاتھ سے
 ان مرحوموں اور مردوں دنیا کو دیتا ہے قولہ با کفش دریاے کل را اتصال ہے ہست بیچون و چگونہ
 در کمال ہے اتصال کے تلخ در کلام ہے گفتش تکلیف باشد والسلام ہے صد جہاں زربارے اسے غنی ہے
 حق بگوید دل بیارے منھے پڑ گز تو را ضیست دل من را ضیم ہے درز تو معرض بود اعراضیم ہے سنگرم در تو
 دران دل بنگرم ہے تحفہ اورا را بجان در برم ہے باتو اوچون ست ہستم من چنان ہے زیر پای مادران
 باشد چنان ہے مادر و با با واصل خلق اوست ہے اسے خاک آگس کہ دل داند و پوست ہے تو ہو گئے
 تک دل آور دم بتو ہو گویا دین دل نیز دیک طسوہ کن دے اور کہ قطب عالمست ہے جان
 جان جان جان آدمست ہے ازیراے کن دل پر نور و بر ہے ہست آن سلطان ولما نظر ہے

تو بگردے سالما در سبزوار بن آں چہان دل را نیا بے را اعتبار پد پس دل پوشیدہ پز مردہ جان پز بر سر
تختہ نمے آنسو کشان پد کہ دل آوردم ترا سے شہر یار پز بہ ازین دل نبود اندر سبزوار پز گویدت این
گور خانہ است اے جرے پد کہ دل مردہ بد اینجا آوردے پز رویا و رآن دے کو شاہ جو ست پز
کہ اماں سبزوار کون ازوست پد کوئی آن دل زنجہان نہان بود پز زانکہ ظلمت با ضیا خداں بود پز دشمنی
آن دل از روز الست پز سبزوار طبع را میراثیست پز اللغات سخنے کوزہ پشت ہندی کب سٹرا
اعراض بالکسر و گردانی اسلئے اس واصل کے ہاتھ سے دریا سے فیض کل کا اتصال ہو اور وہ اپنے
کمال میں بیچون و چگون ہو اور ایسا اتصال جو گفتگو میں نہیں سماتا لا بیان جسکا بیان بھی کروں تو تکلیف محض
اور کچھ نہیں اگر اگر غنی تو گوین زر کی پیش کرے گا جب بھی حق تعالیٰ یہی کیگا کہ ای مخنی دل پیش کر زر کیا چیز
اگر تیرا دل تجھے راضی ہو ای مطیع سرکش تو میں بھی اُس سے راضی ہوں اور اگر و گردان تو میں بھی اُس
سے رو گردان ہوں میں تجھ کو نہیں دیکھتا تیرے دل کو دیکھتا ہوں تو اے جان اُس دل کا تحفہ
میرے پاس لا وہ جیسا تیرے ساتھ ہو ویسا ہی تیرے ساتھ ہوں میں تو نہیں جانتا ہو کہ جنت زیر پای
مادران ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الحجۃ تحت اقدام الامہات جنت مانوں کے پائوں تلے ہے
یہ مان اور باپ کیا بلکہ اصل خلقت کی دل ہی ہے پس کیسا خوش وہ شخص ہے کہ دل اور پوسست کو
جانتا پہچانتا ہو اور دونوں میں تمیز و تفرقہ رکھتا ہے جب تو کیگا کہ یہ دل موجود ہے جو تیرے سامنے ہے
وہ کیگا کہ یہ دل تو طسہ بھر بھی کام کا نہیں وہ دل لا جو قطب عالم ہو ای مدار عالم اور وہ دل لا جو جان کی
جان جو ابوالحسن ہو اور آدم کی جان کی جان ہو جو ابولہب شہر ہے یعنی جن دانش جس کے واسطے مخلوق ہوے
بس ایسے دل پر نور و نگوئی گا وہ سلطان و لمانظر ہو تو برسوں سبزوار دنیا میں پھر مگر ایسے دل کو
اعتبار کی راہ سے نہ پالے گا پھر کیسا ہوگا جو اُس دل پوشیدہ پز مردہ جان کو بوبکر کی طرح تختے پر
ڈال کے اُس پادشاہ جلیل کے سامنے لیجا یگا اور کیگا کہ اے شہر یار میں تیرے واسطے وہ دل
لایا ہوں کہ ایسا سبزوار میں نہیں وہ کے گا کہ ای جری یہ گور خانہ موجود ہے ایسے دل کو وہاں لیجا اور
جا وہ دل لا جو پادشاہ کا طالب ہے جس سے اماں سبزوار عالم کون کی ہو تو کے گا وہ دل کو سبزوار
میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اس واسطے کہ ظلمت ضیا کی ضد ہے اور ایسے دل کی دشمنی طبع کے
ساتھ روز الست سے میراثی ہو قولہ زانکہ او بازست و دنیا بچو زاغ بہ دیدن ہر جنس ہر جنس داغ نہ
ورکنہ زے نفاقے میکند نہ استمالت ارتفاقے مے کند پد کو بد آواز سے نہ از ہر نیاز نہ تاکہ
تا صبح کم کند نصیب داز نہ تاکہ این زلغ خس مردار جو بہ ضد ہزاران مکر دار دو تہو پد بگر پذیر دآن نفاقے

مارہیدہ شد نفاتش عین صدق مستفید بنائے ان صاحب دے باکروفر ہست در بازار با معیوب
خرید صاحب دل جو اگر بجان نہ بن جنس دل شوگر ضد سلطان نہ بنائے نرق او خوش آید مترابہ او ولی
تست نہ خاصہ خدا ہر کہ او بر خود و بر طبع تو زیست بن پیش طبع تو ولایت و بنیست نہ رو ہوا بگذار
تا بوسے خدا نہ در مشامت در رسد اسے کتھا نہ رو ہوا بگذار تا خویت شود نہ وان مشام غبرین
ہویت شود نہ از ہوا رے دماغت فاسدست نہ مشک و عنبر پیش مغرت کا سدست نہ عاشقے
تو بر نجاست ہجو نزلغ نہ بوسے مشک سے نگیرد و دماغ نہ حد نداردین سخن و اہوسے ماہ سے گزند اندر
آخر چا بجای اللغات استمالت بالکسر کسی کو اپنی طرف راغب و راضی کرنا ارتفاق رفاقت کرنا بمعنی
یعنے وجہ دشمنی کی یہ کہ یہ دل تو باز ہوا اور اہل دنیا مثل نزلغ کے بس ہر جنس کا شیوہ ہو کہ اپنے نا جنس کا
دیکھنا اس پر دماغ ہوتا ہے اگر دل باز کا نرمی کرتا ہو تو یہ نزلغ نفاق کرتا ہو اور جو اسکو اپنی طرف راغب
کرتا ہو تو رفاقت کرتا ہو اور جس وقت کوئی ناصح نصیحت کرتا ہو تو یہ نزلغ ایسا آواز مارتا ہے کہ وہ آواز
نیاز کی نہیں ہوتی بلکہ مکرور یا کی جیسے مکر و وقت و عطا و نصیحت کے ہوتی چاہتے ہیں تا ناصح اگر نصیحتیں
لمبی چوڑی کرنا چاہتا ہو تو کم کرے اور اسکی ہوتی سے چپ رہے اس سبب سے کہ یہ نزلغ نا چیز
مروار لاکھوں مکر نہ رہے رکھتا ہے لیکن جس نے اسے نفاق کو قبول کر لیا وہ اس سے چھوٹ گیا اور یہی نفاق
اس فائدہ پانے والے کا عین صدق ہو جو اس نزلغ کے خلاف ہو اور اسے نفاق سے فائدہ پانے والا
اس واسطے کہ جو صاحب دل باکروفر ہو وہ ہمارے اس بازار میں ایک معیوب خریدے تو صاحب دلو و صوٹ
اگر بوجان نہیں ہو اور جنس دل کی بن اگر پادشاہ سے موافق ہو ورنہ اسکی ضد ہو وہ شخص کہ جس کا مکر
نرق بھکاو پست ہو وہ خاص تیرا ولی ہو نہ خاص بندہ خدا کا وہ جو کچھ کرتا ہو تیری خود طبیعت کے موافق
کرتا ہو نہ مخالف اس کے لہذا تیری طبیعت کے سامنے وہی ولی اور وہی نبی ہو کہ اُس نے اپنی عمر
تیری رضا جوئی میں گزاری جائے کہ خدا تو اس ہوا کو جو تیرے سر میں بھری ہے چھوڑ تو تیرے دماغ میں ہو
خدا کی پہونچے پھر مکر فرماتے ہیں جا ہوا چھوڑ تو بوسے خدا تیری عادت و نحو ہو جائے اور دماغ تیرا
عنبرین ہو ہو جائے اسی ہوا سے رے تیرے دماغ کی فاسد ہو اور مشک و عنبر تیرے آگے کھونٹا
اور نا چیز ہو اور کیوں نہ نا چیز ہو تو تو کوٹے کی طرح نجاست پر عاشق ہو تیرے دماغ میں ہو مشک
کی کیسے جھپکی اور اثر کرے گی آپ فرماتے ہیں یہ گفتگو تو بید ہر کمان تک کہوں لیکن آہو ہمارا گدھون کے
آخر میں جا بجا بھگتا پھرتا ہو اسکی خبر لین

بقیہ قصہ آہو در آخر حیران

قولہ روز ہا آن آہوے خوش نافت نربہ در شکنجہ بود در اصطبل خرہ مضطرب در نزع چون ماہی بختک
 دریکے حقہ معذب پیشک و مشک بیک خرش گفتے کہ ہاں اے ہوا الوحش بے طبع شاہان
 دارے دیران خموش بے آن دگر تسخروے کہ جز وندہ گوہر اورادست تا ارزان دہد بے دان
 خرے گفتے کہ ہاں نازکے بے بر سریر شاہ شو تو ستکے بے دان خرے شد تجھ کو خوردن بماند بے پس
 برسم دعوت آہو را بخواندہ سرچنین کردا کہ بے رواے فلان بے اشتہایم نیست ہستم ناتوان بے گفت
 میدانم کہ نازے مے کنی بے یاز ناموس اختر ازے مے کنی بے گفت آہو با خراین طعمہ تو است بے
 کہ اذان اجزائے تو زندہ و نو است بے من الیف مرغزارے بودہ ام بے در ظلال روضہا آسودہ ام بے کرتقنا
 افگند مارا در عذاب بے کے رود آن طبع دغوبے مستطاب بے گر گدا گشتم گدا رو کے شوم بے گر گیا سم
 کہ نہ گرد و من لوم بے سنبل و لالہ سپر غم تیر ہم بے باہراران ناز و نخوت خوردہ ام بے گفت خراش
 ہمیزان لاف لاف بے در غریبے بس تو ان گفتن گراف بے گفت نافم خود گواہی میدہد بے ننتی بر خورد
 عنبرے ہند بے لیک آرا بشنود صاحب شام بے بر سر گرین پرست آن شد حرام بے جز کینر جز ہوید در طریق
 مشک چون عرضہ کم براین فریق بے بہر ان گفت آن رسول مستحیب بے رمز الاسلام فی الدنیا
 غریب بے نازانکہ خویشتان شہم ازوے میر مندہ گرجہ با ذاتش ملائک ہم مندہ صورتش راجس می بیند
 انام بے لیک ازوے مے نیابند آن شام بے بچو شیر می در میان لقتش گاؤ بے دورے بینش وے
 اورا مکاؤ بے در بکاوے ترک گاؤ تن بکاؤ بے کہ بزد گاؤ را آن شیر خوبے طبع گاؤے از سرت بیرون کند
 خورے حیوانے ز حیوان بر کند بے گاؤ با شے شیر گردے نزد او بے گرتو با گاؤے خوشی شیرے مجوبے
 اللغات پیشک بالکسر و بالضم ہندی بینگنیاں اونٹ وغیرہ کی تجرود بڑھنا گھٹنا در پا کا
 الیف اُلفت گرفتہ شد سیر غم ناز بوا المعنی فرماتے ہین وہ آہوے نر خوش نافت بہت دلوں ان
 گدھوں کے اصطبل میں شکنجہ عذاب میں تھا ایسا مضطرب جیسے کوئی نزع والا اور جیسے مچھلی خشکی میں اور
 عجب حال کہ ایک ڈبے میں بینگنیاں اور مشک جمع و معذب کوئی گدھا اس سے کہتا تھا
 کہ خبردار ای باپ وحشیوں کے جو طبع شاہوں اور میروں کی سی رکھتا ہے تو چپ کھڑا رہے وہ بھی چپ
 رہتے ہین دوسرا تسخر کرتا تھا نہین یہ کوڑی محنت و مشقت سے ایک گوہر لایا ہو سو مفت دیکھا اور
 گدھا کہتا تھا کہ اگر ایسی طبع نازک رکھتا ہے تو جاکسی شاہ کے سر پر تکیہ لگا کے نہ بیٹھ دوسرا گدھا جب
 کھاتے کھاتے اچھر گیا ایسا کہ خود تجھ ہی پر بھڑکی ہو گیا اور کھانے سے بچ رہا تو بطور دعوت کے
 آہو کو بلایا کہ آمیرے پاس کھائے اُسے سر ہلا کے کما نہین جا اے فلان مچھلا اشتہا نہین ہین ناتوان

ہو رہا ہوں گدھے نے کہا میں جانتا ہوں تو اتر آتا ہے یا اپنی عزت و حرمت کی طرف نظر کر کے احتراز کرتا ہے آہو نے گدھے سے کہا کہ یہ تیری خوراک ہے جس سے تیرے اجزا بدن زندہ اور تازہ ہو رہے ہیں میں تو کلفت گرفتہ مرغزار کا ہوں اور باغون کے سائے کا آرام پایا ہوا اگر قضا سے مجھ کو اس عذاب میں ڈالا ہے تو کیا میری وہ طبیعت و خوب گزیدہ بھی جاتی رہی اگرچہ گدا اور محتاج ہو گیا ہوں لیکن گدا رو تو نہیں بنوں گا کہ جو دیکھے جائے کہ قدیمی گدا ہے اور گو لباس میرا کمسنم ہو تو وہ میں اپنے دل سے تو تازہ اور نیا ہوں میں نے تو سنبھل دلا لہ اور ناز بڑے ناز و غور سے کھائے ہیں یہ تیری گھاس کیا ہے گدھے نے کہا کہ تو ایسے ہی شیخی کی شیخی مارے جا مسافت میں ہر طرح کا لاف گراف کر سکتا ہے کون جانتا ہے کتنا فائدہ میری میرے دعوے کی گواہی کہ اگر آپ کو ظاہر کرے تو خود وغیرہ پراحسان رکھے کہ وہ اُسکے آرزو مند ہیں لیکن اسکو وہ سونگتے ہیں جو صاحب دماغ ہیں اور جو گدھے ہیں سرگین پرست ان پر حرام ہے اس لیے کہ گدھا ہی پیشاب گدھے کا جہان کمین راہ میں پاتا ہے سو نگھٹتا ہے میں اپنا شک ایسے فراق کے سامنے کیسے پیش کروں اسی واسطے اُس رسول مقبول مستحب نے فرمایا ہے کہ اسلام دنیا میں مسافر و غریب ہے اس سبب سے کہ خود اُسکے اپنے اُس سے بھاگتے ہیں اگرچہ اسکی ذات کے ساتھ ملائک ہمدم ہوں مخلوق اُس کی صورت کو اپنی جنس جانتی ہے لیکن اُسکے شام کو کمان پاتی ہو وہ ایسا ہے جیسے بیلون کی تصویر میں شیر بس دور ہی سے اُسکو دیکھتا رہے مگر بہت اُسکی کوریڈت کی تصویر بیلون کی مخلوق بہ نظر و ناست در و ناست یعنی ایک تو تصویر جیسے دوسرے بیل محض بعقل اور اگر کوریڈے تو اپنی گاؤں کو ترک کر کہ وہ شیر خوار اُس گاؤ کو بھارت ڈالے گا اور طبیعت گاوی کو تیرے سر سے نکال ڈالے گا اور خوے حیوانی کو تیری حیات سے کھوے گا حیوان تجرک یا بمعنی حیات آور یہ بھی ہے کہ ٹوگاؤ ہی تو اُسکے قرب سے شیر ہو جائیگا اور اگر گاؤں میں تو خوش ہے تو شیر ہونے کی خواہش مت کر بیل ہی بنا رہے تھے اختیار ہے

اس آیت کے معنی میں (انی ارمی سبع بقرات سمان یا کلہن سبع عجاف) دہلی گایون کو خدائی تعالیٰ نے یہ صفت شیر گرسنہ کے پیدا کیا تھا تو ان سات گایون کو جو فربہ تھیں باشتھا کھائی تھیں اگرچہ صورت گایون کی خیالات ہی لیکن تو شیر کے معنی میں غور کر

قولہ ان عزیز صریدیدی بخواب ہو چونکہ چشم غیب را شد فتح باب بہ ہفت گاؤں فربہ پس پرورے بہ خوردشان ان ہفت گاؤں غری بہ درودن شیران بندان لاغران بہ ورنہ گاؤں آزار بنودندے خوران بہ

پس بشر آمد بصورت مردگار بلیک پہنان شیر و روے مرد خوار بہ مرد را خوش و انور و فروش کند
صاف گرد و در و اگر در دش کند بگاؤتن قربانی شیر خداست بگاؤترا با او سر صدق و صفا است بہ
در کشتے مہمان ہمان کون خرے بگاؤتن را خواجہ تاکے پرورے بہ زنان سکے در داور جملہ درد ہانہ
وار ہد پا بر نہاد و ہر سمانہ شاہ گرد و او گذارد بندگے بہ یاد و دور مردگے دل زندگی بہ چند گوئے
ہیچ نازغ پر نخوس بہ او خلیل حق چہ کشتی خروس بہ حکمت کشتن چہ بود آخر بگو بہ تاسیج گروم آزما موبو بہ
اللغات کون خرم دم بے تمیز و احمق مسیح سبحان اللہ گویندہ المعنی وہ عزیز مصر جب اُسے چشم غیب
یعنے چشم غیب ہین کا دروازہ کھولا تو خواب میں کیا دیکھتا ہو کہ سات گائین خوب فرہ نہایت پروردگار
انکوسات گائین لاغر نے کھا لیا وہ ساتون لاغر و رون کی تو شیر تھین اور دندان کی لاغر تھین ورنہ ان
فرہ گایون کو کیسے کھا لیتین پس اکثر بشر ایسے ہین کہ بظاہر مردگار کے ہین او صنلع و اہل حسد نہ
لیکن پوشیدہ اُن میں شیر مرد خوار چھپا ہو اور مرد خوار ایسا کہ اسکو خوب کھا کے تن سے فرد و صاف
کردے اور اگر صاف ہو اور وہ چاہے کہ اسکو درد کر دے چنانچہ اکثر اولیا ایک
دوسرے کی کراست کھینچ لیتے ہین جو شیر خدا کے ہین اُنکی قربانی ہی گاؤتن کی ہو اسی کو شہر بان
کرتے ہین اگر تو اس سے خیال صدق و صفا کا رکھتا ہو تو بھی اسکو قربان کر اور اگر مہمان کش ہو کہ وہ
روح ہو جو چندے اس خانہ تن میں مہمان ہو تو بڑا بے تمیز و احمق ہو تو اسے خواجہ اس گاؤتن کو کبتنگ
پائے گا ہمیشہ تیرے پاس یہ کب رہیگی اور اگر اسکو قربان کیا تو یہ ایک ہی درد ہو اور ایسا درد کہ
اس درد کے بدولت جملہ دردوں سے چھوٹ جائے گا اور آسمان پر قدم رکھے گا یہ قید جو بندگی
کی تھپڑ سب چھوٹ جائے گی خود شاہ ہو جائے گا اور اس مردہ ہونے میں دل کی زندگی پائیگا
دل زندہ ہو جائے گا آب فرماتے ہین نازغ پر نخوست کا ذکر کمان تک کیے جائیگا لہذا خلیل
حق نے پوچھ کہ تم نے نازغ کی طرح خروس کو کیون مارا اسکے مار ڈالنے میں کیا حکمت تھی بتاؤ
تائین اسکے بال بال پر سبحان اللہ سبحان اللہ کون

بیان سبب مارنے ابراہیمؑ کا خروس کو کہ اشارہ طرف کون سی صفت
کے تھا صفات مذمومہ سے

قولہ گفت فرمان حکمت فرمان بخوان بہ تا ملل گروم آزما من بجان بہ شہوتے است او بس
شہوت پرست بہ زنان شراب زہر ناک ٹاز مست بہ گرنہ بہر نسل بودے اے و سے بہ
آدم از ننگش بگردی خود خصی بہ گفت ابلیس لعین و امار را بہ دام زفتے خواہم این اس شکار را بہ

زیرِ سیم دکھلا اسپش نمود کہ بدین تائے ظالمین را بود کہ گفت شتابا بش و ترش او بخت کنج نہ شد ترنجیدہ
 ترش ہجون ترنج نہ پس جواہر از معدنہاے خوش نہ کرد آن پس ماندہ را حق پیشکش نہ گیر این دام دیگر را
 لے لعین نہ گفت ازین افزون وہ لے نعم المعین نہ چرب و شیرین و شرابا ت شہین نہ داک
 و بس جامہ ابریشمین نہ گفت یا رب بیش ازین خواہم مدد نہ تا بہ بدم شان بجل من سد نہ تا کہ
 مستانت کہ زدیرونہ و مردار این بندہ را را بکسلند نہ تا بدین دام در سندانہ ہو ا نہ مرد تو گرد زنا
 مردان جہاد اللغات مثل بضم لا کہ الا اللہ گویندہ تج بالضم لب ترنجیدہ ترش و پرچین شہین
 بیہوش کنندہ اسے یعنی جب میں نے پوچھا کہ ای خلیل حق خروس کو کیوں مارا کہا فرمان حق پھر
 کہا حکمت اس فرمان میں کیا تھی تا میں بھی ملل ہوں اور لا کہ الا اللہ بجان و دل کمون
 اور اسکی توحید کو جانوں کہا یہ شہوتی ہی اور بڑا شہوت پرست اور شہوت کی شراب زہر ناک
 بیہودہ سے مست نہ تھا ایک گھاس ہی کہ اسکو کوئی جانور چاب نہیں سکتا گو گناہی چاہے بس
 مراد بیہودگی سے ہی ایسے ہی شہوت ہی کتنی نکالو بس نہیں کرتی اسے وحی اگر شہوت سے مقصود
 نسل نہوتی تو آدم صفی اُسکے ننگ سے جو اسمین ہی خود آپکو خصی کرتے چنانچہ ابلیس عین حضرت دادار
 سے خواستگار ہو کہ ایسا کوئی جال مضبوط چاہتا ہوں جس سے آدم کو شکار کروں اللہ تعالیٰ نے
 درو سیم اور گلے گھوڑوں کے دکھائے کہ اس سے ایسا تو خلق کو بیخود کر دے گا کہ اپنے آپ میں تہین
 رہینگے ابلیس نے آفرین تو کی مگر ترش ہو کے ہونٹ لٹکالیے اور پرچین و ترش مثل ترنج کے
 ہوا پھر جواہر اچھے اچھے جو کانون میں جمع تھے حق تعالیٰ نے اسکے پیشکش کیے اور کہا کہ لے
 لعین یہ دوسرا جال ہی اسکو لے کہا اس سے بڑھکے دے ایچھے مددگار چہر چرب و شیرین چیزیں اور
 شرابین بیہوش کرنے والی اور جامہ ابریشمین دیکھ کر کہا کہ ای رب میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں
 تو اس سے انکو جبل من سد سے باندھوں یہ تو جو لوگ تیرے مست و دیور بدل ہیں وہ مردوں کی
 طرح اسکو توڑ ڈالینگے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان جالوں اور ان رسیوں میں خواہش کی باندھوں تو
 نامردوں سے مرد جدا ہو جائیں قولہ دام دیگر خواہم اے سلطان تخت نہ دام مردانہ از حیلست
 ساز سخت نہ خمر و جنگ آورد و پیش و نہاد نہ نیم خندہ زوہدان شہنم شاد نہ سوے اضلال ازل
 پیغام کردہ کہ برآر از قعر بحر فتنہ گرد نہ نے یکے از بندگان موسیست پیر دہا در بحر ازل گرد بست نہ
 آب از ہر سوغنان را در کشیدہ از تنگ دریا غبار سے شد پدید نہ دام محکمہ کہ تا گرد تمام نہ و اف گنم در
 کام ایشان چون بجام نہ در کند ارم کشم شان کشکشان نہ تا کہ نتوانند سر پیچیدہ اذان نہ

چونکہ خوبی زنان با او نمودند کہ از عقل و صبر مردان میرودند پس زو انگشک برقص اندر فتادہ کہ پردہ زو تر
رسیدم بر مرد چون بدید آن چشمہا سے پر خمار بد کہ کند عقل و خرد اور خمار بد دان صفا سے عارض آن
دلبران بد کہ بسوزد چون سپند این دل بران بد رو و خال و ابرو و لب چون عقیق بد گوئی خور تافت
از پردہ رقیق بد چون سرو خردان چمن بد خرد چون یاسمین و نستر بد چون نگہ دید آن غنچ برجست او سبک
چون تجلے حق از پردہ تنک بد عالمے شد واد و حیران و دنگ بد زان کرشم و زان دلال نیک شنگ
اللغات غنچ بالفتح کرشمہ و ناز شنگ بالفتح شوخ المعنی ابلیس کہتا ہوں تو نامردوں سے
تیرے مردوں کو جدا کرنا چاہتا ہوں لہذا اس سلطان تخت میں ایسا دام چاہتا ہوں کہ نہایت مرداندار و
جیلہ ساز ہو خدائے تعالیٰ نے شراب و چنگ یعنی گانا بجانا منگوایا اور اس کے سامنے رکھا اس کو
دیکھ کے کچھ ہنسنا اور کچھ خوش ہوا اضلال مصدر یہی معنی اسم فاعل اے مفضل یعنی خمر و چنگ اس کے
سامنے رکھے پیغام کیا کہ اے اب تو دریا سے فتنہ کی تھاہ سے دھول اٹا اسے کہا کہ اگر دریا میں دھول
اٹائی تو کیا تیرے بندوں سے موسے نہیں ہیں جنھوں نے دریا میں پردے گرد کے باندھے
پانی نے ہر طرف روانی سے اپنی پاک رو کی اور دریا سے غبار ظاہر ہو اقصا اسکا مختصر یہ ہے
کہ حضرت موسے شکست کھا کے بھاگے فرعون نے تعاقب کیا جب رود نیل پر آئے انھوں نے
بحکم خدا عصا دریا پر مارا بارہ راہیں پیدا ہو گئیں اور تنگ دریا سے خاک اڑنے لگی اور پانی مثل
دیوار کے کھڑ ہو گیا یہ مع بارہ اسباط بنی اسرائیل کے ان راہوں سے گذر گئے اور فرعون مع لشکر
عسرق ہوا پس ابلیس کہتا ہے کہ مجھ کو تو کوئی جال ایسا حکم و مضبوط دے کہ لگام کی طرح اُنکے
مٹھ میں ڈالوں اور پورا دام ہو کہ اس کمند میں بھانسون اور کھینچتا پھردوں اور یہ اُس دام سے سر
نہ نکال سکیں تو اُمّت تعالیٰ نے خوبی عورتوں کی اس کو دکھائی جب یہ اُس نے دیکھی جانا کہ یہ عقل
صبر مردوں سے ضرور چھین لیجاں لگی پس چٹکیان بجائے اور ناچنے لگا کہ ہاں یہ دام ہے یہ جلدی سے
مجھ کو دیدے کہ میں اپنی مراد کو پہونچ گیا جب اُس نے ان کی چشم پر خمار دیکھیں کہ جو عقل و حسد کو
خمار میں ڈال دین پہلا خمار بھنے نشے کے ہو دوسرا بھنے آثار نشہ جو ایذا دہ ہو تا ہے اور وہ صفار خمار
ان دلبروں کی کہ جس پردل سپند کے مثل جلے اور صورت اور خال و ابرو و لب عقیق کے
مانند جیسے پردہ باریک سے آفتاب کی جھلک تھا ایسے جیسے سرو خردان چمن کے خد ایسے
جیسے نستر و نستر جس وقت اُس نے یہ ناز و کرشمے اُن کے دیکھے اچھل پڑا گویا تجلے حق کی
اس پردہ حقیقت سے دیکھی کہ اسی تجلے و کرشموں اور ناز و خوب و شوخ کا ایک عالم

عاشق و حیران و دنگ ہوا

اس آیت کے معنی میں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم بیشک پیدا کیا
ہم نے انسان کو اچھی صورت میں اور اس آیت میں ومن نعمہ نکسبہ
فے الخلق اور جو کوئی کہ عمر دیتے ہیں ہم اسکو دراز نکولنا کرتے
ہیں خلق میں

تو کہ صہبہ عام مالک ساجد شدہ بنایا آدم باز مقرر آمدہ بنایا جبریلش می کشاند موکشان بنکہ بروزیں
حسنہ روزین جوتی خوشان بنگفتہ آمدن بودستی بنگفتہ جبرمت انکہ افزون زیستہ بنگفت
بجہ فرستہ این اذلال چہست بنگفتہ آن دادست وایت دادریست بنجبریل ساجدہ میگردے
بچہسان بن این زمان میراثیم تو از چنان بنجلدی پر درین دراستخان بنایا بزرگ از شاخ در وقت خزان بن
از رستہ کہ تاباد و بد و ہوار بنشدہ پیر کے بچہ پشت سوسمار بن دان سرو آن فرق کش شمع شدہ
وقت پیر کے ناخوش دا صلح شدہ بن دان قدر قصان و نازان چون ستان بنگشت و پیری
و دنا بچہزین گمان بن برف گشتہ موسے بچہ پر زار بن و ز تشنچ روی گشتہ دلخ داغ بن رنگ لالہ
گشتہ رنگ رحمان بن زور شیرین گشتہ چون زہرہ زنان بن چشم چون نرگس شدہ پڑ مردہ بن
گشتہ اعضا شدہ افسردہ بن آنکہ مردے در بغل کردی بطن بنے بگیزندش بغل وقت شدن بن
ہین نمود آثار ہم و پڑ مرد گشت بن ہر یکے زینہار رسول مرد گشت بن اللغات آوٹ کلمہ تحرو
افسوس المصطفیٰ سیکون فرشتوں نے کہ نوری تھے آدم جیسے کو کہ خاکی تھے سجدہ کیا یہ رتبہ
اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا پھر وہی آدم جو برائے چندے مغزول ہوئے انھیں کو جبریل بال پکڑے
ہوئے کھینچتے تھے کہ نکلیا کاس خلد اس گردہ خوش اور جان لوگوں سے یعنی جنت کے
باشندوں سے آدم کہتے تھے افسوس یہ ہستی میری نیستی ہوتی یعنی پیدا نہوتانیست ہی رہتا
کہا جرم تمہارا یہ کہ تم جیسے بہت اور بوڑھے ہوئے اور جنت میں بوڑھے کا کام نہیں چنانچہ
بعد شہر کے جتنے سب جوان ہونگے پوچھا بعد عزت کے یہ دلتین کیوں ہیں کہا وہ عزت داد و عطا
تھی اور یہ تمہارے لیے حکومت و داوری ہو گیا ای جبریل تم وہی تو ہو کہ بھوکو سجدہ جان و دل سے
کرتے تھے اور اسوقت میں بچہ کو جنت سے نکالتے ہو کہ میرا لباس میرے بدن سے خود بخود اُترا
جاتا ای جیسے خزان میں پتہ و رشتوں کے شاخ سے گرتے ہیں اور وہ رخ جس کی چمک دمک
مثل ماہ کے تھی بسبب پیری کے شکوہ ٹٹ کے ایسا ہو گیا جیسے گوہ کی پشت اور وہ سرور فری

جو مثل شمع آفتاب کے تھا پیری سے گنجا اور ناخوش ہو گیا اور وہ قد جو نقصان اور حملہ آور مثل
سنان کے تھا بڑھاپے سے جھک کے کمان سادہ رہا ہو گیا وہ بال جو بزرگ کے مانند
سیاہ تھے برف ہو گئے اور ننھ کھینچ سست کے داغ داغ ہو گیا یعنی اب اسکا حال دیکھ کر دل پر
داغ ہوتا ہے صورت جو رنگ لالہ سرخ تھی زعفران کی طرح ریز ہو گئی اور زور جو شیرون کا
ساتھا وہ عورتوں کا زہرہ ہو گیا کہ فرامین ڈر جاتا ہے آنکھیں جو مثل نرگس کے تھیں مڑھیا گئیں
گرمی اعضا کی سب ٹھنڈا گئی وہ جو مرد کو بغل میں دبا لیتا تھا اب اسکا یہ حال کہ جب وہ چلتا ہے
تو اسکی بغل کو پکڑ لیتے ہیں کہ گر نہ جائے بس یہ سب نشان غم و پژمردگی کے ہیں اور
ہر ایک ان سے قاصد و پیغام آور موت کا کہ دنیا سے نکالاجائے گا جیسے آدم پیری میں
جنت سے نکالے گئے

تفسیر الاذین آمنوا وعملوا الصالحات مکروہ لوگ کہ ایمان لائے
و عمل کیے نیک

قوله لیک اگر باشد قریب نور حق نیست او پیرے و ناقصان و ذوق پذیرے او ہست
چون مستی مست بہ کاندان شستیش رشک رستست بہ گو میر و استخوانش غرق ذوق پذیرہ و ترش
و شعل نور شوق بہ و آنکہ نورش نیست برگ بے ثمر کہ خزانہ می کند زیر و زبر نہ گل نماند خار ہا ماند سیاہ
زرد و بے مغز آمدہ چون تل کاہ بہ تاجہ ذلت کرد آن باغ اسے خدا بہ کہ ازو آن حلہ ہا گرد و جہاد
خویشتر را دید و دید خویشتر بہ زہر قتال ست ہن اسے مبین بہ شاہد کہ عشق او عالم
گر نیست بہ عالمش میر انداز خود جرم چیست بہ جرمش آنکہ زیور عاریہ بہست بہ کرد و نحوے
این حلق ملک من است بہ و استانیم آنکہ تا داند یقین بہ خرم آن ہاست خوابان خوشہ چین بہ
تا باندگان حلق عاریہ پو و پو بہ توے بود او ز غور شید و جود بہ المعنی یعنی یہ سب تو پیغام مرگ کے
ہیں لیکن جسکا قہرین و ہنشین نور حق کا ہو اسکو پیری سے کچھ نقصان نہیں ہر نہ وقت اسکی مستی
جو پیری سے ہو وہ ایسی مستی ہے جیسے مستی کی کہ بہت حالت و جبے سے مست ہو جاتا ہے
و نہ اسکی مستی وہ ہے جس پر رستم کی چستی رشک کرے وہ اگر تباہ و توہمتی ہوتی اسکی غرق ذوق ہوتی تو
اور ذرہ ذرہ اسکا شعل نور شوق میں آوے جسکا نور ترین نہیں ہو وہ برگ بے ثمر کہ جسکو حزن ان
لوٹ پوٹ کرتی تو بس گل اس میں نہیں رہا خار سیاہ رہ گئے اور زرد و بے مغز جیسے تو وہ سوکھی گھاس کا
اب حیوان ہوں کہ اس بلغ سے اسے بار خدا یا ایسی کون سی لغزش ہوئی کہ اس سے وہ بھٹے بہشتی

جدا ہو گئے ہاں مراد وجود انسان سے ہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود بینی کی اور خود بینی کی ممتحن نہایت
 ہی زہر کشندہ ہے اس سے خبردار ہو جاؤ اب فرماتے ہیں وہ شاہد کہ جس کے عشق میں ایک عالم رویا
 اور وہی عالم آب اُسکو آب میں سے نکالتا ہے حیران ہوں اُسکا جرم کیا ہے ہاں یہ جرم ہے کہ اُس نے
 زیور سنگنی کا پہنا تھا اور دعویٰ یہ کیا کہ میری ہی ملک میں ہی اسکا مالک مون بس اسی واسطے لیے
 لیتے ہیں تا یقین جان کے کہ خرمن کے مالک ہم ہیں اور معشوق لوگ خوشہ چین ہیں اور یہ جان لے
 کہ یہ زیور سنگنی تھا اور اُسکا ہر توجہ خورشید عالم وجود کا ہے قولہ اُن جمال و قدرت و فضل و ہنر و آفتاب
 حسن کرو این سو سفر ہاں بازی گردید چون استار ہاں نور اُن خورشید زین دیوار ہاں ہر توجہ خورشید شد
 تاجا لے گاہ ہاں ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ ہاں انگہ کرداد بر رخ خوابت و دنگ ہاں نور خورشید بہت
 ازین شیشہ سر رنگ ہاں شیشہاے رنگ رنگ اُن نور ہاں می نمایاں چین رنگت نما ہاں چون نمائد
 شیشہاے رنگ رنگ ہاں نور بے رنگت کنعان گاہ دنگ ہاں خوے کن بے شیشہ دیدن نور ہاں
 تاج شیشہ بشکند بنود عا ہاں قانع بادانش آموختہ ہاں وز چراغ غیر چشم فروختہ ہاں او چراغ خویش
 بر باید کہ تابہ تابدانی مستعیری اونی ہاں گر تو کردی شکر و سعی مجتہد ہاں غم خور کہ صد چنان بازت دہد ہاں در
 نکر دے شکر اکنون خون گرے ہاں کہ شدست اُن حسن از کافر بے ہاں امۃ الکفران اصل اعمالہ ہاں
 امۃ الایمان اصلہ بالہم ہاں گم شد از بے شکر خوبی و ہنر ہاں کہ دگر ہرگز نہ بسید زان اثر ہاں خویشی و بخویشی
 و شکر و داد ہاں رفت دانسان کہ نیاید شان بیاد ہاں المعنی سنیئے اُس جمال و قدرت و ہنر نے
 آفتاب حُسن سے اس طرقت سفر کیا تھا اور اُنکا تھا آب وہ نور اُس خورشید کا جو ان دیوار و ہنر تھا
 ستاروں کی طرح لوٹ گیا اور وہ ہر توجہ خورشید کا اپنے ٹھکانے کو گیا لا جرم ہر دیوار تاریک
 سیاہ رہ گئی اور وہ کہ جس نے خوبوں کی صورت پر تجھکو حیران و دنگ کیا ہے وہ نور خورشید کا ہے
 جو شیشہ سر رنگ میں جھلک رہا ہے شیشہ سر رنگ سترخ سپید سبز جو مراد حسن سترخ و سپید و
 سبز سے ہے یہ شیشے رنگ رنگ کے اُس نور کو ایسی رنگتوں کے ساتھ دکھا رہے ہیں اور جب
 یہ شیشے رنگ رنگ کے نہیں رہتے تو پھر وہ نور بے رنگت تجھکو حیران و دنگ کر دے گا اسکی
 حقیقت کچھ نہیں رہیگی اب تو عادت اپنی بے شیشہ نور دیکھنے کی کرتا شیشہ جو ٹوٹی والی چیز ہے ٹوٹ
 جائے تو تو کو رواندھا نہ رہ جائے تو اپنے علم و دانش پر قلع ہو رہا ہے جو سیکھ لی ہے اور غیر کے
 چراغ سے چشم فروختہ و روشن کیے ہوئے ہے جب وہ چراغ اپنا بجائے گا تب تو جائیگا کہ میں مستعیر تھا
 لے سنگنی مانگنے والا اور اگر تو نے اس مستعار کا شکر کیا اور جہد و جد بجالایا تو کچھ غم مست کر

اگر ایسے ایسے سیکڑوں دھنچکھو پھر دے گا اور جو تو نے ناشکری کی ہے تو آنسو خون کے رویا کر اس واسطے کہ
 وہ حسن کا فر اور ناشکری سے بزار ہو بس جبری مصیبت کی بات ہو اس لئے کہ جو گروہ کفران
 دے ہیں وہ نہایت گمراہ اعمال ہیں اور جو گروہ ایمان دے ہیں وہ بڑے اصلح دل چنانچہ
 فرمایا اللہ ان کے کفر و اوصداعن سبیل اللہ اصل اعمال ہو جو لوگ کہ کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے
 پھر گئے وہ نہایت بدتر اعمال ہیں جو بے شکر ہو اُس کے خوبی و نہر ایسا لگ جاتا ہے کہ پھر وہ اسکا اثر و
 نشان نہیں پاتا اپنا نیت اور غیریت اور شکر دوستی سب کو وہ ایسا بھول جاتا ہے کہ کبھی اُسکو یاد ہی نہیں آتا
 قولہ کہ اصل اعمال اے کافران پہ جستن کا مست از ہر کامران بہ جو زاہل شکر و اصحاب وفا بہ
 کہ مر ایشان راست دولت در قفا بہ دولت رفت کہ با قوت و ہد بہ دولت آیندہ چون چشمہ زہد بہ
 قرض دہ زین دولت اندر اقرضو بہ تاکہ صد دولت بہ بینی پیش رو بہ اند کے زین شرب کم کن بہر
 خویش بہ تاکہ حوض کوثر ت آید بہ پیش بہ جرئہ برخاک وفا آن کس کہ ریخت بہ کے تو اند
 صید دولت زوگر یخت بہ خوش کن آن دل کہ اصلح بالہم بہ رد من بعد التوے انزالہم بہ اے اہل
 وے مرگ غارت ساز وہ بہ ہر چہ مردے زان شکوران باز وہ بہ داد ہر دایشان نہ پذیرند آن بہ
 زانکہ منعم گشتہ اند از رخت جان بہ صوفیم و خر تھا انداختیم بہ باز نہ ستانیم چون در باختیم بہ
 ما عوض دیدیم دانکہ چہ عوض بہ رفت از ما حاجت و حرص و غرض بہ ز آب شور ہلکے بیرون شدیم بہ
 بر حقیق چشمہ کوثر ندیم نہانچہ کر دے آن جہان باد دیگران بہ بیو فائے دفن و ناز گران بہ بر سرت
 ریزیم ماہر چو اینکہ شہیدیم آدمیم اندر غراب اللغات تقا پس پشت زہد زہیدین سے ابلنا
 بال دل تو می بفتح مرگ و ہلاکت انزال جمع نزل تحفہ المعنی یعنی امی ناشکرو یہ جو جملہ اصل اعمال
 وہی بات ہے کہ خدا کو چھوڑ کے اپنے مقصود کو ہر کامران سے دنیا کے دھونڈھنا اس سے بدتر
 کوئی عمل نہیں البتہ اہل شکر و اصحاب وفا سے ڈھونڈھ کر انکے پیچھے دولت ہاتھ باندھے کھڑی ہو
 دنیا کی دولت رفتہ ہو کہ بعد مرگ گئے گزرے ہو جائینگے پھر یہ رفتہ کیا قوت دے گی اور اباب
 شکر کی دولت آیندہ جو مثل چشمے کے اُبلتی ہو تو اپنی دولت میں سے امر اقرضو میں قرض دے
 تا سیکڑوں دولتیں اپنے سامنے کھڑی دیکھے اقرضو سے اشارہ طرف آئیے کہ یہ و اقرضو اللہ قرض
 حسنا اور قرض دوا اللہ کو قرض نیک یہ جو تیرا اکل و شرب روز مرہ ہی اس میں سے تھوڑا
 اپنے ہی واسطے کم کر کے اسکے بدولت حوض کوثر تیرے سامنے آئے گا خوب جان لے ایک
 جرعه بھی جس نے خاک و فاپر ڈالا اُس سے صید دولت کا کپ بھاگ سکتا ہے ضرور اُسکا صید ہوگا

وہ شخص اپنے دل کو خوش کرے جسکی شان میں اصلح بالمہم ہو کہ بعد مر جانے کے اُنکے تحفے لوٹ کے اُنکو دیے جائیں گے حکم ہو گا کہ اے اجل اور اے مرگ جو کچھ تم نے اس سے لوٹا ہو درست کرو اور ان شکوروں سے جو کچھ لیلیا ہی پھیر دو یہی تفسیر بعد التوکلے الخ کی ہے وہ پھیر کے جب دینگے تو یہ لوگ نہیں لینگے اس سبب سے کہ یہ خوب دو تلمذ رخت جان سے ہو چکے ہیں یہ کہیں گے کہ ہم صوفی ہیں ہم نے خرقت پھینک دیے یعنی سامان دنیا ترک کیا اور جسکو ترک کیا اسکو لوٹ کے نہیں لیتے ہم نے اپنا عوض دیکھ لیا یعنی دیدار خدا پھر عوض کیسا ہماری سب حاجتیں پوری ہو گئیں ہم سے ہر حرص و غرض جاتی رہی ہم آب شور مہلک سے نکل گئے اور شراب صاف اور چشمہ کوثر سے جاگے بس اس جہان میں جو کچھ ہو فانی اور داد و ناز گران تو نے اور وہ سے کیے ہم تیرے سر پر کیوں ڈالیں ہمارا تو کچھ بگڑا ہی نہیں ہم تو شہید ہو کے غراسے آئے ہیں اور شہید کی دیت نہیں نہ خون بہا الخلاف دونوں متنوں میں جو زاہل شکر کو چون اور توئی کو تو لے بہرچہ کو ہر جزا لکھا ہو قولہ تابدا نے کہ خداے پاک را بنہ دگان ہستند پر حملہ مراد سبقت تزویہ دنیا بر کنندہ خیمہ را بر پاروے نصرت زندہ این شہیدان باز نو غارتے شدند این اسیران باز بر نصرت زندہ قفل مشکلمان و لطف حل شدہ نفس کا فرنا گمان بسمل شدہ بنا ناامیدی رفتہ امید آمدہ بگشت مسجد ناگمان این بتکہہ پسر برآوردند باز از نیستے بکہ بہ بین مارا کہ اکہ نیستی بتا بہ بینی در عدم خورشید ہاست بتا بچہ اینچا آفتاب آنجا سہاست بتا در عدم ہست اے برادر چون بود بتا ضد اندر ضد چون مکنون بود بتا بخرج الحی من است بدان بکہ عدم آمد امید عایدان بامرد کارندہ کا بنارش تہیست بتا شاد و خوش بے بر امید نیستیست بکہ بروید آن رسوے نیستے بکہ فہم کن گرد آفت معینستے بتا مہدم از نیستے تو منتظر بکہ بیابے فہم و ذوق آرام و برہ نیست دستوری کشا و این راز را بہ ورنہ بغداد کے کچھ پنجباز را بپس خزانہ صنع حق باشد عدم بکہ برآورد و عطا ہا و مہدم بتا مہدم آمد حق مہدم آن بود بکہ برآورد و فرع بے اصل و سند بتا اللغات مرا جنگ بارہ دیوار قلعہ اکہ کور مادر زاد المعنی یعنی تیرا واپس کردہ اے اجل اسواسطے ہم نہیں قبول کرتے کہ تو یہی جان لے کہ خدای پاک کے ایسے بندے بھی پر حملہ و جنگ میں تو یہی نہیں کہ وہ موچھیں مزویر دنیا کی اٹھیرتے ہیں اور خیمہ قلعہ نصرت پر کھڑے ہیں جس یہ شہید پھر از سر نو غازی ہوے اور ان اسیروں نے پھر نصرت پر حملہ کیا کہ باز دادہ اجل کا نہیں لیا آسزا سارے قفل مشکلوں کے اُسکے لطف سے کھل گئے نفس کا فرجو دشمن ہو ناگمان پھر ادھ مرا ہو گیا اب ناامیدی گئی امید آئی اور یہ بتکہہ پھر مسجد ہو اور سر نیستی نکال کے کہا کہ لے دیکھو کھوکھواسطے کہ اگر

بیچ میں اندھا ہو گیا تھا تو ہو گیا اندھا اور نڈا تو نہیں ہوتا جھکو معلوم ہو کہ عدم میں ایسے ایسے آفتاب
 بنیں جنکے مقابل یہ آفتاب یہاں کا سہما ہوتا ہے لہذا جان کے عدم میں ہست کیسا موجود ہو اور ضد میں
 ضد کیسی چھپی ہو اس آیت کے معنی یخرج الحی من المیت نکالتا ہوتا ہے زندہ مردے سے خوب جان کے
 اسی سبب سے عابد امید عدم کی کرتے ہیں کہ وہ مرنا نہیں ہوتا ہے جیسے کسی کھیتی کرنیوالے کا انبار
 خالی ہو گیا تو نیستی کی امید پر شاو و خوش ہو کر آئندہ ہو جائے گا کہ وہ ابھی نیست ہو اور خیال کرتا ہو کہ وہ
 نیستی کی طرف سے پیدا ہو گا بس اگر تو صاحب معنی ہو تو اسی کو سمجھ لے اسکے سوا اور باتوں میں تو نیستی کا
 منتظر ہو کہ جو سمجھ اور ذوق و آرام دینگے اب نہیں ہو پھر ہو جائے گی یہ بھی نیستی میں ہو آب فرماتے ہیں
 کیا کروں اس بھید کے کھولنے کی اجازت نہیں ہو ورنہ میں انجاز کو بغداد بنا دیتا لیکن غلطی سے
 کی ایسی شرح بسط کرتا مختصر یہ ہو کہ عدم اللہ تعالیٰ کی صنع کا خندانہ ہو جس سے وہ دمیدم
 عطائیں ظاہر کرتا ہو بس اللہ تعالیٰ مبدع ہو مبدع اُسکو کہتے ہیں کہ جن فرعون کی اصل
 سند نہوان کو پیدا کرے

مثال عالم نیست ہست نما اور عالم ہست نیست نما میں

قولہ نیست را بنمود ہست آن مختشم ہست را بنمود بر شکل عدم ہجرا پو شید و کف کرد آشکارا ہذا اور ا
 پوشید و بنمودت خبرا ہ چون منارہ خاک پہچان دہو ہا خاک از خود چون برآید بر علاء خاک را بینی ببالا
 لے علیل ہذا و رانہ جز تعریف و دلیل ہذا کف ہمی بینی روانہ ہر طرف ہذا کف بے دریاندار و منصرف ہذا
 کف ہس بینی و دریا از دلیل ہذا فکر نہمان آشکارا قال دتیل ہذا نفی را اثبات سے پنداشتم ہذا دیدہ معدوم
 بینی داشتم ہذا دیدہ کا ندروے نحاسی شد پدید ہس کے تو اند جز خیال و نیست دیدہ لا جرم سرگشتہ گشتم از
 حلال ہ چون حقیقت شد نہمان پیدا خیال ہذا ین عدم را چون نشانہ اندر نظر ہ چون نہمان کرد آن حقیقت
 از بصر ہذا کہ ین اے استاد سخرا ہ ہذا کہ بنودے مضران را در وصاف ہذا ساحران متاب ہچایان
 ندو ہ پیش باز رگان دزر گیر ندو ہ سیم بر بایند زینگون پیچ پیچ ہ سیم از کف رفتہ و کر پاس پیچ ہ
 این جہان جاد و ست ما آن تا جریم ہذا کہ از دستاب پیمودہ خریم ہذا گر کند کر پاس پا نصہ کو شتاب ہ
 ساحرانہ از نور ما ہتاب ہ چون ستاد و سیم عمرت اے رہے ہ سیم شد کر پاس سے کیسہ تہ ہ
 قل اعوذت خواند باید کاے صمد ہ بین زلفات ات افغان و زحف ہ اللغات نحاس بضم ہند سے
 او نگھ معرض بضم ہو گردا متدہ متاب بگو پیودن بیودہ کام کر نا کر پاس بالکسر پارچہ معدودت اے
 فرماتے ہیں عجب قدرت اُس قادر مطلق کی ہے کہ اس مختشم نے نیست کو تو ہست ظاہر کیا اور ہست کو بکل عدم

دکھایا مثلاً دریا کو چھپایا اور کھٹ ظاہر کیے اور ہوا کو پوشیدہ کیا دیکھو منارے کی طرف خاک لیٹی ہوئی کیسی
 ہو امین اوپر کو چڑھتی ہر جگہ بگولہ کہتے ہیں پھر بھلا خاک آب سے کیسے اوپر چڑھ سکتی ہو مگر تو اذ علیل
 خاک کو دیکھتا ہی ہوا کو نہیں دیکھتا جو دراصل اُسکو ہوا پر لپکی اُسکے لیے نیچے بہت سی دلیلین اور
 تعریفین چاہیں جیسے ہر چیز کو دلیل و تعریف سے پہنچواتے ثابت کرتے ہیں اور اے دریا میں جو
 جھاگہ ہر طرف پھرتے ہیں انکو تو یہی جانتا ہے کہ جھاگہ پھرتے ہیں یہ نہیں دیکھتا کہ جھاگہ بے دریا کے
 کیسے پھر سکتے ہیں بس کف تو اپنے حس سے دیکھتا ہے اور دریا کو دلیل سے ایسی ہی فکر تو چھپی ہوئی
 اور قال وقیل ظاہر جو فکر سے پیدا ہوتی ہے بس جو نفی ہے اُسکو ہم اثبات جانتے رہے ہیں ہم کو
 انکھین معدوم کے دیکھنے کی ملین اور کیوں نہ ہو جو انکھ کہ اونکھنے لگتی ہے تو وہ سوائے خیال نیست
 کے اور کوئی چیز کب دیکھتی ہے لاجرم ہم بھی گمراہی سے سرگشتہ ہو گئے اور ظاہر کہ جسکا سر گھومتا ہے
 اُسکی بھی اصل شے نظر میں نہیں جیتی اور یہی وجہ سرگشتگی کی ہے کہ حقیقت چھپی ہوئی ہے اور خیال
 ظاہر ہے اب اُس نے اس عدم کو جو نظر میں جمادیا ہے تو حقیقت کو بصر سے کیسا چھپا دیا ہے افریقہ میں ہے پھر
 لے استاد محراب کہ تو نے اعراض کرنے والوں کے حق میں صاف کو کیسا رد کر دیا ہے ساحر
 لوگ دھوکا دیکے سودا گروں کو چاندنی جلدی جلدی ناپ دیتے ہیں اور زرد فائدہ اُن سے خوب
 کر لیتے ہیں ایسے انچ پیچ کر کے روپیہ ان سے لیجاتے ہیں بس روپیہ بھی اُنکے ہاتھ سے گیا
 اور وہ جو کرپاس کر کے چاندنی ناپ دی تھی وہ بھی کچھ نہیں ملے ہذا یہ جہان جادو ہے اور ہم تاجر
 کہ اس جادوگر سے مہتاب چمودہ کو خرید رہے ہیں اگر وہ جادو گروں کی طرح جلدی سے پاسنگز کر پاس
 اور مہتاب سے ناپ دے جس وقت کہ وہ سیم تیری عمر کی تجھ سے لگا تو بس سیم بھی گئی اور کر پاس
 تو ہی نہیں وہ تو نور مہتاب تھا تیرا کیسے ہر طرح ای رہی خالی رہ گیا تجھ کو ان جادو گروں سے بچنے کو قل اعوذ
 برب الفلق پڑھنا چاہیے یعنی کہ تو پناہ چاہتا ہوں میں یرد دگار سے جو سفیدی صبح کی نکالنے
 والا ہے اور کہ اے صمد ہماری فریاد نفاتات و عقد سے جو ہے اس پر نظر کر کہ اس جہان نے کیسا
 دم بھونک بھونک کے گرہیں لگائی ہیں واضح ہو کہ کفار نے آنحضرت پر جادو کیا اور ریش مبارک کے
 بال میں دم بھونک کے گرہیں لگائیں تھیں اور پتھر کے تلے دبا دیا تھا کہ آپ کو اس سے
 نہایت تکلیف ہوئی بس معوذتین نازل ہوئیں اور جبریل نے وہ جگہ بتائی جہاں وہ بال بابر
 تھا وہاں سے بال نکالا اور معوذتین کے پڑھنے سے وہ سحر دفع ہوا لہذا یہ دونوں سورتیں دفع
 سحر ہیں اسی وجہ سے مولانا نے فرمایا کہ قل اعوذ برب الفلق پڑھنا چاہیے تا اس جہان کے

جادو سے چھوٹے قولہ مید مندا ندر گروہ آن ساحرات بن الغیث المستغاث از بردومات بن لیک بر
خوان از زبان و فعل نیز بن کہ زبان قول مست است اسے عزیز بن از زمانہ متراسہ ہر مست
آن یکے دانی دکن دو عذر مست بن آن یکے یاران و دیگر رخت و مال بن وان سوم دانے است از
حسن النفعال بن مال ناید ہا تو بیرون از تصور یا راید لیک تا بالین گور بن چون ترار و زاجل آید بن پیش
یا رگوید از زبان حال خویش بن تا بدینجا پیش ہرہ بیستم بن بر سر گورت زمانے بیستم بن فعل تو و اسیت
زان کن ملتحمہ بن کا ندر آید ہا تو در قعر لحد بن اللغات ملتحمہ بالضم و فتح جائے پناہ المعنی یہ دنیا
اور اس کے اشیا ساحرات یعنی جادو گر نیان جوانی گر ہون میں سحر چھونک رہی ہیں ہلکوبالین
ڈالنے کو بس فریاد ہر فریاد ہر ان کے برومات سے کہ سخت عاجز کر رکھا ہر لیکن اس انیسات
و المستغاث کو قول و فعل دو تون سے بجا لاکس لیے کہ زبان قول کی اے عزیز مست ہر صرف
قول سے کام نہیں چلتا دنیا اور اسکے اشیا ان میں سے تین چیزیں تیرے ساتھ ہیں جس میں ایک
وفادار و دیوفا وہ بیوفا ایک تو یار تیرے ہیں اور دوسرا رخت و مال اور وفادار افعال نیک مال
ورخت کا تو یہ حال کہ بعد تیرے تیرے محل و تصور سے تیرے ساتھ باہر ہی نہیں نکلے گا یا رالبہ
تیرے ساتھ ہون گے وہ بھی بالین گور تک یعنی جب روز اجل تیرے سامنے آئے گا یا ر تو پنی
زبان حال سے کہے گا کہ میں یہیں تک تیرے ساتھ ہوں زیادہ نہیں بس اتنا ہر کہ تھوڑی دیر
تیرے سر گور کھڑا ہو لیا مگر فعل تیرے وفادار ہیں ان سے پناہ ڈھونڈھ کہ یہی تیرے
ساتھ قعر گور میں داخل ہو گئے

اس حدیث کے معنی میں لا بد من قمرین یدفن معک وہو حے و تدفن معہ
وانت میت فان کان کریمًا اکرمک وان کان لیثما الیمک وذلک القرمین
عملک فاصلح ضرور ہی کہ کوئی قمرین تیرا تیرے ساتھ دفن کیا جائے
اور حال یہ کہ وہ زندہ ہو اور تو اس کے ساتھ دفن کیا جائے حال آنکہ تو
مردہ ہو پس اگر وہ قمرین کریم ہی اکرام دے گا تجھ کو اور اگر لیثم تو دکھ دے گا
تجھ کو اور یہ قمرین تیرے عمل میں پس اصلاح کر تو انکی

قولہ پس ہمیر گفت بہرین طریق بن با و فائز عمل بنو در فنیق بن کر و بنیکو ابدا رت بود بن بود بد در لحد
نارت شود بن این عمل دین کسب در راہ سنا دے کے توان کرد اسے پدربے او ستاد بن دون قرین
کسی کہ در عالم رود بن بیچ سبے ارشاد استاد بنی شود اولش علمست آنگاہی عمل بن تا دہر بر بعد مہلت

نااجل : استعینوا فی حرب یا ذوالنہا : من کریم صلح من الہما : اطلب الدراخی وسط الصدق : و اطلب
 الفن من ارباب الحرف : ان رایتہم ناصحین الصفا : و ادر التعلیم لا یتکفوا : و در و باغت و در خلق پوشید مرد
 خواجگی خواجہ را آن کم نکر و وقت دم آہنگار پوشید دل و احتشام او نہ شد کم پیش خلق : پس لباس
 کبر کن بیرون زتن : و ملبس دل پوش در آموختن : علم آموزے طریقش تو لیست : و حرف
 آموزے طریقش فعلیست : و فقر خواہے آن بصحت قائم است : بے زبانیت کارے آید
 بدست : و المعنی پس پیرے اسی راہ سے فرمایا ہو کہ عمل سے بڑھکے کوئی رفیق با وفا نہیں ہو پس
 اگر عمل نیک ہو تو ابد تک تیرا رہو اور اگر بد تو تیری قبر کا سانپ آب فراتے ہیں اے پدر یہ
 عمل اور یہ کسب سدا و صدق کی راہ سے بے استاد کے کب کر سکتا ہو اس کسب سے
 ناچیز تر کسب کو نہا جہان میں ہو جو کیا جائے اور بے ارشاد کسی استاد کے ہو اول تو ہر کسب کا
 علم ہونا چاہیے پھر عمل تا جب تک مجھکو مہلت اجل سے ہو پھل دے یعنی عمر بھر امداد فرمایا کہ
 مرد کچا ہو تم گرائی نہیں لے آگاہی والو کسی کو کم صلح اور اس کے اہل سے موی ڈھونڈھ لے
 بھائی وسط صدق سے اور فن و نہراہل حرف سے اگر نا صر لوگوں کو دیکھو تو الصاف کرو کہ واقعی
 یہ برائیاں ہم میں ہیں ابتد کر و تعلیم میں اور اس سے شر ماؤ گنیا و موت مرو لوگ
 وقت و باغت لے محبت و ریاضت کے پوری پوشش پہنتے ہیں اور یہ اسکی خواجگی کو نہیں
 گھٹاتی وہ ویسا ہی خواجہ ہو جیسے لوہا ردھونکتی دھونکتے کے وقت گڑھی پہن لیتا ہو تو کیا احتشام
 اسکا مخلوق کے سامنے کم ہو جاتا ہو بس لباس کبر و غور کا آثار اور لباس ذلت کا سیکھنے کے وقت
 پہن لے اگر علم سیکھتا ہو تو سیکھنے کا طریق قوی ہو یعنی زبان سے کام لیتے ہیں اور اگر حرف سیکھتا ہو
 تو اسکا طریق فعلی ہو یعنی ہاتھ پاؤں کا کام اور اگر فقہ سیکھتا ہو تو وہ صحبت کامل سے قائم ہوتا ہو
 اس میں نہ زبان کام آتی ہو نہ ہاتھ قولہ دانش انوار است در جان رجال : بے زراہ دفتر و
 نے قیل و قال : و دانش آن راستا نہ جان زجان : بے زراہ دفتر و نے از بیان : و در
 دل سالک اگر مست آن رموز و رمز دانی نیست سالک را ہنوز : تا دلش را شرح آن ساز و ضابطہ
 پس الم نشرح بقرا ید خدا : کا مردون سینہ شریعت دادہ ایم : و شرح اندر سینہ است نہادہ ایم :
 تو ہنوز خارج از طاہرے : بجائے از دیگران چنان حاسبے : و چشمہ شیرست بر تو بیکنا رہے تو چرا سے شیر
 جوئی از آثار : و مشق سے دارے یہ بجراے اکلیہ : و تنگ دارا : آب جستن از غدیر : کہ الم نشرح و شریعت
 ہست باز : چون شری تو شرح جو گوید یہ ساز : و در گرد شرح دل داندرون : تا تانیاد طہنہ لایب جرون :

اللغات غلب بر وزن مضرب ظرف گلی شیر و شیرین خالب شیر و شندہ تغار بفتح طشت گلی خواہم
بریدن المعنی یعنی دہ جو مرد خدا کے ہیں اُن کی جان میں دانش انوار خدا سے ہے نہ دفتر قیل و قال
سے کہ اس دانش کو ان کی جان سے جان ہی لے سکتی ہے نہ راہ دفتر و بیان سے اگر چہ دل
سالک میں وہ رموز ہیں لیکن رمزدانی اُسکو اُس وقت تک نہیں ہے جب تک اُسکے دل کو
وہ ضیا منشرح و کشادہ نہ کر دے تا سہمی پیدا ہو اسی واسطے حق جل و علانی فرمایا ہے الم نشرح لک
صدرک کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا ہمیں نے تیرے سینے کے اندر کشود و کھسکو
دی ہے اور شرح تیرے سینے میں رکھی ہے اور تعجب کہ تو ابھی خارج سے ڈھونڈتا پھر تا ہے تو خود دودھ
کا برتن دودھ سے بھرا ہے تو اور دن سے دودھ والا کیوں ہو تیرے پیچ میں تو ایک چشمہ بے کنار
شیر کا ہے تو کسی طشت سے دودھ کیوں ڈھونڈتا پھر تا ہے تیری راہ تو اے آبگیر جو بچنے حوض و
تالاب کے ہے خود دریا سے ملی ہوئی ہے تو شرابا نہیں جو پانی تالاب سے مانگتا ہے کس واسطے کہ
الم نشرح میں نہ تیری شرح کھلی ہوئی ہے جو لک فرمایا ہے یعنی واسطے تیرے پھر تو شرح جو اور شرح کی
گدائی کیوں کرتا ہے بس تیرے باطن میں جو شرح دل کی ہے اُس میں غور کرتا تجھ پر طعن لایہ بیرون کی نہ
آئے کہ موجود ہوتے شر کے نہیں دیکھتا بصر ہے

اس آیت کے معنی میں وہو معلم اینما کنتم اور وہ تمہارے ساتھ
جان کہیں تم ہو

قولہ یک سب پر نان ترا بر فرق سرہ تو بھی خواہی لب نان در بدرہ در سر خود پیچ دل خیرہ سرے :
رو در دل زن چرا بر ہر درے : تا بزا نوی میان آبجو غافل از خود زین دآن تو آب جو بہر سرست
نان ست و پایت اندر آب : از عطش و رجوع گشتی خراب : پیش آب و پس ہم آب و با مدد :
چشمہ را پیش سد و خلف سد : اسب زیران و فارس اسب جو : چیسیت این گفت اسب
لیکن اسب کو نہ ہے نہ اسب است این ہنر تو پدیدہ گفت آری لیک خود اسی کو دیدہ نیست آن
و پیش روے دوست آن : اندر آب و بخیر ناب روان : مست چیز و پیش روے دوست چیز :
بخیر نان چیز و شرح خویش نیز : چون گدو بجر کوید بجر کو : آن خیال چون صدق دیوار او : گفتن آن کو
جما بش می شود : ابر تاب آفتابش می شود : بند چشم دوست ہم چشم بدش : علت رفع سداو
گشتہ سدش : بند گوش او شدہ ہم گوش او : ہوش با حق داراے مد ہوش او : اللغات عطش
تشنگی جوے گرسنگی اسلئے تیرے سر پر تو ڈلیا روٹیوں کی رکھی ہوئی ہے اور عجب کہ تو در بدر

روٹی کا ٹکڑا نکلتا پھر تار ہی تو اپنے سر کی طرف مشغول ہوا اور یہ خیرہ سری چھوڑ دے جا تو اپنے دل کا دروازہ
بجا کیوں ہر دروازے پر جاتا ہی تو تو زانو تک نہرین کھڑا ہی کیسا آپ سے غافل ہو کہ ابن دآن سے
پانی کا طالب ہی تیرے سر پر روٹی ہو اور پاؤں تیرا پانی میں اور تو پیاس بھوک سے خراب ہو رہا ہو
تیرے سامنے بھی پانی اور تیغ بھی پانی کہ جس کی مدد جلی آتی ہو مگر تیری آنکھوں کے سامنے بھی
دیوار ہی تیغ بھی دیوار جیسا کہ فرمایا وجعلنا من بین ایدیم سدا ومن خلفم سدا اور کی ہم نے سامنے
ان کے دیوار اور پیچھے ان کے دیوار یہ وہ مثل ہی کہ گھوڑا تو زیر ران ہو اور سوار گھوڑا ڈھونڈھٹا پھر تار ہی
جب بوچھا یہ زیر ران تیرے کیا ہو کما گھوڑا لیکن جسکو میں ڈھونڈھٹا ہوں وہ گھوڑا کمان ہی کما ہین یہ
گھوڑا نہنیں جو تیرے بیٹے ہی کما ہی تو گھوڑا لیکن میرا گھوڑا کشتی نے دیکھا ہو تو بتاؤ بس عجب تماشا ہو کہ
کہ وہی جسکو ڈھونڈھٹا ہو اُسکے پیش رو ہی اور اسی کو کہتا ہو وہ نہنیں ہو اسکا ایسا حال ہی جیسے
کوئی پانی کے اندر ہوا اور پانی سے بیخبر یا جیسے کوئی کسی چیز کا مست ہو رہا ہو اور وہ چیز اُسکے سامنے
ہو اور وہ بیخبر اُس چیز سے بھی اور اپنی شرح و کشود سے بھی جیسے گوہر ہو تو دریا میں اور یو چھ کہ دریا کمان
بس وہی خیال چون صدف اُسکا اُسکی دیوار ہو رہا ہو اور یہی کمان اسکا یعنی ان کو اُس کے
واسطے حجاب ہو اور یہی چشم بد اُسکی بند چشم ہو اور یہی ابر ہو اُسکے آفتاب کی تاب پر اور چشم بد
اُسکی اسی کی چشم بند چشم بد اس سبب کہ مقصود کو نہنیں دیکھتی یہی علت دفع سد کی تھی وہی تو سدین گئی
یعنی آنکھ سے ملغ اور حامل شے کو دیکھتے ہین سو وہی ملغ ہوئی ایسے ہی گوش اُسکے بند گوش ہوے
بس تو ای شخص اگر مدہوش حق کا ہو تو اُسکے ساتھ ہوش رکھ

اس حدیث کے معنی میں من اجل الموم ہما واحد اکفاه اللہ سائر ہومہ ومن
تفرقت بہ الموم لایبایا اللہ فی ای واد منہا ہلک جس نے ٹھہرایا بہت سے
غمون کو ایک غم کافی ہو اللہ اُسکو سارے غمون کو اور جس نے پریشان کیا
نہنیں پروا کرتا ہی اُسکی کسی مقدمے میں ہلاک ہوا

قولہ ہوش را تو نزع کو دے برجات ہے نیر نہ ترہ آن ترہات ہ آب ہش را سے کشد ہرنج خارہ
آب ہوش کے رسد سوے شمار ہ آبہارا نے کشد آن خس گیاہ ہ آب ہوش کے رسد
سوے اکہ ہین بزین آن شاخ بد را خوش ہ آب وہ این شاخ خوش را تو کش ہ ہر دو سبز نہ
این زمان آخر نگہ بکین شو باطل روزان نہ دیدن ہ آب باغ آن را حلال و این حرام ہ فسق را
آخر ہیشی والسلام ہ عدل چہ بود آب وہ اشجار را بظلم چہ بود آب دادن خار را ہ عدل دھنغ نعمتے

برو وضعش بنے بہر سچے کہ باشد آگیش بہ ظلم چہ بود وضع درنا موضعے کہ نہ باشد تجربہ بار بنیے بہ نعمت
حق را بجان و عقل وہ بنے بطبع پر زحیر و پر گرہ بہار کن پیکار غم را بر تننت بہر دل و جان نہ آنجا کند
بر سر عیسے نہادہ ننگ بار بہ خر سیکڑہ میند در مرغزار بہ سرمہ را در گوش کردن شرط نیست بہ کار دل را
جستن از تن شرط نیست **اللغات** کو ذریعہ پریشان کرنا ترہات بالضم بہیودہ بامین خو بمعنی
بریدن نیز زحیر و عیش سیکڑہ بکسر تین لاتین مارنا لوٹنا **المعنی** فرماتے ہیں تو نے تو اپنے ہوش کو
جہات و اسباب پر بانٹ رکھا ہے اور پریشان کیا ہے بھلا یہ بیہودگی کا ساگ اسکے لائق کب ہے تجھ کو
خبر نہیں تیرے آب ہوش کو تو خاربن پیے جاتا ہے پھر یہ آثار و میودن کی طرف کیسے پہنچے جس سے پھل
کھائے اور وہ گیاہ جو خس ہے اس آب کو پیے جاتی ہے پھر یہ آب تیرا خدای تعالیٰ کی طرف کیسے پہنچے گا
خبردار ہو اس شاخ بد کو کاٹ ڈال اور قطع کر دے اور شاخ خوش کو پانی دیکر تازہ و نو کر اس
وقت میں تو دونوں سبز ہو رہے ہیں مگر تو انکا انجام دیکھ کہ یہ شاخ دنیا کی باطل ہو جائے گی اور
اس سے پھل پیدا ہوگا بس آب باغ کا جو تیرا وجود ہے اس شاخ کو حلال ہے اور اس شاخ کو حرام
اب تجھ کو لازم ہے کہ دونوں کے فرق کو دیکھ آگے ہمارا سلام لے تو جانتا ہے عدل کیا چیز ہے درختوں کو
پانی دینا اور ظلم کیا ہے کانٹوں کو پانی دینا عدل کیا ہے ہر شے کو اپنے موقع پر رکھنا نہ ہر شے کو جو پانی کھینچتی
پانی دینا اور ظلم کیا ہے کسی شے کو بے موقع رکھنا کہ وہ بلا کا چشمہ ہوتا ہے سو ابلا کے اور کچھ نہیں تو نعمت
حق کی عقل و جان کو دے نہ طبیعت کو جو بچیشون اور گریہوں سے بھری ہے یعنی ایسا کھا جو قوت عقل و
جان کو بچنے نہ ایسا کہ بچیش و گریہوں میں جو مراد و دوسے ہی بڑے یعنی غم جس لڑائی کے ساتھ لڑتا ہے
وہ لڑائی اس تن پر لا دے اسکے قابل یہ ہے نہ دل و جان پر اس جان کنڈ کو ڈال تو وہ نقل کرتا ہے کہ
عسلے کے سر پر تو گٹھا بوجھ کر رکھا ہے اور گدھا منے سے مرغزار میں لوٹتا اور کلیں کر رہا ہے بھلا
سرمہ کان میں لگانا کمین شرط عقل کی ہے اور دل سے کام تن کا ڈھونڈھنا کیسی بیوقوفی ہے قولہ گردے
رونا زکن خارے بکش بہ ورنہ شکر منوش و نہر حیش بہ زہر تن رائق ہست قند بہ تن ہماں بہتر کہ ماند
بے مدد بہیزم و دوزخ تن آدم کم کنش بہ دربر دیدہ بین تو از بن بر کنش بہ ورنہ حمال لب ہاشی حطب بہ
درد و عالم ہجو جفت بولب بہ از حطب بشناس شاخ سدرہ را نہ گرچہ ہر دوسنہ باشد اسے فتاہ بہ
اصل این شاخست از نار و دخان بہ اصل آن شاخست ہفتم آسمان بہ ہست ناپیدا بصورت پیش
حسن بہ کہ غلط مینست چشم کیش حسن بہ ہست پیدا آن پیش چشم دل بہ چہ کن پیش دل آجہد المقل بہ
ورنداری پا بجنبان خویش را بہ تا بہ بنے ہر کم و ہر بیش را بہ کنی تحرک شد برک را کلیہ بہ

در تحرک کردے اے دل مستفید اللغات جمد المقل بضم و کس قاف کو شش فقیر و سعی و اندک
مستفید فائدہ یا بندہ اسے فرماتے ہیں کہ اگر تو تنہا ہو تو وہی محنت و ریاضات جو مذکور ہوئیں بہتر
ہیں اور اگر دل ہو گیا ہو تو جافخر کر اور سب کانٹے اپنے نکال ڈال اور جو دل نہیں ہو تو شکر مست
کھائے دہر چلتا رہے کس واسطے کہ نہرتن کو نافع ہو اور قند مضر بہتر یہی ہو کہ اس کی مدد نہ کرے تن تیرا
دوزخ کا ایندھن ہو اسکو کم کر اور اگر درخت اسکا جم اٹھے تو جڑ سے اکھیر ڈال ورنہ یہ ایندھن
سر پر رکھے حالت الحطب ٹھہرے گا و توں جہان میں جو جفت بولسب کی تھی کہ سر پر گھٹا
لکڑیوں کا اور گردن میں رستی اس شان سے دوزخ کو جا بیگی تو اسے جو اندر و حطب و شاخ سدرہ کو بچان
و دونوں بچھین ہیں اگرچہ دونوں سبز ہیں اس حطب کی اصل تو نار و دُخان ہو اور شاخ سدرہ کی اصل
ہنعم آسمان اور یہ شاخ سدرہ بصورت ناپیدا ہو جس اسکو نہیں دیکھتی اس لیے کہ جس کے مذہب کی
آنکھ غلط ہیں ہر غلط مینی اسکا دین و مذہب ہو جسکو آدمی مشکل سے چھوڑتا ہو مگر چشم دل کے سامنے
نظارہ ہو تو شش کر اور دل کے سامنے ایسا آجیسے فقیر کدائی میں کو شش کرتا ہو اور اگر تیرے
پاؤں نہیں ہیں تو جنبش ہی اسی کی طرف کیے جا تو اس جنبش سے ہر بیش و کم کو دیکھے
کس واسطے کہ حرکت و جنبش برکت کی کنجی ہو تو بھی اسے دل حرکت کرنے میں بہت
فائدے پائے گا

در معنی رباعی - گر راہ روے راہ برت بکشایند نہ ورنیست شوے
بہ ہستیت بگرایند نہ گریست شوے بنجے اندر عالم نہ وانگاہ ترا
بیتو بتو بنمایند نہ

قولہ گزینا بست در ہا ہر طرف نہ یافت یوسف ہم جنبش منصرف نہ چون توکل کر دیوسف
بر جید نہ باز شد قفل و درہ شد پدید نہ گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید نہ خیرہ یوسف را رمی باید
و وید نہ کہ کشاید تعورہ پیدا شود نہ سوے بجائی شمارا جا بود نہ آمدے اندر جہان اسے متھن نہ
بیچے مے بینے طریق آمدن نہ تو زجائے آمدی و ز موفقی نہ آمدن را راہ دانے بیچے سنے نہ
تا نڈانے تا نگوی راہ نیست نہ دین رہے راہ مارا رفتیست نہ میروی در خواب تشاوان چسپ
و راست نہ بیچے دانے راہ آن میدان کجاست نہ توبہ بند اسے چشم بد تسلیم کن نہ خویش را بیٹے
و آن شمر کن نہ چشم چون بندے کہ صد چشم خمار نہ بند چشم تست این سواد غبار نہ چاہ
چشم تو ز عشق مشتری بہرامید مشتری و سرورے با گر بخشی مشتری سینیہ بخواب نہ چنڈے کے

جو شخص جس لائق نہیں ہو اس سے وہ بات کہنا بیہودگی ہو
گو اس پر مامور ہو

قولہ آن یکے میگفت من پیغمبرم و زہم پیغمبران فاضل ترم بہ گردش بستند و بردندش بشاہ بن کین بھی
گوید رسولم از آنکہ بہ خلق بروے جمع چون مورخ ملکہ بن کین چہ کرست و چہ تر ویر و چہ فتح و چہ گریہ رسول است
کاید از عدم بہ ماہم پیغمبریم و مختشم بہ ما از انجا آمدیم اینجا غریب بہ تو چہ از خصوص ہاشمی اے ادیب بہ
داد ایشان را جواب آن خوش رسول بہ کا کے گروہ کور و نادان و فضول بہ این ندانستید اے
قوم از قضا بہ پیچہ اینچہ سید از عجا بہ پچہ طفل خفتہ اینجا آمدید بہ پیچہ از راہ و از منزل پدید بہ از منازل
خفتہ بگذشتید مست بہ پیچہ از راہ و از بالا و کپست بہ ما بہ بیداری روان گشتیم خوش بہ از دوراے
ہنج شش تا پنج شش بہ دیدہ منزل ما واصل و از اساس بہ چون قلاؤزان خیر درہ شناس بہ
اللغات فتح بالفتح دام قلاؤز را بہر اسمعنی ایک شخص کہتا تھا کہ میں پیغمبر ہوں اور سب
پیغمبروں میں فاضل تر تو کون نے اسکی گردن باندھی اور پادشاہ کے پاس لے گئے کہ یہ کہتا ہی میں
خدا کی طرف سے رسول ہوں ایک مخلوق اس پر جمع جیسے چوٹی دل اور تیری دل اور کہتے
تھے یہ کیسا مکر و فریب ہو اور کیسا جال ہو اگر یہی بات ہو کہ جو کوئی عدم سے آئے یعنی پیدا ہو وہ
پیغمبر ہو تو ہم سب پیغمبر ہیں اور مختشم اس لیے کہ ہم بھی تو دہان سے یہاں مسافر آئے ہیں پھر
تیری خصوصیت کیسے ہو گئی اور ادیب ہمارا کیسے بن گیا یہ سن کے اس رسول خوش نے جواب دیا
کہ اے گروہ کور و نادان و فضول یہ تو تم نے جان لیا کہ ہم بھی عدم سے آئے ہیں یہ نہ جانا اے قوم
کہ پیچہ اندھے بن سے یہاں آئے ہو تم تو ایسے یہاں آئے ہو جیسے سوتا بچہ یہاں آیا کہ راہ و منزل
سب سے پیچہ ہو جو منزل میں یہاں آنے کی تھیں اُسے بھی سوئے اور مست گذرے کہ تھکونہ کچھ
راہ کی خبر تھی نہ کچھ اویں پہنچ کی اور ہم جب بیدار ہوئے تو پہنچ شش کے اور پہنچ شش پہنچ حواس
شش شش شش بہنچ شش و م آسمان پہنچ شش ہم نے سب منزلیں اور اصل بنیادیں ہر شے کی دیکھیں
ہم سب سے واقف ہیں جیسے رہبر خیر اور رہ شناس ہوتے ہیں قولہ شاہ را گفتند اشلجش
لکن بہ تانگوید جنس را و سیح این سخن بہ شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف بہ کہ بیک سیلی بہر دان خیف بہ
کے توان اور افشردن نیازدن بہ کہ چو شیشہ گشتہ است اور ابدن بہ لیک با و گویم از راہ خوشے بہ
کہ حیراداری تو لاف سرکشے بہ از درشتی ناید اینجا بیچارہ ہم بہ نرمی سرکش از غار مار بہ مردمان را
دور گرداز گردوے بہ شہ لطیفی بود و نرمی و ردوے بہ پس نشاندش باز بہ سیدش زجا بہ

کہ کجا داری معاش و ملتجا پگفت اسے شہ ہستم از دارالسلام بن آئندہ ترا بخا درین دارالملام بنے مرا
 خانہ است و نے یک ہمنشین بن کے بساز و خانہ ماہی بر زمین بن پادشاہش گفست بہر لایع باز بن کہ چپ
 خوردی و چہ دارے چاشت ساز بن اشتہا داری چہ خوردی بامداد بن کاین چنین سرستی و پیرلا ف و
 باد گفست اگر ناغم بدے خشک و ترے بن کے کہ من دعویٰ پیغمبرے بن دعویٰ پیغمبرے
 باین گروہ بن ہچنان باشد کہ دل جستن ز کوہ بن کس ز کوہ و سنگ عقل و دل یہ جست بن فہم ضبط نکتہ
 شکل نہ جست بن ہر چہ گوئی باز آید کہ ہمان بن میکند افسوس چون مستہزان بن از کجا این قوم و پیغام ام از
 کجا بن از جادے جان کر باشد رجا بن کہ تو پیغام زنے آرے و زرنہ پیش تو بند جلد سم و سر بن کہ فلان
 جاشاہرے ہچا اہرت بن عاشق آمد بر تو وے داندت بن و تو پیغام خدا آری چو شہد بن کہ بیاسوے
 خدا لے نیک عمد بن از جہان مرگ سوی برگ او بن چون بقا ملکن بود فانی مشو بن قصد خون تو کنند
 و جان و سر بن زبرائے حیمت دین و ہنر بن اللغات لایع ہاڑی باد و غور افسوس تسخیر
 مستہزان تسخیر کنندگان اسے تو کون نے پادشاہ سے کہا کہ اسکو شکنجہ کرو تو اور کوئی نہ شل اس کے
 کہنے پائے پادشاہ نے جو اسکو دیکھا تو نہایت ہی زار و نزار و ضعیف و نحیف پایا کہ ایک سیلی کے
 مارے مرجانہ گما آئے اس قابل نہیں ہو کہ اسکو شکنجے میں دبا میں یا ز و ضرب کریں اس لیے کہ اسکا بدن
 مثل شیشے کے نرم نازک ہو رہا ہے لیکن اس سے رسا میں سے پوچھو کہ تو نے یہ دعویٰ سرکشی کا
 کیوں کیا ہے یقیناً کہ بتا دیکھا یہ موقع سختی کا نہیں ہو آخر سانپ بھی جب غار سے نکلتا ہے تو اول میں نرمی
 ہی سے سر نکالتا ہے پس لوگوں کو اس کے پاس سے ہٹا دیا اور پادشاہ تو لطیف تھا ہی اور نرمی
 اسکا روز مرہ اس نے اسکو ٹھایا اور اس کے مکان و جگہ کو پوچھا کہ کمان کا رہنے والا ہے اور تیری
 معاش کیا ہے اور جاے پناہ کمان ہے کہا اسے پادشاہ ہوں تو میں دارالسلام سے وہاں سے
 اس دارالملام لیفے ملاست کے گھر میں آیا ہوں نہ میرا کوئی گھر ہے نہ میرا کوئی ہمنشین اور تو جانتا ہے ٹھلی بھی
 کہ میں زمین میں گھر بناتی ہوں ایسا ہی میں ہوں پھر پادشاہ نے کھیل و ہنسی کی راہ سے پوچھا کہ تو نے کیا
 کھا یا اور چاشت کا سامان کیا کر رکھا ہے آخر اشتہا تو رکھتا ہے صبح ہی صبح کیا کھا لیا کہ ایسا تو
 سرمست و پیرلا ف و غور ہو گیا کہا اگر روئی تر و خشک جیسی کچھ ہوتی مجھکو ملتی تو دعویٰ پیغمبری کا
 کیوں کرتا میں ان سے دعویٰ پیغمبری کا کیا کرتا ان سے دعویٰ کرنا ایسا ہے جیسے پہاڑ سے
 دل ڈھونڈنا کہ بیہودگی ہے جھکا کسی نے بھی کوہ و سنگ سے عقل و دل ڈھونڈھا ہے یا فہم ضبط نکتہ
 مشکل کا جو میں ڈھونڈنا پہاڑ کے سامنے جو کچھ تو کیا گا وہ بھی ویسے ہی لوٹ کے کیا گایے تسخیر کرنے والے

اسی بات کو لوٹ کے کہتے ہیں کہ ان یہ قوم کہان خدا کا پیغام کسی نے بھی تجھ سے اُسید جان کی
کی ہے کہ اس میں جان ہو جو میں کرتا اُبتہ یہ ضرور ہے کہ اگر تو کسی عورت کا پیغام لیجائے یا زر کا کہ فلان جگہ
زرے گا یا فلان جگہ ایک معشوق ہو وہ تجھ کو چاہتا ہے اور تجھ پر عاشق ہو تجھ کو خوب جانتا ہے یہ خوب
سُنین گے اور اگر تو پیغام شیریں پہنچو شہد خدا لیجائے اور کہے کہ اے نیک عہد خدا سے جو است میں
عہد ربوبیت کا کیا ہے اس کی طرف رجوع ہو اور اس جہان مرگ کو چھوڑ کے جہان برگ دسان میں
اُدھر کوچل اور جو بقا کو پہنچنا ممکن ہو تو فانی ست ہو تو اس وقت میں سُنا کس کا تیرے خون کا
قصد کریں گے اور جان دوسرے خواہاں ہونگے سو یہ بھی کچھ واسطے غیرت و حمایت دین و ہنر
کے نہوگا بلکہ نفسانیت سے

بیان سبب عداوت عام اور بیگانہ جینا ان کا ساتھ اور لیا کے کہ خدا کی طرف
ان کو بلاتے ہیں اور آبجیات ابدی کی جانب مہینتے ہیں

قولہ بلکہ از چسپیدگی برخانمان بہ تلخ آید شان شنیدن این بیان بہ خرقہ بر ریش خرقہ سخت بہ چو نہ
خواہے بر کنی زو تحت تخت بہ جہت اندازد یقین آن خرز در دہ جہا انکس کزین پرہیز کردہ خاصہ
پنچہ ریش دہر جہا خرقہ بہ بر سرش چسپیدہ در غم خرقہ بہ خان و مان چون خرقہ دین حرص ریش بہ حرص
ہر کس بیش ہاشد ریش بیش بہ خان و مان چند ویراست و بس بہ تشنود آواز بخداد و طہس بہ اگر بیا بد
باز سلطائے زراہ بہ صد خبر آرد بدین چندان ز شاہ بہ شرح دارالملک و باغستان و جو بہ بس
بر و افسوس دارد ہر عہد بہ کہ چہ باز آورد افسانہ کن بہ کز گزاف و لاف می با فد سخن بہ کہتہ ایشانند
بوسیدہ ابد بہ ورنہ آن دم کہ نہ رانو میکند بہ مردگان کہ نہ راجان میدہ بہ تاج عقل و نور ایمان میدہ بہ
دل مدد از دلرباے روح بخش بہ کہ سوارت میکند بر پشت رخس بہ اللغات بہ جہنم نام شہر
بخش نام اسپ رستم المفسر بلکہ اس سبب کہ خان مان پر جو چکے ہوے ہیں یہ بیان ان کو تلخ معلوم
ہوتا ہے سنتے ہی نہیں یہ وہ حال ہے کہ کوئی چیتھر آگدھے کے زخم میں نہایت چپکا ہوا ہے اور تو چاہتا ہے
ذرا ذرا کر کے اُسکو چھڑاؤ لون تو یقین ہے کہ وہ گدھا درد کے مارے دو لٹیاں ضرور پھینکے گا بس
کیسا اچھا وہ شخص ہے کہ جس نے خان و مان سے پرہیز کیا خصوصاً جب پچاس جگہ زخم ہوا در ہر جگہ
چیتھر چپکا ہوا ایسا کہ زخم میں ڈوبا ہوا تو کیا حال اب فرماتے ہیں خان مان کو ایسا سمجھو جیسے خروت
اور حرص زخم پس جسکو حرص زیادہ ہے اُسکے ریش زیادہ ہیں اصل یہ کہ آلو کا خان و مان بس ویرانہ
ہے یہ وہ شہرت آبادی بخداد و طہس کی کب سُنتا ہے بر تقدیر اگر کوئی سلطان پھر تا پھر داتا

آجائے اور سیکڑوں چیزیں اپنے بادشاہ کی اس کے پاس لائے اور شرح اس بادشاہ کے دارالملک کی کرے کہ ایسا ملک ہو اور ایسے باغستان اور ایسی نہرین تو ہر دشمن اُس پر متوجہ رہے کہ کیا یہ قصہ پُرانا سنا ہوا تو پھر لایا اور لاف و گزاف کی باتیں بنا رہا ہو اور یہ کہ خود کہنے اور پسیدہ ابد کی بین نہیں تو اُس سلطان کا وہ دم ہو کہ چرائے کو نیا بناتا ہو اور چرائے مردوں کو جان بخشا ہو عقل و تاج و ایمان کو نور دیتا ہو بس ایسے دل بار و روح بخش سے دل مست چرائے کہ تجھ کو پشت رخسار پر سوار کر کے رستم بناتا ہو قولہ سرمد زدا ز سر فراز تاج وہ ہنوز پائے دل کشاید صد گرہ ہنہا کہ گویم در ہمہ وہ زندہ کو ہنہا سوئی آب زندگی پویندہ کو ہنہا تو بیک خواری گریزانی و عشق ہنہا تو بجز نامی چہ میدا نے ز عشق ہنہا عشق را صد تاز و استکبار بہت ہنہا عشق ہنہا صد نازمی آید بدست ہنہا چوں وافیست وانی میخوہد در حرلیف بیوفائے نگر دہ چوں دقت است آدمی و پنج عہد ہنہا رایت جاری باید ہجرت عہد فاسق ہنہا یوسیدہ بودہ و ز شمار لطف بریدہ بودہ شاخ و برگ نخل اگر چہ سبز بودہ با فساد ہنہا سبزے نیست سودہ و در نادر برگ سبز ہنہا ہست ہنہا عاقبت بیرون کند صد برگ دست ہنہا تو شوشہ بعلمش عہد جوہ علم چوں قشرست عہدش مغز او ہنہا ملحق آوردہ سلطان سرفراز تاج وہ ہنہا اُس سے سرمست چرائے کہ وہ تیرے دل کے پائون کی سیکڑوں گرہیں کھول دے گا اور پرند بنا دے گا اب کہتا ہوں کس سے کہوں خیال کرتا ہوں تو کا کون پھر میں زندہ کوئی نہیں نہ کوئی اب بقا کی طرف پویندہ تو ایک ذلت و خواری عشق سے نکل بھاگتا ہو تو نے عشق کا نام سن لیا تو عشق کو کیا جانتا ہو عشق کے تو سیکڑوں ناز و غور ہیں اور سیکڑوں ناز برداری سے عشق ہاتھ آتا ہو اس واسطے کہ عشق وفادار ہو و فاداری کا خریدار ہوتا ہو اور جو حرلیف بیوفا ہو اس کی طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتا سن لے آدمی ایسا ہی جیسے درخت اور چرائے کی عہد تجھ کو چاہیے کہ کوشش و جہد کے ساتھ جڑ کی غنجاری کرے جو فاسق ہیں اُنکے عہد کی جڑ پوسیدہ ہو اور غرات لطف سے منقطع و بریدہ اگرچہ اسکی شاخ و برگ سبز ہوں اور اچھا سامان جب جڑ میں فساد ہو تو سبزی شاخ و برگ سے کیا فائدہ آوے اگر برگ سبز نہیں مگر جڑ ہو تو کچھ غم نہیں سیکڑوں برگ اس سے ہاتھ نکالینگے بس تو ایسے شخص کے علم پر فریقتہ مت ہوا سکے عہد کو دیکھ کس واسطے کہ علم پوست ہو عہد مغرور ہو

اس بیان میں کہ بدکار جب بدکاری پر جم جاتا ہو اور نشان دولت سے نیکون کا دیکھتا ہو شیطان کی طرح صفت حسد کی اختیار کرتا ہو اس سے

جس کی خمن چل جاتی ہو وہ چاہتا ہے سب کی خمن چل جائیں

قولہ دانیان را چون بہ بینی کردہ سودہ توجہ شیطانی شوی آنجا حسودہ ہر کرا با شد مزاج و طبع سست ہے
سے نچا ہوا ہے جس کا تندرست ہر گز نچا ہی رشک ابلیسی بیایا ازور دعوے بدر بار و فانی چون دقایت
نیست بارے دم وزن ہا کین سخن دعویست اغلب ماومن ہا این سخن در سینہ دخل مغزا است ہے
در خوشے مغز جان را صد نماست ہے چون را آمد در زبان شد خرج مغزہ خرج کم کن تا بماند مغز نقرہ مرد
کم گویندہ را فکر نیست زلفت ہے قشر گفتن چون فروان شد مغز زلفت ہے پوست افزون گشت لاغری و مغز
پوست لاغر شد چو مغز فروغ نقرہ ہنگامین ہر سہ زخام رستہ را بنہ زور اولوز را و پستہ را بنہ ہر کہ او
عصیان کند شیطان بودہ کہ حسود دولت نیکان شودہ بنہ چونکہ در عہد خدا کردے وفا نہ از کرم عہدست
انکہ اوت عہد کم آید ز یاد را المعنی یعنی وفادارون کو جس جگہ نفع برداشتہ دیکھتا ہو تو شیطان کی
طرح وہاں تو حسود بننا ہی جیسے آدم کو دیکھ کے شیطان کو حسد ہوا اور واقعی ایسا ہوتا ہو کہ جسکی طبیعت
مزاج سست ہوتا ہو تو وہ کسی کا تندرست ہونا نہیں چاہتا اب اگر چاہتا ہو کہ مجھ پر کوئی ابلیس رشک
نہ کرنے پائے تو دعوے کر کے در بار و فانی داخل ہو اور اگر وفا تجھ میں نہیں ہو تو دم مست مار
خاموش ہو اس واسطے کہ سخن ہی دعوے ہو جو اکثر ماومن کے ساتھ ہوا آب فرماتے ہیں یہ
سخن کیا ہو ایک آمدنی منزکی ہو جو سینوں میں ہوتی ہو اور خموشی میں مغز جان کو سیڑوں ترقیان
اور نماہن اور جہان زبان میں یہ مغز آیا بس خرج ہوا لہذا خرج کم کر خوش رہ تو یہ مغز قائم رہے
معمول ہو جو مرد کم گو ہو اسکا مغز موٹا اور سطر ہوتا ہو اور جہان پوست بکنے کا زیادہ ہوا بس
مغز نے اپنی راہ لی جب پوست افزون ہوتا ہو مغز لاغر ہوتا ہو اور جو مغز نقرہ ہوتا ہو پوست لاغر
ہوتا ہو جیسے پکا ہوا جو زور و پستہ انھیں تینوں کو خیال کرے کیسا فرق کٹھیا اور کاغذی کا ہوتا ہو
بس جو کوئی حاسد دولت نیکون کا ہو نا فرمان و شیطان ہو اور جب تو عہد خدا کا پورا کرے گا
تو وہ اپنے کرم سے تیرے عہد کا بھی خیال کرے گا تو نے خدا کے وفا سے عہد سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور
فاذرونی اذکر کم کو سنا ہی نہیں یعنی یاد کرو تم مجھ کو میں یاد کروں تم کو اور دیکھ تو کیسا او فوا بعہدی اوت
بعہد کم فرمایا ہو پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروں تمہارے عہد کو یعنی اگر او فوا بعہدی کو کان لگا کے
سنو گے اور اس پر کان رکھو گے اوت بعہد کم ضرور یار سے سنو گے قولہ عہد و قرض ماچہ
باشداے حزن بنہ بچو دانہ خشک کشتن بر زمین ہٹے زمین را زان فروغ و لہتری ہٹے

خداوند زمین را سرور کے بنجزا اشارت کہ زمین سے باہم نہ کہ تو داد سے اصل این را از عدم نہ نور دم و
 دانہ بیاوردن نشان نہ کہ زمین نعمت بسوے من کشان نہ پس دعاے خشک ہل ای نیکجنت نہ
 کہ فشانند دانہ سے خواہد درخت نہ گرنار سے دانہ ایزدوان وفا نہ بخشدت سٹے ز تخم یا سٹے نہ
 چونکہ مریم درو بودش دانہ نے نہ سبز کرد آن نخل را صاحب فتنے نہ زانکہ واسطے بود آن خاتون
 را نہ بے مرادش دادیزدان صدر مراد نہ آن جماعت را کہ واسطے بودہ اند نہ برہم ہا لاف
 شان افزودہ اند نہ گشت دریا ہا شکم پرواز شان نہ صحن میدانہا متاثر از شان نہ گشت
 دریا ہا سحر شان و کوہ نہ چار عنصر نیز بندہ آن گروہ نہ این خود اگر ایست از بہر نشان نہ تائب بیتہ اہل انکار
 آن عیان نہ آن کہ مہاے پنهان شان کہ آن نہ ورنیاید در حواس و در بیان نہ کار آن دار و خود آن
 باشند ابد نہ دانگائے منقطع نے سر نہ بلکہ باشند در ترقے دمدم نہ ہست آن بخشندہ بس
 صاحب کرم نہ اللغات التبر بالفتح توے و فرہ مسترد باز پس دادہ و واپس شدہ اسے
 ہمارا حمد و قرض اسے حزن کیا ہی جیسے خشک دانہ بکھیرنا زمین پر کہ نہ تو زمین کو اس سے کچھ
 فروغ و فرہ بھی ہی نہ خداوند زمین کو اس سے کچھ سروری سوائے اس اشارے کے کہ اسی قسم کا جو
 میں نے بکھیرا ہی اور تو ہی نے اسکی اصل بھکو عدم سے دی تھی وہی پھر چاہتا ہوں تیرا دیا ہوا تو
 کھا لیا اور یہ دانہ بتانے کو لایا ہوں بطور نشان کہ ایسی نعمت کو پھر میری طرف کھینچ بس ایسی دعا
 خشک کو تو اسے نیکجنت چھوڑ کہ دانہ بکھیرے اور درخت ماسٹے اس واسطے کہ اگر دانہ نہیں
 رکھتا ہی تو اللہ تعالیٰ اس واسطے جو اس کے عہد میں کی ہر اسے تخم ماسٹے سے
 نخل بختے گا جیسا کہ فرمایا یوم یبذرا الانسان ماسٹے وہ دن یاد کرے انسان جو کمائی کی ہر جیسے
 مریم کہ انکو درد تو تھا دانہ نہ تھا مگر اس صاحب فن نے نخل خشک کو آن کے لیے سبز کر دیا
 اسکا یہی سبب تو تھا کہ وہ خاتون سخی و فادار حقین اللہ تعالیٰ نے بے مرادوں کو سیکڑوں
 مرادین دین بس وہ گروہ کہ وفادار ہوے ہیں تمامی انواع مخلوق سے اصل ہیں ایسے کہ وریاؤں کے
 شکم انکے خالی کیے ہوے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے حکم سے رود نیل اور جملہ میدانون کے سخن
 انکے راز کو نہیں اٹھا سکتے تمام دریا و کوہ انکے مسخر ہیں اور یہ چار عنصر بھی بندے اس گروہ کے
 ہیں یہ تو ایک اکرام حق کا انکے حق میں ہر تا اہل انکار ان کو ظاہر دیکھیں اور وہ کرامتیں جو پوشیدہ
 ان کو ملی ہیں وہ تو حواس و بیان میں آتی ہی نہیں آدمی کام وہ رکھے جو ابدی ہو اور ہمیشہ نہ منقطع
 اور واپس دینے کے جیسے کہ دنیا کے معاملات ہیں بلکہ ایسے کہ دمدم انکو ترقی ہو کیونکہ وہ

بخشنده بڑا صاحب کرم ہو

مناجات

قولہ اسے دہندہ قوت و تمکین و ثبات بہ خلق رازین بے ثباتی و نجات بہ اندران کار سے کہ
ثابت بود نیست بہ قائمے وہ نفس را کہ مستیست بہ اندران کاری کہ دارد آن ثبات بہ قائمے وہ
نفس را بخشش حیات بہ صبر زان بخش و کفہ میزان گران بہ دار ہان شان از دم صورتگران بہ و زحودی
باز شان خرای کریم بہ تا نیا شد از حسد دیور جہم بہ و رفیم فانی و مال و جسد بہ چون ہی سوزند عامہ
از حسد بہ پادشاہان بین کہ لشکرے کشند بہ از حسد خویشان خود رانی کشند بہ عاشقان لعبتان پر قدر بہ
کردہ قصد خون و جان یکدگر نہ و لیس در امین خسرو شیرین بخوان بہ تا چہ کردند از حسد آن گمراہان بہ پس
فنا شد عاشق و معشوق نیز بہ کہ نہ چیز ندو ہوا شان ہم تجیز بہ پاک الہی کو عدم بر ہم زندہ مردم را بر عدم
عاشق کند بہ و در دل بیدل حسد ہا سر کند بہ نیست را و ہست را مضطر کند بہ آن زندان کو ہم
مشفق تر نہ از حسد و دوزخ خود رانی خورد نہ تا کہ مردائے کہ خود سنگین دلند بہ از حسد اندر کہ امین منزلند بہ
اللغات تمکین یا برجائے کردن و مقام سالکان متفقہ بالضم سرنگون و دوتا قدر بفتح تین بلیدی
و نجاست و لیس نام عاشق را امین نام معشوق مشفق بالضم تر سندہ ضرہ بالضم ایک مرد کی دو خورین
ہندی سوت اسمعنی آسے پروردگار قوت و تمکین و ثبات دینے والے جس سے جان کو
صعوبات و مشکلات میں قوت ہوتی ہی مخلوق کو بے ثباتی سے نجات دے اور اُن کا مون میں
جنین ثابت قدم ہونا چاہیے اُن کے نفس کو کہ یہ اُس میں سرنگون و دوتا ہونے والا ہی قائمی دے
اور اس کام میں جو ثابت اور برقرار ہی اُس میں بھی قائمی دے اور سکو پیغے نفس کو حیات عطا کر
صبر اُنکو بخش اور پلہ اُنکی ترازو کا بھاری کر ترازو مرد طبیعت سے کہ طرف والے سختی سہاریتواسے
ہو جائے اور اُنکو صورتگران کے افسون سے چھڑا دے صورت گرا فلاک یا نفس یا شیطان کہ قسم قسم کی
صورتیں گڑھتے رہتے ہین اور اُسے کریم حسودی سے بھی اُنکو چھڑا دے تا یہ حسد کے سبب سے
شیطان جیم نہو جائیں اُس دنیا کی فانی نعمتوں اور مال و حسد میں کس واسطے کہ عام لوگوں کے
حسد کی ہی چیزیں ہین پادشاہوں کو دیکھ جو لشکر کشی کرتے ہین اپنے خویشوں کو قتل کرتے ہین یہ
بھی حسد ہی کا سبب ہو اور جو عاشق صورتوں پر نجاست کے ہین وہ قصد خون و جان ایک دوسرے کا
کرتے ہین تو قصہ دیس در امین اور شیرین خیمہ و کا پڑھو کہ حسد کے مارے اُن گمراہوں نے کیا کیا
آخر یہ ہوا کہ عاشق و معشوق دونوں فنا ہوئے اس سبب سے کہ نہ وہ کچھ چیز تھے نہ ان کے دل کی چاہ

کچھ چیز مگر معبود میرا پاک ہے کہ وہ عدم کو لوٹ پوٹ کرتا ہے اور عدم کو عاشق عدم کا بنانا ہے عاشق کے
 دل میں حسد پیدا کرتا ہے کہ جسم کو جو نیست ہے اور جان کو کہ هست ہے دونوں کو مضطرب اور بے چین کر دیتا ہے
 دیکھ وہ عورتیں کہ سب سے زیادہ ڈرتے والی ہیں کسی اپنی ضرر یعنی سوت کو کھاتی ہیں یہ حسد ہی
 تو ہی پھر غور کرو مردوں کو کہ یہ کوسنگین و سخت دل ہیں یہ حسد سے کس منزل و مقام کو پہنچے ہوے
 ہیں قولہ گر نکر دے شرع افسون نے لطیف بہ بر دریدے ہر کسے جسم حریف بہ شرع بہ دفع
 شرعے زندہ دیوار در شیشہ حجت کند از گواہ و از عین و از نکل بہ تابشیشہ در رو دیو فضول
 مثل میزانیکہ خوشنودے دو ضد بہ جمع مے آید یقین از ہزل وجد بہ شرع را بچون ترازو دان
 یقین بہ تابد و خصمان رہند از مکر و کین بہ گر ترازو نبود آن خصم از جدال بہ کے رہد از دو ہم و حیث و
 احتیال بہ پس درین مردار زشت و ہموافا اینہم رشکست و خصم و جفا بہ پس دران اقبال و لت
 چون بود بہ چون بودا شے و جنہ در حسد بہ آن شیاطین خود حسود کہنہ اند بہ یکران از رہزنی خالی نیند بہ
 وان بنی آدم کہ عصیان گشتہ اند بہ در حسود می نیز شیطان گشتہ اند بہ از بنی برخوان کہ شیطانان پس
 گشتہ اند از مسخ حق باد یو جنس بہ دیو چون عاجز شود از اقتنان بہ استعانت جوید از انبیان بہ کہ شما
 یارید با ما یارنے بہ جانب ما اید و جانب دارنے بہ گر کسے مار نہر نہد اندر جہان بہ ہر دو کون شیطان
 بر آید شادمان بہ در کسے جان پر و شد در دین بلند بہ نوحہ میدار عثمان دور شک مند بہ ہر دو بخا بند
 دندان حسد بہ ہر کسے کہ داد ادیب اورا خرد بہ **المعنی** یعنی یہ جو کہا مردوں کے حسد کا کچھ
 ٹھکانا ہی نہ تھا واقعی ہے ان پر تو شرع شریف نے ایک افسون لطیف چھونک دیا ہے اس سے
 امن ہی نہیں تو ہر کوئی جسم اپنے حریف کا پھاڑ ڈالتا ہے یعنی شرع واسطے دفع شرکے تجویزین کرتا ہے
 اور حجت سے معقول کر کے دیو کو شیشے میں اتارتا ہے اور وہ حجت یہ ہیں گواہ اور قسم اور عذاب
 تا آپ دیو فضول شیشے میں گھس جائے تو مثل میزان کے ہے کہ دو ضد سے خوش ہے یعنی جیسے
 وہ سنگ موزون سے راست ہوتی ہے ایسے ہی تیرا یقین بھی ہزل وجد سے جمع ہوتا ہے پس شرع
 کو بھی بہ یقین ترازو جان تو مخاصم ایک دوسرے کے مکر و کین سے نجات پائیں اور اگر یہ ترازو نہ تو
 وہ خصم بسبب جدال کے وہم و ظلم و حیلہ گری سے کیسے چھوٹے لاجرم اس مردار بد صورت
 بیوفا دنیا میں بالکل رشک و دشمنی و جفا ہی ہے اب بتا اس اقبال میں دولت کمان سے آئی جہان
 انسی و جتنی سب کے سب حسد میں مبتلا ہیں منجملہ ان کے شیاطین تو پر اسے حاسد ہیں کہ آدم کے وقت
 سے کسی وقت رہزنی سے خالی نہیں اور جو بنی آدم کہ کثرت گناہ سے خود گناہ ہو گئے ہیں بھی خود ہی

شیطان ہی بن گئے ہیں تو قرآن سے اس حال کو معلوم کر کہ شیطان انسانوں کے مسخ حق سے شیاطین جن سے تمجنس ہو گئے ہیں جیسا کہ فرمایا وکنہ لک جملنا کل نبی عدا شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم اے بعض زخرف القول غورا ایسے ہی کیے ہم نے واسطے ہر نبی کے شیاطین الانس و جن کہ خبر دیتے ہیں بعض اُنکے بعض کو دیو جب فتنہ اندازی میں عاجز ہوتا ہے تو انبیوں سے مدد چاہتا ہے کہ تم ہو تو ہمارے یار اور ہمارے جانب والے لیکن ہماری یاری و جانب داری نہیں کرتے پھر جو کسی کی رہزنی جہان میں کر پاتے ہیں دونوں قسم کے شیطان یعنی انسی و جتنی بڑے خوش ہوتے ہیں اور جو کسی نے ان سے جان بچالی اور دین میں بلندی پائی تو یہ دونوں رشکندہ نوحہ کرتے ہیں اور دونوں حسد سے دہاتے ہیں اُسپر جسکو کہ اسکے ادیب نے خردوی

سوال کرنا پادشاہ کا مدعی پیغمبر سے کیا وجہ تھکوا آئی ہے

قولہ شاہ پر سیدش کہ باری وحی چیت بنیا چہ حاصل دارد اُنکس کہ نیست بنیا چہ بخشد مر کے را دین بن
غیر این نص زبان کن یا لیکن بن چیت نفع از خدمتش یا صحبتش بن وانکہ تلج گشت چہ بودر تبتش بن گفت
آن خود چیت کو حاصل نشد بنیا چہ دولت ماند کو اصل نہ شد گیم این وحی بنی گنجو نیست بن ہم کم از
وحی دل ز بنور نیست بن چونکہ وحی الرب الی النخل آمدہ است بن خانہ و حیث پر از حلا شدہ است بن
او بنور وحی حق عزوجل بن کہ در عالم را پر از شمع و عسل بن اینکہ کر مناسبت بالا میرود بن و حیث از بنور کمتر کے
بود بن تو اعطیناک کوثر خواندہ بن پس چرا خشک و تشنہ ماندہ بن یا مگر فرعون نے و کوثر چو نیل بن بر تو خون
گشتست و ناخوش اے علیل بن تو بہ کن بیزار شود ہر عدد بن کو ندارد آب کوثر را کلو بہر کرا دیدے
ز کوثر سر خورد بن او محمد خوست با او گیر خون تا احب اللہ آئی در حسیب بن کو درخت احمدی باوست
سیب بن ہر کرا دیدے ز کوثر خشک لب بن دشمنش سے دار بچون مرگ و تب بن زانکہ او بوجہل شد
یا بولب بن دور شود و تا نیفتے در کرب بن گرچہ باباے تو ہست و مام تو بن او حقیقت ہست خون آشام
تو بن از ظلیل حق بیاموز اے پسر بن کو شد او بزار اول از پدر بن تاکہ بغض اللہ آئی پیش حق بن تا نگاہ بر تو
ر شک عشق و دق بن تا بخوانی لا و الا اللہ را بن در نیابی منہج این راہ را بن اللغات دق با نفع
انتہی راض و مواخذہ اے پھر اس مدعی پیغمبر سے پادشاہ نے پوچھا کہ بھلا وحی کیا ہے اور
اُس شخص کو کہ نبی ہے نبوت سے کیا حاصل ہے یا وہ اپنی باتوں سے کسی کو کیا بخشا ہے سو اے زبانانی
نہایت کے کہ چاہے اسکو کراست کر اور اسکی خدمت یا صحبت سے کیا نفع ہوتا ہے یا جو اُس کا
پیرو ہوا وہ کیا رتبہ پاتا ہے اُس نے کہا وہ کو انسی چیز ہے جو اُسکو حاصل نہوی اور کو انسی دولت ہے

رہ گئی جو اسکو نہ پہنچتی تین نے مانا کہ وحی نبی کی بالفرض کجیور نہیں ہے تو وہ وحی جو زنبور کے دل کو بیٹھتی تھی اس سے کیا کم ہے اسکو نہیں غور کرتا جیسا کہ اوسے رہک اسے الغل ان انجمنے من الجبال ہوتا وحی کی پروردگار نے تیرے طرف زنبور عمل کے یہ کہ اختیار کر پھاڑوں سے گھر قرآن میں آیا ہے اور گھر اس کی وحی کا پرچلو اہو گیا ہے اب دیکھ تو اسی نور وحی حق غزل سے کیسا جہان پر شہد و شمع ہو رہا ہے اور یہ پیغمبر کہ نبی آدم ہے جسکو ولقد کرمانبی آدم فرمایا ہے یعنی بزرگی دی ہم نے بنی آدم کو یہ تو نہایت بلندی پر پہنچا ہے پھر وحی اس کی زنبور سے کمتر کیسے ہوگی اور کیسے جہان روشنی و شیرینی سے نہ بھر جائیگا تو نے انا اعطیناک الکوثر یعنی عطا کیا ہم نے تجھکو کوثر کیا نہیں پڑھا ہے پھر کیوں خشک و تشہد ہو رہا ہے کیوں نہیں سیراب ہوتا یا شاید تو فرعون ہے اور تیرا کوثر نیل اسے غلیل پھر خون و ناخوش ہو رہا ہے بس تو بہ کر اور بردشمن سے بزار ہو کہ اسکو اب کوثر پینے کا خلق ہی نہیں دیا ہے اور جس کو کوثر سے سرخو کیا ہے وہ محمدؐ خود ہے اس کے ساتھ خود کھیر کو احب اللہ کے حساب میں داخل ہو جیسا کہ فرمایا ہے من احب اللہ احبہ جو کوئی دوست رکھے گا اسکو واسطے اللہ کے دوست رکھے گا اور اسکو کس واسطے کہ اس کے پاس درخت اجڑی کا سیب ہے اور جس کو دیکھے کہ یہ کوثر سے خشک لب و محروم ہے اسکو ایسا دشمن جان جیسے مرگ و تب کو دشمن جانتے ہیں اس سبب سے کہ وہ ابو جمل یا ابولب ہے اس سے دور ہی رہ تو رنج و کرب میں نہ پڑے اگر وہ تیرے باپ ان ہی کیوں نہنوں اس واسطے کہ وہ تیرے خون کے پینے والے ہیں تو اے پسر خلیل حق سے اس بات کو سیکھ کہ وہ اول ہی اپنے باپ سے بزار ہو گئے تھے تو تو بغض اللہ ہو کے سامنے حق کے آئے اور رشک عشق کا تجھ سے مواخذہ نہ کرے اور معرض نہوا ورجب تک تو لانہ کئے گا یعنی نفی غیر کی کر کے الا اللہ کے ساتھ اثبات حق کا نہ کرے گا راہ راست پر گزرنے کا اصل یہی ہے

حکایت اس عاشق کی کہ اپنے معشوق کو خدمتین اور وفاداریاں اپنی جتاناً تھا اور راتوں کی بچیاں بچائے جنوہم عن المضاجع کی سناتا تھا یعنی جدا کر کے ہیں وہ پہلو خوابگا ہوں سے

قولہ آن یکے عاشق بہ پیش یار خود بی شمر د از خدمت و از کار خود کہ براسے تو چنین کردم چنان کہ تیرا خودم درین رزم و سنان نہ مال رفت و زور رفت و نام رفت نہ بر من از عشقت بسے ناکام رفت نہ بیج صبح غمتہ یا خندان نیافت نہ بیج شام بر سر و سامان نیافت نہ آنچہ او تو شہید بود

اگر تلخ و درود و در حضور او یکایک می شمر و زبر اسے منتہی بل می نمود و بر درشتی محبت حد مشہود و عاقلان را
 یک اشارت بس بود و عاشقان را تشنگی زبان کے رود و بے کند تکرار گفتن بے لال کے
 از اشارت بس کند حوت از زلال و صد سخن میگفت نان در دکن و در شکایت کہ گفت یک سخن و
 آتش بودش نمی دانست چیست و یک چون شمع از آفت او میگزیست و بعد گریه گفت اینہما رفت
 یک و این زمان ارشاد کن لے یار نیک و ہر چہ فرمائی ہر ان استادہ ام و بر خط تو پاؤں
 بہنہادہ ام و گر در آتش رفت باید چون خلیل و و چو یحییٰ میگفتے خرم سبیل و و چو یوسف چاہ و
 زندانم کنے و و ز نفرم عیسے مریم کنے و و رخ نگر دامنہ گرم از تو من و بہر فرمان تو دارم جان و تن و
 املعے ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور اپنے معاملے بیان کرتا تھا کہ
 میں نے تیرے لیے یہ کیا اور وہ کیا اور اس عشق کی لڑائی میں تیرا سنان کھائے مال بھی گیا
 زور بھی گیا نام بھی گیا تیرے عشق میں مجھے بہت چیزیں ناکام کیں مثلاً زور و زور نام خود اخصین کا
 کچھ حوصلہ اور ارمان نہ نکلا کسی صبح نے جھکوجین سے سوتا یا خوشی سے خندان نہ پایا نہ کسی شام
 نے جھکوسر و سامان پر پایا غرض جو کچھ اس نے تلخ و درودت عشق میں پیا تھا سب بیان کر رہا تھا
 اور یہ بیان اسکا یہ نہ تھا جو معشوق پر منت و احسان رکھتا ہو بلکہ محبت کی درستی پر سیکڑن شاہ
 و گواہ دیتا تھا اور یہ بھی یہ کہ عقل نہ دن کو تو ایک اشارہ کافی ہوتا ہو مگر عاشقوں کی تشنگی اشارے سے
 کب جاتی ہو وہ بے لال انہی باتوں کو بار بار کہتا ہی جھلا جھلی ایک اشارے میں آب زلال
 سے بس کب کرتی ہو سیکڑن باتیں تو اپنے درد کمن کی کہ رہا تھا اور شکایت یہی کہ ایک بات
 بھی نہ کہ پانی ایک آگ اس کے درون میں تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ہو لیکن شمع کی طرح
 اس کی گرمی سے رونا تھا آخر بعد گریہ کے کہا یہ سب تو جو کچھ تھا گذر گیا لیکن اسے یار نیک
 اس وقت کچھ ارشاد کرتا بجا لاؤں میں حاضر موجود کھڑا ہوں اور تیرے خط پر پاؤں دوسرے رکھے ہوئے
 خط فرمان سے باہر نہیں اگر تو خلیل کے مانند آگ میں گھسنے کو کہے یا یحییٰ کے مثل خون میرا
 دقت کر دے یا یوسف کی طرح چاہ زندان میں رکھے یا محتاجی سے عیسے بن مریم جھک کر کے
 میں کسی حال میں نہ نہیں پھیروں گانہ بچھے پھروں گا میری جان اور میرا تن تیری ہی فرمانبرداری کے
 واسطے ہو قولہ گفت معشوق اینہمہ کر دے ولیک و کوس را بکشا داند زیاب نیک و کاخہ
 اصل اصل عشقت و ولاست و آن نہ کر دے انچہ کر دے فرماست و گفت آن عاشق
 بگو آن اصل چیست و گفت ہلمش مردست و نیستیت و اینہمہ کر دے نہ دی زندہ و بان ہمراز یار

جان باز نہ بگریمیرے زندگی یا بی تمام بنام نیکوی تو ماند تا قیام بن چون شتو آن عاشق بخویشتن بن
 آہ سردے بر کشید از جان و تن بن ہمدان دم شد دراز و جان بداد بن بچو گل در باخت جان خندان بن
 شاد بن ماندن خندہ برو وقت ابد بن بچو جان پاک احمد با احد بن نورمہ آلودہ کے گرد و ابد بن کوزند این نور
 بر ہر نیک و بد بن از جملہ پاک و اگر دہماہ بن بچو نور عقل و جان سوے اکہ بن وصف پاکی وقت بر نور
 مست بن تابشش گر بر نجاسات رہست بن زان نجاسات ورہ آلودہ کے بن نور را حاصل نگر و بد بر گئے
 ار جے بشنید نور آفتاب بن سوے اصل خویش باز آمد شتاب بنے ز کھنہا برونگے ہمانہ بنی ز گلشنہا
 پرورنگی ہمانہ نور دیدہ نور دیدہ باز گشت بن ماند در سوای او صحرا و دشت بن چونکہ زین دیرانہ نورش
 باز گشت بن ماندہ در صحراے دیدہ باز گشت المعنی معشوق نے اسکی بائیں سنکر کہا یہ سب تو
 تو نے کہا لیکن کان اپنے اچھی طرح کھول کے سن اور سمجھ کسو اسطے وہ کام جو اصل صل عشق و محبت کا
 وہ تو نے نہ کیا فرعین اسکی کرتار ہا عاشق نے کہا بتا وہ اصل کیا ہو کہا اصل اسکی مرنا اور نیست ہونا ہو
 بس اور تو سب کچھ تو نے کیا لیکن تو مرا نہیں خبر دار ہوا اگر یار جاننا ہو تو مر جا اگر مر جائے گا پوری زندگی
 پاکے گا اور قیامت تک نام نیک تیرا قائم رہے گا جب اُس عاشق بخویشتن بن یہ بات سنی تو ایک
 آہ سرد اپنے جان و تن سے کھینچی اور اُسی وقت لبنا پڑ گیا اور جان دیدی اور گل کی طرح ہنسی خوشی
 جان کھودی کہ مرتے دم تک خندان رہتا ہوا اب یہ خندہ اسپر وقت ابد ہو گیا ابد تک رہا یعنی ہمیشہ
 ہمیشہ خرم و خندان رہیگا جیسے جان پاک احمد کی احد کے ساتھ شاد و خندان ہوا اب فرماتے ہیں نور ماہ
 کبھی ہرگز آلودہ نہیں ہوتا گو یہ نور ہر نیک و بد پر پڑتا ہو وہ سب سے پاک جیسا تھا ویسا ہی ماہ کی طرف
 لوٹ جاتا ہوا ایسے ہی نور عقل و جان کا خدا کی طرف لوٹ جاتا ہوا پاک صاف و صفت پاکی کا نور ماہ پر
 وقت ہوا اگر چہ چمک اسکی راہ کی نجاستوں پر پڑتی ہو مگر ان نجاستوں اور آلودگی کی راہوں سے نور
 میں اسکے کچھ بدرگی و بُرائی نہیں ہو جاتی ایسے ہی نور آفتاب نے جہان ار جی سنا یعنی رجوع
 کرتو بس اپنی اصل کی طرف پھر فوراً لوٹ کے آ جاتا ہوا نہ گھوڑوں سے اُس پر کوئی تنگ رہا
 نہ گلشنوں سے اُسکے پاس کوئی رنگ رہا وہ پہلے ہی سے نور دیکھا ہوا تھا اب جو اُس نے پھر نور
 دیکھا فوراً لوٹ گیا اور اسکے سودا میں صحرا و دشت حیران رکھے اور ہر گاہ اُس دیرانے سے
 نور اسکا لوٹ گیا تو اب صحراے دیدہ میں اُسکی باز گشت رہی کہ جب آدمی اگلہ کھولتا ہوا اُس کے
 بد تو سے ہر چیز کو دیکھتا ہو

ایک شخص نے ایک عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز میں روئے تو

عقل سے ہو کر یہ سیکڑاں منزل اس طرف ہر اس عقل کو بیان مددگار مت کر چھوڑنے سے اس سے کہ گریہ عقل کے
 اندر کہ شہ با فرج مغرور سے ہوتا ہی اور یہ گریہ نفسی ہر نہ فرج سے بھر عقل کیا جانے اس گریہ کو جو عین
 الخیر ہو جائے نہایت نگین اور از بس مزہ دار اسکو تو روح ہی جانتی ہو کہ اسکا گریہ اور اسکا خندہ
 اس حرف کا ہو کہ ہم عقل سے وہ جانب پاک و مبرا ہو چہر اسکا آب دیدہ کیسے آبدیدہ اسکا ہوگا چھلا دیدہ
 اندر سے کانین دیدہ ہو سکتا ہو وہ جو کچھ دیکھتا ہو تم اسے چھو نہیں سکنے نہ قیاس و عقل نہ راہ جو اس سے
 عقل و حواس کا تو ایسا حال ہی جیسے شب کہ جہاں نور صبح کا دور سے نمودہو ابس یہ بھاگی پھر
 ظلمت شب کی حال نور کا کیا جانے پھر نے جہاں طہیت ہوا کی تیزی دیکھی اور بھاگا پھر پھر ہوا کے
 مزے کہ کیا پچھانے ایسے ہی جب قدیم آیا یہ حدث جو ناپاک ہو عبث ہو گیا لا جرم حدث کسی قدیم کہ
 کیا جانے جب حدث پر قدم حملہ کرتا ہو اسکو حیران کر دیتا ہو اور جب کہ اسکو نیست کر دیا تو اپنا
 ہر رنگ بنا لیتا ہو ایسے ہی اگر تو چاہے تو سیکڑوں نظیریں پاسے گا لیکن میں اسے فقیر و انہیں
 رکھتا ہی کافی ہیں قولہ امین الم دم این حروف ہ چون عصا سے موئے آمد در وقوف ہ حرفا
 ماند بدین حروف از بدون ہ لیک با شد در صفات این زبان ہ ہر کہ گیر او عصا کے زامتحان ہ
 کہ بستاند ان عصا وقتہ بیان ہ عیسویست این دم نہ با دہر دے ہ کو بر آید از منبرج
 یا نیست از این الم دم اسے پڑے آمد ہست از حضرت موبے البشر ہ ہر الف لامی چہ سے ماند
 بدین ہ اگر تو چانداری بدین چشم بدین ہ اگر چہ ترکیب حروفست ای ہمام ہ ہی فایدہ ہم ترکیب عوام نیست
 ترکیب محمد و پوست ہ اگر چہ در ترکیب ہر تن جنس اوست ہ گوشت دارد پوست دارد استخوان ہ
 بیج این ترکیب را باشد ہمان ہ کا نذران ترکیب باشد معجزات ہ کہ ہمہ ترکیبها گشتند مات ہ چہنیں
 ترکیب ہم الکلیب ہ ہست بر بالا و دیگر بالثیب ہ ناکہ زمین ترکیب آمد زندگی ہ ہرچہ نفع صور در دماندگی
 اژدہا گرد شکار ہ ہر را ہ چون عصا حم از داد خدا ہ ظاہر ہ ماند بظاہر ہا دلیک ہ قرص نان از قرص مس
 دور ست نیک ہ گریہ او خندہ فاطم او ہ فم او و خلق او و خلق او ہ عقل او ہ ہم او و حس او ہ نیست
 ازوے ہست محض صنع ہو چہ چونکہ ظاہر ہا اگر فطنہ امتقان ہ آن دقایق ماند انالیشان بس نہان ہ
 لا جرم ہرچہ گشتند از غرض ہ کہ دقیقہ فوت شد از مفروض ہ ہا تو کویم در مثالش قصہ ہ تا بگیر سے زمین
 بیایم حصہ ہ حصہ باطل و با عرض میب ہ حصہ بس دور و لیکن بس قریب ہ این سخن پایان ندارد
 باز گرد ہ کان کینزک با خر خاتون چہ کرد ہ اللغات منقرض ہ انعم فرض کردہ شدہ ہمیب در ہمناک
 اسلئے چہ ہر فہاتے ہن کہ جیسے الف لام میم اور حایم کے حروف اپنی استادگی اور

حکایت مرید کی جس نے اپنے پر کو روٹے دیکھا

قوله یک مریدے اندر آمد پیش پر پر اندر گریہ بود و در نفرین شیخ را چون دید گریان آن مرید بگشت گریان آب در چشمش دوید و گوش و ریکبار خند و گرد و بار بن چونکہ لاغ اٹا کند یا رسے پیار بن بار آؤں از رہ تقلید و سوم بن کہ ہے بیند کہ سے خند و قوم بن گونخند و اچھا ایشان آن زمان بن بخیر از حالت خند و گنج باز او پرسد کہ خندہ بر چه بود بن پس دوم کرت بخند و چون شتو بن پس مقلد نیز مانند کرسٹ بن اندران شاد سے کہ اور ارہبر سرت بن پر تو شیخ آمد و منہل در شیخ بن قبض و شادی نر مریدان بل در شیخ بن پر تو شیخ است و آن تقلید شیخ بن چون بہ بین شاد سے از تائید شیخ بن چون سید پر آب و لوز سے بر زجاج بن گرز خود دانند آن باشد لجاج بن چون جدا گرد و زود آمد و عنود بن کاندرو آن آب خوش از جو سے بود بن اگینہ ہم بدانند از غروب بن کان لمع بود از مہ تابان خوب بن اللغات لاغ بازی سوم بالفتح وقت ظاہر کرنا منہل بالفتح چشمہ سبقتختین ہندی ڈلیہ رجل ج بضم قندیل و شیشہ و غیرہ کلج کے لجاج بفتح سیتزہ لمع روشنی و تابش ا ملعنے ایک مرید پر کے پاس آیا اور پر کو روٹے چلائے پایا یہ بھی بیر کی دیکھا دیکھی روٹے لگا اور آٹھواٹھوں میں بھرا لایا یہ روٹے ہنسنے کا ایسا حال ہی شوا آدمی تو ایک دفعہ ہنستا ہی اور بہرا دو دفعہ اس وقت میں کہ جب کوئی یا کسی مار کے ساتھ کھیل بناتا ہی پہلی دفعہ تو بہرا دیکھا دیکھی یہ کلفت و زبردستی ہنستا ہی جو اردن کو ہنستے دیکھتا ہی اور اس سے بخبر کہ یہ لوگ کیوں ہنستے ہیں پھر وہ جب پوچھتا ہی کیا بات تھی کیوں ہنستے تو اس بات کو سنکر دوبارہ ہنستا ہی تا جرم مقلد اور بہرے کا ایک حال ہی اس خوشی میں جو اسکی ماہر ہوئی ہی اور اسکو ہنسا یا ہی بس اس مرید پر بھی پر تو شیخ کا آیا اور آب چشمہ شیخ کا اس لیے کہ قبض و شادی مریدوں کی مریدوں سے نہیں ہوتی ہی بلکہ شیخ سے ہوتی ہی اگر مرید کشود شادی کی شیخ سے دیکھے تو پر تو شیخ ہی کا ہی اور اسی کی تائید و تقلید جیسے ڈلیہ پانی کی بھری یا نور کسی قندیل و غیرہ پر اگر اپنا اسکو جانیں تو نادانی ہی جب وہ ڈلیہ پر آب نہر سے الگ ہوگی تو وہ جانگی کہ یہ آب خوش میرا نہ تھا نہ کا تھا ایسے ہی وہ قندیل جانگی جب ماہتاب ڈوب جائے گا کہ وہ جھک و روشنی میری نہ تھی ماہ کی تھی قوله چونکہ چشمش را کشاید امر قم بن پس بخند و چون سحر بار دوم بن خندہ آید ہمہراں خندہ خود ش بن کہ بران تقلید برے آمدش بن گوید از چندین رہ دور و دراز بن کاین حقیقت بود این اسرار و راز بن مریدان واد سے چگونہ خود زود و بن شادی لیے مے کر دم از عیان و سور بن من چہ مے کر دم خیال و این چہ بود و درک سستم سست نقشی مے نمود و طفل راہ فکر مردان کجاست بن کو خیال او کو تحقیق

بقیہ حال مقلد در گریہ کا

قولہ کہ ان مرید سادہ از تقلید نیز بگریہ سے کہد و فوقی آن عزیز بہ او مقلد و از ہجھون مرو کہ گریہ میدید و
 بموجب بنجر ہجھون بسے بگریست خدمت کرد و رفت بہ از پیش آمد مرید حق تعالی گفت ای گریان
 چو از بنجر از وفا گریہ شیخ از نظر اللہ اللہ اللہ سے دانی مرید نہ گریہ و تقلید سستی مستفید نہ تا نگوی دیدم
 آن شہ میگریست بہ من جو ادب گریستم کین منکر نیست بہ گریہ کہ چو مل و تقلید بہت دطن بہ نیست ہجھون
 گریہ و موت من بہ تو قیاس گریہ بر گریہ مساز بہت است این گریہ بدان راہ دراز بہت است آن از بعد سے
 سالہ جہاد بہ عقل اینچہا ہیچ نتواند قتاد بہت زان سوی خرد صد مرحلہ بہ عقل را با در کن این جا بلہ بہ
 گریہ از غمشت و ز فرح بہ روح و اند گریہ عین الملح بہ گریہ او خندہ اولان سر نیست نہ ناچہ و ہم عقل باشد
 او بر نیست بہ آب دیدہ او چہ دیدہ او بودہ دیدہ نادیدہ دیدہ کے شود بہاچہ او بیند ستان کردن مساس
 از قیاس عقل و ز راہ حواس بہ شب گریہ ز چو نکہ نور آید ز دور بہ پس چہ داند ظلمت شب حال نور بہ
 بیشہ بگریہ ز باد باد بہاچہ پس چہ داند پیشہ فوق باد بہاچہ چون قدیم آید حدت گرد و بحث بہ پس کجا
 داند قدیمے را حدت بہ بر حدت چون ز قدیم و نگش کند بہاچہ نہ گروش نیست ہم رنگش کند بہاچہ ہی
 تو بیانی صد نظیر و لیک من بردانہ ارم اسے فقیر اللغات و ہافتہ زیر کی وجودت طبع عین الملح
 گریہ کین مساس چھونا لغت آب فرماتے ہین کہد مرید تقلید سے بھی سادہ تھا اصل غرض اسکی
 تقلید سے بھی نہ تھی بس اتنا ہی کہ پیر کو روئے دیکھا اسکی موافقت سے خود بھی رونے لگا ہاں مثل مقلد
 اور پھر کے جسکا ذکر ادب کیا ہی ایک گریہ دیکھتا تھا اور روتا تھا مگر موجب گریہ سے محض بنجر جب
 بہت سار لیا قدم چوم کے چلا اسکے پیچھے ہی ایک مرید خاص گرم سوختہ بر شستہ آیا اور کہا کہ لے
 گریان ہجھو ابرا در سبب گریہ سے بنجر شیخ کو گریان دیکھا اسکی موافقت سے گریہ کوئے لگا بس لے
 مرید وفادار اگرچہ تو تقلید ہی لیکن اللہ اللہ کیسا اس تقلید میں تو مستفید ہوا ہی ہرگز مت کنا کہ میں نے
 اس شاہ کو رونے دیکھا بس اسی کی طرح رونے لگا کس واسطے کہ یہ منکری ہی تھی جانتا ہی کہ جو گریہ جمل
 اور تقلید و گمان سے ہی یعنی روتا ہو اور نہیں جانتا کیوں روتا ہوں یاد دیکھا دیکھی یا گمان سے روتا ہو وہ
 گریہ ایسا نہیں ہی جیسا کہ یہ اہل امانت دار عشق کا ہی اور عشق کا امانت ہونا کہ انا عرضنا الا امانت
 سے ثابت اس لیے اسکو موت من کہا ہی تو اس گریہ کو اس گریہ پر قیاس مت کر اس گریہ اور اس گریہ
 میں بڑی راہ دور و دراز ہو وہ گریہ تو بعد جہاد سی سالہ یعنی ایک سترہ قرن نفس کے ساتھ جہاد اکبر کرتے
 سے حاصل ہوا ہی پھر عقل و قیاس یہاں کیا اتفاق کر سکتا ہو جو اسکو اس پر قیاس کیا جائے

قیام میں مثل عصا سے موسے کے ہیں راست و مستقیم اور مثل ان حرفوں کے اور حرف بھی خار و ج و
ظاہر میں ہیں لیکن جو صفات ان کے ہیں ان سے جو خارج ہیں ان میں یہ صفات کہ ان کے صفات
سے وہ ظاہر والے عاجز ہیں اگر کوئی عصا ہاتھ میں لے اٹھانا تو یہ عصا اُس عصا کے مانند کہ ہوگا
یہ دم تو نیسوی ہے جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے نہ ایسا جیسے ہوا ہر دم کی کہ چاہے خوشی سے نکلے چاہے
غم سے بس یہ الم و خم تو اسے پدر اُن سے آیا ہے جو موسے بشر کے ہیں موافق حدیث سن کنت مولاء
کے پھر ہر الف لام اس سے کیا مشابہت رکھتا ہے پس اگر توجان رکھتا ہے تو ان آنگھوں سے اُسکو
ست دیکھ اگرچہ انکی ترکیب بھی اسی سردار حرف سے ہے اور ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے ترکیب عوام
کی کہ حرفوں کو ملا لیتے ہیں دیکھ تو بظاہر محمد کی ترکیب گوشت پوست سے ہے اور اس ترکیب میں ہر شخص
انکی جنس ہے کہ گوشت بھی رکھتا ہے اور پوست و استخوان بھی لیکن یہ ترکیب محمد کی سی ترکیب کہ ان پر
اسو اسے کہ انکی ترکیب میں تو وہ معجزات ہیں جتنے سب ترکیبیں مات ہو گئیں ایسی ہی ہم داکتاب
کی ہے کہ یہ سب پر بالا ہے اور سب اس سے پیچھے اس سبب سے کہ اس ترکیب سے تو زندگی ہوتی ہے اگرچہ
حیات ہے اور در ماندگی میں مثل نفع صور کے جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے یہی ارادہ ہو جاتا ہے اور یہی
دریا کو بچا رہتا ہے مثل عصا کے یعنی تم خدا کے دین سے ظاہر اُسکا تو شاہ ظاہر سے ہے لیکن قرص نان
سے قرص ماہ نہایت دور ہے اُسکا کہ یہ خندہ لطق و تم اور خلق و خلق اور عقل و دہم اور حس و عض
صنعت الہی سے ہی نہ اس سے اب جو احمقوں نے ظاہر کو بکھلیا ہے وہ دقاتن ان سے بالکل
چھپے رہ گئے تا جرم غرض سے عجوب ہو گئے کس واسطے کہ وہ دقیقہ فرضی باتوں میں فوت ہوا
اب تجھے اسکی مثال میں ایک قصہ کہوں تو میرے اس بیان سے تو قصہ حاصل کرے اور وہ قصہ
ایک طول و عرض کے ساتھ ہے اور ڈرونا ہے قصہ تو بظاہر نہایت دور ہے لیکن بہت ہی قریب
یہ شعر اس بات کے عذر میں ہے کہ قصہ بعد کا بظاہر لایینی ہے چنانچہ کلام سابق سے گریز کر کے فرمایا کہ اس
سخن کی تو پیاں نہنیں حکایت کنیز اور گدھے خاتون کی بیان کر

حکایت اس کنیز کی جو اپنی خاتون کے گدھے سے شہوت رانی
کرتی تھی اور اُسکو جماع آدمیوں کا سا سکھایا تھا

تو کہ یک کنیز شد خرمے بر خود فلندہ از فور شہوت و فرط کزندہ آن خرمہ نر ایگان خمرہ
بودہ حسنہ جمع آدمی پے بردہ بودہ یک کدوے بود حیلست ساذہ راہ و فرط کدوے کے پے
انما زہ راہ و در قضیہش آن کدوے کردہ مجوزہ تار و دہیم ذکر وقت سپوزہ گروہمہ تخت خواندہ سے کہ وہ

ہم رحم ہم رود ہا را برودہ خرمی شد لاغر و خاتون او بنامد حیران کہ چون خوشتر ہو موہ غلبند آن را نمود آگہ کہ چیست بنعلت خرم کہ نتیجہ اش لاغر نیست بنعلت اندر و ظاہر نہ شد بنہیکس از سر او مجرہ شد بنہ در تفحص اندر افتاد او بجدہ شد تفحص را دادم مستعد بنہ را باید بجان بندہ بودہ آگہ جد جویندہ یا بندہ بودہ چون تفحص کرد از حال اشک بنہ دید خفتہ زیر آن خرز کسک بنہ از شکاف در بید آن حال را بلبس عجب آمد ازو آن زل را بنہ خرمی کا پد کینک را چنان بنہ بقفل در سم مردان یا زنان بنہ در حسہ شد گفت چون این گفتست بنہ پس من اولتر کہ خرمک نفسست بنہ خرم مذکب گشتہ او آموختہ بنہ خوان نہادہ است و چراغ افروختہ بنہ اللغات سپوز سپوزیدن بزور فرو بردن در چیزہ و بزور آوردن تحت بالفتح گز آہنہ اشک بکسر اول دفع ثانی در ترکی خرز کسک اغلب کہ نام اس کینز کا ہو گزند سرخ و آفت اسلحہ ایک چھو کری گدھے کو اپنے او پر ڈالنے والی ہوئی یعنی گدھے کو جملع پر لگا لیا تھا بسبب شدت شہوت اور فرط گزند سے کہ ایسا نہواور جگہ کوئی آفت و سرخ پیدا ہوئے اس خرز نے بھی مفت سمجھ کے اپنی عادت کر لی تھی اور آدمی کا سا جملع سیکھ گیا تھا اس کینز حیلہ سا کے پاس ایک کدو تھا کہ اندازے کے موافق اُسکے ذکر میں کر دیتی تھی اور اس واسطے کدو کو اُسکے ذکر میں دھنچ کر دیتی تھی تا وقت دخول و خروج کے آدھا ذکر اندر جائے کہ اگر بالکل بسر یعنی ذکر خرم کا اندر اُسکے جائے گا تو رحم اور آمنتیں سب کو بھاڑ ڈالے گا بس اس سبب سے کہ عہد بلا ہوا جاتا تھا اور بی بی اُسکی حیران کہ یہ گدھا میرا بال سا لاغر کیوں ہوا جاتا ہے غلبندون کو دکھایا آگاہ کیا کہ اس گدھے کو کیا علت و بیماری ہے جسکے سبب سے یہ لاغری ہے لیکن کوئی علت اس میں ظاہر نہوئی نہ کسی نے اُسکے بھید سے کچھ خبر دی خاتون مجد اس جستجو کے درپے ہوئی اور ہر دم اس جستجو میں مستعد تھی اب مقولہ مولانا کا ہے آدمی کو چاہیے کہ جد کا بجان و دل بندہ ہو جائے اس واسطے کہ جد جب جویندہ ہوتی ہے تو ضرور یا بندہ ہوتی ہے یا آخر جب بہت سی جستجو گدھے کے حال سے کی تو دیکھا کہ خرز کسک جو بکاف تصغیر نام چھو کری کا ہے اُسکے پیچھے پڑی ہے اُس نے دروازے کی درز سے یہ حال دیکھا دیکھ کر اُس نال کو از بس تعجب ہوا کہ کیسے یہ گدھا اس کینزک سے جملع کرتا ہے جو موافق عقل و رسم مردوں کے ہے عورتوں کے ساتھ اسکو بڑا حد ہوا اور کہا کہ جب یہ بات اس گدھے سے ممکن ہے تو میں اس کینز سے اوٹے تر ہوں اس واسطے کہ گدھا میری ملک ہے کیسی چھی بات ہے کہ گدھا سیکھا سدا ہوا ہے گویا خوان لگا ہوا ہے اور چہ راغ جلتا سب سامان تیار قولہ گردنا دیدہ در خانہ بکوفت بنہ کا سے کینزک چند خواہی خانہ روفت بنہ از پے رو پوش

یہی گفت این سخن بکا کے کنیزک آدم در بازکن بکرو خاموش و کنیزک را گفت بکا راز راز بہ طبع خود نوشت بکا
بس کنیزک جملہ آلات فساد بکا کو پنهان پیش شد در رکشا و بر و ترش کرد و دیدہ پر زخم بہ لب فروانگہ
سینے صائم بکا در کف او نرمہ جار و بے کہ من بکا خانہ را سے رونم بہر عطرین بکا کو بکا بہا بہ سبب
او در واکشا و بکا گفت خاتون زیر لب کاے او ستاد بکا روترش کردے و جار و بے کہ بہت بکا
چیسٹ این خرپرگستہ از عافیت بکا ہیکارہ خشگلین جنبان ذکرے و انتظار تو و چشمش سرسے در بکا
زیر لب گفت این نہان کرد از کنیز بکا داشتش آن دم چو بچہ مان عزیز بکا بعد اذان گفتش کہ چادر
کن بسر بکا و فلان کس راز من پیغام بکا این چنین کن و ان چنان کن و ان چنان بکا و منظر کردم من افسانہ
نشان بکا و انجہ مقصود دست مغز آن بکیر بکا چون برایش کرد آن زیبا ستیہ بکا بود از سستہ شہوت
شادمان بکا در فرو بست و بے گفت آن زمان بکا یافتہ خلوت دغم از شکر بانگ بکا رستہ
از چار دانگ و از دو دانگ بکا از طرب گشتہ بزبان زن ہزارہ در شرار شہوت خرمیہ را
اللغات نرمہ جار و بکا ہندی کو بخی عطن بفتختین آرا نگاہ کو سپندان چار دانگ وہ چیز
اپنے امثال میں دوئی ہو جیسے دو دانگ کے دو چند چار دانگ بزبان بضم مفرد ہی شہوت زنان
اسٹے جس خاتون نے دروازہ بجایا اور گرد تو دیکھی نہیں مگر حیلہ کد یا کہ ملے کنیزک بکا گھر
بھاڑے گی اور یہ بات روپوش کے واسطے کہدی کہ گویا میں نے کچھ نہیں دیکھا بس اگر کنیزک میں
آئی دروازہ کھول دے اور خود خاموش رہی کنیز سے کچھ نہیں کہا اور اس راز کو اپنے لارچ سے
چھپایا کنیزک جزا آلات فساد کو چھپا کے سلسلے آئی اور دروازہ کھولا لیکن منہ بگاڑے روتی ہوئے نکلائے
جس سے یہ مطلب تھا کہ میں روزہ دار ہوں ہاتھ میں کو بخی لیے کہ میں گھر اور بکریوں کا آرا نگاہ چھائی
تھی جس جار و بکا ہاتھ میں لیے اُس نے دروازہ کھولا خاتون نے دیکھ کر آہستہ کہا کہ ملے
استاد تو تو منہ بگاڑے بھاڑو ہاتھ میں لیے ہی یہ گدھا کیوں گھانے چھوڑے کھڑا ہوا جیسے
کسی کا آدھا کام ہو گیا ہو آدھا رہ گیا ہو اور خشگلین ذکر بلاتا ہی اور تیرے لیے دروازے کو تکتا ہی مگر
یہ بات آہستہ کی چھوڑی سے چھپائی اور اس وقت اُس کے ساتھ بڑے پیار سے پیش آئی اور
کوئی جہرم اُسکا نہ بیان کیا پھر کہا کہ چادر اوڑھ لے اور فلان آدمی کے پاس پیغام بجا اور اُس
سے کہ ایسا کر دیا کہ جیسی عادت عورتوں کی ہے میں نے قصہ عورتوں کا مختصر کیا تو جو کچھ مغز سکا ہی
وہ بیلے غرض جب اُس زیبا پردہ نشین نے اُسکو روانہ کیا بہر حال طال دیا تو خود سستی شہوت سے
کیسی خوش بس دروازہ بند کیا اور کتنی بھٹی کیسی خلوت میں نے پائی دو لھا دھن سے بھی زیادہ

پکار پکار کے اُسکا شکر کروں اور اس بات کے غم سے بھی چھوٹی کر اسکا آلت دو دانگ ہی اُس کا
 چار دانگ اس میں تو دو اور چار کو کچھ دخل ہی نہیں پورا پورا خاطر خواہ سامنے ہمارے خوشی کے شہوت
 اس کی ایک جھٹے سے ہزار جھٹے ہو گئی اور شہوت خرمی دیکھ کے اُسکی آگ و شوق میں بیچار تھی
 قولہ چہ بزان کان شہوت اور اگر گشت بہ بزرگ رفتن کج را بود شکفت بہ میل شہوت کر کند دل را و کور بہ
 تا نماید گرگ یوسف شہد شور بہ لے بسا سرست ناز و ناز و خویشتن را نور مطلق داماد و جو بگر بندہ
 خدا کہ جذب حق بہ ناز پیش آرد بگرداند ورق بہ تاباند کان خیال ناریہ بہ در طریقت نیست الا عاریہ بہ
 ارشد ہمارا خوب بنما بہ شہد بہ نیست از شہوت بزرگ آفات وہ بہ صد ہزار ان نام خوش را کردہ ننگ بہ
 صد ہزار ان زیر کان را کردہ دنگ بہ چون خریدار یوسف مصر نمود بہ یوسف را چون نماید آن جود بہ بر تو
 سرگین را فسونش شہد کرد بہ شہد را خود چون کند وقت نہ بہ شہوت از خوردن بود کم کم بخور بہ تا ناکاہی
 کن گریز از شور و شر بہ چون بخور دے مے کشد سوے حرم بہ دخل را خربے بہاید لاجرم بہ پس نکاح آمد
 چو لاجول و لا بہ تاکہ دیوت نفلند اندر بلا بہ چون حریص خوردن ز ن خواہ زد و بہ در نہ آمد گر بہ و دنیہ
 رہو بہ بار سنگین بر خرے کوئی احمد بہ زد و بر نہ پیش از آنکہ سر نہ فعل آتش را نمی دانی تو سر بہ
 گرد آتش با چنین دانش مگر وہ علم دیگ و آتش را نبود ترانہ از شر نے دیگ ماند نے ابا با آب حاضر
 باید و فرہنگ نیز بہ تا پزد آن دیگ سالم در آویز بہ چون دانی دانش آہنگرے بہ ریش و موسوز و آہنگ
 بگذرے بہ در فرو بست آن زن و خرا کشیدہ شادمانہ لاجرم کیفر چشیدہ در میان خانہ آردش کشان بہ
 خفت اندر زیر خریم در زمان بہ ہم بران کرے کہ دید او از کثیر بہ تا رسد در کام خود آن تجہ نیز بہ پادرا آوردہ
 حنرا اندر دے سپوخت بہ آتش از کیر خورد و دے فروخت بہ خرمود بہ گشتہ در خاتون فشر
 تا بجایہ در زمان خاتون بمرودہ بر درید از زخم خربخت جگر بہ رود ہا بگستہ شادانہ ہر گزہ اللغات کج
 بکات فارسی جیم تازی احمق دنیہ چکتی دنیہ بھیر کی بزرگ رفتن مگر تسخرو زدے آرزو از خوش دیگ
 دے کیفر بلا المعنی اب مقولات مولانا کے ہیں کہ یہ جو ہم نے کہا کہ بزان اُسکے بزار ہو گئے اور
 کیسے بزان کہ اُسنے اُسکو اٹھالیا اور بزرگوار ہو احمق اپنے او پر لا دیتے ہیں اُسنے کچھ تعجب نہیں ہوتا رغبت
 شہوت کی ایسی چیز کہ دل کو اندھا بہر کر دیتی ہو گو گرگ یوسف شور کو شہد دکھائے گرگ یوسف
 حرص و حسد اے مخاطب بہت ایسے معشوق مست ناز اور ناز و خویں کہ آپ کو نور مطلق جانتے ہیں ایسے
 اگر کوئی ناز اپنا آکے سامنے پیش کرے جو خاص بندہ خدا کا ہو اور جذب و کشش حق میں گھٹیا ہوا
 بس وہی جذب حق اُسکے نانہ کے ورق کو لوٹ دیکھا جان لے کہ وہ خیال ناریہ طریقت میں سوا

عاریت کے نہیں ہر پھر اصل کو چھوڑ کے عاریت کی طرف کیوں جاؤں حرص کی تو خاصیت یہی ہو کہ بصورت
 خوبصورت دکھائی ہو اس دنیا کے گاؤں میں بڑی بڑی آفتیں ہیں مگر سب آفتوں سے بدتر
 شہوت کی آفت ہو اس نے لاکھوں نام خوش کو تنگ کر دیا ہو اور لاکھوں زیر کون کو حیران
 بنایا اور ہر گاہ گدھے سے ناچیز کو اس نے یوسف مصری کر کے دکھایا جیسے اس زن کو تو
 خیال کر دے یہ کافر یوسف جیسے کو کیسا دکھائے گی جب گوہر کو اس نے اپنے افسون سے
 شہد کر دیا پھر شہد کو وقت نبرد کے جانے کیا کچھ کر دکھائے گی شہوت کم کھانے سے
 کم ہوتی ہے لہذا کم کھاؤ نہ کھانے سے کھل نہ جائے مگر شور و شر سے جو بہت کھاتا ہو گریز کر آسینے کم
 جمان تو نے پیٹ بھر کھایا بس اس نے حرم کی طرف تجھ کو کھینچا لینے عورت کی خواہش ہوئی
 کسو اسٹے کہ آمدنی کے ساتھ خرچ ضرور لگا ہو لاجرم نکاح ایسا ہو جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تا شیطان
 تجھ کو بلا میں نہ ڈالے بس اگر تو حریص کھانے کا ہو تو جو رو ابھی جلد کرے نہیں تو جان لے کہ بلی آئی اور
 ونبہ لے گئی اس میں شک ہی نہیں ہو یہ ایک مثل بھی ہو اور قفل اسکی دفتر سوم میں گذری جو گدھا
 کہ بہت سا کو دتا ہو اس پر جلدی بھاری ہو پھر رکھ دے قبل اس سے کہ وہ کو دنا شروع کرے تو خوب
 جانتا ہو کہ فعل آتش کا سرو نہیں ہو پھر باوصف ایسی دانش کے جان بوجھ کے آگ کے پاس
 مست پھٹک اگر تو ہانڈی نہیں پکانا جانتا آگ کی رسائیں سمجھتا ہو تو جان لے کہ آگ کی شدت سے
 ہانڈی بھی گئی اور شور با بھی گیا بلکہ یوں ہونا چاہیے کہ پانی بھی ہونا چاہیے عقل بھی ہوتا وہ ہانڈی اس
 جوش میں صحیح و سالم پک جائے ایسے ہی اگر تو علم آہنگاری کا نہیں جانتا جب ادھر جائے گا داڑھی بال
 سب جلا لے گا اب استیفاء ہر طرف حکایت خوردن کے چنانچہ فرمایا کہ اس عورت نے
 دروازہ بند کیا اور گدھے کو اپنے اوپر چڑھایا خوشی خوشی لیکن اس خوشی کا بدلہ بھی کیسا چکھا یعنی
 گدھے کو گھر میں کھینچ لائی اور اسی وقت اس کے پیچے لیٹ گئی اور وہی جو کی جو کنیز سے دیکھی تھی اسی
 لیٹی تا وہ قحبہ بھی کنیز کی طرح اپنے مقصد کو پہنچے پانوں سمیٹے بس گدھے نے اندر داخل کیا
 داخل کرتے ہی کیر خر سے ایک آگ اس میں لگ گئی یعنی گدھے نے مودب بیٹھ کے جولاؤ ٹھیک
 سے مراد ہو اور لفظ مودب بطور طر خاتون کے دخول کیا اور خصیوں تک داخل کر دیا پھر د
 داخل کرنے کے خاتون مر گئی اور یہ حال ہوا کہ دغم خر سے اس کے جگر کا ٹکڑا ٹک پھٹ گیا
 اور آنتیں تار کے مثل سب ٹوٹ گئیں قولہ کہ سے از یکسوزن از یک سو فتا وہ دم نزد
 در حال و در دم جان بداد و صحن خانہ پر زخون شد زن نگون نہ مرد او و برد جان ریب المینون نہ

مرگ بد با مصلحت است اسے بر سر تو شہید دیدہ از کیر خربہ تو عذاب الخربہ بشنوا زبانی بد در حبسین
 انگلی کمن جان با خدا باد و اگر این نفس ہیے زخست بد زبیرا و بودن ازین سنگے زست بد در وہ نفس
 از بیری در سنہ بد حقیقت و اگر کمتر زن زست بد نفس مارا صورت خربہ بد او بد زانکہ صورتہا کند
 بروقی خود این بود اظہار مرد در سنجہ و اگر اندک از تن چون خرگزینہ کاقران را ہم کرد ایند زتاریہ کاقران
 گفت نارادونے زخار بد کفرت نے این ناراصل عارہا ست بد ہیچو آن ناریکہ آن زن را بکا ست بد
 لقمہ اندازہ بخورد از حرص خود بد در گلو بگذاشت لقمہ مرگ بد بنا لقمے خوض یہ حال ہوا کہ کسی تو کمین جا پڑی
 اور عورت کمین جا پڑی اور فوراً دم بھر میں جان دیدی سانس بھی تو نہیں لی تمام صحن گھر کا پر خون
 ہوا اور عورت اونہ ہی ہو کے رہ گئی وہ تو مر گئی اور جان اسکی حوادث زمانے کے لے گئے ہر سی
 موت سیکڑن فصاحت کے ساتھ ہوتی ہوا پھر ٹوٹے کیر خربہ بھی شہید دیکھا ہی جیسے یہ ہوئی تو
 قرآن سے عذاب الخربہ فی الدنیا والآخرۃ عذاب مسوائی کا ہو دنیا و آخرت میں سن اور ایسے
 ننگ میں اپنی جان کو فداست کہ جان لے کہ یہ نفس ہما تم طبع تیرا خربہ ہو اس کے پیچے ہونا
 لقمہ اس سے بھی زیادہ کوئی ننگ ہو اگر اسکی راہ میں تو مرے گا اور مٹی میں تو جان لے کہ حقیقت
 میں اُس عورت سے بھی کم تر ہوں اور وہ خر کوئی غیر نہیں ہمارا ہی نفس ہی حق تعالیٰ نے اسی کو صورت
 خربہ دی ہو اسوا سٹے کہ جیسی سیرت ویسی صورت لگا سکا بھید قیامت میں کھلیگا اللہ اللہ کسی بڑی
 بات ہو کہ یہ تن تیرا اُس روز خربہ پس جہان تک ممکن ہو اس تن چون خربہ بھاگ کا قردن کو
 اللہ تعالیٰ نے جو لگ سے ڈرایا تو کافروں نے کہا کہ ہم عار سے نار کو اٹے جانتے ہیں کما نہیں
 وہ نار ہی تو خزان عاروں کی ہر جیسے کہ اُس نار نے اُس عورت کو مارا لقمہ اندازے کے موافق
 نہ کیا یا آخر وہ لقمہ لگے میں پھنس کے مرگ بد ہو گیا تو لقمہ اندازہ بخور مرد حریص بد گرچہ لقمہ باشد مخلوق
 حق تعالیٰ اور پھر ان سادہ بان بدین زقرآن سورہ رحمن بخوان بدین زحرص خویش میزان را
 مصل بد از و حرص آمد ترا خضم و مضل بد حرص گوید گل برآید او زگل بد حرص میرست اسے
 نخل ابن الفجل بد آن کنیزک می شد و می گفت آہ بد کردے اسے خاتون تو استار ابراہ بد کار بے
 استاد خواہی ساختن بد جا ہلانہ جان بخواسے با ضن بد لے زمن و دیدہ علیہ نامتہام بد
 تنگت آمد کہ ہر سے حال دام بد ہم بچیدے دانہ مرغ از خرنش بد ہم نیفتادی رسن در گردنش بد
 دانہ کمتر خود لکس چندین غلو بد چون کلو اخواندے بخوان لا تسرفا بد تا خورے دانہ نیفتے تو بدام بد این کند
 علم قناعت و السلام بد نعمت از دنیا خور و عاقل نہ علم بد جا ہلان محروم ماندہ درندم بد چون

ورافتہ در گھوشان جبل دام بدانه خوردن گشت بر جملہ حرام بد مرغ اندر دام دانہ کے خوردن دانہ
 چون زہرست در دام ارچہ بد مرغ غافل می خورد دانہ زد دام بد پھچو اندر دام دنیا این عوام بد باز مرغان
 خیر ہوشمند بد کردہ انداز دانہ خوردن شکستہ و پند بد کا ندرون دانہ دانہ نہر راست بد کوران مرغیکہ در مرغ دانہ
 خواست بد صاحب دام ابلہان راسر بریدہ والی نظر لیان را بچلسا کشید بد کا زانہا گوشت می آید بکار بد
 طریقان بانگ و نالہ زیر و زار **اللہ است خبیص** بفتح و بای مکسورہ کھانا جو روغن و خرما سے
 پکاتے ہیں جبل بضم تین مست و بکسر جم مست و نام در خشک بند و دای خشک زخم ہندی ہو کر لمعی
 فرماتے ہیں سے حریص لقمہ انداز سے کے ساتھ کھا اگرچہ حلوا ہو یا خبیص یعنی خرما روغن کے تیل
 حق تعالیٰ نے میزان کو بھی زبان دی ہے خبردار ہو اور قرآن سے سورہ رحمن کو پڑھو کیسا فرمایا ہو و قہو
 الوزن بالسطر و لا تحسروا المیزان یعنی جیسے بھلو زبان لذت و مزہ کو دی ہے میزان کو بھی دی ہو وہ اپنی
 زبان کیسی ٹھیک رکھتی ہے ایسے ہی تو بھی ٹھیک رکھا اور اپنی حرص سے میزان یعنی انداز سے کو
 مت چھوڑ کہ یہ آرزو حرص تیری دشمن اور گمراہ کرنے والیاں ہیں حرص آدمی کی کل کو ڈھونڈھتی ہے ایسی
 سبب سے کل کو کھوتی ہے جیسا کہ من طلب کل فات کل جس نے ڈھونڈھا کل کو کھو یا کل کو حرص تیری
 پادشاہ ہے سے مست بیٹھے مست کے پھر رجوع ہو کے طرف ذکر گزیر کے کہ وہ کینرک چلی جاتی تھی اور
 کتنی تھی کہ ہاے آئے خاتون تو نے استاد کو ٹال دیا اور بے استاد کے اپنا کام بنا لیا اور جاہلون کی طرح
 جان کھونا چاہی آئے خاتون تو نے علم نام تمام کو مجھ سے چرایا بھلو حال اس جال کا پوچھتے تنگ آئی اگر
 مجھ سے حال اس جال کا پوچھ لیتی تو تیرا مرغ اس جال کا دانہ بھی کھاتا اور یہ رستی بھی تیری گردن میں
 نہ پڑتی دانہ کم کھا بہت سا سبغہ دانہ خوری میں مت کر جب تو نے کھوا و اشتر و قرآن سے پڑھا ہے
 بس اسی کے ساتھ تو لا تسرفوا لگا ہوا ہے یعنی کھاؤ اور پیو اور بیہودگی مت کرو اسکو نہیں پڑھا
 اسکو بھی تو پڑھتا تو دانہ بھی کھائے اور جال میں بھی نہ پڑے تب علم قناعت کا یہ نتیجہ ہے آگے سلام
 نعمتیں دنیا کی عاقلوں کے واسطے ہیں نہ غم کہ یہ جاہلون کے لیے ہے جو ہمیشہ اسے غم میں نعمت سے
 محروم و پشیمان رہتے ہیں جب انکے گلے میں رستی جال کی پڑے گی تو ان سب پر اس دانے کا
 کھانا حرام ہو جائے گا مہول ہے جب مرغ جال میں پھنستا ہو تو دانہ چھوڑ دیتا ہے اور دانہ جال کا اس پر
 حرام نہ ہو جاتا ہے اور جو مرغ اپنے جال سے غافل ہو وہ دانہ جال سے کھاتا ہے جیسے یہ عوام کہ دام
 دنیا میں پھنسے ہیں اور دانہ کھا رہے ہیں ہاں جو مرغ خیر و ہوشمند ہیں انھوں نے اس دانے
 سے آپ کو روکا اور خشک رکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس دام میں جو دانے ہیں سب

نہر میں بس وہ مرغ بڑا ندھا ہی جس نے جال میں چٹس کے دانہ چاہا اور جس نے یہ جال لگایا وہ حقون
 نو سر کا تھا اور عاقلوں کو مجلس میں بکڑ بکڑ کے اغراز کے ساتھ کھینچتا ہی اس لیے کہ ان احمق مرغوں کا لگوشت
 کام آتا ہی اور جو ظریف ہیں ان کا بانگ و نالہ اور زیر و زار سستا ہی قولہ بس کینز کہ آمازا اشکاف و
 دید خاتون را بمرہ زیر خیمہ گفت لے خاتون احمق ایچہ بودہ گرترا استاد خود نفسہ نمودنہ ظاہر ش
 دیدے سرش از تو نہان ہوا سنا ناگشتی بکشاوی دکان بہ کیر دیدی ہیچ شہد چون خدیص ہاں کدورا
 چون ندیدے لے حریص ہاں چو مستغرق شدے از عشق خیمہ آن کرد و نہمان ہانندت از نظر ہا
 ظاہر صنعت بدیدے زاو سنا و سنا دی برگرتی شاد شاد ہاں اے بسا زماں گول بیوقوف ہا
 از رہ مردان ندیدہ جز کہ صوف ہاں لے بسا شو خان زانکہ احترام ہاں شہان ناموختہ جسز
 گفت لاف ہاں ہر کسے در کف عصا کہ موسیٰ میدہ ہاں بلہان کہ عیسیٰ آہ ازان روزیکہ صدق صادقان
 باز خواہد از تو سنگ امتحان ہاں آخر از اساو بائی را پس ہاں کہ حریصان جملہ کورا اند خرس ہاں جملہ جستہ ہاں
 ماندے از ہم ہاں صید گرگانہ این ابلہ رمہ ہاں صوت کے نشیندہ گشتہ ترجمان ہاں ہیچہ یون طوطی
 از گفت زبان ہاں اللغات از راق مکار بصیغہ مبالغہ احترام پیشہ و رخصت بھم گنگ و لال
 جمع اخرس اسلئے چہ رجوع طرف کینز کے کہ کینز بوٹ کے آئی اور شکاف ورسے دیکھا کہ
 خاتون گدھے کے تنے مری پڑی ہی گما لے خاتون احمق یہ کیا کیا اگر استاد نے تھک کوئی نقش
 دکھایا تو تو نے بس ظاہر اسکو دیکھ لیا اور بھیدا سا تجھیر چھپا تھا تو نے ہنوز استاد نہولی تھی کہ دکان
 کھول دی تو نے کیر خر کو شل شہد اور خدیص کے دیکھ لیا اور لے حریص اس کدو کو نہ دیکھایا تو گدھے
 کے عشق میں ایسی ڈوب گئی کہ کدو تیری نظر سے چھپ گیا ظاہر صنعت استاد کی دیکھ لی اور خوش
 خوش استاد ہی اختیار کی آب پھر مقولات مولانا کے ہیں لے مخاطب بہت مکار احمق
 بیوقوف ایسے ہیں کہ مردوں کی راہ سے سوا صوف کے اور کچھ نہیں دیکھے انکو صوف پہنے دیکھا
 آپ بھی صوف پہن لیا اور راہ و طریق سے اُنکے کچھ خبر نہیں اور بہت شوخ و دلیر ایسے ہیں کہ خدا سی
 پیشہ وری میں ان لوگوں سے جو پادشاہ ہیں صرف لاف و کرافت سیکھ لیتے ہیں اور کچھ نہیں
 اب عصا ہاتھ میں لیے ہیں کہ ہم موسے ہیں اور احمقوں پر افسون پھونکتے ہیں کہ ہم عیسیٰ ہیں مگر اے
 اُس دن سے کہ جس دن سنگ امتحان کا تجھے صدق صادقان کا طلب کرے گا جیسا کہ فرمایا ہی
 یوم نفع الصادقین صدقہم جس دن کہ نفع دے گا صادقان کو صدق انکا بس آخر تھک لازم ہی کہ کسی استاد
 سے باقی کو پوچھ کہ جو باقی رہے وہ کیا ہی کس واسطے کہ یہ حریص تو سب اندھے گئے ہیں اگر

تو نے طلب جملہ کی کی تو جان لے کہ جلسہ سے رہ گیا جیسے اوپر کہا تو من طلب اکل نبات اکل کر گیا
 کیا جائے کہ یہ سب گلہ کا گلہ شکار بخیر بون کے ہو رہے ہیں ایک فرامی کہیں آواز سن لی اور
 مر جان بن گئے اور طوطی کی طرح گفت زبان سے یہ جیسے طوطی حق اللہ حق اللہ کہتی ہو اور جاتی
 نہیں کہ کیا کہتی ہوں

تمثیل تلقین شیخ کی مریدوں کو اور بخیر کی امت کو جو طاقت تلقین کی تھیں
 رکھتے اور حق سے الفت نہیں کر سکتے جیسے طوطی آدمی کی صورت سے
 الفت نہیں رکھتی اور اس سے تلقین پراتی ہو حق تعالیٰ کے مثل آئینے کے
 شیخ کو مرید کے سامنے رکھتا ہو اور آئینہ پیچھے سے تلقین کرے یا ہو

قولہ طوطیہ در آئینہ میں پیدا وہ عکس خود را پیش او آوردہ روئے در پس آئینہ آن استا نہان بہ حرف
 نے گوید ادیب خوش بیان بہ طوطیک پنداشت کہین الفت پست بہ گفت آن طوطی ہست کا نہ را آئینہ
 است با پس جنس خویش آموزد غرض بہ بخیر از کمر آن گرگ کہن بہ کر پس آئینہ می آموزدش بہ ورنہ ناموزد جز
 از جنس خودش بہ گفت را آموزد آنان مرید ہر یک از سخن و سرش بخیر از لبش
 گرفت منظر یک بیک بہ از بشر جز این چہ داند طوطیک بہ بچہ نماند و آئینہ جسم و سہ بہ خویشش را
 بیند مرید مسئلے بہ عقل کل را از پس آئینہ او نہ کہ تواند دید وقت گفتگو او گمان دارد کہ می گوید بشر بہ
 آن در سرست اوزان بخیر بہ حرف آموزد و سہ سر قدیم بہ نے نداند طوطی ہست او یا ندیم بہ بہ صغیر
 مرغ آموزد خلق بہ کہین سخن اندر وہاں افتاد و خلق بہ لیک از سخن مرغان بخیر بہ جز سیلیمان فتان
 خوش نظر بہ حرف درویشان ہست آموزند بہ ممبر و محفل بد و افروختند یا بجز آن حرت شان روز سہ
 بنود بہ یاد آخر رحمت اللہ بہ رکشود بہ اسطعمہ کسی طوطی کے سامنے جب وقت تلقین کے آئینہ رکھتے ہیں
 تو وہ اپنے عکس کو آئینے میں دیکھتی ہو کہ وہ اسکی طرف منہ کیے ہوئے ہو اور آئینے کے پیچھے وہ استاد
 چھپا ہوا ہو اور ادیب خوش بیان کہ اسکو باتیں سکھاتا ہو اب طوطی جانتی ہو کہ یہ بولی پست و نرم اسی
 طوطی کی ہو جو آئینے میں ہو پس اپنی جنس سمجھ کے اس سے باتیں سیکھتی ہو اور اس گرگ کہن کے
 کہ سے جو پیچھے آئینے کے ہو بخیر جو آئینے کے پیچھے سے اسکو سکھاتا ہو نہیں توانی جنس کے سوا اور سے
 نہ سیکھے پس بولی تو اس مرد نہر سے سیکھ لی لیکن اس کے منہ و جہد سے بخیر بہ نطق و گویائی تو جہد اجدا
 بشر سے حاصل کی لیکن بشر کے حال سے سوا اس بولی سیکھ لینے کے اور کچھ نہیں جانتی کہ سکھانے والا
 میرا وہی آئیے ہی آئینہ جسم ولی من مرید مملی آپ سے بھرا عکس آپ کو دیکھتا ہو اور اس آئینے کے

پیچھے جو عقل کل گفتگو کر رہا ہو اُسکو کب دیکھ سکتا ہو وہ ہی گمان رکھتا ہو کہ یہ بشر ہی گفتگو کرتا ہو اور وہ گفتگو جس سرے ہو اُس سے بغیر باتیں تو یہ سیکھتا ہو مگر پُرانے مجید کو نہیں جانتا کہ طوطی ہی یا کوئی ندیم اسکا ہو اور یہ بھی ہو کہ صغیر پر ندون کی مخلوق سے کہتے ہیں کہ یہ بات بہت حلق و دہان میں پڑی ہوئی ہو سیکڑوں کو سیٹی بجاتے دیکھتے ہیں لیکن پر ندون کے منہ سے بغیر سوائے سلیمان قرآن خوش نظر کے قرآن مراد قرآن السعدین سے ہو اور نظر سے بھی انظار کو اکب سے ارادہ ہو بس ان سے زیادہ قرآن السعدین والا اور خوش نظر کون کہ دنیا کے بادشاہ ایسے جتنا مثل نہیں اور دین کے بادشاہ کہ پیغمبر اولوالعزم قرآن مثل زیر عدل کے ہو فقیروں کی باتیں سیکھیں اور ممبر و محفل میں خوب چمکائیں اب یا تو یہ باتیں ہی باتیں ان کی ہیں یا آخرین رحمت نازل ہو

اور دروازہ کھول دے

ایک صاحب دل نے چلے میں کتیا حایلہ دیکھی کہ اُسکے پیٹ میں نیچے چلائے تھے اور تعجب اُسکا

قولہ اُن کے میدید خواب اندر چلے در رہ مادہ سلی بد حالہ نہ ناگمان آواز سگ بچگان شنید سگ بچہ اندر شکم بدنا پدید پس عجب آمد و ران بانگماہ سگ بچہ اندر شکم چون زدند باہ سگ بچہ اندر شکم نالہ کنان باہ بچکس دیدہ است این اندر همان باہ چون بجست از واقعہ آمد بخویش باہ حیرت اود مبدم مے گشت بیش باہ در چلہ نے کس کہ گرد عقده حل باہ جز در گاہ خدای غر و جل باہ گفت یارب بن شکال گفتگو باہ در چلہ و اماندہ ام در ذکر تو باہ پرین بکشاے تا بیرون روم باہ وز حدیثہ ذکر نامنون بر م باہ آمد شش آواز با لاف در زمان باہ کان مشائے دان ز لاف جاہلان باہ کو حجاب و پردہ بیرون نامدہ باہ چشم بستہ بیدہ گویان شدہ باہ انگ سگ اندر شکم باشد زیان باہ نے شکار انگیزے شب پاسبان باہ گرگ نادیدہ کہ دفع او بود و زد نادیدہ کہ منع او شود باہ از حریصے در ہواے سرورے باہ در نظر کند و بلا فیدن چرے باہ از ہواے مشرے و گاویار باہ بصیرت پا نہادہ در فشار باہ لمعے ایک شخص چلا کش خواب میں کیا دیکھتا ہو کہ ایک راہ میں ایک کتیا حائلہ ہو ناگمان آواز کتیا کے بچوں کی سنی کہ اُسکے پیٹ میں چلائے تھے اور پیٹ کے اندر چھپے ہوئے تھے جس اُسکوان کی آواز سے بڑا تعجب ہوا کہ ان بچوں نے پیٹ کے اندر کیسے آواز کی بھلا کتیا کے پلے بھی کسی نے جہان میں پیٹ کے اندر چلائے تھے ہیں جب چرونگا اور خواب سے ہوش میں آیا تو حیرت اسکی بڑھتی تھی لیکن نہیں ہوتی تھی چلے میں تنہا بیٹھا تھا دوسرا کوئی تھا نہیں جس سے یہ عقده حل ہو

سوائے درگاہ خدا عزوجل کے کما لے پروردگار میرے اس مشکل و گفتگو کے مارے اس چلے میں میں
 تیرے ذکر و یاد سے سخت عاجز ہو رہا ہوں کہ مطلق اس حیرانی سے نہیں ہو سکتا اس چلے کی قید
 میں ہوں میرے پر کھول دے تو اس ذکر نامنون کو حدیث سے بجاؤں ذکر نامنون وہی خیال
 یلون کی آواز کا کہ جسکا کچھ اجر و منت نہیں حدیث مراد مقام چلہ بس فوراً اسکو آواز غیب سے آئی کہ
 اسکو ایسا سمجھ کہ ایک مثال ہر لاف جاہلون کی کہ ابھی حجاب و پردے سے نکل نہیں پائے ہیں
 اور آنکھیں کھلی نہیں اور یہودہ یک رہے ہیں سنگ جو شکم میں بانگ کرے محض بے نفع اور سر اسر
 زیان ہے نہ تو ایسی جس سے شکرا اٹھے نہ ایسی کہ رات کی پاسبان ہونہ تو بھیرا دیکھا جسکی دافع ہو
 نہ چور جس کی ملغ ہو حریصی سے سرداری کی چاؤ میں لاف و گراف کر رہا ہو اور اس میں جبری
 ہو رہا ہو شوق خریدار و کار و بار دنیا سے اندھا ہو کے فشار و عذاب میں قدم رکھا ہو قولہ ماہ نادیدہ
 نشانہا میدہد ہر روشنائی بیان کرے نہ مشتری نادیدہ گوید صد نشان ہر شاخ و خاید دورغ
 نوشد کف زمان ہر ابرائے مشتری در وصف باہ ہر صد نشان نادیدہ گوید ہر جاہ ہر مشتری کو سود
 جوید خود یکیست ہر ایک ایشان را دران ریب و شکست ہر ابرائے مشتری بے شکوہ ہر مشتری
 را باد وادہ این گروہ ہر مشتری راست اندا مشتری از غم ہر مشتری ہیں بر تر آہ مشتری جو کہ جو این کو
 عالم آغاز و پایان تو است ہر مشتری ہر مشتری را تو بدست ہر عشق بازی باد و معشوقہ بدست
 خود نیا بے سود مایہ گر خرید نہ بدش خود قیمت عقل و خرد ہر نیست اورا خود ہما بے نیم لعل ہر تو برو
 غرضہ کنے یا قوت و لعل ہر حرص کورت کرد و محرومت کند ہر دیو بچون خویش در چو مت کند
 ہر چنان کا صاحب فیل و قوم لوط ہر کوشان مرحوم چون خود آں سخط ہر مشتری را صابران در یافتند ہر چون
 سوے ہر مشتری نشا فتنہ و انکہ گروانید روزان مشتری ہر بخت و اقبال و بقا و شد برے ہر نامہ
 حسرت ہر حلیصان تا ابد ہر بچو حال اہل ضروان در حدیث اللغات سخط و بفتح اول بکروہ ضرمان نام
 و ہیست اسلمعے اس بے بصیرت نے ماہ تو دیکھا نہیں اور سیکڑوں نشان اسکے بتا ہوا و اپنی کج
 روشنائی رکھکے روشن کرنا چاہتا ہو ایسے ہی وہ جو مشتری ہو اسکو نہیں دیکھا اسکے سیکڑوں پتے بتا ہوا و راز خانی
 کرتا ہو اور دوزخ نوشی و کف زنی کے مستحو سے مارے جوش تقریر کے جھاگھ اڑتے ہیں مشتری
 یعنی خریدار کے واسطے و صفت ماہ میں سیکڑوں نشان نادیدہ بیان کرتا ہو تا مرتبہ پائے اور لوگ
 عزت کریں اور ہو یہ کہ وہ مشتری جو فائدہ ڈھونڈھتا ہو وہ ایک ہی ہونہ دنیا کے مشتری لیکن دنیا
 کے لوگوں کو اسکے مشتری پر شک و شبہ ہو اور اس نے یعنی بے بصیرت نے ان بے شکوہ

مشتريوں کے شوق میں اس مشتري کو لکھو یا اور الگ ہی اڑا دیا ہو اسکی کچھ پروا نہیں اب فرماتے ہیں
 مشتري ہمارا وہ ہے جس نے فرمایا ہوا ان ائمہ مشتري من المؤمنین القسم واما الہم بان لم الجنتہ
 یعنی اللہ خریدتا ہے ایمان والوں سے انکے مال و جانیں اس واسطے کہ اس کے پاس ان کے بے
 جنت ہی تو ہر مشتري کے غم سے الگ ہو اسی کی خریداری پر نظر رکھو تو ایسے مشتري کو دھوڑو جو تجھ کو
 دھوڑو دھکا دے جیسا کہ آئے کریم سے ظاہر ہو اور اسکو دھوڑو جو تیرے آغاز و انجام کا عالم و دانا ہی خبردار ہو
 تو ہر مشتري کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے مت کھینچے اس لیے کہ عشق بازی و معشوقہ سے
 ابھی نہیں ہوتی اور اگر ہر مشتري کے ہاتھ چینا جاوے گا اور اس سے ناپے تیرا خریدا تو تو کیا نفع پائے گا
 اس واسطے کہ اس کے پاس قیمت عقل و خرد کی کہاں ہو اسکی قدر و قیمت تو وہی جانتا اس مشتري کے
 پاس تو قیمت ٹکڑے نعل کی بھی نہیں ہے اور تو اس پر یا قوت و لعل عرض کرتا ہو یہ تیری حرص نے تجھ کو
 اندھا بنایا ہو یہی تجھ کو محروم کر لگی اور شیطان اپنی طرح تجھ کو بھی محروم کرے گا جیسے صحابہ فیل و قوم لوط
 ابابیلوں کی کنکریوں سے محروم ہوئے جسکا ذکر قرآن میں ہے وایسل علیہم طیرا بابل ترسیم بحارہ سن بحیل بھیجے
 ان پر پرندہ بابل کہ ڈالے انھوں نے اپنے پتھر اور قوم لوط کی نسبت فرمایا و امطرنا علیہم حجارة اور برسائے
 ہم نے ان پر پتھر اسی شیطان کردہ نے ان کو محروم کیا بس اس مشتري کو صابرون نے پایا ہو جو ہر
 مشتري کی طرف نہیں دیکھتا اور جس نے اس مشتري سے روگردانی کی اس سے بخت و اتبال و بقا
 سب بیزار ہو گئے اور اب تک حسرت ان حریصوں پر رہی جیسے اہل ضرران کا حال حسدین ہوا
 قصہ اہل ضرران اور اس کے حصے کا کہ باب ان کا مسکینوں کو دیتا تھا اور
 ہر چیز سے عشر لکھتا تھا چنانچہ مذکور ہے

قولہ بود و سہ صاعے رہا سینے ہ عقل کامل داشت یا بیان داینے ہ مدوہ ضرران بہ نزدیک مین ہ
 شہرہ اندر صدقہ و خلو حسن ہ کعبہ درویش بودے کوے او ہ آمدندے مستندان سوے او ہ ہم
 ز خوشہ عشر دادے ہیر یا ہ ہم نگندم چون شدے اذ کہ جدا ہ اشد گشتی عشر دای در زمان ہ تان
 شدے عشر و گرداوے زنان ہ از عتب عشر ہ دادے و زموی ہ عشر ہم دادے ہ از و شاب
 نیز ہ ہم زخلو عشر و از با بودہ ہم ہ سے فرو بگذاشتے از پیش و کم ہ عشر ہر دختے فرو نگذاشتے ہ
 چار ہ از دادے انچہ کاشتے ہ بس وصیت ہا کہ کردے ہر زمان ہ جمع فرزندان خود را آن زمان ہ کا شد
 اللہ قسم سکین بعد من ہ و ابگیرید از غور و خوشین ہ تا با ما نہ ہر شکشت و شمار ہ در پناہ طاعت حق
 استوار ہ دخلما و میوہ ہا حلقہ زغیب ہ حق فرستادہ است بے تخمین و ریب ہ در محل و محل اگر خرجی

کئی بزرگ سودہ ستا بر سودہ سے نہ نے بزرگ اغلب دخل زار کشت زار بزرگ راجون ویست اصل
 شمار بیشتر کار خورد زان اندر کہ نہ زار او بر یان شکار زان یفشار کشتن ترک دست بکار
 غلامش ہم زان زمین حاصل شدہ است بکشتن ہم اپنے افزاید زان ہی خود چرم دادیم و سختیان
 اللغات دو شاب شیر انگور و خرما جس پر ایک دور و زنگر سے سے ترش ہو گیا ہو سختیان بالتر
 چرم اے فراتے ہیں ایک مرد صلح اشد و انا تھا غفل اسکی کا مل بھی اور ہر انا قبت انریش تھا
 نزدیک مین کے ایک گاؤں تھا خردان نام وہاں رہتا تھا اور خیرات و صدقہ دہتی مین اور غفل
 حسن مین مشہور تھا بلکہ خود شہر گلی اسکی درویشوں کی کہہ بھی کہ سب او ہر ہی متوجہ ہوتے سستے
 اور سارے حاجتمند اسکے پاس آتے تھے اسکی عادت تھی کہ ہر شے سے عشر اسے دسوان
 حصہ خیرات نکالتا تھا مثلاً جب کھیت کٹ سکے بالیان جمع ہوئیں تو بالیوں سے عشر دیا اور جب
 کہ کے گندم ہوئے تب عشر دیا اور جب گندم پس سکے آٹا ہوتا تب اور جب آٹا پک سکے روٹی ہوئی
 تو اسی وقت روٹی سے عشر دیا اور انگور و خشک اور دو شاب سیٹے شیر انگور و خرما ان سب سے
 بھی عشر دیتا تھا اور حلوا و پانودہ سے بھی چاہے تھوڑا ہوتا چلت بہت بدون عشر دیتے نہیں
 چھوڑتا غرض عشر ہر آمدنی کا فروگذاشت نہ کرتا جو کچھ رہتا چار دفعہ اس مین عشر دیتا اور تمام
 فرزندوں کو اپنے جو اس وقت مین تھے ہمیشہ ہی وصیتیں کرتا کہ اللہ اللہ میرے بعد حصہ مسکین کا غور
 مین آکے بندست کرنا تا یہ کھیتی و غرات پھر پناہ بندگی حتی سے حکم و استوار رہے تل کے نہ چائے
 یہ آمدنیان اور میوے حق تعالیٰ نے مگو غیب سے بے تحین و ریب کے بھیجے ہیں جس محل سے
 کہ یہ آمدنی ہر اگر اس محل پر تو خرچ کرے گا تو وہ درگاہ بالکل سود کی ہو تو بھی سود پر سود پانیکا ترک اکثر
 اسی آمدنی کو جو کشت سے حاصل ہوئی ہر کشت زار مین نوش کے ہوتا ہر اس واسطے کہ اصل انہار کی
 وہی ہر آدرا سا کہ اس مین سے کھاتا تھوڑا ہو اور بوتا بہت جیسے کسان بیچ بچا بچا کے رکھتے ہیں
 اس واسطے کہ اسکو اسکے جتنے مین کچھ شک نہیں ہر آدمی سبب کہ ترک بونے مین دست افشانی
 نہیں کرتا یعنی بونے سے باز نہیں رہتا کہ وہ غلام اسکو اسی زمین سے حاصل ہوا ہو اور بوجی کو جو کچھ
 اس کے کھانے سے بڑھتی ہوتا ہو اس سے چرے اور ادیم اور اور ہر قسم کے چرے خریدتا ہو قولہ
 این زمین و سختیان پردہ است و بس بذاصل روزے از خداوان ہر نفس بذاصل و غفل اینسا
 بودہ اندہ ہم از نیہامی کشاید رزق بندہ و غفل انا بخا اندستش لاجرم ہم انا بخامی کند داد و کردہ ہم
 بکارے در زمین اصل کار بہ تاب و دید ہر یکے را صد ہزار گیم اکنون تخم را اگر کا ستے

در زمینے کش سبب پنداشتی بہ چون دوسہ سالہ نہر وید چون کنی بہ جز کہ در لایہ ودعا ہر سر زمینے
دست بر سر زمینے سوے اکہ بہ دست دسر بردادن رزقش گواہ بہ تابدانے کاصل حاصل رزق اوست
تا ہم ازوے جوید آن کو رزق جوست بہ رزق ازوے جو مجواز زید و عمر و بہ ستے ازوے جو مجواز
بنگ و حشر نہ متعے زو خواہ نے ان گنج و مال بہ نصرت ازوے خواہ نے از عم و خال بہ عاقبت
زینما خواہے مانن بہ ہین کرا خواہے در آن دم خواندن بہ این دم اورا خوان و باقے ماہان بہ
تا تو باشے دارش ملک جہان بہ چون یفر المراءد من اخیہ بہ ہیرب المولود یوما من ابیہ بہ
زان شود ہر دو دست آن ساعت عد بہ کت کو بود از رہ مانع ادبہ اسلعتے یہ زمین و چرٹ صرف
ایک پردہ ہین گراصل روزی کی ہر دم خدا ہی سے جانے رہ کہ یہ سب اصول اُسی کے دخل کے
ہین ان سے رزق کے بند کھلتے ہین یہ رزق کے چیلے ہین یہ آمدنی جو اسکو دہان سے ملی ہر کذا
یہ داد و کرم بھی دہین سے کرتا ہر بس خبردار اگر تو تا ہو تو اصل کی زمین میں ہو تو ایک ایک کے لاکھ
لاکھ پیدا ہون تین نے مانا کہ اگر تو نے بالفعل اس زمین میں تخم بویا جسکو تو سبب جانے ہوے ہر
یعنے یہی زمین موجود اگر اس سے دو تین برس تیرا بویا ہوا نہ بے تو کیا کرے بس یہی تو زاری دعا
میں اپنا سر پیٹے اسکے سوا کیا کر سکتا ہر خدا ہی کی طرف رجوع ہو کے سر پیٹے گا سید ہی سر
پیشا تیرا اسکی رزاقی کا گواہ ہوگا تو تو جانے کہ اصل جو رزق کی ہر اسکی اصل دہ ہر اور اُسی سے رزق
ڈھونڈھنے والا رزق ڈھونڈھے الغرض رزق اُسی سے ڈھونڈھو زید و عمر و سے مت ڈھونڈھو ادستی کا
طالب بھی اسی سے ہونہ بنگ و حشر سے اُسی سے دولت مند ی چاہ نہ گنج و مال سے اور مدد بھی اسی سے
نانگ نہ چچا اور مامون سے اس لیے کہ آخر کو تو ان سے جھوٹ رہے گا پھر بتا اسوقت کس کو بلالے گا
الاجرم اسکو اسوقت یاد کرا تھی سب کو چھوڑ دے تو تو دارش ملک جہان کا ہو جائے تو جاننا ہر یا نہیں
کہ ایک دن بھائی بھائی سے بھاگے گا جیسا کہ فرمایا یوم یفر المراءد من اخیہ اور بھاگے گا بیٹا اپنے باپ
سے اور درجہ اس دشمنی کی یہ ہر کہ اس وقت میں تو تیرے بڑے دوست و اتحاد واسے ہین حتی کہ
یہ جو مذکور ہوے ان سے زیادہ اور کون مگر یہی تیرے بت اور تیری راہ کے مانع ہو رہے ہین اس
دن تجھکو معلوم ہوگا قولہ روی از نقاش ہرے تافقی بہ چون ز نقشے انس دل سے یافتی بہ این دم از
ایدارنت با تو ضد شوند و ز تو برگردند و د خصمے روندہ تو بگو ننگ روز من پیروز شدہ انجہ فردا
خواست شدہ امروز شدہ ضد من گشتند اہل این سرا بہ تا قیامت عین شد پیش مرا بہ پیش
از انکہ روزگار خود برم بہ عمر با ایشان بیایان آورم بہ کالہ معیوب بخیرہ بدم بہ شکر کرو پیش پگہ

واقعہ شد کہ پیش از ان کہ دست سربایہ شدہ بنہ عاقبت معیوب بیرون آمد کہ بنہ سربایہ رفتہ
مال رفتہ اسے نصیب نہ مال جهان دادہ پہلے کالامعیوب بنہ نقدیادہم زر قلبی بستہ نہ شاد شادان
سوسے میخانہ شدہ ہنگامین قلبیہ پیش پیدا شد کنون بنہ پیش از انکہ عمر بگذشتہ فروز بنہ قلبی ماندہ سوسے
تا کنون در گردنم نہ حیث بود کہ عمر ضائع کردہم نہ چون بکہ تر قلبیہ اور نمود نہ پاسے خور واکشم
من زود زود یار تو چون دشمنی پیدا کند نہ کر ز رشک و حقہ را بیرون زندہ توازان اعراض او
افغان مکن نہ خوشتر را بلہ و نادان مکن نہ بلکہ شکر حق کن و نان بخش کن نہ کہ نہ بخشہ در جوال او
کہن نہ از جوالش زود بیرون آمد کہ بنہ تاجو کہ یار صدق سربایہ بنہ اللغات
عین نقد و ذات کر لفتح و تشدید بازگشتن و باز گردیدن و حملہ بیرون و بالضم پیمانہ اسے
تو نقاش سے متوجہ پیرے رہا ہو اس سبب سے کہ نقش سے انس دل پایا گیا ہو اگر اس وقت
یار تیرے بخشے خلاف ہو جائیں اور تجھے پیرے کے دشمنی کی طرف جائیں تو کہ خوب جواب
میرا دن پیر نہ ہو گیا اسے مبارک کہ جو کچھ کل ہوا چاہتا تھا وہ آج ہی ہو گیا سینے آخر اس سربایہ
لوگ قیامت میں میری ضد ہو جائے سو اچھا ہوا کہ ابھی ہو گئے مجھ کو جو قیامت میں ظاہر ہوتا
وہ ابھی ہو گیا قیامت کا ہوتا تو پیشین میں تھا وہ خود عین و نقد ہوا میں اس سے بچا کہ زمانہ
اپنا ان کے ساتھ تیر کر دن اور اپنی عمر ان میں تمام کروں یہ دوستی ان کی کہ ایک کالہ
معیوب تھا جو میں نے خریدا تھا خدا کا شکر ہو کہ اس سے پہلے ہی واقعہ ہو گیا ابھی سویرا ہو پیر
کیا ہوتا جو سربایہ میرے ہاتھ سے نکل جاتا اور یہ کالہ آخر معیوب نکلتا اس سے پہلے
خبردار ہو گیا اس وقت میں ہی کہتا کہ ہاے نصیب عمر و مال و جان سب اس کالامعیوب
کے بدولت کھوئے میں نے کیا کیا نقد دیا اور کھوٹا زریا اور خوش خوش میخانے کی طرف کیا
یعنے عیش و عشرت کرتا رہا شکر ہو کہ یہ کھوٹا بین ابھی معلوم ہو گیا قبل اس سے کہ عمر زیادہ گزر جاتی
اور یہ قلب ایسے ہی میری گردن پر رہتا تو پڑا فوس مجھ کو اپنی عمر ضائع کرنے کا ہوتا اب
جو قلبی اس کی صبح ہی صبح ظاہر ہو گئی ضرور اس سے پائون اپنا روکون گا اور جلد ہی جلدی
اس سے کنارہ پکڑون گا بہتر تو یہی ہو کہ یار تیرا جب دشمنی پیدا کرے اور اس کے رشک
حسد کا حملہ ظاہر ہوے تو اس کے اعراض سے شور و فغان مت کر اور احمق و نادان
مت بن بلکہ حق تعالیٰ کا شکر بجالا اور نذر و نیاز کر کھانا بانٹ کہ اس کی گون میں پڑے
پڑانا نہیں ہو گیا جلدی اس کی جوال سے نکل آیا تا تو یار صدق و سربایہ کو ڈھونڈ

تو کہ نائنین یار یکہ بعد از مرگ تو بد رشتہ یارے او گرد سہ تو بد آن مگر سلطان بود شاہ رفیع بنایا و مقبول
سلطان و شفیع بد رستی از قلاب و آشوب و غسل بد عزاد و دیدے عیان پیش از اجل بد
این جنما سے خلق بر تو در جہان بگریدانی گنج زرا ند نہان بد خلق را با تو چنین بد خوف بد تا راناچار
شرح فرما کند بد این یقین مان کا ندرا حسد جملہ شان بد خصم گردند و عدد و سر کشان بد تا بمانے
با فغان اندر شد بد تا تدرنی فرد خوانان از احد بد اے جفایت بد ز عہد و اقیان بد ہم زداد تست
عہد با قیان بد بشنو از عقل خود اے انبار دار بد گندم خود را بارض اللہ سپار بد تا شود
این زور و دلازش پیش بد دیور باد یوچہ زو تر بکش بد گوہے تر ساندت ہر دم ز فقر بد بھج بکبکش
صید کن اسے ترہ صقر بد از سلطانے عزیز و کامیار بد سنگ باشد گر کند بکبت شکار بد پس صیت
گرد و تخم و غلط کاشت بد چون زمین شان شور شد سودے نہ داشت بد گرچہ ناصح را بود و صد اعینہ
پند نہ افشے بہا بد داعیہ بد تو بعد تلطیف پندش مے دہے با او ز پندت می کند پہلو ہستی بد یک کس
تا شمع زاستیزد بد بد صد کس گویندہ را عاجز کند بد زانہیا ناصح تر و خوش لہجہ تر بد کے بود کہ کوفت
دم شان و رجہ بد زانچہ سنگ دکوہ و رکاردند بدے نہ شد بد بخت را بکشادہ بد سند بد
اللغات و اقیان نگاہ دارند گان شپش بھمتین ہندی جیلہر اور گھن دیوچہ ہندی جو تک و
دیک صقر بالفتح چرخ کہ جانور شکاری ہو و داعیہ ارادہ و خواہش و داعیہ حافظ و نگہبان اسے
بتا سید صدر فرمایا کہ وہ یار صدق و سمدی ایسا نائنین یار ہو کہ بعد تیرے مرنے کے رشتہ
اسکا تیرھا ہو جائے گا لے حکم و مضبوط اور وہ یا تو سلطان و شاہ رفیع خود ہو گا یا درگاہ سلطان کا
مقبول و شفیع ہو گا بس جب ایسا یار تجھ کو مل گیا تو تو ان کھونٹوں قلاب اور دند و غاسب سے
چھوٹ گیا اور عزت اسکی ظاہر قبل اپنے مرنے سے دیکھ لیا گا اور مخلوق جو تجھ پر جفا و جور کرے اُس
سے تا خوش ست ہوا اسکو ایک گنج زر جان یہ چھپا خزانہ ہو اُس سبب سے کہ مخلوق کو وہ اسی واسطے
شفیے بد خور و یتا ہو کہ تو چار ناچار ان کی طرف سے ٹھہر پھر کے اس طرف متوجہ ہوئے اور ہر
بھی یہ کہ آخر یہ سب تیرے دشمن اور عدد اور تجھے سرکش ہو جائیں گے اسکو خوب
سمجھ رہے تو تو گوریں ہر ایک سے چلا تا اور یہ کتنا رہ جائے گا کہ تجھ کو اکیلا ست چھوڑ دے کب سننے
اب مولا غریب ستے ہیں کہ لے جفا تیری ان محافظوں نگہبانوں سے بہتر اور جو لوگ باقی ہیں
ان کا عہد بھی تیری ہی داد سے ہوئے انبار دالے ذرا اپنی عقل سے تو سن جو کہ رہی ہو
کہ اپنا انبار گندم کا راض اللہ کے سپرد کر دے یعنی بودے جو مراد بدل و کم سے بد تو پور و گھن

دونوں سے بخت ہو جائے دیو کو دیو چہ یعنی دیک سے جلدی تمام کر دے وہی تجھ کو محتاجی سے
 ہر دم ڈر رہا ہو تو اسے چرخ زنجیر کی طرح اُسکو دبوچے اور شکار کر کہ تو باز سلطانی اور غلغلیہ و
 کامیاب ہو کے کبک کا شکار ہو جائے بڑے تنگ کی بات ہے انقصتہ اُس مردودہ الخ سے
 بست و صیتیں کہیں اور تھم موعظت ہوئے جو زمین اُسکے فرزندوں کے دل کی کھاری تھی پھسے
 فائدہ نہ کیا آپ فرماتے ہیں صاحب کی اگرچہ کیسی ہی خواہش دارادہ نصیحت میں فائدہ پہنچانے کا ہو
 لیکن اُذن بھی تو داعیہ ہوں یعنی کان محافظ و نگہبان اور جب یہ حال ہو کہ تو تو سیگڑوں لطفت
 و لطائف کے ساطفہ نصیحت کرے اور وہ تیری نصیحت سے کٹا رہ کش ہو تو پھر کیا
 فائدہ ایک آدمی نہ سننے والا لڑائی و رد سے سوگویندوں کو عاجز کرنا جو انبیاء سے بڑھکے کوئی
 ناصح اور خوش لہجہ ہوگا جن کے دم نے ہارڈون کو بلایا اور پھر وین میں اتر کیا لیکن جس سے
 کہ سنگ و کوہ موثر اور فعل پذیر ہو گئے بد بخت کے بند اس سے کشادہ ہلو سے
 وہ دیسا ہی پھنسا رہا

اس بیان میں کہ عطا حق کی اور قدرت اسکی موقوف قابلیت پر نہیں ہو
 جیسے اُس میں کی کہ اُسکو قابلیت ہو

قولہ آن چنان دلائل کہ بد شان ما من بہ لغت شان شدہ بل اشد قصودہ بہ چارہ آن دل عطا سے
 مبدلیست بہ داد اور قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد اور ست بہ دالب و قابلیت
 ہست پوست بہ اینکہ موئے راعصا ثعبان شدہ بہ ہیچ خورشیدی کفش رختان شدہ بہ صد ہزار ان
 معجزات انبیاء کہ ان گنجد و ضمیر و عقل ما بہ نیست از اسباب تعریف خداست بہ نیستہارا قابلیت
 از کجاست بہ قابیہ کہ شرط فعل حق بدے بہ ہیچ معدومے بہتے نامدے بہ منتہی نہاد اسباب
 طرق بہ طالبان رازیرین ازرق تنق بہ بیشتر احوال بر سنت ر و دہ گاہ قدرت غارق سنت شود
 سنت و عادت نہادہ بامزہ بہ باز کردہ حشری عادت خجڑہ بہ بے سبب کہ عزل ما موصول
 نیست بہ قدرت از عزل سبب معزول نیست بہ اسے گرفتار سبب بیرون سپر لیک
 عزل آن سبب ظن میر بہ ہرچہ خواہد آن سبب آرد بہ قدرت مطلق سبب بار و دہ لیک اغلب
 بر سبب رائد نفاذ تاہد طابے جستن مرادہ چون سبب نبود چہ رہ جوید مرید بہ بس سبب در
 راہے آید پدید بہ این سببما بر نظر پار و ہاست بہ کہ نہ ہر دیدار صنعتش را سترست بہ دیدہ را باید
 سبب سوراخ کن بہ تا جب را بر کند از پنج وین بہ تا سبب بینداند لامکان بہ ہر زہ بیہ جد و اسباب

وکانہ از سبب میرسد ہر خیر و شر نیست اسباب و وسائل اسے پردہ جز خیال منعقد بر شاہراہ
 تا باز در غفلت چند گاہ بہ اللغات نفاذ نشاے پر پہنچا تیر کا اور جاری ہونا فرمان کا وسائل جمع واسطہ
 اسلئے یعنی وہ دل کہ مومن اور تکبر و غرور سے بھرے تھے اور کہتے تھے جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں
 اور انہیں کی شان میں تم قسمت قلوب کم من بعد ذلک نمی کا بجارۃ او اشدہ تسوۃ ہو یعنی پس سخت ہوے
 دل تھارے جدا اسکے سودہ مثل پتھر کے ہیں یا پتھر سے سخت تر ایسے دلون کے علاج عطا
 مہبل حقیقی کی ہو وہ بدے تو بدین اس لیے کہ اسکی داد کو قابلیت شرط نہیں ہی بلکہ شرط قابلیت کی
 اسکی داد ہو جس کی ہندی دین ہو اس واسطے کہ داد خلاصہ و مغز ہو اور قابلیت پوست و کچھ حضرت
 موسے کے ہاتھ میں عصا اڑا ہوا اور تھیلی ان کی مثل خورشید کے روشن ہوئی اسکے سوا لاکھوں ہتھ
 انبیاء کے جو ہماری عقل و دل میں سما نہیں سکتے یہ سب اسباب تصرف خدا سے ہیں کہ ایک
 حال سے دوسرے حال پر ہو گئے ورنہ یہ سب نیست تھے پھر نیست کو قابلیت
 کمان سے آئی اگر قابلیت فعل حق میں شرط ہوتی تو کوئی معدوم عالم ہستی میں کب آتا اُس نے یہ حسان
 کیا کہ جو طالب اس آسمان کے بچے ہیں ان کی راہوں کے اسباب ان کو بتا دیے کہ بہت
 اور اکثر احوال اُسی سنت و عادت پر جاری ہیں مگر کبھی قدرت اُس کی خارق سنت کی بھی ہوتی ہے
 یعنی خلاف عادت اگرچہ سنت و عادت بامزہ تو ہر حال میں اُس نے رکھی ہے مگر خرق عادت کو
 معجزہ بھی کر دیا ہے کہ وہ معجزہ ہی کو نظر اہرے سبب کے کوئی عزت ہو حاصل نہیں ہوتی لیکن قدرت
 اسکی سبب کو بیکار کر دینے سے بھی مغزول نہیں چاہے جسکو بیکار کر دے تو اے گرفتار سبب کے
 کہ تیرے واسطے سبب بنا دیے ہیں ان سے الگ ہو کے زیادہ مت اڑے یعنی سبب کو بھی
 جانے رہ لیکن اسباب کے عزل میں بھی کہ آیا وہ سبب ان کو مغزول کر دیتا ہی یا نہیں اس میں بھی شک
 و گمان متکرمیقین جان کہ اسکو اختیار عزل سبب کا بھی ہے جو کچھ چاہتا ہے وہ سبب ہی ظہور میں لاتا ہے
 اور اُسی کی قدرت سببوں کو بھی پھاڑ ڈالتی ہے خلاف سبب کے ظہور میں لاتی ہے لیکن اکثر یہی ہے کہ
 کہ سبب ہی پر نفاذ حکم کا ہی تو طالب اپنی مراد ڈھونڈنے سے آگاہ ہووے اور جانے مثلاً
 اگر پیر ہو جو سبب ہی خدا تک پہنچنے کا تو مرید کیا ڈھونڈے کہ اس راہ میں بہت سبب
 ظاہر ہوتے ہیں اور یہ سبب نظرون کے پردے ہیں کس واسطے ہر کوئی نظر لائق دیدار اسکی
 صنعت کے نہیں ہو دیرہ ایسا چاہیے جو سبب میں سوراخ کرے تو جتنے حجاب ہیں سب
 کی جڑ بنیاد نکال ڈالے اور سبب کو لامکان میں دیکھے اور بسیاری کو ششیں اور

اسباب جو اس دکان کے ہیں سب کو یہودہ جانے اور ہر خیر و شر کو اسے پدر سبب سے جانے اور جملہ سببوں اور واسطوں کو نیست سمجھے کہ یہ جملہ سبب و وسائط سوائے اس کے نہیں ہیں کہ ایک خیال ہیں جو اس شاہراہ دنیا پر جو عام لوگوں کا رستہ ہو بردے گئے ہیں تا چندے دور غفلت کا قاتم رہے اور دنیا کا نظام ہو

بیان ابتداء خلقت آدم کہ جبریل کو حکم خاک لانا کا ہوا

قولہ چونکہ صانع خواست ایجاد بشرۃ از برای ابتداء خیر و شر کہ جبریل صدق را فرمود و رو بہ مشیت خاکی از زمین بستان کر و بہ او میان بہشت و مہیاد بر زمین بہ تا گزار و امر رب العالمین بہ دست سوے خاک برو آن موتمن بہ خاک خود را در کشید ازوے علن بہ پس زبان بکشاد خاک و لا بہ کر و بہ کر برائے حرمت خلاق منرد بہ ترک من گو و برو جامع بخشش بہ رو بہ تاب از من عنان خنک بخشش بہ و ز کشاکش و تکلیف و خطر بہ ہر اللہ ہل مراد در گذشت بہر آن لطیفکہ حقت برگزیدہ کر و بر تو لوح و علم کل پدید بہ تو ملائک را معلّم آمدے بہ دانا با حق مکّم آمدے بہ ہر صغیر انبیا خواہے بدن بہ تو حیات جان و روحے نے بدن بہ بر سر انیلت فضیلت بود زان بہ کو حیات تن بود تو آن جان بہ بانگ صورش نشاء تنہا بود بہ نفع تو نشو دل یکتا بود بہ جان جان تن حیات دل بود بہ پس ز ذاتش ذات تو فاضل بود بہ باز میکائیل رزق تن و ہد بہ سے تو رزق دل روشن و ہد بہ او بداد کیل پر کردہ است ذیل بہ و او رزق تو نمی گنجید کیل بہ ہم ز غزرائیل با قہر بہ عطش بہ تو ہی چون سبق رحمت بر غضب بہ حاملان غرش چارند تو شاہ بہ بہترین بر سر چار سکہ زانباہ بہ روز محشر بہشت بنیے حاملانش بہ ہم تو باشی افضل بہشت آن زمانش بہ ہمچنین بر می شمر دے گریست بہ پوے سے بردا و کزلان مقصود چیست بہ معدن شرم و حیا بہ جبریل بہ بہشت آن سوگند ہا بروے سبیل بہ بسکہ لاہ کر دش و سوگند داد بہ باز گشت و گفت یارب العباد ہمین نبود ستم بکارے سر سرے بہ لیک از انچہ رفت تو دانا ترے بہ گفت نامے کہ زہوش سے بصیر بہ ہفت گردون باز ماند از مسیر بہ چون بنام تو مرا سوگند داد بہ رحمت عام است و احسان دوداد بہ شرم آمد گشتم از نامت نخل بہ ورنہ آسانست نقل مشیت گل بہ چون تو قوت دادہ الماک را بہ کہ بداند این افلاک را بہ مشیت خاک کے راجہ قدر و قوتست بہ برگزمتن لیک غالب رحمت است بہ اللغات گورہن مجازا قید عطش ہلاکی المعنی جب صانع قدرت نے بشر کا ایجاد کرنا چاہا تا ہر خیر و شر سے اسکو آزمائے جبریل صدق کو حکم دیا

جا ایک مشت خاک زمین سے گروے آلفظ صدق ایسا ہے جیسے زید عدل گروے مراد مشت طیبہ
 کہ پھر ہم اسکی اُسکو دیدین گے اور پھر دین گے جیسا کہ بعد مرنے کے خاک میں خاک جاملاتی ہے
 جبریل مکر باندھو کے مستعد ہوئے اور زمین پر آئے تو حکم رب العالمین کا بجالائیں اور خاک کی طرف
 وہ امین حق مشت خاک کے لیے ہاتھ دے گئے خاک نے آپ کو بر ملا و علانیہ ان سے
 بچایا پھر زبان کھولی اور خوشامد شروع کی کہ بطفیل حرمت خلاق فرد کے مجھ کو چھوڑ دے
 اور جا اور میری جان بخش اور اپنے خنگ رخس کی باگ پھر دے اور مجھ کو کشاکشون اور
 تکلیف و خطر سے تو خدا کے واسطے چھوڑ دے اور چلا جا اور واسطے اُس لطف کے جس سے
 خداے تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا ہے اور تجھ کو لوح محفوظ و علم کل ظاہر کیا مجھ کو جانے دے
 مجھ کو خداے تعالیٰ نے معلم فی مشنوں کا کیا اور ہمیشہ تو خدا سے کلام کرتا ہے اور ایک
 وقت میں ہمسفر اولیا کا ہوگا اور انھیں حیات جان و روح کی ہر نہ بدن کی اسرافیل پر تجھ کو
 تفصیلات اسی سبب سے ہو کہ وہ حیات تن ہے اور تو ملک جان اُس کے صور سے
 بالیدگی تن کی ہوگی تیرے دم سے دل یکتا کی بالیدگی ہوتی ہے بس ہر گاہ کہ جان جان تن اور
 حیات دل کی ہو لہذا اسرافیل کی ذات سے تیری ذات فاضل ہے اور میکائیل بھی رزق
 تن کا دیتا ہے تیری سعی رزق دل روشن کا دیتی ہے اُس نے رزق دینے میں اپنا دامن بھرا ہے
 تیری رزق کی دین کسی پیانے میں نہیں سمائی رہے عزرائیل وہ باقصد و ہلاکت ہیں اُن
 سے بھی تو بہتر ہے اس واسطے تو رحمت ہے اور رحمت کو غضب پر سبقت جیسا کہ فرمایا
 سبقت رحمتی علی غضبی حامل عرش کے چار فرشتے ہیں اُن میں تو پادشاہ ہے اُن چاروں
 سے بہ سبب علم و انتباہ کے اور قیامت کے دن اچھے فرشتے حامل ہوئے اسوقت
 بھی تو اُن آٹھوں میں افضل ہوگا بس ایسے ہی فضائل جبریل کے بیان کرتی تھی اور روتی تھی
 اور اسکی بولی تھی کہ اس سے مقصود کیا ہے جو کہ جبریل معدن شرم و حیا کے تھے ان قسموں
 نے اُن کی راہ بند کردی غرض اسکی خوشامد کرنے اور قسمیں دینے سے جبریل لوٹ گئے
 اور عرض کی کہ لے رب العباد تیرے کام میں سرسری اور غیر مستعد نہیں ہوا ہوں لیکن جو کچھ
 گذرا ہے اُسکو تو خوب جانتا ہے اُس نے اے بصیر ایسا نام تیرا لیا جس کی ہیبت سے ہفت
 آسمان بھی گروش و سیر لینی چھوڑ دیتے جب تیرے نام کی مجھ کو قسم دی اور تو سر اس
 رحمت عام ہے اور احسان و محبت مجھ کو شرم آئی اور تیرے نام سے شرمایا نہیں تو ایک

مشت خاک کا اٹھانا بڑی آسان بات ہے جب تو نے ایسی قوت ملائک کو دی ہو کہ جیسا ہیں تو
افلاک کو پھاڑ ڈالیں پھر مشت خاک کی کیا قدر و قوت ہو اور اسکا لے لینا لیکن کیا
کردن رحمت غالب ہو

آنا میکائیل کا زمین پر واسطے لیجائے خاک کے

قوله گفت میکائیل راتو روزیہ مشت خاک کے دریا ازوے دلیر نہ چونکہ میکائیل شد تا خاکدان
دست کرد او تاکہ ہر بایدازان بہ خاک لریزد و در آمد در گریزہ گشت اولایہ کنان و اشک ریزہ
سینہ سوزان لایہ کرد و اجتماد بہ باس رشک خویش سو گند وادہ کہ بحق لطف یزدان حمیدہ
کہ بکروت حامل عرش مجیدہ کیل از ذاق جہان را مشرقیہ تشنگان فضل را تو
مغربیہ نہ تا کہ میکائیل از کیل اشتقاق بہ دار و کیال شد در ارتفاق نہ کا ما غم وہ مرا
آزاد کن بہ بین کہ خون آلودہ سے گویم سخن بہ معدن رحم کہ آمد ملک بہ گفت چون ریزم بریش
او نمک بہ پچنانکہ معدن قہرست دیو نہ کہ برآرد از بنی آدم عنریو بہ سبق رحمت بر غضب
ہست اسے فتا بہ لطف غالب ہو و در وصف خدا بنندگان دارند لایہ خوے او بہ
مشکماشان پُر ز آب جوے او بہ آن رسول حق قلاؤز سلوک بہ گفت الناس علی دین
ملوک بہ رفت میکائیل پیش رب دین بہ از غرض خالے دو دست و استین بہ گفت لے
دانا سے سرور رب دین بہ کرد خاک نوہ گر لایہ انین بہ خالم از زارے و نوہ پست کرد بہ گریہ بسیار
کرد آن روے زرد نہ آبیدہ پیش تو بافتد بود بہ من نہ تا لستم کہ آرم ناشنود بہ آہ دزاری
پیش تو بس فتد داشت بہ من نہ تا لستم حقوق آن گناشت بہ اللعاس انین نالہ
المنعنی یعنی جب جبرئیل خالی پھر گئے میکائیل کو حکم ہوا کہ تو نیچے جا اور ایک مشت
اُس سے دلیر ہونے سے اسب کہ میکائیل اُس خاکدان کی طرف گئے اور ہاتھ بڑھایا کہ خاک
اُس سے لیجائیں خاک اُن سے بھاگنے اور کانپنے لگی اور آنسو بہانے اور خوشامد کرنے
سوز سینہ سے خوشامد و اجتماد کر کے باشک خوئی قسم دی کہ تلو لطف یزدان حمید کی قسم ہو
جس نے تلو حامل عرش مجید کا کیا ہو تم پیماؤ رزق جہان کے مشرق ہو تمھیں سے رزق
جہان کا طلوع و ظہور کرتا ہو اور تمھیں تشون فضل کے مغرب ہو یعنی صبح شام دونوں وقت
تم سے رزق پاتے ہیں اس سبب سے کہ میکائیل کیل سے شتق ہو بس رزق پہونچانے کے
تم ہی کیال ہو اب جواب قسم کا ہو کہ مجھ کو امان دو آزاد کرو دیکھو تو کیسی خون آلودہ باتیں کرتی ہو

جو کہ فرشتے معدن رحم خدا کے ہیں انھوں نے کہا دل میں کہ میں اس کے رحم پر کیوں شک
 ڈالوں جیسا کہ سعد بن قیس شیطاں ہو کہ نبی آدم سے شور اٹھا رہا ہو خدا کی رحمت غضب پر بالیقین
 خدا کا وصف لطیف غالب ہو اسی وجہ سے جو اُس کے بندے ہیں اُسی کی عادت رکھتے ہیں
 اس لیے کہ اُن کی مشک بھی تو اُسی نہر سے بھری گئی ہو چنانچہ آنحضرتؐ یعنی رسول حق راہِ برہ راہ
 سلوک نے منہرایا ہو کہ آدمی ادب و وضع و روش اپنے پادشاہوں کے ہوتے ہیں بس پاس
 رب دین کے گئے اور غرض سے دونوں ہاتھ بھی خالی اور آستین بھی خالی کیا اور اُدا سے راز
 اور رب دین خاک بہت نوحہ کر ہوئی اور بڑی خوشامد و نالہ کیا اُس کے نالہ اور خوشامد نے
 مجھ کو عاجز کر دیا اور بڑا گریہ کیا جو کہ بیدیدہ تیرے سامنے نہایت با قدر ہو مجھ سے یہ نہیں
 ہو سکا کہ اُس کو نہ سنوں تیرے سامنے تو آہ و زاری بڑی قدر رکھتی ہو میں بھی اُس کے حق فرو
 گذاشت نہ کر سکا قولہ پیش تو پس تدر دار و چشم تر بین چگونہ گشتے استیزہ کر و دعوت
 نار نیست روز کے پنج بار بندہ رکہ در غار آرد بزار یہ نعرہ مؤذن کہ جی علی الصلاح
 الصلاح اُن نار نیست و اقتراب ایکہ خواہے کہ غمش خستہ کنے نہ راہ زاری برویش
 بستہ کنے نہ تا فرد آید بلا بے دافے نہ چون نباشد از تضرع شافعے نہ و انکہ خواہی کہ بلا پیش
 و آخرے نہ جان اور از تضرع آورے نہ گفتہ اندر نبی کان امتان نہ کہ برایشان
 آمد آن تہہ گردان نہ چون تضرع سے نکر دہ آن نفس نہ تا بلا دایشان نہ گشتی باز پس نہ لیک
 دہماشان چو قاسے گشتہ بودہ وان گناہان شان عبادت سے نمودہ تا نماند خویش را
 مجرم عنیدہ آب از چشمش کجا داند دیدہ اللغات اقتراب مانگنا و سوال کرنا قاسی سخت اسلغے
 پھر موافق بیان صدر کے کہا کہ تیرے سامنے چشم ترکی بڑی قدر ہو میں اُس سے کیسے لڑائی کرتا
 ہر دن میں پانچ دفعہ دعوت زاری کی بندہ کو ہوتی ہو یعنی بلایا جاتا ہو کہ غار میں زار و عاجز ہو کے
 آئے اور وہ نعرہ جیسے علی الصلاح کا ہو کہ آؤ واسطے بھلائی کے جو مؤذن کہتا ہو کہ منلاح
 زاری ہو اور سوال کرنا اسے بہت اگر تو چاہتا ہو کہ کسی کو غم سے خستہ کرے تو راہ زاری کی
 اُس کے دل پر بندہ کر دیتا ہو تا کوئی بلا اس پر ایسی پڑے جس کا کوئی دافع نہ ہو جب کہ اُس کے
 ساتھ تضرع سے اسکا سفارشی نہیں ہو کہ جو بلا سے چھوڑے اُسکی جان کو تضرع کی طرف
 رجوع کرتا ہو تہران شریف میں کہا ہو کہ اگر اُس امت کے لوگ جن پر قہر سخت نازل ہوا تھا
 جو اُس وقت وہ زادی نہ کرتے ہرگز وہ بلا اُن سے نہ لوثتی لیکن دل اُن کے جو سخت

ہو گئے تھے وہ گناہ آئے انکو عبادت معلوم ہوئے تھے ظاہر ہو بیتک سرکش آپ کو مجرم نہیں جانتا
آنسو اُس کی آنکھ سے نہیں نکلتا

قصہ قوم یونس علیہ السلام

قولہ قوم یونس یا چوپیا شد بلا ابر پر آتش جدا شد از سما بہ برق کے انداخت یسوزید سنگ
ابرمی غریب رخ مے ریخت رنگ بہ جملگان بریا ہوا بود غیب نہ کہ بدید آمد ز بالا آن کرب بہ چونکہ
یونس از میان شان رفتہ بود بہ از جود و حقہ آن قوم عنود بہ لیک چون دیدند آثار بلا بہ تضرع
آمدند و لاہیا بہ جملگان از یا ہما شیب آمدند بہ سر بر ہنہ جانب صحرا شدند بہ مادران بیگان
برون انداختند بہ تاہمہ نالہ نفیر افرختند بہ از من از شام تا وقت سحر ہ خاک مے گردند
بر سر آن نفوس جملگے آواز ہا بگرفتہ شد بہ رحم آمد بر سر آن قوم لد بہ بعد نومید مے دآہ
نا شکست بہ اندک اندک ابر و آگشتن گرفت بہ قصہ یونس دراز ست و عریض بہ وقت خاک
ہست و حدیث مستفیض بہ چون تصرع را بر حق قدر ہاست بہ آن ہما کا نجاست زاری را
کجا است بہ ہین امید اکنون میان را جست بند بہ خیزاے گویندہ و دائم بخند بہ
با تصرع باش تا شادان شوے نہ گریہ کن تا بید بان خندان شوے نہ کہ برابر می نمود
شاہ مجید بہ اشک را در فضل با خون شیبہ بہ ہر تضرع کو بود ہا سوز و درد بہ آن تصرع
را اثر ہا شد بہ درد لایہ کرد و اشک چشم خولیش را ند بہ رحمت آمد و آن غضب را در نشاند بہ
اللغات لہ سخت خصومت والا لہ قصہ قوم یونس پر جو بلا پیدا ہوئی ایک
ابر پر آتش آسمان مے جدا ہو کے آیا اور ایسا ابر کہ بجلی گزاتا تھا جس مے چھہ
جلتے تھے اور ایسا غرانا تھا جس مے منہ نہر دہوے جاتے تھے یہ سب لوگ رات
مین آثار یون پر تھے ناگمان یہ کرب ان پر آسمان مے ظاہر ہوا حضرت یونس تو ان مین
مے چلے ہی گئے تھے اس قوم کے دانستہ انکا روحہ مے لیکن انھوں نے جو آثار
بلا کے دیکھے تو زاری و دعا کرنے لگے سب چھتوں مے اترے اور ننگے سر جھکل کی
طرف دوڑے ماؤں نے اپنے بچے ٹال دیے تا انھوں نے بھی نالہ و فریاد اٹھائے
مغرب کے وقت مے صبح تک وہ لوگ اپنے سر پر خاک ڈالتے رہے جب
سب کی چلاتے چلاتے آواز بڑھئی تب رحم اُس قوم پر خصومت پر آیا بعد نومید مے آہ
بے عجب کے تھوڑا تھوڑا وہ ابر کھلنے لگا اب فرماتے ہین قصہ یونس کا

تو بڑا تنہا چڑھا ہر گز وقت خاک کا ہوا اور ذکر متفیض کا فیض خاک سے فیض پانے والے کا لے
میکائیل جو خاک لینے آئے تھے اب لے آسید تو نے سنا کہ تضرع کو خدا کے سامنے بڑی
قدر ہو اور جیسی قیمت اس کی وہاں ہی ایسی اور کہاں ہی تضرع ہو تو بھی اپنی مکر کس کے
باندھ اور گریہ کرتا ہمیشہ ہنستا رہے تو بھی تضرع کیا کر اور شادان رہ اور گریہ کرتا ہمیشہ ہنستا رہے
خندان ہوئے اس واسطے کہ پادشاہ مجید اشک کو فضیلت میں خون شہید کے برابر جانتا ہی
جو تضرع کہ سوز و درد کے ساتھ ہوتا ہی اسکا اثر آدمی کو پہونچتا ہی جیسے اس قوم نے خوشامد کی اور
آنکھوں سے آنسو بہائے آئندہ رحمت آئی اور اس غضب کو اس نے

دیا ہی دیا

بھینٹا اسرائیل کا واسطے کف خاک کے

قولہ گفت اسرائیل بائیدان ما کہ ہر داز خاک پیکر کن کف بیا بن آمد اسرائیل ہم سوے زمین پ
باز آغاز یہ خاکستان چین پکاے فرشتہ صور اے بحر حیات پکاے زوہما سے
تو جان با بد موات پکاے دردے در صورتیکہ بانگ عظیم پیر شو و محشر خلایق از زمین پکاے
در صورت گئے الصلا پیر جہیدے کشنگان کر بلا پکاے ہلاکت دیدگان از تیغ مرگ پکاے
برزخ از خاک سرخین شاخ و برگ پکاے رحمت تو امان دم گیرے تو پکاے ہر شودان عالم از احیاء
تو پکاے تو فرشتہ رحمت نما پکاے حامل عرشے قبلہ دادا پکاے عرش معد نگاہ داد و عدلت
چار چور زیر او پیر مغفرت پکاے شیر و جوے شہد جاودان پکاے جوے نمر و جملہ آب روان پکاے
پس ز عرش اندر بہشتستان رود پکاے در جہان ہم چیز کے ظاہر شود پکاے گچ اکودہ است انجبا
آن چہار پکاے از چہ از ہر فناے تا گوار پکاے ہر خاک تیرہ ریخت نہ نان چہار وقتہ انجخت نہ
تا بجوید اصل آن را این خسان پکاے خود بدان قلن شد نداین تا کسان پکاے شیر وادہ پرورش اطفال را
چشمہ کردہ سینہ ہر زال را پکاے معنی حب میکائیل بھی خالی پھرے تو ہمارے خدا سے
پاک نے اسرائیل سے کہا کہ جا اور خاک سے ایک مٹھی بھرے اور پھر آئیں
اسرائیل بھی زمین کی طرف آئے پھر اس خاکستان نے وہی باتیں شروع کیں کہ
لے فرشتہ صور اور اے دریا حیات کے تودہ ہی کہ تیری پھونکوں سے مردے
جان پائیں گے تو صورتیں ایسی ایک بانگ عظیم پھونکے گا کہ بوسیدہ ہڈیوں کی خلایق سے
عشر بھر جائے گا تو صورت پھونکے گا اور کئے گا کہ تلو صلابے اے کشنگان کر بلا سے

اٹھو اسے ہلاکت دیکھے ہوؤ تیغ مرگ کے اب سرخاک سے نکالو جیسے شاخ و برگ سر نکالتے ہیں
 بس رحمت تیری اور دم گیر تیرا جس سے سارا عالم تیرے احیا سے بھر جائے گا تو فرشتہ رحمت کا ہی
 رحمت کو حامل عرش کا ہے اور قبلہ انصاف و فریادوں کا کس واسطے کہ عرش معدن گاہ داد و معیت
 کی ہے جسکے نیچے نہرین مغفرت کی جاری ہیں ایک جو شیر دوسری شہد جاودان کی تیسری شراب
 چوتھا جلا اب روان کا کہ یہی چاروں عرش سے بہشتستان میں جاتی ہیں اور جہان میں بھی
 ان سے کچھ کچھ ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ یہ چاروں یہاں صاف نہیں مثل وہاں کے ان میں آلودگی
 کیا ہے ہر فنا ناگوار کی کہ وہاں کی جاودان ہیں ایک جرئ ان چاروں سے قضا و قدر نے
 زمین پر بھی ڈال دیا ہے کہ کیسے فتنے اٹھائے ہیں تباہ خس دنیا کے اسکا پتا ڈھونڈھیں مگر
 یہ ناکس اسی پر قلع ہو گئے شیر تو اس نے واسطے پرورش بچوں کے دیا اور اسکا چشمہ
 سینہ ہر زال کا بنایا دال مراد دایہ سے ہے قولہ خمر دفع غصہ داندیشہ را بہ چشمہ کردہ از عنب
 در باغما بہ انگبین دارو تن رنجور را بہ چشمہ کردہ باطن زہور را بہ آب بہر عام اصل و فرع را بہ
 از برائے طہر و بہر کرع را بہ تازنیہا پہلے برے سوے اصول بہ توبہ دین قلع شدے سے
 بدالفضل بہ بشنو اکثون ماجراے خاک را بہ کوچہ مے گوید فسون محراک را بہ پیش اسرافیل
 گشتہ او عبوس بہ مے کند صد گونہ شکل چا پلوس بہ کہ بحق ذات پاک ذوالجلال بہ کہ مدارین
 قہر را بر من حلال بہ من ازین تقلیب بوئے مے برم بہ بدگمانے میر و داند سرم بہ ہین ترحم
 کن ہین رحمت منا بہ ترا کہ مرغے را نیاز دہما بہ اے شفا در رحمت اصحاب درد بہ تو ہماں
 کن کان دو نیکو کار کردہ زودا اسرائیل باز آمد بشاہ بہ گفت عذرو ما جرائز و آلہ بہ کردون
 فرمان بدادے کہ بگیہ بہ عکس آن الہام کردے در ضیہ امر کردے در گرفتن سوی
 گوش بہ نہی کردے از قساوت سوے ہوش بہ رحمت او بیحد ہست و بیکران بہ او حکیم
 است و کریم و مہربان بہ سبق رحمت گشتہ غالب بغضب بہ لے بدیع انحال نیکو کار رب بہ
 اللغات کرع آب باران ایستادہ و آب بدہان فرو بردن اسلئے انھیں چارچو سے
 شراب ہے کہ واسطے دفع رنج و اندیشہ کے بھیجی گئی چنانچہ شراب غم غلط کرنے والی شے ہے
 اور اسکے چشمے باغون میں انگور بنائے آویزا انھیں سے شہد ہے جو دارو تن رنجور کی ہے اور چشمہ
 اس کے باطن زہور کے آویزا انھیں سے آب کہ واسطے ہر اصل و فرع کے کارآمد ہے کہ
 جس سے طہارت بھی کرتے ہیں اور دوسرے وقت کے لیے بھی تالابون وغیرہ میں

جبر رہتا ہے لیکن ان سب سے مطلب یہی ہے کہ تو ان فروع سے اصول کا کھوج لگائے کہ حجت کہ
تو انھیں بہ تلافی ہو گیا آگے نہ بڑھا اس سے زیادہ کون سی فضولی ہے اب فرماتے ہیں یہ باتیں تو ہٹنا
ہو گئیں مگر خاک کا سن کہ وہ کیا فسون محرک پر دم کرتی ہے محرک کے سنے بسیار
حسرت دہندہ کہ عبادت اسرافیل سے ہو اس نے اسرافیل کے سامنے بڑی ترش روی
ظاہر کی اور سیکڑوں طرح شکلیں چا پلو سی کی بنائیں اور کہا کہ تجھ کو قسم ہوا ذات پاک و الجلال
کی کہ یہ تمہارے جلال مت جان یعنی روائت رکھ میں اس میں تو قلب کی بجائے گی جس
خبردار ہو مجھ پر رحمت کر اس واسطے کہ ہمارے پرند کو نہیں ستانا ہو لے اسرافیل تو شفا و رحمت
اصحاب و رسد کے واسطے ہے تو بھی وہی کام کہ جو ان دونوں نیکو کاروں نے کیا ہے یعنی جبرئیل و
میکائیل پر سن کے اسرافیل چل دیے اپنے پادشاہ کے پاس لوٹ گئے اور وہ عذر و ماجرا
سب خدا کے تعالیٰ کے سامنے بیان کیا اور کہا ظاہر تو نے یہ حکم دیا کہ مشت خاک اس سے
لینے اور خلافت اس کے میرے دل میں الہام کیا کان کو تو حکم دیا خاک لے لینے کا اور
ہوش کو منع کیا کہ تو سچی نہ کرنا اب مقولہ مولانا راج کا ہے عجب ذات پاک اس حکیم و کریم و
مہربان کی ہے اور رحمت اس کی عید و میکران رحمت اس کی غصب پر غالب ہو گیا بدیع افعال
اور نیکو کار پروردگار سے

حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لائے مشت خاک کے اور
ناری کرنا خاک کا

قولہ گفت مردان زود عزرائیل را کہ بہین آن خاک پر تحفیل را کہ آن ضعیف نال ظالم را بیاب
مشت خاک کے را بیابین شتاب پذیرفت عزرائیل سرہنگ تفتاب سوے کہ وہ خاک سب
اتقنا بہ خاک بر قانون نفیر آغا زکرو بہ داد سو گندش بسے سو گند خوردہ کا سے غلام خاص
وے حال شش پہلے مطاع الامراء و عرش و فرش پر و بحق رحمت رحمن سرور
و بحق آگہ با تو لطف کردہ حق شاہ ہے کہ جزا و معبود نیست نہ پیش اذنا سے کس مرد و نیست
حق حق کہ دست از من ہارہ اے ترا از حق فضیلت بیشمار کہ گفت نتوانم بدین افسون کن
رو بہ نام زامراد سرفعلن کہ گفت آخر از فرمود علم ہر دو امر ست آن بگزارہ علم کہ گفت آن تاویل
باشد یا قیاس نہ در صریح علم کم جوا التباس نہ فکر خود را گر گئے تاویل بہ نہ کہ گئے تاویل این

تا مستحبہ دل بھی سوز و مرز بہا است چہ سینہ امیر بخوان شد از شور بہ است بنیستم بے رحم بل بران
 سہ پاک بے رحم بے شستم بتواسے دردناک بے گریبا پنچہ میزخم من بریتیم بدرد بہر حلوا بدستش آن
 حلیم بن این طپا پنچہ خوشتر از حلوا کے اور بدرد رشید و خیرہ بکلو او اسے اور بدرد نفیر تو جگر سے سوز
 لیک حق قسم سے ہے آموز دم بد لطف حقے در میان قسم ہا بد در خوف بہمان عقیق
 بے ہوا اسلحے جب تیغون فرشتے خالی گئے اٹھ تھکے لے کر عزرائیل سے کہا کہ
 جلدی جا اور اس خاک پر تھکھکھو اسی کی جس نے تجھ پر لطف کیا ہے اور قسم ہو تھکھکھو اس شاہ کی کہ سوائے
 خبر لے اور ایک مشت خاک اس سے خبردار جلدی لایہ عزرائیل جو سپاہی تھا اسے ہین کو فنا کی
 طرف حسب اقتضا حکم گئے خاک نے اپنے قاعدے کے موافق فریاد شروع کر کے
 ان کو بھی قسمیں دین آپ بھی قسمیں کھائیں کہ اسے غلام خاص اور اسے حامل عرش کے اور
 جو عرش و مندرش کے در میان میں ہین سب مطلع تیرے حکم کے ہین قسم ہو تھکھکھو رحمت رحمن
 حق کی اور قسم ہو تھکھکھو اسی کی جس نے تجھ پر لطف کیا ہے اور قسم ہو تھکھکھو اس شاہ کی کہ سوائے
 کوئی معبود نہیں اور اس کے سامنے زاری کسی کی مردود نہیں اور وہ حق کہ حق کے حق کا تجھ کو تھکھکھو
 مت چھوے مجھے اپنا ہاتھ الگ رکھ آے عزرائیل تو وہ ہو کہ تھکھکھو حق نے نفیسلین بشمار
 دی ہین کما یہ مجھے نہیں ہو سکتا کہ تیرے اس انسون کے سبب میں اس کے حکم سے
 ظاہر یا باطن منھ بھیر لون اور تیری باتوں میں آجاؤں خاک نے کہا آخر حکم اسکا حکم کرنے کا
 بھی تو ہر ان دونوں سے از روے اپنے علم کے حکم کو اختیار کر لیا وہ ایسی بات ہو
 کہ جس میں کوئی تاویل ہو یا قیاس ہو اس میں سے کسی جانب کو اختیار کرے اور
 جو امر صریح ہو اس میں التباس کیون ڈھونڈھے وہ خود ظاہر ہو ایسی فکر خود قابل تاویل ہو جو غیر
 مشتبہ اور صاف شے میں تاویل کرے میرا دل تیری خوشامد بہر جلتا ہے اور تیرے شورا بہ
 یعنی رونے سے دل پر خون ہوتا ہے میں ہر قسم نہیں ہوں بلکہ وہ جو تین فرشتے پاک
 تیرے پاس آئے تھے زیادہ اور ان سے بڑھکے جسم تجھ کو تھکھکھو لے دردناک
 میں اگر طپا پنچہ کسی یتیم کے مارتا ہوں وہ ایسا حلیم ہو کہ اس کے ہاتھ پر حلوا رکھ دیتا ہے تو تلخی طپا پنچہ
 کی شیرینی سے بدل جائے پس یہ طپا پنچہ بسبب اس حلوی کے خوشتر ہو کر لوٹے
 اس پر جو اس حلوی پر غرہ اور فریفتہ ہو گیا تیری فریاد پر تو ضرور میرا جگ جلتا ہے لیکن حق تعالیٰ
 مجھ کو قہر سکھا رہا ہے کہ یہ بھی سمجھ لے کہ اس کے قسموں میں لطف بھی پوشیدہ ہین

اور ان ٹھکڑوں میں تحقیق سے بہا پیچھے ہیں قولہ تہی بہنر صد حلم من ہست نہ منع کون جان رقی جان
کندن ہست نہ بدترین قہر شش بہ از حلم و کون نہ قسم رب العالمین و نعم عون نہ لطفہا سے
مضمحلہ و قہر او نہ جان سپردن جان فزاید ہمسرا و بہن رہا کن بہ گمانے و ضلال پسر
قدم کن چونکہ فرمودت تعالیٰ نہ آن تعالیٰ او تعالیٰ ہما دہد نہستی و جنت و نہا ایسا دہد نہ
نمودن آن امر غنی با پیچ پیچ نہ مے نیارم کرد و ہن و پیچ پیچ نہ انیمہ بشند آن خاک نثر نہ زن
گمان بہ بدش و گوش بند نہ باز نواع و گر آن خاک پست نہ لایہ و سجدہ ہے کردش چو مست نہ
گفت نے برخیز نہ داین زبان نہ من سر و جان مے نهم رہن ضمان نہ کثر میندیش مکن لایہ و گوش
بہنر بدن شاہ رحیم وادگر نہ بندہ فرما نهم نیارم ترک کرد نہ امر او کز بحر انگیزید کرد نہ
جز زبان خلاق گوش و چشم و شر نہ بشنوم از جان خود ہم خیر و شر نہ گوش من از غیر گفت
او کرست نہ امر او از جان من شیرین ترست نہ جان از و آید نیاید از جان نہ صد ہزار ان
جان دہا دایگان نہ جان چہ باشد تا گزیمہ بر کریم نہ کیسہ چہ بود تا بسوزم نان کلیم نہ من نہ انم
خیر الا خیر او نہ صم و بکم و مے من از غیر او نہ اللغات تعالیٰ لے بیا تعالیٰ بلند می دہن با لفتح
ست نثر نہ خوار و بد بخت نہالی تو شک و غلاف اسطغی پھر قول عزرائیل کا ہو کہ قہر
حق کا میرے سو حلم سے بہتر نہ دیکھ تو جب جان کو وہ بٹاتا ہو تو روکنے سے آدمی کیسا جان کندن میں
بڑتا ہو جس کے برابر کوئی سختی نہیں خوب جان بے کرا دسنے قہر اسکا دونوں جہان کے
حلم سے بہتر نہ کیسا اچھا وہ رب العالمین ہو اور کیسا اچھا مددگار کہ اس کے قہر میں بڑے
بڑے لطف چھپے ہیں جو کوئی اس کے پیچھے جان دیتا ہو وہ جان دینا ہی اسکا اس کے لیے
جہان بڑھاتا ہو تو لے خاک بدگمانی و گراہی چھوڑا و جب کہ وہ تجھے کہتا ہو تعالیٰ اسے بیا تو
سرے پاؤں بنا اور اس کی طرف چل دیکھ تو یہ تعالیٰ اس کی کیسی تجھ کو تعالیٰ ان بلندیاں عطا
کرتی ہو اور مستی و جنت اور تو شک و غلاف تجھ کو دیتی ہو کہ آخر یہ سب کیفیتیں انسان کی ہوئیں
میں پیچ پیچ ادنیٰ تا جہیز اس کے امر و شش کو مست و تیج پیچ نہیں کر سکتا یہ سب باتیں
اس خاک خوار و بد بخت نے صمیم اور حال یہ کہ وہ بدگمانی جو اس کے خیال میں جمی تھی وہ اسکی
بندگو شش ہو رہی تھی پھر اس خاک پست نے اور طرہوں پر خوشامد کی اور ست لایقل
کے مثل سجدے کرنے لگی عزرائیل نے کہا نہیں اٹھ اس میں کچھ زیان نہیں ہو میں
اپنے سر و جان کو اس میں گروین کرتا ہوں اور ضامن دیتا ہوں ٹیڑھی بات مت سوچ

اور خوشامدست کراب جو کچھ خوشامد کرے اُس پادشاہِ رحیم دادِ گریہ کے سامنے کرتین مکی بندہ ہوں
اُسکے حکم کو ترک نہیں کر سکتا اسکا حکم وہ ہو جو دریا میں دھول اُڑاتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ کے وقت میں
نیل سے دھول اُڑائی تین سوا حکم اُس خلاقِ چشم و گوشِ دُسر کے اگر میری جان بھی کسی قسم
کی خیر و شر بتائے تو اُسکی بھی نہ سُخون گا اس لیے کہ اُسکے قول کے سوا اور جتنی باتیں ہیں سب
میرے کان ہرے ہیں اُسکا حکم میں اپنی جان سے زیادہ شیریں جانتا ہوں اس واسطے کہ
جان اُس سے ہوئی ہے نہ وہ جان سے اور ایسی ایسی لاکھوں جانیں وہ مفت دیدیتا ہے پھل جان
کیا چیز ہے کہ کریم کو چھوڑے مین جان کو اختیار کروں اور جو دُن کے نیچے کل کو بھونکوں تین خیر
جانتا ہی نہیں سوا اُس کی خیر کے مین اُس کے غیر سے ہر

گو نگا اندھا ہوں

اس بیان میں کہ مخلوق ایک آلہ اُسکا ہے اصل وہ ہے جسے مثل ہر قال الجبار
للموتد لم یستغنی قال الموتد انظر اے من تدفنی دیوارِ تنہیج سے
کہا تو مجھ کو کیوں بھاڑتی ہے کہا اُس کو دیکھ جو مجھ کو ٹھونکتا ہے بس
عارف وہ ہے کہ ظاہر کی طرف رجوع کرے مصلحت
نہ جہل سے

قولہ گوش من کرست از نارے کنان ہے کہ منم اندکف او چون سنان ہے احمق اند سنان
رحمت مجوہ در دہان اثر دہار و ہر او بہ از دم شمشیر تو رحمت مجوہ نان شہے چو گانہ بود دست
او بہ با سنان و تیغ لایہ چون کنی ہے کو اسیر آمد بدست آن سنی چاہو بصفت اذ دست
من صنم ہے آتے کو ساز دم من آن شوم ہے گرم را ساغر کند ساغر شوم ہے و ہر انجبر کند
نخبر شوم ہے گرم را چشمہ کند آبے دہم ہے و مرانا رے کند تابے دہم ہے گرم را باران کند
حرم دہم ہے و مرانا وک کند در تن جم ہے گرم را رے کند زہرا فگنم ہے و ہر یارے کند مرا گفتم
گرم را شکر کند شیرین شوم ہے و ہر اخطل کند پر کین شوم ہے گرم را شیطان کند سرکش شوم ہے
و مر را سویش کند آتش شوم ہے من چو کلک در میان صبعین ہے نیم در صفت طاعت بین بین خاک
را مشغول کرد اندر سخن بنیک کفے بر بود زان خاک کن ہے سا حرا نہ اش در بود از خاک دان ہے
خاک مشغول سخن چون بیخودان ہے برد تاحق تربت بیراے را بتا بکتب آن گولان پاے را ہے
گفت یزدان کہ بعلم روشنم ہے کہ ترا جلا دین خلقتان کنم ہے گفت یارب و ششم گمہ بند خلق ہے

چون فشارم خلق برادر مرگ خلق بنو تو روا دارے خداوند سنی بنکر مر مبعوض و دشمن رد کئے بن
 اعلیٰ پھر عزرائیل نے کہا کہ میرے کان ناری کرنے والوں کی ناری سے بہرے
 ہیں اس واسطے کہ میں اُس کے ہاتھ میں ایسا ہوں جیسے سنان تو احمقوں کی طرح سنان
 سے رحمت کی طالب مت ہو اور اثر دے کے ٹھہر میں فوراً اُس کے واسطے ٹھس جا تو دم
 شمشیر سے رحمت مت ڈھونڈھا ورنہ اس پادشاہ سے جسکے ہاتھ میں چوگان ہیں کہ مار دیتے
 اس کو کیا تامل ہو گا پھر تو سنان و تیغ کی خوشامد کیا کرتی ہیں کہ وہ تو مطیع اُس بزرگ کے
 ہاتھ کی ہیں وہ صنعت کی راہ سے آذر ہیں اور میں بت ہوں جو کہ کہ وہ مجھے بنائے میں وہی
 ہو جاؤں اگر مجھ کو ساغر بنائے گا جو کہ عیش و عشرت کا ہو ساغر ہو جاؤں گا اور جو مجھ کو خنجر بنائے گا
 جو سامان قتل کا ہو خنجر ہو جاؤں گا اگر چشمہ بنائے گا سب کو سیراب کروں گا اور جو آگ
 کرے تاب دون گرمی ہو چاؤں اگر باران بنائے حسن و من دون اور جو ناوک کرے جسم میں
 جا گھسوں اگر یار کر دے میں بھی زہرا گلون اور جو کسی کا یار کر دے مہر آگین ہوں اگر مجھ کو
 شکر کر دے شیریں ہو جاؤں اور جو غفل کر دے پرکین ہوؤں اگر مجھ کو شیطان کر دے
 سرکش بنوں اور جو سوزش بنائے میں آتش ہو جاؤں میں ایسا ہوں جیسے قلم دو انگلیوں میں
 ہوتا ہے جو ہر انگلیاں پھرتی ہیں اُدھر پھر تاہی میں صفت طاعت پر ایک طرف ہوں
 نہ بین میں کہ ادم بھی اُدھر بھی جیسے قاعدہ بین میں پڑھنے کا صرف میں ہی بس عزرائیل نے
 خاک کو تو ان باتوں میں لگایا اور ایک مشت خاک اُس خاکدان کن سے لیلی اور اُس
 خاک کو جادو کروں کی طرح اُٹھالیا اور خاک مثل بیجودوں کے باتوں ہی میں لگی ہی بس
 اُس خاک میرے کو حق تعالیٰ تک لے گیا اور یہ ترکون کی طرح مکتب سے
 بھاگتی تھی سو مکتب کو پہونچا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ کو قسم ہے اپنے علم روشن کی کہ تجھ کو
 جلا داس مخلوق کا کروں گا کہا اے پروردگار میرے مخلوق مجھ کو دشمن جانیکے جب میں مخلوق کا حلی
 مرگ سے دباؤں گا اب اے خداوند کریم کیا تو اُس بات کا بروا دار ہو کہ مجھ کو انکا دشمن و مبعوض
 اور مردود کرے قولہ گفت اسبابے پدید آرم حیان بنو از تپ و تو نچ و سر سام و سنان بنو
 از صدارع و با شراد از خناق بنو و زوہ کام و از بھلام و از فواق بنو و دیوان و استقاد سل بنو کسر
 ذات الصد و لذع و درد دل بنو تا بگو و انم نظر و اشنان رو بنو در مرھما و سبھما سے توبہ
 گفت یارب بندگان ہستند نیز تو کہ بدندان سبھما سے غریب چشم شان باشد گذارا از سبب بنو

برگشتہ از حجب از فضل رب بہ سرمہ توحید از کمال حال بیافتہ رستہ زعلت و اعتلال بہ منکر
اندر تب و قورنج و سل بہ راہ نہ ہند این سببہا را بدل بہ آنکہ ہر یک زمین مرضہا ما دو است بہ چون دوا
نہیدہ دکان فعل قضا است بہ ہر مرض دارد و امید ان یقین بہ چون دوائے ریخ سر پا پوستین بہ چون
حسد اخواہد کہ مردے بفسردہ سردے از صد پوستین ہم بگذرد بہ در وجودش لرزہ بند کہ آن بہ
نہ ز آتش کم شود نہ از دھن ان بہ برتن او سردیے نہد چنان بہ کان بجامہ بہ نگردد و اشیان
چون قضا آید طبیب ابلہ شود بہ وان دوا در نفع خود گمرہ شود بہ کے شود محبوب اوراک بصیرت
زمین سببہا حجاب گول گیر بہ اصل بیند دیدہ چون اکمل بود بہ فرع بیند چونکہ مرد احوال بود بہ
اللغات قورنج وہ درد جو زیر ناف قولون میں پیدا ہو سل نام مرض مشہور سرد سام ورم
دماغ صدراع درد سرما شل ورم دمی کہ سرد و زمین پیدا ہوتا ہی خناق وہ چھڑیا جو
حلق میں پیدا ہوتی ہو زکام جدام معدت فواق اچکی دیدان کیڑے جو بیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں
استسقا ہندی جلندہ کسر چوٹ سے ہڈی یا اعضا کا ٹوٹ جانا ذات الصد ورم سینہ لزع ساق
وغیرہ کا کاٹنا **المعنی** اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کا عذر سن کے فرمایا کہ میں اس کے
سبب پیدا کروں گا یعنی بیماریاں اور کسر و زخم وغیرہ مثلاً تب و قورنج وغیرہم جن کے نام میں
شعرون میں مذکور ہیں تا ان کی نظریں ان مرضون مضبوط کے سبب سے تیری طرف سے
پھیر دوں عزرائیل نے کہا اے پروردگار ایسے بندے بھی تو تیرے ہیں اے غالب و بزرگ کہ
ان سببوں کو بارہ بارہ کر دین اور عقید ان کے منوں ان کی آنکھ سبب سے پار نکل جائے اور
تیرے فضل سے جملہ مجاہدوں پر وہ سے گذر جائیں کسی طرف متوجہ منوں سرمہ توحید کا کمال
وجد سے پائے ہوئے ہیں اور علت و اعتلال سب سے چھوٹے ہوئے وہ تب و قورنج و
سل کو نہیں دیکھتے اور ان سببوں کو اپنے دل میں دخل نہیں دیتے اس واسطے کہ جتنے مرض
ہیں سب کی دوا ہی اور دفع اسکا موجود ہے جب مرض دوا کو نہ قبول کرے تو سوا فعل قضا کے
اور کیا ہی ہر مرض کی دوا ہی اچھی طرح یقین اسکو جائے رہ جیسے ریخ جارے کی دوا پوستین ہر
لیکن جب خدا چاہے کہ کوئی ٹھٹھہر کے رہ جائے اس کی سردی سو پوستین کے بھی پار
ہو جائے گی اس کی ذات میں وہ ایسا لرزہ رکھدے گا کہ نہ آگ سے کم ہو نہ بھاپ سے
اس کے جسم پر ایسی سردی رکھ دیتا ہی کہ نہ وہ کپڑے سے جائے نہ کھولنے میں کھنکھے
اور یہ بھی ہو کہ جب قضا آتی ہو طبیب بھی احمق ہو جاتا ہی اور دوا اپنے نفع میں گراہ ہو جاتی ہو

نفع کی طرف متوجہ نہیں جاتی بس جو بصیر ہیں انکا اور اک اسباب سے کب محجوب ہوتا ہے اور
چھپتا ہے یہ حجاب تو احمق کے واسطے ہیں نہ بصیر و مینا کے لیے ظاہر ہے جب دید اکل ہو جاتی ہے
تو وصل کو دیکھتی ہے اور جب احوال دیکھتا ہے تو فرح کو دیکھتا ہے اور مقصد
سبب کا ہوتا ہے

جواب حضرت عزت کا عزرائیل کو کہ جو نظر زخم و تیر میر نہ رکھے گا
وہ تجھ کو بھی نہ دیکھے گا تو بھی سبب ہے اگرچہ مخفی تر ہے و غن
ایسہ اقرب منکم

قوله گفت یزدان ہر کہ باشد اصل دان و پس ترا کے بیندا و اندر میان و گرچہ خویش از عامہ
بنہان کردہ و پیش روشندیدگان ہم پردہ و دانکہ ایشان را شکر باشد اجل و چون نظرشان
مست باشد و دل و تلخ نبود پیش ایشان رگ تن و چون روند از چاہ و زندان و در چمن و دایہ رسیدند
از جہان و چہ بکس نگرید بر فوات و چہ بچہ و برج زندان را شکست ارکائے و چہ از ورنہ دل
زندائے و پاکے و در چہ آن سنگ مرمر را شکست و تاروان و جان ما از جس رست و
آن رخام خوب و آن سنگ لطیف و برج زندان را ہی بود و الیف و چون شکستش تا کہ زندانی
برست و دست او در جسم او باید شکست و چہ زندائے و گوید این فشاہ و جز کہ
کہ جس آرندش بدار و تلخ کے باشد کہ راکش بر بندہ از میان زہر ماران سوے قند
ہان مجر دگشتہ از غوغائے تن و بے پردہ با پر دل نے پائے تن و چہ زندائے چہ کا ندر
شبان و چہ سپید و بیند بخواب او گلستان و گوید ای یزدان مرا نیجا میر و تا دین گلشن کن من
کہ و فر و گویدش یزدان دعا شد مستجاب و و امرو و اشد علم بالصواب و اے اللہ تعالیٰ
نے عزرائیل سے کہا کہ جو اصل دان ہے وہ تجھ کو اس درمیان میں کیوں دیکھے گا اگرچہ
تو نے عام مخلوق سے آپ کو چھپایا ہے لیکن جو روشن دیدہ ہیں ان سے بھی تو چھپا ہے کہ وہ اصل کو
دیکھیں گے تجھ کو نہیں دیکھیں گے اور وہ لوگ جنکے نزدیک اجل شکر و ان کی نظر مست
نشد دولت کی کب ہوگی جو اجل اور مرگ تن انکو تلخ ہو جب کہ وہ چاہ و زندان سے نجات پائے
چمن کی طرف جاتے ہیں اور اس جہان و چہ و چہ سے رہا ہوئے بس خیال تو کہ چہ کے
جاتے رہنے سے کوئی ذرا بھی بچ و گریہ کرتا ہے مثلاً کسی ارکان وائے نے اگر برج زندان کا
توڑ دیا اس سے جان زندانی کی بتا تو کچھ رنجیدہ ہوگی اور بھلا یہ کیسا کہ افسوس کیسا سنگ مرمر

توڑ ڈالا تو روان اور جان ہماری قید سے چھوٹ گئی کیسا پتھر سفید اور سنگ لطیف تھا جس سے
 برج زندان کی خوبی تھی اور وصل کیا ہوا کیوں اُس نے توڑ ڈالا جو قید ہی لگی گئے اس جرم میں
 اُسکا بھی ہاتھ توڑنا چاہیئے کوئی زندانی اس قسم کا بیہودہ اور ہنریاں نہ سکے گا فشار بفہم سمجھنے
 ہدیان و بیہودہ و دشنام سوا اُس شخص کے جس کو زندان سے نکالیں اور سولی دہنے کو
 لیجائیں اس لیے کہ اسکو زندان ہی اچھا تھا جہلا یہ کسکو تلخ معلوم ہوگا کہ اُسکو سا پنہون کے
 زہر سے نکال کے قند کی طرف ہانک دین کہ اُسکی جان بھی غوغا کے تن سے مجر د ہو گئی اور دل
 کی ہر وہ نہ پاوے تن سے اُڑنے لگا آب فرماتے ہیں کہ تو زندانی کی طرح کیا ہوسا ہو کہ جب
 رات میں سوئے تو خواب میں گلستان دیکھے اور کے اے یزدان بچھو رہنے و سے
 یہاں سے مت نکال تو میں اس گلشن میں اپنا کردہ فرکون اور اللہ کہدے کہ جاتیری دعا قبول
 ہوئی تو یہاں سے مت جا آگے اللہ خوب جانتا ہے تو کہ این چنین خوابے بہین چہ خوش بود
 مرگ نادیدہ بخت در رود بیچ او حسرت خورد بر آفتاب بہر تن با سلسلہ در قہر چاہ بہ مومنے آخر
 در آور صف رزم بہ کہ برابر آسمان بود دست بزم بہ بر امید راہ بالا کن قیام بہ بچو شمع پیش محراب
 لے غلام بہ اشک مے بار و بھی سوزنا طلب بہ بچو شمع سروریدہ جملہ شب بہ لب فرو بند از طعام و
 از شراب بہ سوئے خوائے آسمانے کن شتاب بہ دبم از آسمان میدار امید بہ رہو اے
 آسمان نقصان چو بہید بہ دبم از آسمان مے آیدت بہ آب و آتش رنق مے افزایدت بہ
 گر تر آخا کشد بود عجب بہ منکر اندر عجز و بنکر در طلب بہ کین طلب در تو گردان خداست بہ زانکہ ہر طالب
 بمطلوبے سزا ست بہ جہد کن تا این طلب افزون شود بہ تادلت زینچاہ تن بیرون شود بہ خلق
 گوید مرد مسکین آن فلان بہ تو بگوئی زندہ ام اے غافلان بہ گرتن من بچو تنہا خفتہ است بہ
 ہشت جنت در دلم بشگفتہ است بہ جان چو خفتہ در گل و تسرین بود بہ چہ غم است ارتق
 درین سرگین بود بہ جان خفتہ چہ خبر دار در تن بہ کو بگلشن خفتہ یاد کو بخش بہ میزند جان
 در جہان آبگون بہ غمہ یا یست تو مے یعلومن بہ اگر نخواہد نہ یست جان بے این بدن بہ پس فلک
 ایوان کہ خواہد آمدن بہ اگر خواہد بے بدن جان تو زیست بہ فے السما رز قلم روزے کیست بہ
 اللغات آفتابہ آگاہی و آگاہ شدن جہان آبگون آسمان اے بطور ظفر نہ مے تے ہن
 کہ ایسی خواب جو ادب نہ کوہی کیسی ابھی ہے دیکھ تو بدون مے جنت میں پہونچ گیا ورنہ
 جنت بعد مرنے کے ملیگی پتھر ایسا شخص اپنی بیداری و ہوشیاری پر کچھ بھی حسرت کھائیگا جس

حال میں کہ تن با سلسلہ قہر چاہ یعنی زندان میں پڑا تھا وہ اس خواب ہی کو اچھا جانے کا آب
فرماتے ہیں آخر تو مومن ہی صفت جنگ میں داخل ہوا ہے جہاں نفس جو جہاد اکبر ہی کو تیری آسمان پر
بزم ہوئے اس امید پر کہ مجھ کو راہ عالم بالائی مل جائے اسے پسر شمع کی طرح تمام رات محراب کے
سامنے قیام اختیار کر اور سوز و گداز کے ساتھ بسبب طلب کے اور سر بریدہ تمام رات
طعام و شہاب سب سے لب بند کر اور خوان آسمانی سے لو لگا دمدم آسمان سے امید
لگائے رہ اور ہوا سے شوق آسمان میں بید کی طرح رقصان ہو دیکھ تو دمدم آسمان سے
کیسا آب و آتش آتا ہے یعنی باران کہ اُس میں آب و آتش جو ہر قہر ہی دونوں ہیں کہ جو تیرے
رزق کو بڑھاتا ہے پھر اگر آسمان تجھ کو اپنی طرف کھینچ لے تو کیا عجب لاجرم تو اپنے عجز کو
مست دیکھ اپنی طلب کو دیکھ تو عاجز نہ ہو طلب تو عاجز نہیں ہے کس واسطے کہ یہ طلب جو تجھ میں ہے
گروکان خدا سے ہے اسی سبب ہر طالب لائق مطلوب کے ہو پس تو کوشش کرتا یہ طلب تیری طبیعتی ہے
پھر اگر تجھ کو وہاں کھینچ لجائے تو کیا عجب ہی اور تیرا دل اس چاہ تن سے بیزار ہو جائے تو تجھ سے
تعجب نہیں مخلوق تو کہے کہ فلان سکین بجا رہ گیا اور تو کہے کہ لے غافلویں مرا نہیں ہوں زندہ
ہوں اگرچہ میرا تن مثل اور تنوں کے خفتہ ہے لیکن بہشت جنت میرے دل میں شکفتہ ہو رہی
ہیں اور ہر گاہ کہ جان گل و نسرين میں سوتی ہو تو اس کو کیا غم ہے جو تن سرگین میں پڑا ہو جو جان کہ
آرام سے سو رہی ہے اس کو کیا خبر کہ تن گلشن میں ہے یا گلشن میں اب وہ جان جہان آگہوں یعنی
آسمان میں نعرے یا لیت قومی یعلون کے مار رہی ہے کاش قوم میری اس حال کو جانتی بس
معلوم ہوا کہ بدون اس بدن کے بھی جان زندہ رہتی ہے اگر نہیں رہتی تو یہ فلک ایوان نعرہ زن
کیوں ہے اور کہاں سے آیا پھر فرماتے ہیں کہ اگر جان تیری بے بدن کے زندہ
نہیں رہتی تو نے السما و زمین کس کی ہے یعنی آسمانوں میں ہر رزق مختار را
بیان مذمت چرب و شیرین دنیا کی چیزوں کا اور مانع ہونا طعام اللہ سے
جیسا کہ فرمایا الجوع طعام اللہ یجئ بہ ابدان الصديقين اے فاعل الجوع
یصل طعام اللہ و ابیت عند ربی یطعمنی ویسقیننی بھوک طعام اللہ کا ہے زندہ
رہتے ہیں اُس سے بدن صديقون کے یعنی بھوک میں پہنچتا ہے
طعام اللہ کا اور شب کرتا ہوں میں پاس اپنے پروردگار کے کہ کھاتا ہے وہ
مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو

پاس وہ نوالہ جس میں دولت سترہ والی رکھی ہوئی ہو کیون آگے گائیں اسے پدر خاص انتظار ہی انتظار اختیار کرچکے ہو یہی ہو تو مردوں کی طرح اس خان عالم بالاکا منتظر رہے ہرگز نہ آخرت پانا ہو اور آفتاب دولت کا اس پر چمکتا ہو تو بھی اسکا گرسنہ بن قاعدہ ہی جو مہمان باہمت آتش کم کھاتا ہو تو اسکے لیے صاحب خان بہتر ہی آتش لاتا ہو سوا اسکے کہ جس کا مہمان درویش لیٹم ہو بیدار خوار کہ جانے پھر لے گیا نہیں یہ گمان صاحب خان پر کرتا ہو تو ایسا گمان اس رنات کو عم پر مت کرتا اسے سند یعنی بھروسے والے پہاڑ کی طرح سہرا کھٹا تو پہلے نور آفتاب کا تجھی پر پڑے کس واسطے کہ سر کوہ بلند مستقر کا جو خوشیہ سحر کا منتظر ہو

لاجرم پہلے وہی نور پاتا ہو

اس مغل کے بیان میں جو کتا تھا کہ موت دنیا میں نہتی

قوله ان یکے گفت خوش بودے جہان بگرینودے باک مرگ اندر میان بآن دگر گفت ار بودے مرگ ہیچ بگرینر زیدے جہان ہیچ ہیچ نہ ہونے بودے بدست انرا شتہ پناہممل و نا کو فہنگذا شتہ بمرگ را تو زندگی پنداشتے پناہم راد خاک شورہ کاشتی بے عقل کا ذب مست خود معکوس بین بزندگی راد مرگ پندار دیقین بآسے خدا نفاے تو ہر چیز را بآن چنانکہ ہست در خدمہ سرا پناہم مردہ نیست بر حسرت زمرگ پناہم حسرتش آنست کش کم بود برگ ورنہ از چاہے بصحرا افتاد پناہم در میان دولت و عیش و کشادہ بزمین مقام ماتم تنگین منلخ پناہم نقل افتادش بصحراے فراخ پناہم مقصد صدقے نہ ایوان دروغ ببادہ خاصے لشکرانے زدوغ پناہم مقصد صدق جلیس حق شدہ پناہم زین آب و گل آتشکدہ بدور نکردی زندگانے دلیر بیک و دم ماندہ است مردانہ بگیر پناہم اللغات مناخ جای بستن شتران المعنی ایک شخص کتا تھا کہ یہ جہان جب خوش ہوتا جو خوف مرگ کا اس میں نہوتا دوسرے نے کہا کہ اگر اس میں ذرا بھی مرگ نہوتا تو یہ جہان ہیچ ہیچ کسی لائق اور کسی قابل نہوتا ایسا ہوتا جیسے ایک انبار و خرم بڑا و ناچا مہل بے گما ہوا بگذا شتہ جنگل میں پڑا ہوا ہو کہ کوئی فائدہ اس پر مرتب نہیں ہوتا تو کتا ہو کہ موت نہوتی زندگی ہوتی وہ زندگی نہیں ہو موت ہو اور جہ موت ہو وہ زندگی ہو تو نے یہ بات کیا کی کھاری زمین میں بیج بویا جس کا کچھ بیج نہیں تیری عقل کا ذب ہو اور معکوس بین اٹھی سمجھنے والی جو زندگی کو موت گمان کرتی ہو آب گویندہ کتا ہو یا مولانا رح کہ اسے خدا ہنگو باہیت و حقیقت کسی

شے کی کچھ معلوم نہیں تو ہلکے جیسے وہ اس خدمتِ سہرا ہو کہ کے گھر میں ہو دیکھ ہی ہلکے دکھاتے
اُسکے نیک و بد سے آگاہ ہوں جو مر گئے ہیں کوئی اُن میں مرگ سے حسرت نہیں کھاتا ہی اور زندگی کا
کسی کو افسوس نہیں بلکہ اس بات کی حسرت ہو کہ میں نہایت بے سامان و بے برگ
یہاں آیا ورنہ اگر برگ پورا پورا ہی تو وہ شخص کنوئین سے نکل کے جنگل و میدان میں جا پڑا
اور دولت و عیش و کشادہ بین اور اس نامکدہ تنگ و نجس جگہ سے اُس نے میدانِ فراخ کی
طرف نقل کی اور وہ بیٹھک سچی جس کی نسبت فرمایا ہے فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر بیٹھک سچی میں یاس پادشاہ قدرت دے کے اور شرابِ خاص سے
مست نہ دوزخ کے نشے سے اور مقعد صدق جلیس حق کا اور اس آتشکدہ آب و
گل سے چھوٹا ہوا یعنی گویہ عالم آب و گل ہی لیکن در صورت اعمالِ بد کے آتشکدہ ہی
بس اگر تو نے زندگانی دیر نہیں کی یعنی خدا سے ڈرتا رہا تو کیا غم و ایک دم جو باقی ہے
ہیں اُنکو بھی مردانہ بن کے بے اور تمام کر

فیمایر بے من رحمت اللہ تعالیٰ معطی النعم قبل استحقاقها وہو الذی
ینزل الغيث من بعد اقطار و رب بعد یورث قمر با و رب معصیتہ میمونہ و رب
سعادت یاتے من حیث یرب النعم لیعلم ان اللہ یبدل
سیاتھم حسنات

مذکورہ حدیث آید کہ روزِ ستیجہ امر آید ہر یکے تن آرا کہ خیر بہ رفیع صومراست از یزدان پاک بہ کہ
برا آید اسے ذرا ز سر ز خاک بہ باز آید جان ہر یک در بدن بہ بچو صبح ہوشن جان اندر بدن
جان تن خود را شناسد وقت روز بہ در حشر ابہ خود در آید چون گوز بہ جسم خود لبشناسد
دوروے رود بہ جان زر گر سوے در زے کے شود بہ جان عالم سوے عالم
مے رود بہ جان ظالم سوے ظالم مے رود بہ شناسا کرد شان عظم الہ
چونکہ برہ ویش وقت صبح گاہ بہ پاسے کفش خود شناسد در ظلم بہ جان تن را چون نداند اسے
صنم بہ صبح حشر کو چکست اسے ستیجہ بہ حشر اکبر اقیاس از نوے بگیرہ آن چنانکہ جان
بہر سوے طین بہ نامہ بردارے یسار و از یمن بہ در کفش بند نامرخل وجود بہ فسق و تقویٰ اپنے
او خورده بود بہ چون شود بیدار و وقت سحر بہ باز آید سوے سر او آن خیر و شر بہ گریا منت
دادہ باشد خوے خویش بہ وقت بیدارے ہاں آید بہ پیش بہ در بیدارے

خام وزشت و پر ضلال پہ چون غمرا نامہ سیاہ بد شمال بہست مارا خواب و بیدارے مانہ
 پر نشان مرگ و حشر دو گواہ حشر اصغر حشر اکبر را نمود پھر مرگ اصغر مرگ اکبر را زد و دین اللغات
 شجر پناہ جویندہ رستخیز قیامت لغوی معنی اسکے جہنم اٹھنا جو کہ قیامت کے دن کیفیت
 مخلوق کی ہوگی لہذا یہ نام رکھا گیا اسلئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے
 دن ہر جسم کو حکم ہوگا کہ اٹھو وہ جو نفع صورت یعنی صورت کی آواز ہو وہی حکم خدا کے پاک کا ہو
 کہ لے ذر و خاک سے سزا کا لو بس ہر ایک کے بدن میں جان پھر لوٹ کے آجائگی
 جیسے صبح ہوش کو جان بدن میں آجاتی ہے صبح ہوش بیداری صبح بعد خواب شب روزانہ
 کے ہر ایک کی جان اپنے اپنے تن کو پہچانتی ہے جب دن ہوتا ہے ایسی اُس تن میں
 گھس جاتی ہے جیسے خدائے میں خزانہ بس ہر جان اپنے جسم کو پہچانتی ہے اُس میں گھستی ہے
 زرگر کی جان درزی کے جسم میں کب جاتی ہے عالم کی جان عالم کی طرف جاتی ہے
 ظالم کی جان ظالم کے جسم کی طرف اس واسطے کہ علم الہی نے جان کو شناسا کر دیا ہے
 جیسے بھیڑ کا بچہ بھیڑ کے پاس صبح کو جاتا ہے دیکھ تو پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کیسے
 پہچان لیتا ہے پھر جان تن کو اسے صنم کیسے نہ پہچانے بس یہ صبح ہر روزہ کی اسے پناہ جویندہ
 یہ حشر کو چک ہے اب حشر اکبر کو بھی اسی پر قیاس کرے کہ ایسی ہی جانیں جسموں میں گھسین گی اور جیسی
 جانیں مٹی کی طرف جو جسم ہو اڑینگی ایسے ہی نامے اعمال کے رہنے بائیں سے اسی کی طرف
 ہاتھ میں دے دینگے جو کچھ اُن میں ہو چاہے جو چاہے بخل چاہے فسق چاہے تقویٰ
 جیسی عادت کر لی ہو جب صبح حشر کو بیدار ہوگا وہ خیر و شر اُسکے سامنے پھر لوٹ
 کے آجائے گی اگر نبی عادت کو اُس نے زہد و ریاضت میں رکھا ہے بیداری کے وقت وہی
 سامنے آئے گی اور اگر روز گذشتہ میں جو حیات دنیا ہے خام وزشت و پر ضلال تھا تو مثل
 غمرا نامہ سیاہ کے بائیں ہاتھ میں نامہ پائے گا لاجرم یہ خواب و بیداری روز کی ہمارے مرگ
 حشر کے پتے پر دو گواہ ہیں اس حشر اصغر نے حشر اکبر کو بتا دیا اور اس مرگ اصغر نے مرگ اکبر کو
 گریہ کے صاف کر دیا قولہ ایک این نامہ خیال است دہناں بہ دان شود در حشر اکبر بس عیان
 این خیال اینچنانہاں پیدا اثرہ زین خیال آنجا برویاند صورتہ در مہندس بین خیال خانہ بہ
 در دلش چون درینے دانہ بہ آن خیال ادا اندرون آید برون پہ چون زمین کہ ز آید از تخم
 درون بہ ہر خیالے کو کند در دل وطن بہ روز حشر صورتے خواہد شدن پہ چون

خیال آمد مهندس در ضمیر چون نبات اندر زمین دانہ گیر نہ خلصم زمین ہر دو محشر قصہ ایست نہ مومنان با
 در بیان نش حصہ ایست نہ چون بر آید آفتاب رستخیز نہ بر چہ اند خاک خوب وزشت نیز نہ سوے دیوان
 تضایو بیان شوند نہ نقد نیک و بد بگورہ و دروند نہ نقد نیکو متادمان و نازنا و نہ نقد قلب
 اندر حیرت و در گدازہ لحظہ لحظہ امتحانہا میرسد نہ سرد لہائے نماید ورجہ نہ چون ز قندیل
 آب دروغن گشتہ فاش نہ یا چو خاک کے کہ بر دید سبہا ش نہ از پیاز و زعفران و کوکنار نہ سبزے
 پیدا کنند دشت از بہار نہ آن یکے سر سبز سخن المقتون نہ دان و گراں چون بنفشہ سرنگون نہ ^{بمعنی}
 لیکن یہ نامہ تو بالفعل ایک خیال ہوا و پر پوشیدہ مگر حشر لکیرین خوب ظاہر ہوگا یہ خیال یہاں ہی
 تو پوشیدہ مگر اثر اسکے ظاہرین بس اسی خیال سے وہ وہاں صورتیں جمائے گا مثلاً مهندس کو
 دیکھ کر اسکے دل میں خیال کسی گھر کا ہو تو یہ خیال ایسا ہی جیسے زمین میں دانہ ہی خیال اسکے
 باطن سے ظاہر ہوتا ہو جیسے زمین کے درون میں دانہ ہوتا ہو اُس سے وہ نشے پیدا ہوتی ہو
 بس چو خیال کہ دل میں گھر بناتا ہو حشر کے دن وہ ایک صورت ہو جائے گا کس واسطے کہ یہ
 خیال دل میں ایسا ہی جیسے مهندس یا جیسے نبات زمین دانہ گیر میں آب فرماتے ہیں کہ خلاص
 کیا ہوا ان دونوں محشر کا ایک قصہ ہو اُسکو کہنا چاہتا ہوں یہ عذر طوالت کلام کا ہو کہ مومنون کو
 اسکے بیان میں ایک حصہ ہو کہ وہ راست درست جانتے ہیں اور مشرعوں نے ہیں اور وہ یہ ہی
 کہ جس وقت آفتاب قیامت کا نکلے گا اور خاک سے خوب وزشت بھی نکلیں گے اور
 پچھری تضایو کی طرف دو طرفین گے تو نقد نیک و بد کے بھٹی میں ڈالے جائیں گے جو نقد خوب و جید
 ہوں گے وہ تو خوش ہوں گے اور نازنا و زاور ہو کھوٹے ہوں گے وہ ہمیشہ گداز زمین ٹرین گے و سبدم
 ان کے امتحان ہونگے اور جو جید اسکے دل میں چھپے تھے وہ جسمون میں ظاہر ہونگے یعنی صورتیں بگڑنے
 سامنے آئیں گی جب قندیل سے آب و روغن ظاہر ہو جائے گا یا جیسے خاک سے اسکی سبزے
 ظاہر ہوتے ہیں مثلاً پیاز و زعفران و کوکنار جو خشکاش کی بوٹھی کو کہتے ہیں کہ ہمارے سبب سے
 جنگل میں سبزے پیدا کرتا ہو اسوقت میں کوئی تو سبب نہ ہوگا اور کہے گا سخن المقتون یعنی تقویٰ
 والے ہیں اور کوئی بنفشے کے مثل سرنگون ہوگا تو لہ چشمہا بیرون جمیدہ از خطرہ گشتہ وہ
 چشمہ زیم مستقر نہ با نماند و دیدہ ہا در انتظار نہ تاکہ نامہ ناپید از سوے یسار نہ چشم گردان سوے
 چپ و سوے راست نہ تاکہ نبود بخت نامہ راست کا سیت نہ نامہ آید بدست بندہ نہ سر سیم
 از جسم و فسق آگندہ نہ اندر و یک خیر و یک توفیق نہ نہ جس نہ کہ آزار دل صدیق نہ نہ چہ

زمر تپاے رشتی و گناہ بہ تسخرو خنبک زدن بر اہل راہ بہ ان دغل کار سے و دزدیہاے او بہ وان چو
 فرعونان آنا اتاے او بہ چون بخواند نامہ خود آن ثقیل بہ داند کہ سوی زمان شر حیل بہ چون روان
 گرد و چو زردان سوے دار بہ جرم پیدا بہ راہ اعتذار بہ آن ہزاران جمت و گفتار بہ بہ
 بردہا نش گشتہ چون سمار بہ بہ رخت دزدے بر تن و در خانہ اش بہ گشتہ پیدا گم شدہ
 افسانہ اش بہ پس روان گرد و بزندان سیر بہ کہ نباشد خار را ز آتش گزیر بہ چون موکل آن
 ملاک پیش و پس بہ بودہ پنہان گشتہ پیدا چون غس بہ سے بر بندش سے سپوزندش بہ پیش بہ
 کہ برواے سگ بکھرانما سے خویش بہ الفاظ خطر بفتحین قدر و جاہ و آفت و دشواری و اندیشہ
 ضرر مستقر جائے قرار ثقیل کران بہ اے اور اخصین سرنگوفون کی آنکھیں باہر نکلی ہوئیں اندیشہ
 ضرر سے ایسی کہ ایک ایک آنکھ کی گویا دس دس آنکھیں ہو گئیں اس خوف سے کہ دیکھئے ہمارا
 قرار گاہ کمان ہو اور آنکھیں اس انتظار میں کھلی ہوئیں کہ ایسا نونا مہ بائیں طرف سے آئے
 بس آنکھیں چپ و راست کی طرف پھر پھر کے دیکھ رہا ہے اس سبب سے کہ جانتا ہے کہ جو نامہ کہ
 دست راست میں ہوتا ہے اسکا نصیب گھٹا ہوا نہیں ہوتا اور جو نامہ کہ کسی بندے کے ہاتھ
 میں ایسا آیا کہ بالکل سیاہ جرم و فسق سے بھرا ہوا جس میں نہ کوئی خیر نہ کوئی توفیق نہ کچھ سوا سے
 آزار دل خدا و دست کے سر سے پا کون تک رشتی و گناہ سے بھرا ہوا اور تسخیر اور
 آئندہ رومند راہ پر ہنسنا تا لیان بجانا وہ دغل کاریاں اور چوریاں اس کی اور فرعونوں کی طرح
 آنا اتا لیان یعنی جو کچھ ہیں ہمیں ہیں چپ ایسے نامے کو وہ بندہ دیکھے گا کہ بوجھ گناہوں سے
 بھاری ہو رہا ہے تو جان لے گا اب میرا کوچ زندان کی طرف ہو گا پھر جب چوروں کے
 مانند دار کی طرف روانہ ہو گا اس حال سے کہ جرم تو ظاہر اور راہ عذر و معذرت کی بند وہ
 ہزاروں جہتیں اور ہری باتیں جو کیا کرتا تھا سب بخین دہن کی ہو گئیں کہ بول نہیں سکتا چوری
 کے کپڑے اور اسباب چوری کا گھر میں موجود سب ظاہر و عیان جس کے سبب سے
 سب کمانی بھوے ہوے بس اس حال سے زندان سیر کو روانہ ہوا اس لیے کہ حنا کو
 آگ سے چارہ نہیں ہو خاراگ ہی میں ڈالے جاتے ہیں سیر نام دوزخ فرشتے سیاہیوں
 کی طرح آگے پیچھے گھیرے ہوے ہیں پہلے تو یہ پیچھے تھے سو چو یک داروں کی مثل ظاہر ہو گئے
 اب لیے جاتے ہیں اور لو کہیں مثل نمیش کے چھوٹے ہیں اور کتے ہیں اے گتے اپنے
 کمان کی طرف چل قولہ سے کشا پارسہ ہر راہ او بہ تا بود کہہ بزندان چاہ او بہ

منتظرے امید کے روئے واپس سے کندہ اشک سے ریزہ چوباران خزانہ
 خشک امید کے چہ دار داد و جزاں ہر زمانے روئے واپس سے کندہ رو بہر گاہ مقدس میکند
 پس بحق امر آید از تسلیم نور کہ بگوئید شش کہ لے بطلان کو رہ انتظار چستی لے کان شرب
 رو چہ واپس سے کنی لے خیرہ سرہ تمامات نیست کت آمد بدست ہاے خدا آزارای
 شیطان پرست ہ چون بدیدے نامہ کو در خویش ہ منگزار پس بین جزاے کار خویش
 بیدہ چہ مول موئے مے کنے ہ در چین چہ کو امید روشنی ہ نے ترا از روئے ظاہر
 طاعت ہ نے ترا در سر باطن نیت ہ اللغات مول توقف و درنگ اطمینان
 اسی سعید کے جانے والے کا حال ہو کہ اب ہر سر راہ پر رک رک جاتا ہوتا اس چاہ
 سے کسی طرح نکل بھاگوں اور منتظر ہو کے کھڑا ہو رہتا ہوا و چپ ہو جاتا ہوا اور کسی امید پر
 لوٹ لوٹ کے دیکھتا ہے ایسا رہتا ہے جیسے خزان کار بخیر جس سے کچھ تائدہ نہیں
 اس لیے کہ جو خشک امید ہوتا ہے اگنا امید اُس کے پاس سوار ہونے کے اور کیا
 ہوتا ہے ہر دم منہم بھیر بھیر کے دیکھتا ہے اور درگاہ مقدس کی طرف رخ کرتا ہوا بس یہ حال
 دیکھ کے امر حق تسلیم نور سے صادر ہوا کہ اس سے پوچھو اے بیہودہ اندھے اسے کان
 شہ کس چیز کا انتظار ہے جو یہ حد کتن کر رہا ہوا اور لے خیرہ سر کیوں منہ لوٹا لوٹا دیکھتا ہوا
 نامہ تیرا یہ جو تیرے ہاتھ میں ہو دیکھ تو کیسا تو خدا آزار شیطان پرست ہو جب تو نے اپنا
 نامہ اعمال دیکھا تو پھر لوٹ کے کیوں دیکھتا ہوا اب تو اپنے اعمال کے بدلے کو دیکھ یہ توقف
 و تاخیر بیہودہ کیوں کرتا ہوا ہر گاہ عمل تیرے ایسے ہیں تو پھر اس چاہ تیرہ میں روشنی کہاں
 تیری نہ از روئے ظاہر کے کوئی طاعت نہ تیرے پوشیدہ اور باطن میں کوئی نیت خیر تو لہ نہ ترا
 در شب مناجات و قیام نہ ترا در روز پرہیز صیام نہ ترا حفظ زبان و آزار کس نہ نظر کردن بعبرت
 پیش و پس ہ پیش چہ بدیا و مزع مرگ خویش ہ پس چہ باشد مردن یا ران پیش ہ
 نہ ترا بظلم تو بہ با خردوش ہاے دعا گندم غا و جو سردوش ہ چون ترا زوئے تو کج بود و غا
 راست چون جوئے ترا زوئے جزا ہ چونکہ پاے چپ بدے در عذر و کاست ہ نامہ
 چون آید ترا در دست راست ہ چون جزا سایہ ہست اے قد تو حنم ہ سایہ تو کج فتد
 در پیش ہم ہ زمین نسق آید خطابات و رشت ہ کہ شود کہ را ناہنا کو ز پست ہ بندہ گوید انچہ فرمودی
 بیان ہ صد چنانم صد چنانم صد چنان ہ خود تو پوشیدے تر بار از حلم ہ ورنہ میداے فیض ہ

بعلم بلیک بیرون از جہاد و فعل خویش بذور و اسے خیر و شر و کفر و کیش بذور نیاز عاجزانہ خوشنیت
 و زخیال و وہم من یا صد چمن بذور امیدے بلطف عام تو بذور اسے راست بینی یا غلو
 اسے یہ اشعار بھی منجملہ خطابات کے ہیں کہ نہ تو نے رات میں کبھی مناجات کی نہ کبھی نماز
 میں قیام کیا نہ تیرا دن میں تقویٰ نہ کبھی روزہ نہ تیری زبان دل آزاری سے محفوظ رہی نہ یہ ہوا
 کہ تو نے جبرست سے اپنے پیش و پس پر نظر کی ہو پیش کیا اپنے نزع و مرگ کی یاد
 جو تیرے سامنے تھی پس کیا مرنا یا رون عزیزوں کا جو دیکھ چکا تھا تو نے ظلم کیا اور اس
 ظلم پر توبہ باجوش و حسرت نہ کی تو سراسر دغا ہو اور گندم نما جو منروش جب تیرے
 عمل کی ترازوی کچ اور دغا تھی پھر ترازو و جزا کی راست کیسے ڈھونڈ سکتا ہے جب تو دست راست
 نہیں بلکہ بائیں چپ ہے عذر و توبہ اور طاعت و عبادت میں گھٹا ہوا تو پھر نامہ تیرے دست
 راست میں کیسے آئے گئے خمیدہ قد جزا ایسی ہی جیسے آدمی کا سایہ ٹیڑھے قد والے کا
 سایہ بھی ٹیڑھا ہی ہوگا غرض جب اسی قسم کے خطابات سخت کہ جنکے بارامیبت سے پہاڑ کی بھی
 پشت جھک جائے خداے تعالیٰ سے آئینگے تب بار بار بندہ کے گاکے لے مالک جو کچھ
 تو نے بیان کیا میں اس سے بھی سو گنا ہوں تکرار بنظر مبالغہ ہے مگر تو ہی نے میری برائیاں اپنے
 حلم سے چھپائیں ورنہ تو اپنے علم سے ان فضیحتوں کو خوب جانتا تھا آپ میں عاجزانی کو شش
 و فعل اور خیر و شر و کفر و کیش اور اپنے نیاز عاجزانہ یا خیال و وہم اپنے اور اپنے ہی کیا آپ
 جیسے سوان سب سے قطع نظر کر کے کہتا ہوں کہ ساری امید بھجک تیرے لطف کی تھی اور یہ
 امید بھی خواہ راست بینی کی راہ سے تھی یا سرکشی سے میں جہین جانتا تیرے نزدیک
 کیسی ہو قولہ بخشش نخصے و لطف بے عوض بذور امید اگر کو تم بے غرض بذور سپش کردم
 بدان محض کرم بذورے فعل خویشتن مے ننگم بذورے آن امید کردم روے خویش بذورے وجود
 داود از پیش پیش بذورے خلعت ہستی بدادے را نگان بذورے ہمیشہ مقہودم برآن پہ چون شمار
 جسم خود را و خطا بذورے بخشایش در آید در عطا بذورے ملائک باز آید شش بمانا کہ بدستی چشم
 دل سوے رجا ذلالا بالی بود آذادش کنیم بذورے خطا ہا را ہمہ خط بر زمین ذلالا بالی را کہے باشد صلاح بذورے
 کشش زیان بود و جرم و از صلاح بذورے آتش خود بر فروزیم انکرم بذورے تا ناخاند جسم و ذلت پیش و کم بذورے
 آتش کر شعلہ اش کمتر شہار بذورے بسوزد جرم جبر و اختیار بذورے شعلہ در بنگاہ انسانے زمین بذورے خار را
 گلزار روحانی کنیم بذورے ما فرستادیم از چرخ نعمت کیمیا یصلح کم اعمالکم بذورے خود چہ باشد پیش نور مستقر بذورے

کروند اختیار بوالبشر گوشت پارہ آلت گویاے او بیہ پارہ منظر پیتاے او بیہ سمع اواز دو پارہ
استخوان بدر کش دو قطرہ خون یعنی جنان بکر کے وارفت ذرا گندہ بیہ طہراتے درجہ ان
انگندہ ہزار منے بودے منے راوا گذار بیہ اسے ایاز آن پوستین رلیا د آرہ اللغات
لا ابالی یعنی ہاک ندام و بمعنی شخص بیباک و بے پردہ بنگاہ جائے رخت و اسباب المعنی
یہ اشعار بھی بندے کی طرف سے ہیں مجھ کو ملے مالک بخشش محض اور لطف بے عوض کی
آید تھی کہ تو کریم بے غرض ہو لہذا میں اُسی محض کرم کی طرف متوجہ پھر پھر کے دیکھتا تھا اپنے
فعلوں کی طرف نہیں دیکھتا خاص اُسی امید کی جانب میں نے منہ کیا کہ پہلے سے تو نے مجھ کو
وجود دیا تمام مخلوق سے بڑھکے یعنی خلقت ہستی کا مجھ کو مفت دیا میں اسی عطا پر تیری ہمیشہ
بھروسہ کرے رہا بس جب یہ بندہ اس طرح پر جرم شمار کرے گا تو ذات اسکی کہ محض رحمت ہو عطا
میں آجائے گی اور حکم ہوگا کہ ملے ملائک اسکو ہمارے پاس لوٹا لاؤ گس واسطے کہ اسکی چشم
دل رجائی طرف تھی یہ ایک لا ابالی تھا اسکو ہم آزاد کر دیں گے اور اسکی ساری خطائیں کاٹ دیں گے
یہ جو قول ہمارا ہو خلقت ہوگا واللہ ولا ابالی و خلقت ہوگا واللہ ولا ابالی پیدا کیا میں نے انکو واسطے
جنت کے اور نہیں پروا کرتا ہوں اور پیدا کیا میں نے انکو واسطے دوزخ کے اور نہیں پروا کرتا یا کسی
شخص کو حلال و جائز ہو کہ اسکو جرم و صلاح دونوں سے زیان نہو یعنی اگر صلاح ہوگی تو زیان
خود ہی نہوگا اور جو جرم ہیں تب بھی زیان نہوگا اسوقت ہم آگ اپنے کرم کی بھڑکائیں گے تو
جرم و ذلت جو کچھ ہو تھوڑی یا بہت سب کو چھونک دے اور وہ آگ ایسی ہی جس کے
شعلے کی اد نے چنگاری جتنے جرم ہیں کہ جن میں بخت جبر و اختیار کی ہر سب کو جلا دیتی ہر ہم انسان کی
بنگاہ اور رخت خانہ میں جو نامہ اعمال ہو آگ لگا دینگے اور اس کے خار کو گلزار روحانی بنا دینگے ہمیں نے
اسکو چرخ نعم سے کیا یا صلح لکم اعمالکم کی بھی ہر نیک کرے واسطے تمہارے اعمال تمہارے
اور مغفرت کی تمہارے واسطے بھلا یہ کیا ہو ہمارے نور مستقر کے سامنے ابوالبشر کا کروفر
اختیار تو کچھ ہی نہیں سہا یہ بشر ہمیں نے ایک گوشت کا ٹکڑا اسکو آگے گویا کی کا دے دیا
ہمیں نے ایک چربی کا ٹکڑا اسکی آنکھ میں رکھ دیا جس سے بینا ہوا دو ٹکڑے ہڈیوں کے
لگا دیے کہ وہ اسکے مسع ہوے اور وہ دو قطرے خون کے یعنی جان جو اسکی مدرک بنی
ایک کیڑا گندگی آلودہ ہو جس نے جہان میں کروند ڈال رکھا بخواب مقولہ مولانا کا ہے
کہ تو منی سے پیدا ہو جس سے تجھ کو لازم ہے کہ منی کو چھوڑ دے اور مثل ایاز کے ہو

کہ وہ اپنے پوسٹن کو نہیں بھولا تو بھی اپنی اصل کو مت بھول یاد رکھو
قصہ ایاز اور اس کے حجرے کا جس میں پوسٹن و چارق رکھا تھا اور
لوگوں کا گمان کہ اس میں دقینہ رکھا ہے

قولہ اُن ایاز ازیر کے انگھٹے پڑستین و چارے آونجھتے بن میر و دہر روز و رجب صلا بہ چارقت
 اینست منگر در علا بہ شاہرا گفتند اورا حجرہ ایست بہ کاندراں پر سیم و ہر زرخوہ ایست بہ راہ
 مے نہد کسے لاندراوہ بستہ مے دارد ہمیشہ اُن در او بہ شاہ فرمود اے عجب اُن بندہ را بہ
 چیمت خود پنهان و پوشیدہ زبان پس اشارت کرد امیرے راکہ رو بہ نیم شب بکشا درو
 در حجرہ شو بہ ہر چہ یا بے مرتزلغاش کن بہ ستر اورا برندیان فاش کن بہ باچنین اکرام و
 لطف بے عدد بہ از لیکن سیم وز پنهان کند بہ مے نایاد وفا و مہر و جوش بہ دانکہ او گندم نہا
 جو نہدش بہ ہر کہ اندر عشق یا بد زندگے بہ کفر با شد پیش او جبر بندگی بہ نیم شب اُن میر با سے
 معتد بہ در کشا حجرہ اورا سے زد بہ مشعلہ بر کردہ چندین پہلوان بہ جانب حجرہ روانہ شادمان بہ
 کامر سلطان است بر حجرہ نہ نیم بہ ہر یکے ہمایان زرد کش لکیم بہ اللغات چارقت بضیم
 کنش صحرایان بہ حجرہ بضیم اول فریق جیم جمع حجرہ استعمال جمع کا بجائے مفرد جائزہ ہر حجرہ بضیم و
 تشدید میم خم کو چک کش بالفتح بغل و سینہ اسلئے یعنی وہ ایاز جو مشہور ہے کہ زیر کی سے
 پیدا کیا گیا تھا اُس نے اپنا پوسٹین اور جوتیان زمان خواری کی ایک مکان میں لٹکار کھی تھیں ہر روز اُس
 حجرے میں تنہا جاتا تھا اور اپنے آپ کو یاد دلانا تھا کہ تیرا اصل سامان یہ ہے
 اب جو بلندی و مرتبہ پایا ہے اس کے سبب سے اپنی اصل کو مت بھول جاؤ بد گویوں نے
 بادشاہ سے کہا کہ اسکا ایک حجرہ ہے جس میں منٹکے پڑ سیم و زرد رکھے ہیں یہ اُس میں کسی کو
 جانے نہیں دیتا ہے ہمیشہ دروازہ اُسکا بند ہے رکھتا ہے بادشاہ نے متعجب ہو کے کہا
 کون سی ایسی چیز ہے جسکو اس نے ہم سے چھپا کے اور پوشیدہ کر کے رکھا ہے پس ایک امیر کو
 حکم دیا جا ادھی رات کو دروازہ حجرے کا کھول اور اُس میں گھس کے دیکھ جو کچھ اُس میں پائے اسکو
 لوٹ لے اور اور جو مصاحب ہیں اُن پر فاش کر دے کہ جس کے ساتھ بادشاہ ایسا اکرام و لطف
 بیشمار کرے اور وہ بیٹھی سے سیم وز بچھپائے چمکائے اور خود بھی اپنی وفا و محبت کا جوش جتاتا ہو
 اسکو جان کہ وہ گندم نا جو فروش ہے کس واسطے جو کوئی عشق میں زندگی پاتا ہے جیسا کہ میں اُسکا
 عاشق ہوں اسکے سامنے سوائے بندگی کے جملہ اشیا کفر ہیں بعد اس حکم کے وہ امیر

معیت آرمیوں کے جو اسکے نزدیک مندر تھے گیا اور اسکا حجرہ کھولنے کی فکر کی مشعلین حیلے ہوئے
یہ سب پہلوان خوش خوش حجرے کی طرف چلے کہ پادشاہ نے حکم دیا کہ کادست بھی دیا
چلو اسکے حجرے پر حملہ کریں اور ہمایان زور کی بھل میں وبادبا کے لائین قتلہ آن سیکے
مے گفت ہے چہ جائے زربہ از عقیق و لعل گوئے و زنگہ خاص خاص خزن سلطان
دلیست بذلکہ اکنون شاہ را خود چان ولیست بذچہ محل داروہ پیش آن عشیق بذلعل دیا قوت
و زمر ویا عقیق پشاہرا بروے نبودہ این گمان بذتسخرے مے کرد بہر امتحان بذپاک
مے دانستش از ہر غش و غل بذبازادو ہمیش مے لرزید دل بذکہ مبادا کین از و خستہ شود و مے
نخواہم کہ برو خجالت رود بذاین نکرد است او و کردار و راست بذہر چہ خواہر کو بہن محبوب ماست بذ
ہر چہ محبوبم کند من کردہ ام بذادشمن من او چہ گرد پرودہ ام بذاسمے کوئی کتا تھا ہین زر کا کیا
سوق ہو عقیق و لعل و لکری پائین کر ز کیا پائین گے جواہرات پائین گے خاص خزانہ پادشاہی کا
خدا بخئی خاص وہ ہو بلکہ بالفعل تو وہ پادشاہ کی جان ہو خدابخی کیسا بس ایسے معشوق کے
سامنے لعل و زمر ویا قوت کا کیا رتبہ ہو آب فراتے ہین کہ پادشاہ کو خود اس پر ایسا
گمان بد نہ تھا لیکن جنھوں نے کہا تھا ان کے مسخرہ بنانے کو یہ امتحان تھا پادشاہ اس کو
غل و غش سے پاک جانتا تھا لیکن اس وہم سے دل اسکا لرزتا تھا کہ ایسا نہو جیسا کہ ہو نہیسا ہی نکلے
اور وہ اس سے رنج پائے تو مین نہیں چاہتا ہوں کہ وہ خجل ہو اول تو یہ بات اس نے
کی نہیں ہو اور جو کی بھی ہو تو اسکو روا ہو وہ جو چاہے کرے بہر حال ہمارا محبوب ہو جس جو
کچھ محبوب میرا کرے وہ میرا ہی کیا ہوا ہو اس لیے کہ بحقیقت مین وہ ہوں اور وہ مین
دونوں ایک ہی ہین اگرچہ بظاہر پردے مین ہوں اس پردے سے کیا ہوتا ہے
قولہ باز گفتے دور از ان خود خصال بذاین چنین تخلیط تراوست و خیال بذازایا ز این خود
محال است و بعید بذکویکے دریاست قعرش ناپدید بذہفت دریا اندر و یک قطرہ بذ
جملہ استیہاز موجب چکرہ بذجملہ پاکہما از ان دریا بردنہ قطرہ پائین یک مینا گردنہ یک
دہان خواہم بہ ہنایے فلک بذتا بگویم و صف آن رشک ملک بذدردہان یا بمچنین و صر
چنین بذتنگ آید و در بیان آن امین بذاین و تدرہم گر نگویم ایسندہ شیشہ دل از ضعیف بشکند
شیشہ دل را چونازک دیدہ ام بذبہر تسکین بس قبا بدریدہ ام بذمن سر ہر ماہ سہ
روزاے صنم بذیکمان باید کہ دیوانہ شوم بذہین کہ امروز اول سہ روزہ است بذروز

پیر و زست لئے بروزہ است نہ ہر دے کا ندر غم شاہے بود نہ دمبدم اور اسراہے بود قصہ محمود و اوصاف ایاز نہ چون شوم دیوانہ رفت اکنون ساز با اللغات پیکرہ رشمہ یعنی وہ یانی جو قطرہ قطرہ چٹکے اسلئے یعنی پادشاہ خیالات مذکورہ بالا کرتا تھا اور پھر کہتا تھا کہ یہ باتیں ایاز کی خود خصلت سے نہایت دور ہیں میں جو خلط ملطان خیالات کا کر رہا ہوں سب بیہودہ اور خیال فاسد ہیں ایاز سے یہ بات محال و بعید ہو کس واسطے کہ وہ ایک دریا ہو کہ جس کی کٹھا نہنیں ایسا طرف والا ہے کہ ساتوں دریا اس میں قطرہ ہیں اور تمام موجودات اسکی موج سے ایک رشمہ وہ ایسا دریا ہو کہ جملہ مخلوق اس دریا سے پاک ہوتی ہو قطرے اس دریا کے ایک ایک صنلے و نقاش ہیں اسکی وصف کے واسطے میں ایک دہن ایسا وسیع و وسیع چاہتا ہوں جیسے فلک تو وصف اسکا جس کی پاکی پر منہ شتون کو رشک ہے بیان کروں پھر کہتا ہوں اگر ایسا دہن بھی پاؤں بلکہ ایک دہن کیا ایسے ایسے سیکڑوں تب بھی اس امین کا وصف ان میں نہنیں سمائے گا اور یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اے سند یہ مجبوری ہو اگر اتنا بھی نہ کہوں تو میرے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے وہ اسکا بھی تحمل نہنیں لا بد اپنے شیشے کو نازک دیکھ کر اسکی تسکین کے لیے بہت قبائیں میں نے بچاڑی ہیں یعنی بہت وصف ظاہر کیے ہیں اب فرماتے ہیں کہ اے صنم میں ہر مہینے کے شروع میں تین روز دیوانہ ہو جاتا ہوں میرے لیے بے شک و گمان یہ حال ضرور ہے کہ دیوانہ ہو جاؤں سو خبردار ہو کہ ان تین روز سے آج پہلا روز ہے اور یہ مت جان کہ دیوانہ ہونے سے میرا روز بروز ہو اے صنلے و بیکار مثل مجنونوں کے بلکہ روز بروز ہے اے مبارک و وسیع پھر کہتے ہیں کہ جو دل کسی شاہ کے غم میں ہوتا ہے اسکو دمبدم سراہ ہی ہوتا ہے بس اب قصہ محمود و اوصاف ایاز کا جب کہ میں دیوانہ ہو گیا تو یہ بھی بالفعل اپنے ساز و سامان سے جاتا رہا

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ صورت قصے کی ہے لائق اہل صورت کے اور اُن کے آئینے کے اور جو قدوسی ہیں اُن سے کہنے سے نطق شرابی ہے اور خجالت سے اپنے سروریش کو مٹھوٹتی ہے

قولہ نازک بیکار دید ہندستان بخواب باز حراج امید بردہ شد حشر اب با کفایت یا فی النظم

والقافیہ فی بعد ماضیعت اصول العافیہ فی ما جنون واحدے فی الشجون بنبل جنون فی جنون
 فی جنون بن ذاب جسے من اشارات الکنا فی منذ عایت البقاء فی الفنا فی لے ایاز
 ازورد تو گشتیم چوموے فی مازم از قصہ تو قصہ من بگوے فی بس فسانہ عشق تو خواندم بجان بن
 تو مرا کافسانہ گشتیم بخوان بن خود تو مے خوانے یقین را مقتدا بن کہ طور مے تو موسے دین صدا بن
 کوہ بیچارہ چہ داند گفت چست بن ناکہ بیچارہ ز گفتنا تہیست بن لیک موسے فہم گفتنا کن بن
 کوہ عاجز خوان چہ داند ایند بن کوہ ہم داند بقدر خویش تن بن اندکے دارد ز لطف روح و تن بن
 تن چو صطرباں باشد ز احتساب بن آیتے از روح ہجون آفتاب بن آن منجم چون شباشم چشم تیز بن
 شرط باشد مرد اصطرلاب ریز بن تاکند بہر شمس طراب لے نکو بن تا برد از حالت خورشید بن
 جان کنز اصطرلاب جویدا و صواب بن چہ قدر داند چرخ و آفتاب بن اللغات
 شجون غم داند وہ اصطرلاب گھڑی المعنی یہ جو فرمایا تھا کہ میں دیوانہ ہوا قصہ محمود ایاز کا جاتا رہا
 اسی کے موافق فرماتے ہیں کہ میرے پیل نے ہندوستان خواب میں دیکھا گیا تھا حلیج کی
 امید میں اور ہو گیا مسست ایراد الفاظ ہندوستان و خراج اس تمہید میں برعایت اس کے بھی ہو
 کہ پادشاہ محمود نے کئی بار حملہ ہندوستان پر کیا ہو اور لوٹ لوٹ کے چلا گیا میرے لیے
 نظم و قافیہ کیسے ہو بعد اسکے کہ جب اصول عافیت کی برباد ہو گئیں عافیت ہی نہ رہی
 اس سبب سے کہ ایسے غم داند وہ میں پڑا ہوں جسکو ایک جنون نہیں کہہ سکتا لکہ وہ جنون ہو
 جو جنون در جنون ہے میرا جسم اشارات و کنایات سے گل گیا جسے میں نے بقافتا میں دیکھی ہو
 اب فرماتے ہیں لے ایاز تیرے درد میں گھل گھل کے مثل بال کے ہو گیا اور قصہ کہنے سے
 رہ گیا اب تو میرا قصہ کہ میں نے تیرے عشق کا افسانہ بدل و جان بہت پڑھا تو میرا افسانہ کہ
 خود افسانہ ہو گیا ہوں پڑھ تو خود اسے پیشوا یقین سے کہتا ہے کہ میں کوہ طور ہوں تو موسے ہی
 اور یہ صدا ہی پھرتی کہ بیچارہ گفت و کلام کو کیا جانے کہ کیا ہو اسوا سٹے کہ وہ بیچارہ تو نطق و کلام
 سے خالی ہو لیکن لے سند موسیٰ ان باتوں کو سمجھے کہ وہ بیچارہ کیا جانے کوہ تو اپنے ہی
 انداز سے کے موافق جانے گا کہ حقوڑا سا لطف روح و تن سے اُس میں بھی ہو جان چون کہ حساب
 کی اصطرلاب رکھتا ہو یعنی جو باتیں عند الشرع ممنوع ہیں اُن سے خالی ہو اور شرع کی ترازو کا
 تلاء ہوا وہ ایک آیت روح کی ہو مثل آفتاب روشن کے اور اصطرلاب کے معنی نفوی بھی ترازو
 آفتاب کے ہیں وہ بخوبی جس کی آنکھیں تیز نہیں ہوتیں یعنی کم نظر ہے تو اسی کے لیے

کوئی مرد صطرب ریز شرط ہو جس کے سامنے اصطرباب کھیرے یعنی حال ارتفاع و انحطاط کو اکب و
 آفتاب کا ظاہر کرے تا وہ اچھی طرح سطرلابی کرے اور یہ حالت خورشید سے بویا گئے کہ
 کس برج اور کس دقیقے میں ہو بس جو جان کہ اصطرباب سے صواب کی طالب ہو وہ
 چرخ و آفتاب کے اندازے کو کیا جانے کہ کیسی وسعت اور نور و فروغ رکھتے ہیں قولہ
 تو کز اصطرباب دیدہ بنگرے بدرجہاں دیدن بسے تو قاصرے بتو جہاں را قدر دیدہ دیدہ
 کو جہاں سبلت پیرا المیدہ بتو عارفان را سرمہ ہست آن بچوے بتا کہ دریا گرد این
 چشم چو چوے بتو ذرۂ عقل و ہوش را بانست بتو این چہ سودا و پریشان گفتن است بتو چونکہ مغز
 من ز عقل و ہوش تہیست بتو پس گناہ من درین تخلیط چیست بتو گناہ اور است کہ عقل بردہ
 عقل جملہ عاقلان پیشکش بردہ یا مجیر العقل فتان ابٹے بتا سواک للعقول المرستے بتا شہیت
 العقل ندرچینی بتا حدت الحسن ندربتنی بتا ہل جنونے فی ہواک مستطاب بتا قل بلی واللہ بخیر یک
 الصواب بتا گرتازی گوید و گر بار سے بتا گوش و ہوش کو کہ در فہمش رسے بتا بادہ او در خورد ہر ہوش
 نیست بتا حلقہ او سحرہ ہر گوش نیست بتا دیگر آدم دیوانہ وارے رور و ایجان زود زنجیرے بیارے
 غیر آن زنجیر زلف دلبرم بتا گرد و صد زنجیر آسے بردم بتا ہست برپاے دلم از عشق پسندے
 سود کے دارد مرا این وعظ و پند بتا قصہ عشقش ندارد مطلعہ بتا ہم ندارد ہمچو مطلع مقطعہ بتا
 اللغات سحرہ بالضم سحر و بیکار مستطاب برگزیدہ المعنی یعنی جب کو اس دیدے کی صطرباب
 دیکھے گا جو ظاہری ہو تو جہاں کے دیکھے میں بہت کوتاہی ہوگی تو تو اتنا ہی دیکھے گا جتنا تیرا دیدہ ہے
 سو وہ جہاں کمان ہو کیون اس نعم میں اپنی موٹھ میں مڑتا ہے البتہ عارفان کے پاس ایک
 سرمہ ہو وہ تلاش کرتا یہ آنکھ تیری جو ذرا سی نہر ہو دریا ہو جائے اب فرماتے ہیں اگر ذرہ
 بھر بھی عقل و ہوش سے محکوم نصیب ہو تو ہم جانیں کہ یہ کیسا سودا اور کیسی پریشان گوئی ہے
 اور ہر گاہ کہ مغز ہمارا عقل و ہوش سے خالی ہے پھر گناہ ہمارا اس آمرزش میں کیا ہے
 نہ گناہ اسکا ہے جس نے میری عقل مجھے چھین لی اس واسطے کہ اس کے سامنے تو عقل جملہ عاقل و نکی
 مردہ ہو مٹے شعہ عربیہ آسے پناہ عقل کے اور ملے مفتون کرنے والے خرد کے تیرے سوا
 عقل کو امید پناہ کی جگہ نہیں ہو میں عقل کو دوست نہیں رکھتا جسے تو نے مجھ کو اپنا دیوانہ بنایا ہے
 اور کسی کے حسن پر میں نے حسد نہیں کیا جب سے تو نے مجھ کو زینت دی ہے یعنی تیرے لیے
 تو دیوانہ ہونا عقل سے بہتر ہے نہ میری سی زینت کسی میں ہو جس کے حسن پر حسد کروں کیا

جنون مجھکو تیرے شوق میں خوش و بگریہ نہیں ہے اور یہ استفہام اقرار ہی ہے یعنی ہو تو کچھ کہہ
 قسم ہوا اللہ کی کہ خدا مجھکو جیانیک دے آپ فرماتے ہیں اگر تازی زبان میں کوئی کہے یا فارسی
 میں تیرے نہ گوش بہن نہ تیرے ہوش پھر کیسے سنے اور کیسے سمجھے اس واسطے کہ شراب
 اسکی ہرکان کے لائق نہیں ہے جو ہرکان میں ڈالی جائے گو شراب بہرے بن کا علاج ہو نہ حلقہ
 اسکا ہر گوش کے قابل یہ کچھ ہنسی مٹھٹھا نہیں آپ فرماتے ہیں کہ لے جان پھر میں
 آپ میں آیا جیسے دیوانہ دم بھر میں ہوشیار ہوتا ہے اور دم بھر میں بیہوش جا جا دور
 جان جلدی میرے واسطے زنجیر لا لگے زنجیر بھی زلف دلبر کی ہو اگر یہ زنجیر عرفی ہوئی
 تو ایسی میں سیکڑوں توڑ بھاڑ ڈالوں گا میرے توپاے دل پر عشق سے بند ہے مجھکو یہ وعظ
 و پند کب سود مند ہوگی اسکے عشق کا قصہ ایسا نہیں جس کا مطلع ہو اور نہ مثل مطلع کے اسکا
 مقطع جو راد ا بتدا و انتہا سے ہو

حکمت نظر کرنا چارق و پوستین پر فلینظر الانسان ما خلق چاہیے کہ انسان
 غور کرے جس چیز سے پیدا کیا گیا ہوں

قولہ باز گردان قصہ عشق ایاز بکان یکے لخت مالال را زہ میرود ہر روز در حجبہ درین پناہ بیند
 چارتے یا پوستین بناناکہ ہستی سخت مستی آورد و عقل از سر شرم اردلے بردہ صد ہزاران
 متن پیشین را ہمین ہستی ہستی بزورہ از کمین ہ شد عزازیلے ازین مستی بلیس ہ کہ چہ ہ
 آدم شود بروے رئیس ہنجاہ ام من نیز و خاجہ زادہ ام ہ صد ہزار قابل و آمادہ ام ہ در ہنر
 من از کسے کم نیست ہ تا بجدست پیش دشمن بیستم ہ من زاتش نادہ ام ادا و حل ہ پیش آتش
 مرو حل را چہ حل ہ اوجا بود اندران دورے کہ من ہ صد ہزار عالم بودم و نخر ز من ہ اے
 مولانا ج فرماتے ہیں کہ قصہ عشق ایاز کا پھر لوٹا کس واسطے کہ وہ ایک حزنانہ ہوا مالال را
 سے چنانچہ ایاز ہر روز چارق و پوستین دیکھنے اُس حجبے میں جسکو لوگوں نے بتایا تھا جاکر تا عقا
 اس سبب سے کہ ہستی آدمی کو نہایت ہی مست کر دیتی ہو نہ سر میں عقل رکھتی ہو نہ دل میں شرم
 چھوڑتی ہو نہ نامہ پیشین سے اب تک کہ لاکھوں صدیان گذر گئیں اُن صدیوں کی اسی مستی ہستی نے
 لگھات سے نکل نکل کے راہ ماری ہے لفظ متن سے اہل قرن مقصود ہیں بقاعدہ
 ذکر ظرف و دارادہ موقوف دیکھو اسی مستی سے عزازیل کہ فرشتوں کا سامام رکھتا تھا جیسے جبرائیل
 میکائیل اور معلم الملائکہ اُس نام دربتے سے تغیر ہو کے ابلیس ہوا کہ آدم کیسے مجھ پر

رہیں ہوگا مین خواجہ ہون اور خواجہ زادہ بھی کہ وہ آتش ہے جس سے اسکی خلقت ہے اور
سیکڑوں علم و ہنر کا قابل و آئادہ مین علم و ہنر مین کسی سے کمتر نہیں تا بندگی کی راہ سے
دشمن کے سامنے کھڑا ہوؤں مین آگ سے پیدا ہوں وہ گل سے پھر آگ کے
سامنے گل کا کیا رتبہ ہے وہ اُس زمانے مین کہ ان تھا جس زمانے مین صدر عالم
اور مخبر زمانے کا تھا

اس آیت کے بیان مین خلق الجان من مارح من نار پیدا کیا جان کو
مارح یعنی آتش ہے دوسے اور حق تعالیٰ نے ابلیس کے
حق مین فرمایا ہر کان من الجن ففسق اذ فتنہ ذنوبہ و ذریعہ اولیاء من
دو نے تھا ابلیس نوع جن سے آیا پکڑتے ہو تم اُسکو اور اُس کی
ذریات کو دوست

قولہ شعلہ مین آتش جان سفیدہ کا تفسیر بود الولد سرابہ نے غلط گفتہ کہ بد قہر خدا ہے علتہ را
پیش آوردن چہ را بہ کار بے علت مبرا از علل پست و مستقر است انرا دل بہ در کمال صنع
پاک مستحبت بہ علت حادث چہ گنج در حدیث بہ ستر آب چہ بود آب ماصنع اوست بہ
صنع مغنہ است و آب صورت چہ پست بہ عشق دان اسے فندق تن دوست بہ
جانت جوید مغنہ و گوید پست بہ دوزخ کہ پست باشد دوستش بہ داد بد لہنا جلودا پوشش بہ
معنی و مغنہ بر آتش حاکم است بہ لیک آتش را قشورت ہمیز مست بہ کوزہ چوبین کہ دروے
آبجو مست بہ قدرت آتش ہمہ بر ظرف اوست بہ معنی انسان بر آتش مالک است بہ
مالک دوزخ دران کے مالک است بہ پس میفراتو بد ن معنی فزا بہ ناچو مالک باشی
آتش را کیا بہ پستما بر پست می افزودہ بہ لاجرم چون پست اندر دودہ بہ زانکہ
آتش را علت از پست نیست بہ قہر حق آن کبر را گردن ز نیست بہ این تکرار نتیجہ پستست بہ
جاہ و مال آن کبر را ان دوستست بہ این تکرار چہیت غفلت از باب بہ نمد چون غفلت رخ
ز آفتاب بہ اللغات سفیدہ احمق و نادان مستحبت بالضم برا نگیزندہ و برا نگینہ شدہ حدیث
بفتح تین بے وضو ہو جانا مراد نا پاک سے حادث نو پیدا فندق بضم اول و وال میوہ
مغرنگ برابر کنار قشورت پست پن مالک نام موکل دوزخ اسے کیسی آگ اس
بیوقوف ابلیس کی جان کی بھرک رہی تھی اور کیوں نہ بھرکتی آخر تھا بھی تو آتش زادہ

اور بیٹے میں صفت باپ کی ہوتی ہے پھر فرماتے ہیں نہیں یہ بات میں نے غلط کی باپ بیٹا
کیسا اس پر قہر خدا کا تھا یہ کیا ضرور ہے جو کوئی علت پیش کیجائے کہ آگ سے پیدا تھا لہذا
اس نے سرکشی کی اس واسطے کہ ازل سے جو کام ہوتے ہیں وہ مستمر و مستقر یعنی
ہیشگی والے لازوال اور قرار گرفتہ بے علت اور جمیع علل سے پاک ہوتے ہیں جہلا اس
صنعت پاک کے کمال میں جو برائگیہ زندہ ہے لے پیدا کرنے والی علت حادث و حدوث کی
کیا گنجائش ہے یہ جو کہا ہے اولد ستر لابیہ بیٹا باپ کا بھید ہے یہ بھی باپ کا کیا چیز ہو
باپ ہمارا تو خود اسکی صنع سے ہے اس لیے کہ صنع مغز ہے اور باپ ظاہر کا پوست کے
مثل بس عشق وہ چیز ہے اسے فلان کہ فندق تن کا تو نہایت دوست ہے جان و مغز تیرا
وٹھونڈھتا ہے اور پوست کو کچلتا ہے جیسے میوے کا پوست توڑ کے مغز نکالتے ہیں اسی
سبب سے وہ دوزخی جسکو اپنا پوست دوست ہے اسکو بیلنا جلود کا پوست دیا ہوا بہت
سے پوست پاتا رہے جیسا کہ فرمایا کما الضحیٰ جلود ہم بدلتا ہم جلودا غیر ہاہر گاہ کہ جلدین دوزخیوں کی
پاک جائیگی یعنی متخل عذاب آگ کی ہونگی تو ہم ان کی جلدین تبدیل کر دینگے اور یہ تبدیل ہر لحظے میں شتر
ہا رہو گی مگر تمھیں اگر معنے ہو اور مغز تو یہ معنی آگ پر حاکم ہو آگ تیرا کچھ نہیں کر سکتی بلکہ محکوم ہو لیکن پوست
و بھوسی اسکا ایندھن ہو مثلاً لکڑی کا کوزہ ہو اور اس میں پانی نہ رکھا ہو تو قدرت آگ کی اسکی طرف
ہی تک ہو گی علیٰ ہذا معنی انسان کے ایسے ہیں جیسے آگ پر مالک موکل ہے پھر بتا تو مالک کو اس میں
ہلاکت کب ہو کبس ہر گاہ معلوم ہوا کہ پوست مالک ہے تو تو بدن کو مت بڑھا مغز کو بڑھا تو مالک
کی طرح کار گزار آتش کا ہو جائے تو نے تو پوست پر پوست بڑھایا ہے لا جرم پوست کے مثل
آتش و دود میں پڑا ہے بدن وجہ کہ آگ کی خوراک پوست ہی ہے اور قہر حق کا اس کبر و غور کا
گردن مارنے والا یہ تکبر و تجبر پوست کا ہو اسی سے یہ پیدا ہوتا ہے اور جاہ و مال کبر کو اسی سبب سے
دوست ہے کہ یہ سب کا رکن پوست کے ہیں اور تکبر کیا ہے خلاصی اور مغز سے غفلت کرنا اور
کیسی غفلت کہ نجد جیسے رخ آفتاب سے غافل ہو کے نجد ہوتا ہے قولہ چون خبر شد ز آفتابش
رخ مانند بگرم گشت و ز گشت و تیز رائد شد ز دید لب جملہ تن طبع بے خارا عاشق شد کہ ذل من طبع بے
چون نہ بیند مغز قانع شد پوست بے بند خرم تنغ زندان اوست عزت اینجا کبر پوست
و ذل دین بے سنگ تا فافانے نہ شد کے شد نگین بے در مقام سنگ و انکہ انا بے وقت مسکین
گشت تست و فنا بے کبر زان جوید ہمیشہ جاہ و مال بے کہ ز سر گین است گفن را کمال بے کین دودانہ

پوست را افزون کند و کبر و شہوت آگندہ دیدہ را بر لب لب نفراشتند و پوست را از ان
 روے لب پنداشتند و پیشوا ابلیس بدان راہ را بنہ کو شکار آید شبیکہ جاہ را پناہ مال چون مار سست
 داین جاہ اژدہا بہ سایہ مردان زمر داین دورا بنہ ثان زمر دمار را دیدہ جہدہ کو گرد دمار و زہر و وارہدہ
 چون برین رہ خار نہاد آن رئیس بہ ہر کہ خست او گفت لعنت بر بلیس بہ یعنی بر من این غم
 از عذر و لیست با عذر را آن مقتدا سمل پیست بہ بعد از ان خود ترن بر قرن آمدند و چلکان
 بر سنت او پا زدند ہر کہ بند سنت بدای فتا بہ تادرافت بعد و خلق از عمارت جمع گرد و بروے آن
 جملہ بڑہ کو سرے بودست و ایشان دم غزہ بہ لیک آدم چارقی دان پوستین بہ پیش ہی آرد
 کہ ہستم من ز طین بہ اللغات شبیکہ دام نمر و ایک جوہر ہے جس سے افعی اندھا ہو جاتا ہے
 اور افعی ایک قسم مار ہے کہ اسکا زہر آنکھ میں ہے جس کے دیکھ لینے سے آدمی مرجاتا ہے اس لئے
 یعنی اُس مخ منجھ کو جب آفتاب سے خبر ہوتی ہے تو کچھ نہیں رہتا گرم ہو کے پگھلا اور پانی
 ہو کے بہگیا ایسا تیز کہ جس سے سیلاب اٹھتا ہے اس ابلیس نے جو لب و خلاصہ کو دیکھا
 طلب جاہ میں ہمہ تن طمع ہو گیا اور کبر سے انا خیر منہ کہا بس خار عاشق ہوا کس واسطے کہ
 ذل من طمع فرمایا ہے یعنی ذلیل ہوا جس نے طمع کی جو کوئی مغر کو نہ دیکھے اور پوست پر قانع ہو گیا
 تو قید غم من قنع کی اُسکے حق میں زندان ہو یعنی عزت پائی جس نے قناعت کی وہ قناعت
 سے ایسا گھبراتا ہو جیسے قیدی زندان سے یہاں تو عزت کبری ہے اسے کبر میں اور ذلت میں
 دیکھ لے پھر کو جب تک فانی نہیں ہوتا ننگین نہیں ہوتا آخر اُس میں سے پھیلا تراشا جاتا ہے
 تب نگیں بنتا ہے اور جو کہ ابھی تو مقام سنگ ہی میں ہو نگیں نہیں بنا اور پھر تو کہے انا کہ میں
 ہی ہوں تو نگیں کیسے ہو سکے یہ وقت تو تیرے مسکین بننے اور فنا ہونے کا ہے جسکو کبر ہے وہ
 ہمیشہ جویاں مال و جاہ کا رہتا ہے اس سبب کہ جو کہ گھور سے پر جتنا گو بر پڑے اتنا ہی اسکو کمال ہو
 کسوا سٹے کہ یہ دونوں دانے اسے جاہ و مال پوست کو بڑھاتے ہیں گوشت و چربی اور کبر و
 شہوت سے بھر دیتے ہیں اکیسے لوگوں نے آنکھیں لب لب پر نہیں اٹھائی ہیں پوست
 ہی کو پلے سرے کالب جان لیا ہے لب اول مراد جان سے لب ثانی خداے تعالیٰ اول
 اس راہ کبر کا پیشوا ابلیس ہوا کہ خود ہی شکار جاہ کے جال کا ہو گیا مال مثل مار کے ہے اور جاہ
 اژدہا ہے لیکن سایہ مردوں کا دونوں کے لیے نمر ہے جس سے یہ مار اژدہا کور ہو جاتے
 ہیں اور راہگیر بچ جاتے ہیں کہتے ہیں وہ مار جس کے دیکھنے سے آدمی مرجاتا ہے نمر د

سے اندھا ہو جاتا ہے جو کہ اس راہ میں اُس رئیس نے جو طرزِ شیطان کو کہہ رہے ہیں جھانک کر لگا رکھے ہیں لہذا جسکو ایذا پہنچتی ہو یہی کہتا ہے لغتِ برابیس اسی پچھکار میں پڑا ہے یعنی کہتا ہے کہ یہ غم و ایذا جھکو اُسی کی دغا سے پہنچا اس لیے کہ دغا کا پیشوا وہی مہلِ قدم ہے بعد اسکے صدیوں پر صدیان گزریں کہ جو آئے اسی کی راہ پر قدم رکھتے رہے بس آئے فترے جو کوئی راہ بد نکالتا کر بدین نظر کہ بعد اس کے مخلوق اندھے پن سے اس راہ میں پڑیں تو سارے گناہ مخلوق کے اُس پر ہی جمع ہوتے ہیں کس واسطے کہ یہ سردم ہے اور وہ سب اسکی دم غنہ ہیں لیکن جو آدم ہو وہ اپنا چارق و پوستین پیش نظر رکھتا ہے کہ میں طین مہین ہی ہوں کبر نہیں کرتا قولہ جون ایازاں چارقش مورد بود و بلاجرم او عاقبت محمود بود ہست مطلق کار ساز نیستی ست کار گاہ ہست کن جز نیست جیست ہذا نوشتہ پیچ بنویسد کسے ہذا نہانے کار و اندازے کاغذے جوید کہ او نوشتہ نیست ہذا تخم کار و موضعے کہ کشتہ نیست ہذاے برادر موضع ناکشتہ باش ہذا کاغذ اسپید نا نوشتہ باش ہذا مشرف گردے از نون والقلم ہذا بکار در در تو تخم آن ذوالکرم ہذا خود ازین بالودہ نالیدہ گیر ہذا مطبخہ دیدہ نادیدہ گیر ہذا ناکہ زین بالودہ سستیما بود ہذا پوستین و چارق از یادت رود ہذا چون در آید وقت نزاع ہے کہنے ہذا ذکر دلق و چارق آن گا ہی کہنے ہذا تا اگر دے غرق موج زشتی ہذا کہ نہا شد ازینا ہے پستی ہذا یا و نارے از سفینہ راستین ہذا تنگرے در چارق و در پوستین ہذا چونکہ در مانے بغرقاب بلا ہذا پس ظلمتا و در سازے پر دلا ہذا دیو گوید بگرید این خام را ہذا سر برید این مرغ بے ہنگام را ہذا و در این خصلت ز فرہنگ ایازہ کہ پدید آید غارنش بے نیاز ہذا و خسروس آسمان بودہ ز پیش ہذا نعرایے او ہمہ در وقت خویش ہذا اللغات مورد و بر وزن موجود و رد کیا ہوا مغرس ہندی تھا لادخت کا اور جگہ درخت لگانے کی تون والقلم نون و دوات و قلم معروف و کنایہ از دنیا و نام دنیا و نام سورہ قرآن المعنی او پر جو فرمایا ہے کہ آدمی اپنے چارق و پوستین کو دیکھے رہے جیسے ایاز کا در دختا کہ ہر روز دیکھتا تھا لاجرم وہ محمود و العاقبت تھا آب فرماتے ہیں کہ ہست مطلق یعنی خدائی تعالیٰ کار ساز نیستی کا ہے اور یہ کار گاہ اس ہست کن کی جس میں لاکھوں قسم کے کام جاری ہیں سوا سے نیستی کے اور کیا ہے یعنی نیست کو ہست کیا ہے اور بے وجود کو وجود میں لایا ہے ظاہر ہے لکھے ہوئے کاغذ پر بھی کوئی کچھ لکھتا ہے یا کسی درخت کے تھالے میں کوئی درخت لگاتا ہے وہی کاغذ ڈھونڈھتا ہے جو لکھا ہوا نہیں ہے اور وہی موضع جہاں کسی نے کچھ بویا نہیں ہے بس اے برادر

تو بھی موضع ناکشتہ بن اور کاغذ سپید نا نوشتہ تو تو اس وقت و قلم سے مشرف ہوئے جس کا
ذکر نثر آن میں ہو کہ تیرے کاغذ سپید پر لکھے اور تیری زمین ناکشتہ میں تخم اپنا وہ ذوالکرم بوئے
تو اس پالودہ دنیا کو جو مراد نعمتوں لذیذ سے ہے ایسا سمجھ لے کہ میں نے کبھی چاٹا جکھا بھی نہیں اور اس
باد و پیچانے کو جو دیکھ رہا ہے ناویدہ مشرف کرے اس واسطے کہ ان پالودوں سے جھکوستیان
لاحتی ہوں گی پوستین و چارق کو بھول جائے گا پھر جب وقت نزع کا آئے گا تو ہاے
ہاے کرے گا اور اس وقت ذکر و تلق و چارق کا کرے گا یعنی عجز و زاری تا موع زشتی میں نزد و ب جاؤں
کہ اس وقت میں کسی پناہ کی پستی نہوگی اس وقت میں تو جو سفینہ راستین میں داخل نہوا کہ وہ طریق
محمدی ہو اور اپنی اصل کو نہیں دیکھا جو چارق و پوستین ہے جب غرقاب بلا میں پڑے عابز ہوگا
تو رہنا ظلمنا انفسا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین کا بڑی محبت سے ورد کرے گا
یعنی لے رہا ہے ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر نہیں بخشے گا تو ہم کو اور نہیں رحم کرے گا تو
ہم زبان کا روں سے ہو جائیں گے اس وقت میں یہ دیو تیرے سر پر موجود ہوگا اور کہے گا دیکھو تو اس
خام کو اب کیسی ناری کر رہا ہے یہ بے وقت کا مرغا ہے اسکا سر کاٹو بس ایسی خصلت
فرہنگ ایاز سے دور ہو کہ نماز اسکی بے نیاز کے ظاہر ہو وہ خروس آسمانی ہو اس کے نرے وقت
کے ہیں بے وقت کوئی نہیں

اس بیان میں کہ ارنا الاشیاء کما ہے دکھا ہم کو جیسی کہ وہ ہیں اور اس
بیان میں لو کشف الغطاء ما از ووت یقینا اگر کھول دیے جائیں پر دے
تو ہم اپنے یقین کو نہیں بڑھا سینگے اس لیے کہ حق یقین کو پہونچے ہیں
اور معنی اس بیت میں ہے درہر کہ تو از دیدہ بدے نگر می پاز چہرہ وجود خود
کے نگر می پاز یہ کثر کثر سایہ افکند

قولہ اے خرد سان از وی آموزید بانگ بانگ بہر حق کند بے ہر دانگ : صبح کاذب آید و
نفرید بش : صبح کاذب عالم نیک و بدش : اہل دنیا عقل ناقص داشتند : تاکہ صبح صادق
انکاشتند : صبح کاذب کا رو انہارا زہ است : کہ بہوے روز بیرون آمدہ است : صبح کاذب
خلق را رہبر مباد : کہ وہد بس کا رو انہارا بباد : اے شدہ تو صبح کاذب را رہین : صبح صادق
را تو کاذب ہم مبین : کہ نادرے از لفاق ہدایان : پاز چہ دارے بر بردر ظن ہمان :
ہدگان باشد ہمیشہ زشت کا رہ نامہ خود خواند اندر حق یار : آن خسان کا ندر کثر : یا

مانندہ اندہ انبیاء اساحر و کثر خواندہ اندہ وان امیرانِ خیس و قلب ساز بنان گسان بروند بر حجبہ ایاثا
 کو دینہ دارد و گنج اندران بنائینہ خود منکر اندر دیگران بنائینہ المعنی اہم جو خروس آسمانی کہا ہے
 اسی کے مطابق فرمایا کہ اسے خرو سوامی مرغ آسمانی سے بانگ سیکھو کہ وہ خدا کے واسطے بانگ
 کرتا ہے اور وہ کی بانگ واسطے دانگ کہے اس مرغ کے سامنے صبح کا ذب
 آتی ہے اور اسکو فریب نہیں دے سکتی اور اس کے لیے صبح کا ذب کیا ہے یہی عالم نیک و
 بد بس مرغ آسمانی مرد اہل اللہ سے ہے ان اہل دنیا ناقص عقول نے اسی صبح کا ذب کو صبح
 صادق جانا ہے اور اس صبح کا ذب نے قافلے کے قافلے مارے ہیں جو کہ دن ہونے کی
 امید پر چل کھڑے ہوئے ہیں اب دعا کرتے ہیں خدایا صبح کا ذب خلق کی راہبر ہو کہ قافلے کے
 قافلے برباد کر دے اسے فلان تو صبح کا ذب میں کو پھنسا ہوا ہے مگر صبح صادق کو بھی کا ذب
 مست سمجھ اور اگر تھکو نفاق بدون سے امن نہیں ہے اس سبب سے بدگمان ہو تو پھر اپنے بھائی پر
 گمان بد کیوں کرتا ہے جو زشتکار ہے وہی بدگمان ہوتا ہے کہ اپنی کتاب یار کے حق میں پڑھتا ہے
 یعنی جیسا آپ ہو ویسا ہی اُسکو جانتا ہے وہ ناجیز لوگ جو خود کچی میں پڑے تھے وہی انبیاء کو
 ساحر و کج کہتے تھے ایسے ہی ان امیرونِ خیس کھوٹوں قلب ساز نے ایاز کے حجرے پر
 گمان بد کیا کہ اس کے حجرے میں دینے اور گنجینے شاہی ہیں بس تجھ کو لازم ہے کہ اپنے آئینے سے
 اور وہ کو نہ دیکھے یعنی اپنی طرح اور وہ کو نہ سمجھے قولہ شاہ میدانست خود پای کی او بیہر
 ایشان کرد او ان جستجو کاے امیرانِ حجرہ بکشا ئید در بنیم شب کہ باشد اوزان چرخ تا پدید آید
 سکا لشمارے او بی بعد ازان بر راست مالشمارے او بی مر شمارا دادم این زر و گھر و من ازان زربا
 نخواہم جز خبر بنامین ہی گفت و دل و بی طہید بنابر اسے آن ایاز بے ندید بنام منم کابین برز باغم
 میرود بنامین جفا گر بشنود او چون شود بنام می گوید بحق دین او بنام ازمین افزون بود نمکین او بنام کو بقدرت
 زشت من طہر شود بنام و رخص در سر من غافل بود بنام بتلا چون دید تا دیلات رنج بنام بدین
 کے شود اونات رنج بنام صاحب تاویل ایاز صابرست بنام کو بھر عاقبتہا ناظرست بنام بھر یوسف خواب
 این زندانیان بنامست تعبیرش بہ نزد اوعیان بنام خواب خود را چون نداند مرد غیر بنام کے بود واقع
 ز شتر خواب غیر بنام گزرم صد تیغ اور از اسخان بنام نگردد و صلت آن مہربان بنام داند او کان تیغ بر خود
 میزنم بنام ویم اندر حقیقت او نمم بنام اللغات قدوت دشنام دنیا اور زنا اور کسے بدی سے
 نسبت کرنا نہ بدی مثل دماند اس کے معنی یعنی امیرون نے گویا ز پر گمان بد کیا لیکن پادشاہ خود اُسکی

پاک کو خوب جانتا تھا مگر یہ جستجو اخصین کے معقول کرنے کو کرتا تھا اور کمد یا کاسے امیر و ادھی رات کو دروازہ حجرے کا کھولو کہ اُسکو خبر نہو تا جو کچھ اُس نے سوچا اور سمجھا اپنی ظاہر ہو جائے بعد اسکے اسکی مالش و منرا ہمارے ذمے ہے جو کچھ حجرے میں زر و گوہر سے نکلے وہ ہم نے تھین کو دیدیا ہم میں سے سوا خبر کے کہ یہ نکلا اور کچھ نہیں چاہتے اور اس بات کو اپنے دل میں کہتا تھا اور دل کا سکا ایاز کے واسطے کہ جسکا مثل نہ تھا تڑپتا تھا کہ تین ایسا ہو گیا جو یہ بات میری زبان سے نکلی اگر یہ ظلم میرا وہ سُنے تو کیسا ہو پھر کہتا تھا کہ قسم ہے اُسکے دین و آئین کی کہ اُس میں وقار و تمکین میرے خیال سے بہت بڑھکے ہے وہ ایسا ہلکا سبک آدمی نہیں ہے کہ میرے قذف زشت سے غصہ ہو جائے اور میرے غرض اور میرے بھید سے غافل ہو یہ نہ جانے کہ کوئی مصلحت ہوگی اگر کوئی شخص کسی رنج میں مبتلا ہو اور اُس سے تاویلین رنج کی بیان کی جائیں کہ یہ وجہیں تیرے رنج کی تھین تو اپنی برویکھ لے گا رنج کا مات نہو گا جان لے گا کہ میں تھوڑے رنج سے اور بلیات میں نہ پڑا نہ کہ ایاز جو بڑا صابر اور بڑا صاحب تاویل ہے اور ناظر دریا عاقبت اندیشوں کا جیسے یوسف اور خواب ان زندانیوں کے جسکی تعبیر اُنکے سامنے ظاہر تھی ایسے ہی میں ان امیر دن کی کیفیت سے واقف ہوں اور ہر گاہ کہ آدمی اپنے خواب خیر کو نہ جانے تو دوسرے کے خواب شر کو کیا جانے گالیے جب یہ لوگ اپنے حال کو نہیں جانتے کہ اچھا ہے یا بُرا تو اُس کے حال کو کیا جانیں گے ایاز ایسا میرا مہربان محبت والا ہے کہ اگر سیکڑوں تلواریں اتھانا اُسکے ماروں تب بھی تو وصلت اسکی جو مجھ سے ہے ہرگز کم نہوگی وہ جان لے گا کہ میرے ہی اوپر پارتا ہی کس واسطے کہ ہم اور وہ ایسے ایک ہو رہے ہیں کہ وہ میں ہوں اور میں وہ ہوں حقیقت میں

جدا ئی نہیں ہے گو بظاہر ہے

حکایت بیان اتحاد حقیقی عاشق و معشوق میں گو بظاہر ہر متزاد ہیں اس سبب سے کہ نیاز ضد بے نیازی کی ہے جیسے آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت کی ہے لیکن ان میں ایک اتحاد ہے کہ شرح اُس کی بیان میں نہیں آتی

تو کہ جسم مجنون راز رنج دوریے بد اندر آمد علت رنجوریے بد خون بچش آمد ز شوق و اشتیاق بد تاکہ پیدا شد دوران مجنون خنق بد پس طیب آمد بدار و کردنش بد گفت چارہ نیست غیر از رگ زلش بدگ زلش باید براے دفع خون بد رگ زلے آمد در انجا ذوفنون بد بازو ش

بست و کشادگان نیش او بہ بانگ برزد بردے آن معشوق جو بہ نزد خود بوستان و ترک فصد
کن بہ گریہ کمر کو بر جسم کن بہ گفت آخر تو چہ ترسی ازین بہ چون نئے تر سے توان
شیر عین شیر و خرس و خوک و ہر گرگ و دودہ بہ گرد بر گرد تو شب گرد آمدہ ہئے نیاید شان
ز تو بوسے بشر نہ نایب عشق و وجد اندر جگہ گرگ و شیر و خرس داند عشق چیت بہ کم ز سگ
باشد کہ از عشق او تہیست بہ گرگ عشقے نبودے کلب را بہ کے بختے کلب کف
قلب را بہ ہم ز جنس او بصورت از سگان بہ گرد نہ شد مشور بہست اندر جہان بہ تو نبردے بوسے
دل از جنس خویش بہ کے برے تو بوسے دل از گرگ و بیش بہ گرد نبودے عشق ہستی کے بدی بہ
کے زدے نان بر تو و تو کے شدے بہ نان تو شد از چہ عشق و اشتہی بہ ورنہ
نان را کے بدے در جان رہے بہ عشق نان مردہ را جان کند بہ جان کہ فائے بود
جاویدان کند بہ گفت مجنون من نئے ترسم ز نیش بہ صبر من از کوہ سنگین بہت بیش بہ
من یلم بے ز حسم ناساید تنم بہ عاشق ہم بر زخما برے تنم بہ لیک از لیلے وجود من پرست بہ
این صدف پر از صفات آن درست بہ ترسم اے فساد اگر فصدم کنے بہ نیش رانا گا دیر لیلے
زنے بہ داند آن عقلے کہ اول روشنیست بہ در میان لیلے و من فرق نیست بہ من یکم لیلے
و لیلے کیست من بہ مایکے روحیم اندر دو بدن بہ اے معنے فرماتے ہین مجنون کو کہ جو لیلے
دوری ہوئی تو رنج دوری کے سبب سے جسم مجنون کو بیماری ورنہ دوری عارض ہوئی
یعنی بہ سبب شوق و اشتیاق کے خون اُسکا جوش میں آیا تا آنکہ اسی سبب سے خفاق
پیدا ہوا پس طیب دوا کرنے کو آیا اُس نے کہا کہ سو افسد کے کوئی علاج نہیں سے اس کی
فصد کرنا چاہیئے تا خون فاسد دفع ہو جائے آخر ایک فصاد و فتنون بھی وہاں آیا اور اُس نے
باز و مجنون کا باندھا اور نشتر کھولا تو اس معشوق جو یعنی مجنون نے اُس سے للکار کے کہا کہ
اپنی مزدوری لے لے مگر فصد میری مت کھول اگر میں مر جاؤں تو کدے ایک پڑانا جسم
حقا گیا تو جانے دے کچھ پروا نہیں فصاد نے کہا تو اس نشتر سے کیوں ڈرتا ہے جب کہ توجنگل
کے شیر سے نہیں ڈرتا آخر یہ اُس سے تو زیادہ نہیں شیر اور رنجھ اور گرگ و خوک و
ہر دردے مات کو تیرے اُس پاس جمع ہوئے اُن کو تجھ سے بو بشر ہی کی نہیں آئی ایسا تیرے
جگر میں ابوہ عشق و وجد کا ہے کہ گویا بشر ہی نہ رہا عشق و وجد ہی ہو گیا اب
مقولات مولانا راج کے ہین کہ گرگ و شیر و خرس یہ تو جانتے ہین کہ عشق کیا ہے جیسے کہ

مجنون سے بوعشق کی سونگھتے تھے پھر جو عشق سے خالی ہے سگ سے کمتر ہو دیکھو اصحاب کعبہ کے
گتے میں اگر رگ عشق کی نہوتی تو کتنا بھلا اُس غارتلب تنگ کو کیوں ڈھونڈھتا اور اختیار کرتا اور
اسی کی جنس سے بصورت اور گتے جہان میں بہن اگر چہ مشہور نہیں ہوئے اب انہیں
کونوں پر طنز اُسرہاتے ہیں کہ جب تم نے اپنے مجنس کے دل کی بو نہیں پائی تو تم گرگ ویش
کی بویا پاؤ گے غرض عشق سے سب کچھ ہے اگر عشق نہوتا تو ہستی کب ہوتی کب
روٹی تیرے اوپر عاشق ہو کے گرتی اور ٹوکب عاشق ہوتا روٹی جو تیری عاشق ہوئی کیس
سبب سے عشق و اشتہا سے در نہ روٹی کو جان میں دخل ہی کیسے ہوتا عشق ہی نان
مردہ کو جان کر دیتا ہے اور جان کہ فانی ہے اُسکو جاودانی بناتا ہے جیسا کہ کہا ہے شعر
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق بخت ست بر جریدہ عالم دوام ناب پھر استیناف ہو
مجنون نے کہا میں نشتر سے نہیں ڈرتا میرا صبر کوہ سے بھی سنگین تر ہے کسی بلا کے ٹالے
نہیں ٹلنا میں سرتاپا ایک پھوڑا ہوں کہ بے زخم و شکاف کے میرے تن کو چین نہیں میں تو
عاشق ہوں زخموں کو اپنے اوپر پٹیتا ہی رہتا ہوں لیکن وجود میرا لیلے سے بھرا ہوا ہے
اور اس صدف میں صفات اُس موتی کے ہیں بس اسے تضاد میں اس سے ڈرتا ہوں
کہ تو فصد میری کرے اور ناگاہ نشتر لیلے کے مار دے اس لئے کہ وہ عقل جو روشن دل ہو
وہ جانتی ہے کہ مجھیں اور لیلیٰ میں فرق نہیں ہو میں کون ہوں لیلے ہوں اور لیلے کون ہے میں ہوں
ہم دونوں ایک روح اور دیدن ہیں

پوچھنا ایک معشوق کا عاشق سے کہ تو آپ کو دوست رکھتا ہے
یا جھکو کہا میں آپ سے مردہ ہوں اور تیرے ساتھ زندہ جو اپنا
دوست ہوں تب دوست ہوں اور جو تیرا دوست ہوں تب
تیرا دوست ہوں

تو کہ گفت معشوقے عاشق زامتحان بد در صبح کاے فلان ابن الفلان بد مرزا تو دوستداری
عجب بد یا کہ خود را باز گواے بوالکرب بد گفت من در تو چنان فانی شدم بد کہ پر مں از تو
از سر تا قدم بد بر مں از ہستی من جز نام نیست بد و وجودم جسد تو اے خوش کام نیست
خران سبب فانی شدم من این چنین بد چو سکہ در تو بحر انگبین بد چو سنگے کو شود گل حل ناب بد
پر شود او از صفات آفتاب بد وصف آن سنگے نماید اندر و بد پر شود از وصف

خو را و پشت و رو نہ بعد از ان گرد دوست دارد خویش را پد دوستی خو را بود آن ای قنابہ در کہ خو را دوست
دارد او بجان پد دوستی خویش باشد بے گمان پد خواہ خو را دوست دارد و لعل ناب پد خواہ با او دوست
دارد آفتاب پد اندرین دو دوستی خود فرق نیست پد ہر دو جانب جز ضیاء و شرق نیست پد تانہ شد
او لعل خو را دشمن است پد زانکہ یک من نیست اینجا دو من است پد زانکہ ظلمانے ست سنگ ای
بے حضور پد ہست ظلمانے حقیقت ضد نور پد خویش تن را دوست دارد کا فرست پد زانکہ او متاع
شمس اکبر است پد پس نشاید کہ بگوید سنگ انا پد کو ہمہ تاریکیست اندر فنا پد المعنی ایک
مستوق نے عاشق سے امتحان پد چھا کہ اے فلان ابن فلان بتا تو مجھ کو زیادہ دوست رکھتا ہو
یا اے ابوالکرب آپ کو زیادہ دوست رکھتا ہے اس بات کو ظاہر کرنا ابوالکرب کے معنی
باپ کرب کا بنظر نہایت اتحاد باپ بیٹے کے اسکو باپ کسا گویا تو کرب کا باپ ہو
کرب تجھی سے پیدا ہے عاشق نے کما میں تجھ میں ایسا فانی ہو گیا ہوں کہ سر سے پاؤں تک
تجھی میں محو ہوں اور تجھی سے بھرا ہوں میری جو ہستی ہے ایک براے نام ہے مگر وجود میں میرے
سواے میرے اے خوش کام کوئی نہیں ہے تو ہی سمایا ہوا ہے اور اسی سبب سے
کہ تو مجھ میں سمایا ہوا ہو میں ایسا اے بھرا نگین تجھ میں سمایا ہوا ہوں جیسے سرکہ سکنجبین میں کہ براے
نام ترشی ہوتی ہے اور ایسا ہوں جیسے کوئی پتھر کل لعل ہو جائے اور چمک و مک سے جو صفات
آفتاب کی ہر بھر جائے سنگ کا جو وصف ہو وہ اُس میں نہ رہے پشت درو دونوں طرفین
اسکی وصف آفتاب سے مالا مال ہو جائیں بعد حصول اس اتحاد کے اگر تجھ پر آپ کو
دوست رکھے تو وہ دوستی آفتاب کی ہو اور اگر آفتاب کو دوست رکھے تو دوستی اپنی ہے
بیشک دیگمان اب لعل ناب چاہے آپ کو دوست رکھے چاہے اسکو آفتاب دوست
رکھے ان دونوں دوستیوں میں کچھ فرق نہیں ہے دونوں طرف سواے ضیاء و روشنی کے
کچھ نہیں ہے دونوں مساوی ہیں اور جب تک کہ یہ سنگ لعل نہیں ہوا ہو آفتاب کا دشمن ہے
اس سبب سے کما سوقت میں دو من جمع میں ایک من تو خورشید کہ وہ آپ کو کہتا ہے
کہ میں ہوں اور سنگ آپ کو کہتا ہے کہ میں ہوں اس وجہ سے کہ سنگ ظلمانی شے ہے پس
اے بے حضور اسکو سوچ کہ شے ظلمانی بہ حقیقت ضد نور کی ہر بھر کیسے دشمن نہوگا اگر یہ آپ کو
دوست رکھے تو کا فر ہے اس سبب سے کہ شمس اکبر کا مانع ہے اکبر اس سبب سے کہا کہ
قرآن شریف میں بھی بقول حضرت ابراہیم کے لفظ اکبر کا اسکی صفت میں وارد ہے

چنانچہ فلما راى الشمس بازغۃ قال ہذا ربى ہذا کبر ہر گاہ کہ دیکھا ابراہیم نے اکتاب روشن کو کہا یہ پروردگار میرا ہے اور یہ بہت بڑا ہے بس لائق نہیں ہے کہ سنگ ہو کے انا کے کس واسطے کہ وہ بالکل تاریکی ہے اور فنا میں قولہ گفت فرعون نے انا الحق گشت پست نہ گفت منصورے انا الحق اور پست نہ آن انا لعنت اللہ از عقب ہدین انا راحمت اللہای عجب نہ زانکہ آن سنگ سیہ بدین عقیق نہ آن عدد نور بود و این عشیق نہ این انا ہو بود در سرا کے فضول نہ زاتحاد نور زوراء حلول نہ جہد کن تا سنگیت کمتر شود نہ تا بلعلے سنگ تو نور شود نہ صبر کن اندر جہاد و در غنا نہ و مبدمے بین بقا اندر فنا نہ و صفت ہستی مے رود از پیکرت نہ و صفت مستی می فرزاید در سرت نہ و صفت سنگے ہر زمان کم مے شود نہ و صفت لعلے در تو محکم مے شود نہ سمع شو یکبار گے تو گوشش دار نہ تا ز حلقہ لعل یا بے گوشش دار نہ ہجو چہ کن خاک میکنی گر کسے نہ زمین تن خاک کے کہ در آبے رسی نہ گر رسی جذبہ خدا مے بین نہ چاہہ ناکندہ بجوشد از زمین نہ کار گے میکن تو و کاہل سباش نہ اندک اندک خاک چہ راسے تراش نہ خاک میکن گوش آن از بہر آب نہ اندک اندک دور کن خاک و تراب نہ ہر کہ ربغے برد گنجے شد پدید نہ ہر کہ جدے کرد در جدے رسید نہ گفت پیغمبر کوع است و سجود نہ برد حق کو فتن حلقہ وجود نہ حلقہ آن در ہر آنکو میزند نہ ہر او دولت سرے بیرون کتد نہ باز گرد قصہ او باز گو نہ تا چہ شد حال ایاز نیکو نہ اسلعتے فرماتے ہیں انا کننے کے لائق ہر کوئی نہیں ہوتا دیکھو ایک فرعون تھا جس نے انا کہا انا ربکم الا علی میں تھا پروردگار علی ہون اور کیسا ناچیز ہوا اور ایک منصور تھا کہ اُس نے انا الحق کہا اور وہ جملہ مآخذ دین محاسبون سے چھوٹ کے نجات پا گیا اور جو مولانا نے فرعون کے ذکر میں بھی لفظ انا الحق لکھا مطلب اُس کا اور آیت کا ایک ہی ہو چنانچہ فرعون کے انا کے پیچھے لعنتہ اللہ ہے اور منصور کے انا کے واسطے رحمتہ اللہ ہے اُس سبب سے کہ فرعون سنگ سیاہ تھا اور منصور عقیق وہ دشمن نور کا تھا اور یہ بہت بڑا عاشق منصور کی انا ہو تھی جو اسکے سر میں جمی تھی ہو کے معنے دیہی ہے اور اتحاد نور ذات سے ہر نہ لے فضول حلول کی راہ سے جیسے بعض لوگ اپنی روح کو دوسرے کے جسم میں ڈال دیتے ہیں کہ یہ باطل ہے تجھ کو لازم ہو کہ گوشش کرتا سنگ پن تیرا جاتا رہے اور اسکی صورت یہ کہ کسی لعل کو ڈھونڈھو کہ اُسکے طفیل سے سنگ تیرا روشن ہو جائے اور اُس میں جو کچھ جہاد و ربغ پیش آئیں اُن پر صبر کرو اس فنا میں اپنی بقا کو تنکے رہ فنا میں ریاضت و جہاد اور دیکھو کہ

وصف ہستی کے تیرے پیکر سے جاتے ہیں یا نہین اور ہستی تیرے سر میں پڑھتی ہے یا نہین وصف سنگ کے تجھ سے ہر دم کم اور وصف لعل کے تجھ میں محکم ہوتے ہیں یا نہین تو کان کی طرح بالکل اس لعل کے سامنے سمع بن جاتا اس لعل کے حلقے سے گوشوارہ پائے یعنی باتیں اس کی دل لگا کے سن تو چاہن ہو جا اور چاہ کن کے مثل اگر آدمی ہے تو اس تن خالی کی خاک کھود کے نکال تا آب تجھ کو حاصل ہوئے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کشش خدا سے تعالیٰ کی ہوتی ہے تو بے چاہ کنے کے بھی مامعین زمین سے اُجٹنے لگتا ہے لیکن تو کچھ کام کیے جا کاہل دست بن تھوڑی تھوڑی خاک اپنے کنوئین کی نکالے جا خبردار خاک کھودے جسا اور کوشش کرے جا اور پانی کی خاطر خاک مٹی تھوڑی تھوڑی دور کرتا رہ اس لیے جس نے رنج اٹھایا ہے گنج پایا ہے اور جس نے جد کی ہے جد کو پہونچا ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رکوع و سجود میں جو آدمی حلقہ بتاتا ہو گویا حلقہ وجود کو دروازہ حق پر کوٹتا ہے بس جو کوئی حلقہ اُس در کا بتاتا ہے دولت اس کے واسطے اس دروازے سے سر نکالتی ہے اب فرماتے ہیں کہ اس قصے کی طرف لوٹ جو کہ رہا تھا اور بتا کہ

حال ایاز نیک خو کا پھر کیا ہوا

آنا امیر دن کا جو تمام غماز تھے مع سر ہنگون کے اور کھولنا حجرہ
ایاز کا اور دیکھنا چارق و بوستین اور کھودنا مکان کا اور
پشیمان ہونا

قولہ آن امیران بردر حجرہ شدند طالب گنج و زرخمرہ شدند فقل را برے کشادند
از ہوس بہاد و صد فرہنگ و دانش چند کس بہ زانکہ فقل صعب بر چیدہ بود بہ از میان
قفلیا بگریہ بود بہ نے ز نخل سیم و مال دزر خام بہ از براے کتم آن سراز عوام بہ کہ گرو ہے
بر خیاے بر تنہ بہ قوم دیگر نام سا لوسم کنند بہ پیش ماہمت بود اسرار جان بہ فرخسان
محفوظ تراز لعل کان بہ زربہ از جان است نزد ابلہان بہ وزنتار جان بود پیش شہان بہ
مے شتا بیدند نقت از حرص زربہ عقل شان مے گفت ہان آہستہ تر بہ حرص تازو
بیدہ سے سراب بہ عقل گوید نیک بین کین نیست آب بہ حرص غالب بود ز چون
جان شدہ بہ غرہ عقل آن زمان پیمان شدہ بہ حرص غالب بود ہزار چھو جان بہ
گفت اینست این متاع را لگان ہگشتہ صد تو حرص و غوغا ہاے اد بہ گشتہ پیمان

حکمت و ایما سے او بیٹا کہ در چاہے غم و اندر رفتہ بہ دانکہ از حکمت ملامت بشنود بہ چون ز جس دام
پا سے او شکست نہ نفس لواہمہ برویا بید دست نہ تا بدیوار بلانا یاد سرش نہ نشنود پند دل آن گوش
کرش نہ اللغات خمرہ خم کو چک نفس لواہمہ ملامت کنندہ کہ بعد صد و ر بدی کے آپ کو
ملامت کرے **المعنی** آقصہ وہ امیر حجرے کے دروازے پر گئے اور طالب حذائہ
نہرو سیم خم کے ہوئے مارے ہوس کے چند آدمی بڑی دانش و فرہنگ کے ساتھ
تقل کو کھول رہے تھے اس سبب سے کہ حجرے پر قفل سخت لگا ہوا تھا اور بہت قفلوں سے
چھانٹا ہوا تھا تو ایسا قفل بنظر خجل سیم و مال و زر خالص کے نہ تھا بلکہ عوام سے اُس بھیہ
چھپانے کو کہ اگر دیکھیں گے تو اپنے اپنے خیال پرینگے بعض قوم میرا نام ساوس رکھیں گی ساکوس
مثل زید عدل کے ہے چنانچہ ہمارے سامنے تو اسرار جان کے یعنی جو ہماری جان میں ہیں
ہماری ہمت ہی ہیں اسے قصد دل اور خسوں سے وہ ایسے محفوظ ہیں کہ ایسا محفوظ لعل بھی کان
میں نہوگا آتھقون کے نزدیک تو زر جان سے بہتر ہے چاہے جان جائے مگر زر ملے اور
چوشتاہ ہیں اُن کے سامنے کچھ چیز نہیں جان کا شمار ہے بس یہ احمق بھی بڑے
گرم اگر حصر زمین دوڑے چلے جاتے تھے مگر عقل اُن سے کہتی تھی خبر دار ہو
آہستگی کرو بہت دوڑو مت لیکن ہر یہ کہ حصر بیہودہ سراب کی طرف دوڑتی ہے اور عقل
کہتی ہے کہ خوب دیکھ لے یہ پانی نہیں ہے اُن لوگوں کو حصر زر کی ایسی غالب تھی کہ اُنکی
جان ہو گئی بس عقل نے جو ایسا مغلوب پایا تو اپنے نعرے چھالیے اور جو کہ حصر زر کی
ان کی جان پر غالب ہو کے جان ہو گئی تھی تو وہ ان سے کہہ رہی تھی کہ وہ متاع مفت کی ہر
جانے مت دو جب ان کی حصر اور اُس کی ابنوہ صد تو ہو گئی تو حکمت اور اُس کے ایما سب
چھپ گئے کہ جو نہیں مانتا ہے تو جانے دو اور چاہے غم و رین گرنے دو جب گر جائے گا تو
پھر ملامت حکمت کی سنے گا اور جب جال میں پھنکے پاؤں ٹوٹ جائے گا تب نفس لواہمہ
اسیر قابو ملامت کا پائے گا اور جب تک نوبت دیوار سے سر ٹکرانے کی نہ پہونچے گی تب تک
اسکے کان بہرے نصیحت دل کی نہ سنیں گے قولہ کو دکان را حصر لوزنیہ شکرہ از
نصیحتا کند دو گوش کر نہ چونکہ درد و نیش آغاز شد نہ نصیحت ہر دو گوشش باز شد نہ حجرہ را
با حصر صد گو نہ ہوس نہ باز گردند آن زمان آن چند کس نہ اندر افتادند در ہم ناز و دام نہ مچاند
دور غم گندیدہ ہوام نہ عاشقانہ در رفت در گرفتہ خوردن امکان سے دبستہ ہر دو پر نہ

بنگیدہ انداز سار و زمین بچارتے بدریدہ بود و پوستین بچمکہ گفتند این مکان بے نوش نیست بچارق
 انجبا غیر بے رو پوش نیست بچمین بیاور سیخماے تیز را بامتحان کن حفرہ و کاریز را بچہر
 طرف جستند کندند آن فریق بچحفرہ کو کند و کوہاے عمیق بچحفرہ شان بانگ میزد ہر زمان بچکند ہا
 خالیم اے کند ہا بچزان سگالش شرم ہم سے داشتند بچکند ہا را باز سے انپاشتند بچازدور
 دیوار ہا سوراخما بچچنین کردند از جبل و عما بچبعد لاحول در ہر سینہ بچماند مرغ حرص شان بچچینہ بچ
 زان ضلالتما سے یاد و تاز شان بچحفرہ دیوار و در غماز شان بچملکن انداے آن دیوار نے بچ
 باایاز اسکان بیچ انکار نے بچگر خد اع بیگنا ہے سے کند بچحائل و عرصہ گواہی می دہند بچ
 جملہ در حیرت کہ چہ عذر آورند بچتا ازین گرداب جان بیرون برند بچعاقبت رفتند دست
 و لب گزان بچدستہا بر سر زنان بچچوزنان بچالمنعے پھر بتا مید صد سرفراتے ہین کہ لکون کو
 حرص لو زینہ اور شکر کی بہت ہوتی ہے اور یہ حرص دونوں کان آن کے نصیحت
 سے ہرے کر دیتی ہے اور جب و نبل پیدا ہو کے درد شروع ہوتا ہے تب نصیحت کیلئے
 دونوں کان کھلجاتے ہین حجرے کو سیکڑن طرح کی ہوس کے ساتھ چند آدمیوں نے
 اس وقت کھولا حجرے کے کھلتے ہی تمام پھیر کی پھیر تلتے اور گڑ بڑ ہو کے گھسی جیسے سڑے
 مٹھے پر کھمیان وغیرہ گرتی ہین ہر کوئی چاہتا تھا کہ مین ہی پہلے گھسوں اور جو پاؤں لیلون پھیر
 اسی ہوام کی نسبت فرمایا کہ کیسے عاشقوں کی طرح اُس پر گرتے ہین اور جہاں اُس مین گرے
 اور دونوں پر اُس مین بندھ گئے تو اب اسکو کھا بھی نہیں سکتے پھر پھڑانے مین آلودہ ہو گئے اور
 چھوٹ بھی نہیں سکتے الغرض جب اندر گھسے تو دائیں بائیں دیکھنے لگے سوائے ایک چارق
 دریدہ اور پوستین کے کچھ نظر نہیں آیا پھر سب کئے لگے کہ یہ مکان نوش سے خالی نہیں ہے
 ضرور اس مین شہد ہے اور یہ چارق اس مین چھپاؤ گے واسطے ہی بان تیز تیز سین لائو اور گرٹھے اور
 تالیان کر کے ان سیخون سے اُن کا امتحان کرو غرض ہر طرف اس فہیق نے ڈھونڈھا
 اور کھودا اور گرے گرے گرٹھے کھودے کہ ان کے گرٹھے ہی ہر دم ان کو لٹکا لٹکا رکے کہتے تھے
 کہ یہ جو تم نے ہلکو کندہ کیا ہو سو ہم سب کندہ تمہارے خالی ہین مطلب یہ کہ کچھ نکلتا نہیں تھا پھر
 اس تجویز و فکر وں سے شرما کر کھودے ہوؤں کو پاٹتے تھے ایسے ہی اپنی جمالت دکوری سے
 دیواروں مین سوراخ کرتے تھے اب بشمار لاحول ہر سینہ مین ہے اس سبب سے کہ مرغ
 حرص کا ان کی بے دانہ بچلے رہ گیا اور ان کی ہر گراہیوں ہرزہ تاز کی وہی سوراخ دیوار کے

چغلی کھا رہے تھے آپ نہ یہ امکان کہ ان دیواروں کو لیسین نہ یہ امکان کہ ایاز سے انکار کریں اگر کوئی گناہی کا
مکر ملاتے ہیں تو دیواریں اور مکان کا میدان گواہی دے رہے ہیں سب حیرت میں کہ
کیا عذر کریں تو اس گرداب سے جان بچائیں آخر کار دست و لب کاٹتے اور عورتوں
کے مثل سر پیٹتے گئے

لوٹنا ناموں کا ایاز کے حجرے سے شرمسار جیسے بدگمان انبیاء کے دن یوم
تبیض وجوہ و تسود وجوہ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ بعض رو سفید ہو گئے
بعض رو سیاہ

قولہ باز گردیدند سوے شہر یار پڑ گرد و روے رد و شرمسار پڑ قاصدا شہ گفت این احوال چیست
کہ بغل تان از روہ میان تہیست پڑ ورنہان کر دید دینار و تسود و فر شادے در رخ و رخسار کو پڑ
گر چہ پنهان تیج پر تیج آورست پڑ برگ سیمایم وجوہ اخضرست پڑ انچہ خورداں تیج از ہر زہر و
قند و نیک منادے نے کند شاخ بلند پڑ تیج گر چہ بے برازیوہ تہیست پڑ برگ سبزش
بر شجر از ہر حیست پڑ بر زبان تیج گل مہرے زند پڑ شاخ دست و پا گواہے مے و دہ پڑ
آن امیران جملہ در غدر آئند پڑ تیج سایہ پیش مہ ساجد شدند پڑ عذر آن گرے و لاف مادمین پڑ پیش
شہ رفتند با تیج و قفن پڑ از خجالت جملہ انگشتان گزان پڑ ہر یکے نے گفت کاے شاہ جہان پڑ
گر بریزے خون حلال است حلال پڑ و رہہ بخشے ہست انعام و نوال پڑ کردہ ام ما آن کہ از مامی سزید پڑ
تا چہ فرمائی تو اے شاہ مجید پڑ گر بہ بخشے جرم ماے دل فروز پڑ شب شبیہا کردہ باشد
روز روز پڑ گر بہ بخشے یافت تو میدے کشاد پڑ ورنہ صد چون ماند اے شاہ باد پڑ گفت نے
نے این نواز و این گدا پڑ من نخواہم کرد ہست این از ایاز پڑ این خیانت برتن و عوض لہیست پڑ
دخم بر گماے آن نیکو پیست پڑ گر چہ نفس واحدیم از روے جان پڑ ظاہر ادوریم ازین
سود و زیان پڑ تہمتے بر بندہ شہ عارفیست پڑ جز مزید حلم و استظمار نیست پڑ تہمتے را
شاہ چون قارون کند پڑ بیگنہ را تو نظر کن چون کند پڑ شاہ را غافل مان از کار کس پڑ مانع اظہار
آن حلم است و بس پڑ اللغات تسور لہج دانگ اخضر سبز تو از گدازد و تو نون حاصل مصدر
المعنی الحاصل سب لوٹ کے اس حال سے یاد شاہ کے پاس گئے کہ گردین بھرے
تھے اور تیغ زرد اور نہایت شرمندہ پادشاہ سمجھ ٹو گیا تھا لیکن قصداً انجان بن کے پوچھا کہ
یہ کیا حال ہے کہ کسی کی بغل میں نہ رہے نہ ہمیان سب خالی ہیں بالفرض اگر کہیں دینار

دستجو ریح دانگ ہوتا ہے کہ مراد کثیر و قلیل سے ہے چھپا آئے ہو تو آخر ملا ہے پھر اُس کی زیبائی
 شادی کی تمھارے رُخ و رخسار میں کیون نہیں ہے جو تمھارے چہرہ سے عیان نہیں اگرچہ
 چھپایا ہو مال بیچ پر بیچ میں ڈالتا ہے تاہم برگ اُن کی پیشانی کا اُن کی صورتوں میں نہایت
 سبز ہوتا ہے اس شعر میں اقتباس ہے آیت کریمہ سے سیماء نے جو ہم من اثر السجود روشن ہونگی
 پیشانیان اُن کی نشانِ سجدوں سے مطلب یہ ہے کہ مال داے کی پیشانی سے چمک دمک
 اُس مال کی روشن ہوتی ہے جیسے درخت کی جڑ نے جس چیز سے پرورش پائی ہے خواہ نہر خواہ قند
 اُس کی شاخیں بلند دیکھ لو پکار پکار کے بتاتی ہیں نہر کو بھی قند کو بھی جڑ درخت کی اگرچہ پھل اور
 میوہ سے خالی ہے لیکن یہ سبز پتے اُس کے جو درخت پر ہیں یہ کس واسطے ہیں میوے ہی کو
 جتاتے ہیں کہ اس میں میوہ آئے گا اور میوے کا مادہ ہے گو جڑ کی زبان پر مٹی نے مہر
 لگا دی ہے جیسے کہ درخت کی جڑ پر مٹی چڑھا دیتے ہیں لیکن شاخیں اُس کی جو ہنزلہ دست و
 پا کے ہیں وہ تو گواہی دیتی ہیں اُس کے میوے پر پھر رجوع ہے طرف قصے کے کہ وہ
 سب امیر عذر میں آئے اور سائے کی طرح ماہ کے سامنے سجدے کرنے لگے سجدہ سائے کا
 سامنے ماہ کے ظاہر ہے کہ اُس کے فروغ پر سر رکھے ہوتا ہے اور اس عذر میں کہ اُس کے سامنے
 بڑی تیزی و گرمی اور شیخی و اوسن کی کی جتنی تیج و کفن لیے گئے گویا ہم بیشک مجرم ہیں اسی سبب
 سے ہم اپنے مرنے کا سامان لیے آئے ہیں اور شرم سے اپنی اپنی انگلیاں کاٹتے تھے اور کہتے تھے
 کہ اے شاہ جہان اگر تو ہمارا خون بہائے تو بھگو بیشک حلال حلال ہے اور جو بخش دے
 تو تیرا احسان و نوال ہے ہم سے تو جو ہوا ہے وہ ہوا ہے یعنی ہمارے لائق تھا جیسے کہ ہم
 خطا دار ہیں وہ ہم سے ہوا آب تو اے شاہ مجید کیا حکم کرتا ہے اگر اے شاہ دل فروز ہمارا
 جرم بخش دے تو ایسا ہے کہ رات نے تو اپنی رات بچی کی جو اسکی خاصیت ہے اے سید کاہی
 اور دن نے اپنی خاصیت جو نور و فروغ ہے اگر بخش دے تو ہماری نو میدی کو کشاد و فتوح حاصل
 ہو نہیں تو ہماری جان حاضر ہے اور ہم سے سیکڑوں آپ پر خدا پادشاہ نے کہا یہ نوازش و
 گدازش دونوں ایاز سے ہو گئے میں کچھ نہیں کروں گایہ خیانت تمھاری ایاز کے تن اور عرض پر تو
 اور اسی نیک پے کی رگوں پر یہ زخم تم نے لگائے ہیں اگرچہ از روے جان کے ہم اور
 وہ نفس واحد ہیں مگر ظاہر میں اس سود و زیان سے دور ہیں اگر کوئی تمت کسی بندہ
 شاہ پر رکھے تو عار کی بات نہیں ہے اس سے یہی ظاہر ہوگا کہ پادشاہ از بس حلیم ہے اور

بندے کو اُسکے حلم کی پشتی ہے اور جب شاہ متہم کو قارون بناتا ہے تو غور کر کے بیگناہ کے ساتھ کیا کرے گا مگر یاد شاہ کو کسی کے کام سے غافل ست جان فقط حلم ہی اُسکا دفع اظہار کا ہے کہ وہ ظاہر نہیں کرتا جانتا سب ہے تم لوگوں نے مجھ کو غافل جانا

حوالہ کرنا شاہ کا قبولِ توبہ اور عذر گناہ ناموں یعنی سخن چینوں اور غمازون کا ایاز کے کہ یہ خیانت تمھاری اُس کی عرض پر ہوئی ہے

قولہ من ہنا شیخ بر پیش علم او بیلا ابائے دارالاحلم او بیان گناہ اول زحلش سے حمد و در نہ آن ہیبت مجالش کے دہد بخونہماے جرم نفس قابلہ بہست برعاقبت دیت برعاقبت بہست بخود نفس مازان حلم بود و دیو درستی کلاہ از مار بود و ساقے حلم از نبودی بادہ ریزد دیو با عالم کجا کر دے ستیہ گاہ علم آدم ملائک را کہ بود و استاد علم و نقاد لقا و دیو کہ در جنت شراب حلم خورد و شد زکیا بازے شیطان روے زرد و آن بلا در ہاے تسلیم و دود و زیرک و دانا و چستش کردہ بود و یا ازان ایون حلم سخت او و زرد و آو و سوے رخت او و عقل آمد سوے حلمش مستحیر بہ ساقیم تو بود و دستم تو گریہ اللغات بلا در فتنہ و ضم وال ہندی بھلا و ان مستحیر پناہ جویندہ المعنی یعنی اُسکا علم کہ عالم جملہ گناہ و خطا کا ہے اُس کے سامنے ایسے موقع پر کہ وہ جانتا ہے بید ہرک ہو کے لا ابالی کی طرح کون شفاعت کر سکتا ہو سو اس کے حلم کے کس واسطے کہ اول گناہ اُسی کے حلم سے پیدا ہوا ہے ورنہ ہیبت اس کی مجال گناہ ہی کی کب دے لہذا اگر کسی جرم میں نفس قابلہ کا خون کیا جائے اور نفس قابلہ انسان تو اُسکا خون بہا و دیت اُس کے حلم اور اسکی قوت عاقلہ کے ذمے ہے ہمارا نفس اسی حلم سے مست و بخود تھا جو اسی مستی میں شیطان ہمارے سر سے ٹوپی لے بھاگا اگر ساقی اسکے حلم کا بادہ ریز نہوتا تو شیطان کی بھلا مجال تھی کہ سارے جہان سے ایسا رتنا پھرتا سب اسی شراب حلم سے مست و بخود ہو رہے ہین و ثقت تعلیم کے آدم کہ ملائک کے استاد تھے اور علم کے نقدون کے نقاد یعنی پرکھنے والے جب جنت میں گئے اور شراب حلم کی پی تو ایک بازی میں شیطان کی روز رد ہو گئے یا تو اس معجون بلا و تعلیم و دود نے اُن کو زیرک و دانا اور چست کر دیا تھا یا اسی ایون یعنی حلم سخت سے اُسکے چر کو اُسکے رخت کی طرف لے آئی پھر عقل اُن کی حلم کی طرف اُسکے پناہ جو

ہوئی کہ تو ہی میرا ساقی تھا تیرے ہی جام سے بخود ہو کے گری ہوں تو ہی میرا ہفتہ پکڑ
فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ تو چاہے عفو اختیار کر چاہے بدلے لے جھکو اختیار ہے
عدل و لطف جو کچھ تو کرے سب بہتر ہے ہر ایک مصالح اور ہر عدل
میں ہزاروں لطف درج ہیں و لکن فی القصاص حیلۃ جو کوئی قصاص
کو مکروہ رکھتا ہے شاید حیات متاثر کی دیکھتا ہے و ہزار
حیات دیکر

قوله کن میان مجرمان حکم اے ایاز بڑا اے ایاز پاک با صد احتراز بڑا گرد و صد بارت بچو شرم
و غسل بڑا در کف جوشت نیا بم یک دغل بڑا امتحان شرمندہ خلقے بیشمار بڑا امتحانہا کردہ
ایشان شرمسار بڑا بچہ بے قہرست تنہا علم نیست بڑا کوہ صد کوہ است تنہا علم نیست بڑا
گفت من دائم عطاے تست این بڑا در نہ من آن چہ ر قم دان پوستین بڑا ہر این پیغیران را
شرح ساخت بڑا کانکہ خود بشناخت یزدان را شناخت بڑا چارقت لطفہ است
و خونت پوستین بڑا بقیے اے خواجہ عطاے دوست این بڑا ہر آن دادست تا جوئے دگر بڑا
تو کو کہ نیستش جز این قدر بڑا نان ناید چند سیب آن باغبان بڑا تابا بانی نخل و دغل بوستان بڑا
گفت گندم زان دہر خرکارا بڑا تابا باند گندم انبار را بڑا نکلتہ زان شرح گوید استاد بڑا ناشناسی
علم اورا مستزاد بڑا در تو خود گوئی ہمینش بود و بس بڑا دورست انداز و چنان کز ریش خس بڑا
اللعغات مستزاد زیادہ کردہ شدہ المعنی پادشاہ کہتا ہے اے ایاز ان مجرمین کے
حق میں تو حکم کر اور تو پاک ہے جرم سے اور سیکڑوں احتراز پر ہیز والا اور تو وہ ہے کہ اگر دوسو
دفعہ تجھ کو چرخ و تاد کسی عمل میں دن تو تیری جوش کی جھاگھ میں ذرا بھی دغل نہ پاؤں غنی
تو ہر دفعہ امتحان میں کھدا ہی نکلے گا اور یوں تو ہمیشہ مخلوق تیرے امتحان میں شرمندہ
ہی ہوئی ہے گو ان کے امتحانوں نے انھیں کو شرمندہ کیا ہو تو ایک دریا بے تھاہ ہے
فقط علم ہی نہیں ہے تو کوہ صد کوہ ہو تنہا علم ہی نہیں ہو ایاز نے کہا میں جانتا ہوں یہ سب تیری
عطا ہے در نہ میں تو وہی چارق اور وہی پوستین ہوں اسی واسطے پیغیر صلے اللہ علیہ کہ
وسلم نے اسکی شرح فرمائی ہو کہ جس نے آپ کو بچانا غلا کو بچا چنانچہ حدیث شریف ہو من عرف نفسه
فقد عرف ربه معنی اسکے وہی ہیں کہ جو اوپر کی سطر میں تحریر ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ
ایرا چارق لطفہ ہے اور خون تیرا پوستین باقی اور یہ جو کچھ ہے اے خواجہ اس کی عطا ہے

اور عطا اسکی بے انتہا تجھ کو چا سقد دیا ہے اس واسطے کہ اسکو پاکے اور کا طالب ہوئے اور یہ مست کہ کہ جو
 مجھ کو دیا ہے بس اتنا ہی ہے سوا اسکے اور نہیں ہے یہ تو ایسا ہے جیسے باغبان کسی کو چنیدہ سب
 رکھاتا ہے مادہ نخل و دخل بوستان کو جانے کہ ایسی آمدنی ہو جو گدھا کہ کھیتی کے کام میں رہتا ہے
 ایک ٹھنی گیہوں اُسکو بھی دیدیتے ہیں تا جانے گیہوں کے ڈھیر کے ڈھیر ہوتے ہیں استاد
 پڑھانے والا ایک نکتہ کسی شرح کا بیان کرتا ہے تو تو اُسکے علم مستزاد سے واقف ہو اور پچھانے
 اور چلو یہ کہے گا کہ اُسکے پاس یہی تھا اور بس تو تجھ کو وہ ایسا نکال کے دور پھینک دے گا جیسے
 ڈاٹھی سے تنکا نکال ڈالتے ہیں قولہ اے ایازا کنون بیا و داد وہ بے دادا نور در جہان بنیاد نہ بے
 جہانست سستی کشمند و ز طبع بر عفو و حلمت مے تمنند بے تاکہ رحمت غالب آید یا غضب بے آب کوثر
 غالب آید یا لب بے از پے مردم رہا کی ہر دوست بے شاخ حلم و خشم از روز الست بے ہر
 این لفظ الست مستبین بے نفی و اثبات است و لفظ نفین بے زائد استفہام اثبات است این بے
 لیک و روے لفظ لیس ہم ہمیں بے ترک کن تا ما ندان تقریر خام بے کا سہ خاصان منہ و پیش عام بے
 لطف و قہرے چون صبا و چون و با بے آن یکے آہن رہا این کہ بے بے کشد حق راستان را
 تار شد بے قسم باطل باطلان را بے کشد بے معدہ حلوائے بود حلوائے بے معدہ صفرائے بود سکہا کشد
 نر ش سوزان سروے از جانش برد بے فرش افسردہ حرارت را خورد بے دوست بیٹنے
 از تو رحمت بے جہد بے خصم بیٹنے از تو سطوت می جہد بے نور ہینی سوشی بیرون زہد بے نار ہینی باد خان
 خلعت دہد بے خصم دیار و نور دنار و فخر و عار بے تخت و دار و برد و حار و سرد و مار و تار و
 پود و زیر و زار بے ہر یکے با جنس خود بے شمار بے اللغات مستبین ظاہر و آشکار بے رش و بختین
 راہ راست پانا بے اے جو شد و بیرون آید سکہا ایک قسم آتش کہ دلیہ اور سرکہ اور نبات
 و کشمش سے بناتے ہیں **المعنی** یعنی ایاز یہ داد تیرے ذمے ہے اب آوریہ داد
 تو ہی دے اور ناداد کی جہان میں بنیاد رکھ جو ایسی کسی نے نہ کی ہو مجرم تو تیرے اس
 قابل ہیں کہ قتل کیے جائیں لیکن ان کو طمع تیرے عفو و حلم پر ہے اسی پر بھول رہے ہیں اور
 تاک رہے ہیں کہ دیکھے رحمت غضب پر غالب آتی ہی یا غضب رحمت پر آب کوثر غالب پڑتا ہی
 یا شعلہ آگ کا کس واسطے کہ روز الست سے یہ دونوں شاخیں حلم و خشم مردم رہائی کی بھوٹی ہیں
 یعنی لفظ الست سے ظاہر و آشکار ہے کہ ایک ہی لفظ میں نفی و اثبات دونوں مدفون و پوشیدہ
 ہیں اثبات کیا ہے استفہام اقراری جیسے فرمایا الست بر کلم کیسا نہیں ہوں میں

پروردگار تھا را یعنی ہون اور اسی میں لفظ لیس کا بھی موجود ہے جو نفی ہے عنہ ص یہ کہ اثبات
دفعی دونوں رد و راست سے چلے آتے ہیں اب فرماتے ہیں اس تقریر کو ایسے ہی چھوڑتا یہ تقریر خام
سہجائے بہت پختہ مت کر یہ کا سہ خاصوں کے سامنے رکھنے کا ہی عوام کے سامنے مت
رکھ لطف و تمسود و فون ایسے ہیں جیسے صبا اور وبا کہ لطف آہن رہا ہے اور تمہر کمر با
حق تو راستوں کو رشتہ کی طرف کھینچتا ہے اور جو باطل لوگ ہیں ان کو باطل کھینچتا ہے
آدمی کا مہرہ اگر حلوائی ہے اسے شہینہ دوسٹ تو حلوائی کھینچتا ہے اور جو صفراوی ہے تو سکبا
چاہتا ہے بستر اگر گرم ہے تو جان کی سردی نکال ڈالتا ہے اور اگر ٹھنڈا تو وہ اور حرارت کو کھاتا ہے
ہے تو اگر اپنے دوست کو دیکھتا ہے تو تیری طرف سے رحمت اچھلتی ہے اور دشمن کو دیکھتا ہے تو
سطوت و شدت پیدا ہوتی ہے تو دیکھتا ہے روشنی جوش کرتی ہے نار دیکھتا ہے تو وہ اور اس کا
دشمنان ظلمت دیتا ہے عنہ رض دشمن اور بار اور نور دار اور فخر دار اور تخت و دار اور سرد و
گرم اور گل و خار اور مور و مار اور تار و پود اور زیر و زار ہر ایک اپنے جنس کے ساتھ ہے

ایسے ہی شمار کرے کہ بشمار ہیں

تعمیل فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کو فیصل کر

قولہ امی ایاز میں کار نامہ و ترنگناں نہانہ نوعی زانتقام است انتظار یہ گفت اسے شہ جنگی فرمان
ترہست ہا وجود آفتاب اختر فنا است ہرہ کہ بودیا عطا دیا شہاب ہ کہ برون آید یہ پیش
آفتاب ہرگز زدیق و پوستین بگذاشتے ہ کہ چنیں تخم ملامت کشتے ہ قفل کردن بردر حجرہ چہ بود ہ
در میان بدگمانان جسود ہ دست در کردہ و روان آچو ہ ہر یکے زایشان کلورخ خشک جو ہ پس
کلورخ خشک در جو کے بود ہ ماہے با آب عاصے کے شود ہ بر من سکین جفا دارند و
ظن ہ کہ و فارا شرمے آید زن ہرگز بودے رحمت ناخرے ہ چند حرفے از و فا
دا گفتے ہ چون جہان پر شہبشت و اشکال جو ست ہ حرفے مے رانیم ما برون پوست ہرگز تو خود
را بشکنے مغزے شوے ہ داستان منزغزے بشنوے ہ جو زار در پوستہا آواز ہا است ہ مغز
روغن را خود آوازے کجا است ہا معنی پادشاہ نے کہا اے ایاز اس کام کو جلدی بجبالا
ہیں سبب سے کہ انتظار بھی ایک قسم انتقام سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے الا انتظارا شد الموت یعنی
انتظار موت سے سخت تر ہے ایاز نے کہا اے پادشاہ جملہ فرمان تیرے واسطے مخصوص ہیں موصلا
کوئی کیا ہے جیسے آفتاب کے سامنے جملہ اختر فنا ہوتے ہیں بجبالا زہرہ یا عطار و

یا غماب ثاقب کیا چیز ہیں جو کتاب کے سامنے طلوع کرین مین اگر دلق و پوستین سے در گذر کرتا
تو ایسا تخم ملامت کا کب بوتا کوئی مجھ کو ملامت کیوں کرتا اور حجرے کے دروازے پر قفل لگانا
ہی کیا ضرور تھا اس حال میں کہ ایسے حاسد موجود تھے یہ وہ بدگمان حاسد ہیں کہ نہر میں
ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اور سوکھا ڈھیلہ ڈھونڈتے ہیں پھر نہر میں سوکھا ڈھیلہ کیسے ملے
بھلا کوئی بھلی بھی پانی کے ساتھ عاصی و نافرمان ہو سکتی ہے یہ لوگ مجھ پر کہ ایک مسکین و
غریب ہوں جفا و گمان کرتے ہیں ایسے کہ وفا مجھے شرماتی ہے کہ تو ایسا ہے جس پر
یہ گمان ہو رہے ہیں اب جو کچھ وفا مجھے کہہ رہی ہے میں کیسے کمون کہ نا محرمون کا انہوہ ہے
ورنہ چند باتیں وفا کی کتا لیکن اس صورت میں کہ جہان پر شبہ ہے اور شکلیں ٹھونڈتا ہی
تو ہم بھی وہ باتیں بیان کرتے ہیں جو پوست کے علاوہ ہیں اور وہ یہ کہ اگر تو آپ کو توڑیگا
یعنے مجز و انگسار کرے گا تو مغز ہو جائے گا اور جب مغز ہو جائے گا تو مغز نقر سے باتیں سنیکا
جوز کے پوست میں تو آوازیں ہیں کہ جمع ہونے سے نکلتی ہیں اور وہ جو اسکے اندر مغز ہے
اور مغز کے اندر روغن اسکی آواز کمان ہے پوست کی آواز تو تو نے سن لی قولہ دارد
آواز سے نہ اندر غور و گوش بہ است آواز شہان و در گوش ہوش پگرنہ خوش آواز سے مغزی بودہ
نقر غرغ آواز قشرے کہ شنود بغرغ غرغ آن زبان تحمل مے کنی پتا کہ خاموشانہ بر مغز
زنے چند گاہے بے لب و بے گوش شوبہ دان گئے چون لب حریت گوش شوبہ
چند گئے نظم و نثر در آواز شوبہ خود یکے روز امتحان گوش باش چند پختہ تلخ و شور و
تیز و کدہ ہم یکے بار امتحان شیریں بہر چند خوردے چرب و شیریں از طعام امتحان
کن چند روزے در صیام چند روزے خواب راکشتی اسیر بیک شبی بیدار شو
دولت بگیرد روز ہار دے ہر در ہزل و جدہ روز کے دو جدہ راشو مستعد بہ آن یکے را در قیامت
زانتباہ بہ در کف آید نامہ عصیان سیاہ بہ سر سید چون نامہاے تعزیہ بہ پر معاہدے متن آن
با حاشیہ اللغات غرغ غرغ آواز دانتوں کی کہ ہارے یا غصے یا سخت چیز چابنے سے ہو
یا گون ہلانے سے ہوئے آو پر جو کہا کہ جوز کے پوست کی آواز تو تو نے سن لی مغز و روغن کی آواز
کمان ہی بس مغز و روغن کی وہ آواز ہے جس کے سننے کے لائق تیرے کان کمان ہیں وہ آواز گوش
ہوش میں چھپی ہوئی ہی ہوش اسکو سننا ہے اگر خوش آوازی مغز کی کسی میں نہ تو غرغ غرغ
آواز پوست کی کون سنے تو جو تحمل اسکی غرغ کا ہوتا ہے تو یہی بات تو ہو کہ چپکے سے اسکا مغز

حاصل کروں تھوڑے ہی دنوں تو بے گوش و لب بے بجا نہ کسی کی سن نہ کسی سے کچھ کہہ پھر دیکھ تو
کیسا حریف اس لب کا جو سر اسر نوش ہی ہوتا ہے کب تک نظم و نثر لکھے گا اور راز فاش
کرے گا ایک روز امتحانوں کا بھی ہے اسکو بھی سن لے کتنی دفعہ تو نے تلخ و شور اور تیز و کز
پکایا ہے ایک دفعہ امتحان شیریں بھی پکا بارہا چرب و شیریں طوام کھائے ہیں اب
اسکا امتحان کر روزوں میں کتنے دنوں خواب کا مقید ہو کے خوب دل بھر بھر کے سویا ہے
ایک ہی رات جاگ لے اور دولت حاصل کر بہت دن تو نے ہزل و جدین تیر کیے ہیں وہی
دن جسد و کوشش کو مستعد ہو یہ بھی جانتا ہے کہ قیامت کے دن کوئی تو ایسا ہوگا کہ واسطے
اگاہی اعمال کے نامہ اعمال سیاہ عصیان کا اُسکے ہاتھ میں دینگے جس کا سر سیاہ
مثال نامہ تعزیت کے ہوگا اور گناہوں سے بھرا اور تن اس کا مع حاشیہ لے

غوب مفصل و شرح

خاموشی کی فضیلت اور اُسکے بیان میں جیسے کہ حدیث شریف ہے
من سکت سلم جو کوئی خاموش ہو سلامت رہا اور اس بات
میں کہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھ کہ کون سے ہاتھ کے قابل ہو

قولہ جلم فسق و معصیت آن یکسرے بے بھج و دار الحرب پر از کافرے بے آن چنان نامہ پلید پر وبال
از زمین ناید در آید از شمال بے خود ہم ایجا نامہ خود را ہمیں بے دست چپ را شاید و یا در زمین بے موزہ چپ
کفش چپ ہم دروکان بے آن چپ داینش پیش از امتحان بے چون نباشد راست میدان کر چپے
ہست پیدا لغو شیر و کپے بے آنکہ گل را شاید و خوشبو کند بے ہر چے را راست فضل او کند
ہر شامے را لیکنے او دہد بے بحر را ماو معینے او دہد بے گر چے با حضرت ادر است باش بے تانہ بینے
دست برد لطفہاش بے تور دادرے کہ نامہ آن ہمیں بے بگذر از چپ در آید و زمین بے این چنین
نامہ کہ بر ظلم و جفاست بے کے بے خود در خور آن دست راست بے المعنی آورده نامہ ایسا کہ بالکل
فسق اور بالکل معصیت اور ایسا کفر سے بھرا جیسے دار الحرب کفر سے بھرا ہوتا ہو پھر ایسا نامہ پلید
پر وبال کبھی داہنی طرف سے نہیں آئے گا بائیں طرف سے آئے گا اب تجھ کو لازم ہے کہ اپنے
نامے کو آپ ہی یہاں دیکھ لے کہ اُسے ہاتھ کے لائق ہے یا سیدھے کے اگر موزہ اُلٹا ہے
یا جوتی اُلٹی تو اسکو دکان ہی میں دیکھ لے جو چپ ہے اُس میں ادا چپ کی قبل امتحان سے معلوم
ہو جائے گی اگر راست نہیں ہے تو جان لے کہ تو چپ سے ہے اس لیے کہ نعرہ شیر کا اور ہر

اور انوار بندر کی اور ہر کچھ بھی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ گل کو معشوق خوش رنگ و خوشبو کرتا ہے اور فضل اُسکا ہر چہ کو راست کر دیتا ہے اگر شمال ہو اُسکو بینی بخشتا ہے اور دریا کو دامعین کرتا ہے لاجرم اگر چہ ہے تو اُسکے حضور میں سیدھا رہ تب تجھ کو اُسکے لطفون کی دستبرد معلوم ہوگی تو کیسے ردا رکھتا ہے کہ ایسا نامہ ناچیز خوار بایان ہاتھ چھوڑ کے سیدھے ہاتھ میں آجائے لیکن ایسا نامہ جو ظلم و جفا سے بھرا ہے وہ خود لائق دست راست کی کب ہے

اس بیان میں کہ کوئی ایسی بات کہے کہ مناسب اُسکے دعوے نہ ہو چنانچہ وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اَگر تو اُن سے پوچھے گا کس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ضرور کہیں گے اللہ نے پھر بت کی بندگی کرنا اور جان و زرنہ نثار کرنا کب مناسب اُسکے ہے جو خدا کو خالق زمین و آسمان کا جانتا ہے اور سمیع و بصیر لکھبان و غیرت والا

قولہ زاہدے را چہ کیے زن بچہ جو رہ رشک ناک اندر حق اولس غیور نہ زانکہ بدزن را کنیز سے مہوشے نہ در دل را ہر ہماز وے آتشے نہ زن ز غیرت پاس شوہر داشتی نہ با کنیزک خلوتش نگذاشتے نہ در گئے شد زن مراقب ہر دورا نہ تاکہ شان نہ صحت نیفتد و در خلایا نہ در آمد حکم تقدیرا کہ نہ عقل حارس خیرہ سرگشت و تباہ نہ حکم تقدیریش چو آید بے وقوف نہ عقل کہ بود در قمر افتد خسوف نہ بود در حمام آن زن ناگمان نہ یادش آمد طشت در خانہ بدان نہ با کنیزک گفت روہان مرغ وارہ نہ طشت را از خانہ برگیر و بیارہ نہ آن کنیزک زندہ شد چون این شنید نہ کہ بخواجه این زمان خواہد رسید نہ خواجہ در خانہ است و خلوت این زمان نہ پس دوان شد سوئے خانہ شادمان بہ عشق شمش سالہ کنیزک را بہین نہ کہ بیا ہد خواجہ را خلوت چنین نہ گشت پلان جانب خانہ شتافت نہ خواجہ را در خانہ خلوت بیافت نہ ہر دو عاشق را چنان شہوت رہوہ کا حقیاط و یاد در بستن نبود نہ ہر دو در ہم دا خریدند از نشاط نہ جان بجان پیوست آن دم ز اختلاط نہ یاد در زمان زن را کہ من نہ چون فرستادم و را سوئے وطن نہ پنبہ در آتش نہ دام من بخویش نہ در گلندم من چہ بزرگمیش نہ گل فروشت از سر و بخود و دیدہ نہ از پے اورفت و چادرے کشیدہ نہ آن ز عشق جان دویدہ این ز نیم بہ عشق کو و ہم کو فرستے عظیمہ اللغات مراقب بغم لکھبان حارس چو کید آرمی مخففت توج ہندی

مینڈھا اٹھنے ایک زاہد کی ایک عورت ایسی حسین تھی جیسے حورا در اپنے شوہر کے حق میں بڑی
 رشک ناک و غیرت والی اس سبب سے کہ اس عورت کی ایک چھو کرمی بیچوہ تھی اور زاہد کے
 دل میں اس کے عشق کی آگ تھی عورت غیرت کے سبب سے شوہر کی نگہبانی رکھتی تھی
 ایسا نہیں ہونے دیتی تھی کہ شوہر کنیز کو اکیلا پالے ایک مدت عورت نگہبان و دونوں کی رہی
 تا ایسا نہ ہو کہ تنہائی میں دونوں کو فرصت مل جائے یہاں تک کہ حکم تقدیر خدا سے لٹے کا
 نازل ہوا بس عقل حارس کی جو عورت تھی دیوانی و تباہ ہو گئی تھا ہر بے حکم تقدیر کا جب آتا ہر
 تو عقل کیا چیز ہے ماہ جیسی شے روشن و کامل تار یک ہو جاتا ہے اور گن میں پڑتا ہے
 اتفاقاً وہ عورت حمام میں تھی ناگمان طشت اس کو یاد ہوا جو گھر میں تھا چھو کرمی سے
 کہا جا چڑیا کی طرح اڑ جا اور طشت جو گھر میں دکھا ہے اٹھا لا چھو کرمی یہ سنتے ہی زندہ ہو گئی
 اور جانا کد اب وقت ہے کہ خواجہ سے مل جاؤں گی خواجہ گھر میں موجود ہے اور گھر اس وقت
 خالی بس خوش خوش دوڑتی ہوئی گھر کو چل دی دیکھ تو کنیز کے عشق کو کہ چھو برس سے عاشق
 تھی کیسے خواجہ کو اس وقت خلوت میں پاتی ہے بس اڑتی ہوئی گھر کو آئی اور کیسی شاد و شاد
 اور خواجہ کو خالی خلوت میں پایا جو کہ دونوں عاشق تھے ایسا ان کی خواہش و شہوت نے
 ان کو بخود کر دیا کہ کچھ احتیاط نہ کی جتے کہ دروازہ بند کرنا بھی بھول گئے بس دونوں مارے
 مستی و خوشی کے ایسے چپٹ گئے کہ گویا ایک دوسرے میں گھس گئے اور ایسے مٹکھٹ ہوئے
 کہ جان سے جان چپک گئی اب اس عورت کو اس وقت یہ بات یاد ہوئی کہ میں نے
 اس کو گھر کیوں بھیجا یہ تو میں نے اپنے آپ سے روئی میں آگ رکھ دی اور ہر نرمیش بڑا لایا
 سر میں جو مٹی ٹالی تھی جھٹ پٹ وھو ڈالی اور بے اختیار چھو کرمی کے پیچھے چادر
 سنبھالتی دوڑی اب خیال تو کر دچھو کرمی تو عشق میں دوڑی تھی اور یہ خوف سے دوڑی
 پھر یہ اس کو ب پاتی عشق اور ہم میں تو بہت بڑا فرق ہے کمان عشق کمان نیم
 قولہ سیر عارف ہر دے ماتحت شاہ پیر زاہد ہر سے یک روزہ راہ پیر گچہ
 زاہد را بود روزے شکر پے کے بود یک روزہ خمیں الف پے قدر ہر روزے زعفر
 مرد کا رہا با شاد از سال جہان پنج ہزار پے عقلمان زین سر بود بیر دان در پے زہرہ و ہم ار برد گودن
 ترس موسے یست اندر پیش عشق پے جملہ قرباناندر کیش عشق پے عشق و صفت ایزدست آیا کہ
 خوف پے صفت بندہ بتلاے منج و جوت پے چون یجوت نہ بخواندے از بنے پے با بچہ ہر

شو قمرین مطلبی پس محبت وصف حق عشق تیرہ خوف نبود وصف یزدان اے عزیزینہ وصف
 حق کو وصف مشت خاک کو بہ وصف حادث کو و وصف پاک کو بہ شرح عشق ارمن بگویم بر
 دوام بہ صمد قیامت بگذر دو ان ناتمام بہ زانکہ تسبیح قیامت واحدست بہ حد کجا آنجا کہ وصف
 ایزدست بہ عشق ما پانصد پرست و ہر پرست بہ از فراز عرش تا تحت التراب
 زاہدے با ترس مے تازد و پیا بہ عاشقان پران تراز باد صبا بہ چہ مجال بادیا
 برق اے پس بہ چونکہ اور راہ حق بکشتاد پر بہ کے رستہ این خائفان و درگد عشق بہ کا آسمان
 نعرش سازد و در عشق بہ جز نگر کا ید عنایتہاے صنوبر کو جہان و این روشن آزاد شو بہ افش
 خود و روش خود ہارہ بہ کہ سوے شہ یافت آن شہ ہارہ بہ این فش و و فش ہست
 جبر و ہمتیارت از و راے این دو آمد جذب یار اللغات فش مراد و فش مانند و شملہ
 دستار و موے یال اسب خنور و شنی آفتاب **معنی عشق ایسی چیز ہے کہ عارف**
 ہر دم بین تخت شاہ تک پہنچتا ہے اور زاہد کہ بے عشق ہے یہ ایک دن کی راہ ایک مہینے میں
 چلتا ہے غرض دونوں کی سریع السیری و بطی السیری کے بیان سے ہے اگر چہ زاہد کا بھی
 ایک دن عجیب و غریب ہو جائے تاہم ایک روز برابر چار ہزار برس کے کب ہو گا کس واسطے
 کہ جو مرد کا روالے ہیں یعنی اولیا امور بخدمات باطنی ان کی عمر کا ایک دن بقدر چار ہزار
 برس اس جہان کے ہوتا ہے اب عقلین اس بھید سے اگر کھڑے چھوڑ کے باہر دروازے
 کے نکلیں تو پڑی نکل جائیں اور وہم اگر اپنا کلیجہ پھاڑے تو کمرے پھاڑا
 اگر اس لیے کہ یہ بات دونوں کی حد سے باہر ہے عشق کے سامنے ہال بھر توف و ترس نہیں
 ہے اور سب مذہب و کیش عشق پر قربان ہیں بتاؤ عشق وصف خداے تعالیٰ کا ہے
 یا خوف خوف تو وصف بندے کا ہے جو مبتلا سرخ و جوف یعنی شکم کا ہو دیکھ تو جب
 تو نے پھوٹنے و پھیم قرآن سے پڑھا ہے یعنی دوست رکھتے ہیں وہ اسکو اور دوست رکھتا ہے
 وہ انکو تو اسی مطلب کو اسکا قرین و ہم نشین بنا پس محبت ہی کو وصف حق کا جان اور نیز عشق کو
 نہ خوف کو کہ اے عزیز خوف و وصف یزدان کا نہیں ہے جھلا وصف حق کا کہان اور وصف
 خاک کا کہان اور وصف حادث کا کہان کہان وصف پاک کا آپ فرماتے ہیں کہ یہ
 عشق وہ بے انتہا شے ہے کہ اگر وصف اس کا ہمیشہ بین کرتا رہوں تو سو قیامتیں گزر جائیں
 اور یہ وصف ویسا ہی نامتسم رہے اس واسطے کہ تاریخ قیامت کی حد ہی

کہ وہ دن بچاس ہزار برس کا ہوگا لیکن وہاں حکیمان ہے جہاں کہ وصف ایزد تعالیٰ کا ہی عشق کے پانسو پر ہیں ہر ایک پر بالائے عرش سے تحت اثرے تک بس یہ زیادہ بیچارہ ہو باخوف پائون سے دوڑتا ہے اور عاشق باد صبا سے زیادہ پُران پھر فرماتے ہیں کہ باد صبا یا برق کی مجال کب ہے جو اسے پسیرے راہ حق میں اپنے پر کھول سکین یہ خائف ہیں یہ تو عشق کی گرد کو بھی نہیں پہنچے عشق کا درد تو وہ ہے کہ آسمان کو سرش وزمین بنادے خائف اس سبب سے کہا کہ روز ازل میں سارے مخلوق عشق سے ڈر گئے تھے جیسا کہ آیہ انما عرضا الا انہ منہ سے ثابت ہے مگر سوائے اُس کے کہ جس پر آفتاب ازل نے اپنی عنایتوں کی روشنی ڈالی اور کہا کہ اُس جہاں اور اس کی روشنی سے آزاد ہو جا اور اپنی فتنش دوش یمنے فروزیابی کی راہ کو لوٹ دے اُس شہباز نے اپنے شاہ کی طرف راہ پائی اور فتنش دوش کیا ہے جسے اختیار کہ کسی نے جبر اختیار کیا کسی نے اختیار کیا لیکن جذب یار کا ان دونوں کے اُس پار جہاں کو نصیب نہیں

پہونچنا عورت کا گھر پر اور مجباً ہونا زاہد کا کنیزک سے

قولہ چون رسید آن زن بخاند در کشادہ بانگ در در گوش ایشان در فتادہ آن کنیزک
جست آشفتن ساز بن مرد بر جست دستاد اندر نماز بن زن کنیزک را پڑ ولیدہ بدیدہ در ہم و آشفتن
دنگ و مرید بن شوے خود را دید قائم در نماز بن در گمان افتاد و اندر استرازا بن شوے را بردا
دامن بے خطر بن دید آلودہ منی خصیہ ذکر بن از ذکر باقی نطفہ بے چکیدہ ران و زانو گشتہ
آلود و بلید بن بر سرش زد سیلے و گفت اے لعین بن خصیہ مرد نماز بے باشندین بن لائق ذکر و نماز
است این ذکر بن دین چنین ران و زانو پر قدر بن نامہ بن ظلم و فسق و کفر و کین بن لائق است انصاف
وہ اندر کین بن گریہ پر سے گریہ راکین آسمان بن آفریدہ کیست دین خلق جہاں بن گوید را نیما آفریدہ
آن خداست بن کافریش بر خدائیش گواست بن کفر و ظلم و استم بسیار او بن هست لائق یا چنین
است را او بن هست لائق یا چنین اقرار است بن آن فضیلتها و آن کردار کا است بن فعل او کردہ و دروغ
آن قول را بن تاشد و لائق عذاب ہول را بن پس دروغ آمد ز سر تا پا بے او کہ دروغ
کرد ہم اعضا بے او اللغات ساز موافقت پڑ ولیدہ بکسر بے رونق و بے طراوت
استرازا جنبش کرنا قذر نجاست ا لطفے نجب وہ عورت گھر پہونچی اور دروازہ
کھولا جھو کری تو اس موافقت سے پریشان ہو کے جلدی بے علحدہ ہو گئی

اور مروجہٹ پٹ نمازین کھڑ ہو گیا خورت نے جو چھو کر لی کو دیکھا تو بے رونق پایا اور رنجیدہ اور
پریشان و حیران دس رکش اور شوہر کو دیکھا کہ نماز میں کھڑا ہے یہ دیکھ کر گمان و اہتزاز میں
پڑ گئی یعنی خیالات میں آخر بے خطر ہو کے دامن شوہر کا اٹھا دیا دیکھا تو خبیثے اور ذکر سب مٹی سے
الودہ تھے وہ جو مٹی سے کچھ باقی رہ گیا تھا خبیثوں سے ٹپک رہا تھا ران و زانو سب اس
سے بھرے ہوئے اور پلید تھے ایک سیلی اس کے سر پر مار کے کہا اے لعین
خبیثے مرد نمازی کے ایسے ہی ہوتے ہیں اور یہ ذکر لائق ذکر و منازکے ہے اور یہ رانیں اور مونہ
زہا پر نجاست آب مقولہ مولانا کا ہے کہ تیرا نامہ اعمال جو ظلم و فسق و کفر و کین سے بھرا ہے
کب سیدھے ہاتھ میں آنے کے لائق ہے تو ہی انصاف کر مثلاً اگر کو کسی گیر سے پوچھے کہ
یہ آسمان اور تمام خلق و جہان کس کا پیدا کیا ہوا ہے تو یہی کہے گا کہ سب پیدا کیا ہوا
خدا کا ہے جس کی خدائی پر ساری مخلوق گواہ ہے اب بتاؤ وہ کفر و ظلم اس کا اور ستم بسیار
لائق اس گفتگو کے ہے بھلا ایسے ایسے سچے اعتبار کے ساتھ وہ فضیلتیں اور وہ ناکارہ
کام اُس کے اس اعتبار کے لائق ہیں لاجرم اُس کے فعل ہی نے اُس کے قول کو جھوٹا ٹھہرایا تو وہ
لائق عذاب ہولناک کے ہوا بس سر سے پاؤں تک وہ گہر دروغ ہے کہ اُس کے اعضا ہی
اُس کو دروغ کر دین گے قولہ روز محشر ہر نہان پیدا شود بے ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود بے دست
و پایہ ہر گواہے با بیان بے برنسا داوید پیش مستعان بے دست گوید من چنیں و زویدہ ام بے لب
بگوید من چنیں بوسیدہ ام بے پایے گوید من شد ستم تا سنا بے منرت گوید من بگرد ستم زنا بے
چشم گوید غمزدہ ستم حرام بے گوش گوید چیدہ ام سو الکلام بے پس دروغ آند ز سرتا پایے
خویش بچون گواہے نے دہد اعضا ز پیش بے آن چنان کا نہر نماز نا فروغ بے از گواہ خصیہ شد
زرقش دروغ بے پس چنان کن فعل کان خود بیز بان بے باشد اشمہ گفتن و عین بیان بے تا ہمہ
تن عضو عضوت اے پسر بے گفتہ باشد اشمہ اندر نفع و ضرر بے رفتن بندہ پے خواجہ
گواہ است بے کہ منم محکوم و این مولاے ماست بے گرسیدہ کردے تو نامہ عمر خویش بے توبہ کن
وانسا کہ کردستی بے پیش بے عمر اگر نگذشت بخیش آئند دست بے آب توبہ آتش دہ اگر او بے
منست بے پنج عمرست راہدہ آب حیات بے تا درخت عمر گردد با ثبات بے جملہ ماضیہا
ازین نیکو شوند بے نہر بارینہ ازین گردد چو قند سیات را مبدل کردہ حق بے تا ہمہ طاعت
شوند آن ماسبق اے مے او پر جو کما ہے اُس کے اعضا ہی اُس کو جھوٹا کر دین گے ہوا فن

اسی کے فرماتے ہیں کہ محشر کے دن ہر ڈھککا چھپا ظاہر ہو جائے گا اور اپنے ہی آپ سے ہر مجرم مرسوا ہو جائے گا بائع یا نون خوب بین گواہی دینگے ہر کسی کے فساد پر سامنے اس مستعان کے ہاتھ مفصل کے گاکہ میں نے اس طور سے جڑا لیا ہے اور ب صاف صاف کہیں گے کہ ہم نے اس طرح بوسہ لیا ہے یا نون کہیں گے کہ ہم ایسے اپنی آرزو تک پہنچے ہیں منہ سرج کے گے گی میں نے ننا کیا ہے انگھیں کہیں گے ہم نے غمے حرام کیے ہیں کان کہیں گے ہم نے بری باتیں سنی ہیں بس اپنے ہی آپ سے سرتا پا دروغ ہو گیا جبکہ اگلی باتوں سے خود اپنے اعضا گواہی دیتے ہیں جیسے منازبے منہ دروغ میں زاہد کے خضیہ گواہ ہوئے جن کی گواہی سے مگر اس کا دروغ ہو گیا بس ایسا فعل کر کہ وہ جو تو نے اشمہ کہا ہے اسی کہنے کا یہ بے زبان فعل عین بیان ہو گیا یہ فعل وہی اشمہ ہو تو تو ایسا ہو جائے کہ جیسے کسی کے عضو عضو نے ہر نفع و ضرر میں اشمہ کہا ہے دیکھ تو بندے کا پیچھے پیچھے خواجہ کے چلنا یہی گواہ ہے کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا صاحب ہے اب فرماتے ہیں کہ اگر تو نے نامہ اپنی عمر کا سیاہ کیا ہے تو توبہ کر ان سب سے جو پہلے کیے ہیں عمر اگر تیری گذر گئی تو گذر جانے دے جسے تو ابھی اس کی موجود ہے اگر بے غم ہے تو توبہ کا پانی اُسکو دے کے تازہ کر اور اسی جھکوا آب حیات سے شاداب کر تو درخت تیری عمر کا ثابت و قائم ہو جائے تمام گذری ہوئی باتیں اس سے نیک ہو جائیں گی اور سب پرانے زہر اس سے قند بن جائیں گے اَللّٰہ تعالیٰ تیرے سیئات کو ایسا بدل کر دے گا کہ وہ اگلے گناہ سب تیرے طاعت و بندگی ہو جائیں گے

توبہ نصوح کے بیان میں کہ جیسے شیر لہستان سے نکلتا ہے پھر لہستان میں نہیں جاتا بس جس نے توبہ نصوح کی پھر اس گناہ کو یاد نہ کرے بطورِ رغبت کے بلکہ ہر دم اس سے نفرت بڑھے کہ یہ نفرت دلیل قاطع توبہ کی ہے کس واسطے کہ شہوتِ اول بے لذت ہو گئی اور لذتِ توبہ کی اسکی جانشین ہوئی اور جس نے قبول توبہ کو نہ پایا اس حال سے بخیر ہر

قولہ خواجہ بر توبہ نصوح خوش متن بہ کو ششے کن ہم بجان دہم متن بہ شرح این توبہ نصوح از من بشو بہ بگوید سستی دے از نو گروید و مردے پیش ازین نامش نصوح بہ بید دلا کے زنان اورا ثنوح بہ بود و دے او چو خسار زنان بہ مردے خود رائے کر دے نہان بہ

او بچام زنان دلاک بودہ دروغا و حیلہ میں چالاک بودہ سالہا سے کرو دلا کے وکس نہ بودہ دراز حالت آن
 برا نہوس نہ نالندہ آواز و خوش زن دار بودہ یک شہوت کامل دبیدار بودہ چادر و سر بند پوشیدی
 نقاب نہ مرد شہوانے و دروغہ شباب نہ دختران خسروان را ہر طریق نہ خوش بملیدے
 دم شست آن عشیق نہ تو بہا سے کرو یا درے کشیدہ نفس کا فر تو بہ اش لامی دریدہ رفت
 پیش عارفے آن زشت کار بہ گفت مارا دروغاے یاد دار نہ سراودا نست آن آزاد مرد نہ لیک
 چون حلم خدا پیدا نکردہ بر لبش قفل است و در دل راز ہا نہ لب خموش و دل پر از آواز ہا نہ عارفان کہ
 جام حق نہ شیدہ اندہ راز ہا دانستہ و نہ شیدہ اندہ ہر کرا اسرار حق آموختند بہر کرد و نہ دانش
 دوختند نہ ست خندید و بگفت اسے بہ نہاد نہ زان چہ دانے ایزد توبہ دہاد نہ المعنی یعنی
 یہ تو بہ کہ توبہ سے سیئات طاعت ہو جاتے ہیں لیکن ای خواجہ اگر تیری توبہ نصوحی ہے جب بھی
 اس پرست بھول اور جان و تن سے کوشش کیے جا اور بیان اس توبہ نصوح کا مجھے سن کر دیدہ
 تو تو شوق خدا میں ہو ہی رہا ہے اسے تو پھر گرد ہو چنا پتہ فرمایا کیا ایک شخص نصوح نامے لٹھا
 عورتوں کی دلا کی یعنی ٹکوں نہلا یا دھلا یا کرتا تھا یہی اسکی آمدنی تھی صورت اسکی تھی جیسے رخسار
 عورتوں کے مردی اپنی چھپائے عورتوں کے لباس میں رہتا تھا اور عورتوں کے حمام میں
 دلاک لٹھا تھا نہلانے بدن ملنے دالا اور دروغا و حیلہ میں بڑا چالاک چلتا ہوا برسمین دلا کی کرتے
 ہو گئی تھیں مگر اس بواہوس کی حالت سے کسی نے بھی نہ پالی اسی سبب سے کہ اسکی
 آواز اور اسکی صورت عورتوں کی طرح تھی مگر شہوت پوری اور خوب جاگتی ہوئی تھی چادر
 اور سر بند اوڑھتا تھا اور نقاب بھی مرد شہوتی تھا اور غرہ شباب یعنی آغاز جوانی میں بادشاہوں
 کی لڑکیوں کو یہ عشیق بڑے شوق اور اچھی راہ سے ملتا دلتا تھا اور خوب نہلاتا تھا بارہا تو بہ کرتا
 تھا اور اس بات سے رکننا چاہتا تھا لیکن نفس کا فر اسکا توبہ کو بچاڑتا تھا آخر وہ بدکار
 ایک عارف کے پاس گیا اور خواستگار ہوا کہ مجھ کو دعا میں یاد رکھو اس عارف نے بھید تو
 اسکا جان لیا لیکن مثل حلم خدا کے کہ دیکھتا ہے اور چھپاتا ہو ظاہر نہ کیا کس واسطے کہ اس کے
 یعنی عارف کے لب پر تو قفل ہے اور دل میں راز بھرے ہیں بس لب تو خاموش ہیں
 اور دل میں سیکڑوں آواز جن عارفوں نے کہ جام حق پیا ہے بھید جانے ہیں اور جان بوجھ
 کے چھپائے ہیں اور جن کو قضا و قدر نے بھید حق کے سکھائے ہیں اُنکے منہ بند کر دیے
 ہیں اور ہر نگار ہی ہو ان عارف نے اسکی خواستگاری سن کے تبسم کیا اور کہا کہ جو کچھ

تو جانتا ہے یعنی ایسا مرد ہونا اور عورت بننا خدا اس سے تجھ کو توبہ بخشے کہ تو پانا آئے
 اس بیامین کہ دعا عارف و حاصل کی حق سے ایسی تہ جیسے درخواست حق کی ہے کہ گنت
 سمعاً و بصراً و لساناً و بیدار یعنی اس کی کان و آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہون و قولہ مار میت
 اور میت و لکن اللہ رحیمی نہیں تیرے چھینکا تو نے جس وقت بھیجے گا لیکن اللہ نے پھینکا
 قولہ ان دعا انہ ہفت گردون در گذشت ہکا لان سکین باثر خوب گشت ہکا کان دعا سے شیخ نے
 چون ہر دعا ست ہکا فانی است اور گشت اور گشت خداست ہچون خدا از خود سوال و گد کند ہا پس
 دعا سے خولش را چون رد کند ہیک سبب گنجت منع و الجلال ہکا رہا نیدش ز نفوس و وبال اندران
 حرام پرے کرو طشت ہکا ہر کے از دفتر شہ یادہ گشت ہکا ہر کے از حلقہائی گوش او ہکا یادہ
 گشت و ہر ز نے در جستجو ہا پس در تمام ہر بستند سخت ہکا تا بجویند اول اندر پنج و رخت ہکا رخت
 بستند و آن پیدا نہ شد ہکا دزد گوہر نیز ہم رسوا نہ شد ہکا پس بجد جستن گرفتند از گزاف ہکا از دہان
 و گوش اندر ہر شگاف ہکا در شگاف فوق و تحت و ہر طرف ہکا جستجو کو نہ دراز ہر عذبت ہکا ہانگ آمد
 کہ ہمہ عریان شوند ہکا ہر کہ ہستند از مجوز و از لونہ ہکا ہیک را حاکم جستن گرفت ہکا تا پیدا آید گھر
 بنگر شگفت ہکا آن نصوص از ترس شد در خلوت ہکا ہر دے زرد و لب کبود از خستہ ہکا پیش
 چشم خولشتن مے دید مرگ ہکا سخت مے لرزید بر خود ہکا ہر گ ہکا گفت یا رب بار ہا ہر گشتہ ام ہکا
 تو ہماوند را ہکا شکستہ ام ہکا وہ ام کہنا کہ از من مے سزید ہکا تا چنین سیل سیاہ مے رسید ہکا
 نیت جستن اگر من در رسد ہکا وہ کہ جان من چہ سخت ہکا شدہ در جگر افتادہ ام صد شر ہکا
 در منا جا تم بہین خون جگر اللغات کہ مخف کہ یہ نوند مراد جوان سے خشتیہ خوف اسلئے
 فرماتے ہیں وہ دعا جو عارف نے کی تھی کہ اللہ تجھ کو توبہ بخشے یہ ساتون آسمانوں کے پار نکلتی
 اور انجام کار اس سکین کا خوب ہو گیا کس واسطے کہ دعا شیخ کی مثل دعا اور لوگوں کے
 نہیں ہو اس لیے کہ وہ فانی بحق ہو پس بات اسکی خدا ہی کی بات ہو اور ہر گاہ خدا سے دعا لے
 اپنا سوال و گد یہ آپ سے کرے پھر اپنی دعا کو آپ کیسے رو کرے گا لہذا اس ذوالجلال کی صنع
 نے ایک سبب پیدا کیا کہ مقتضا عالم اسباب ہی ہو اور بذریعہ اس سبب کے اسکو
 اس نفرین و وبال سے بچھڑا دیا یہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا ناگمان ایک گوہر بادشاہ
 کی لڑکی کا گم گیا اس کے کانون میں جو حلقے تھے ان میں کا وہ گوہر تھا اب ہر عورت اسکی جستجو
 میں لگتی دروازہ حمام کا خوب مضبوط کر کے بند کر دیا کہ کوئی جانے نہ پائے تا اول ہر پنج

دیوار وغیرہ اور ہر ایک کے رخت میں ڈھونڈھیں جو سورخ تھے اُن میں ڈھونڈھا لیکن نہ کوئی
 گویا نہ کوئی چور گویا نہ کوئی معلوم و رسوا ہوا پھر بڑی کوشش و کراف سے ڈھونڈھنے لگیں کانون
 میں اور ٹھہرے میں اور ہر شگاف میں پہنچے اور ہر کے شگاف جا اشارہ قبل و دبر سے اور ہر طرف
 ہر صدف سے اُس دُر کی جستجو کی اُس میں آواز آئی کہ سب ننگی ہو جائیں جو بڑھیاں ہیں وہ بھی
 اور جو جوان ہیں وہ بھی اور ایک ایک کو دریا پھین ڈھونڈھنے لگی تاکہ ہر ظاہر ہوئے اب عجیب
 معاملہ یہ دیکھو کہ نفوس ڈر کے مارے ایک خلوت میں جا چھپا اور مارے خوف کے یہ حال ہوا
 کہ ٹھہرے نہ ہو گیا ہونٹھ نیلے پڑ گئے موت کو اپنے سامنے دیکھتا تھا اور پتا سا اپنے
 حال پر کانپتا تھا اور کتا تھا اے رب میرے بارہا میں اپنے عہد سے پھر پھر گیا ہوں اور
 توبہ اور نذرین توڑی ہیں میں نے ہمیشہ وہ کام کیے ہیں جو میرے لائق تھے جب تو ایسی سبیل
 سیاہ نے بھٹکوا لیا اگر نوبت جستجو کی مجھ تک پہنچی تو ہاے جان میری کیسی سختیاں اٹھاتی تھی
 میرے جگر میں اس وقت سیکڑوں چنگاریاں پھیلی ہوئی ہیں میری مناجات ہی کو دیکھ کر کیسا
 خون جگر اس میں ہے قولہ این چنین اندوہ کا فرما بادشاہ دامن رحمت اگر نعم داد داد پڑے کا شک
 مادر نژادے مرادے مارا شیرے بخوردے در چرا باداے خدا آن کن کہ از توے سرزد کہ زہر
 سورخ مارے میگردہ جان سنگین دارم و دل آہنیں بدور نہ خون گشتے دین دردے چنین بد
 وقت تنگ آمد مرا و یک نفس بدادشاہی کن مرا فرما در سبب گر مرا این بار ستاری کنے بد
 کہ کہ مردم من زہر ناکردنے بد توبہ ام پندیرا میں بار در گز ماہ بندم بہر توبہ صد مکر من اگر زین بار
 تقصیرے کنم بد پس در مظلوم دعا و گفتنم بد اوجی زار یہ صد قطرہ روان بد کا نہ رافت آدم بجلا د
 دعوان بد تا میر و ہیج از گئے چنین بد ہیج طہر را بادا این چنین بد لوحہ ہامی کردا و بر جان خویش بد روے
 عزرائیل دیدہ پیش پیش بد اے خدا و اے خدا چندان بگفت بد کان در دو دیوار با و گشت جفت بد
 در میان یارب و یارب بد او بد بانگ آمد از میان جستجو بد اے کبھی کتا تھا ایسا اندوہ خدا کسی
 کا فر کو بھی نہ دے گر میں نے تیرے دامن رحمت کو پکڑا ہے اور داد داد کرتا ہوں کیا اچھا ہوتا جو مادر
 بھٹکوا نہ ہنتی یا بھٹکوا کسی چہ کلاہ میں شیر کھا لیتا اے بار خدا یا تو میرے ساتھ وہ کر جو تیرے لائق نہ
 کس واسطے کہ میرے صلاح سے بھٹکوا سائب کاٹ رہے ہیں کیسی پھر جان میری ہے اور کیسا
 دل آہن کا نہیں تو اس درد غمناک سے خون ہو جاتا آب بھیر بڑا تنگ وقت آگیا ایک دم
 بادشاہ بن لدر میری فرما درسی کر اگلوب کی دفعہ میرا عجب اپنی ستاری سے چھپاے گا تو

تیری رحمت ہو کہ میں نے جملہ ناکردنی سے توبہ کی تیری توبہ قبول کر اور اس دفعہ بخش دے تو میں توبہ کے لیے سیکڑوں ٹپکے اپنی کمر باندھوں پھر اگر اس دفعہ سے کوئی کوتاہی و تقصیر کروں تو تو ہرگز میری دعا مت سنو نہ میری بات مانو ایسا ہی روتا تھا اور سیکڑوں آنسو بہتے تھے کہ اب جلا دے چاہیوں سے کوئی دم میں پالا پڑتا ہے جیسا میں مرتا ہوں خدا کرے ایسا کوئی فرنگی بھی ہرگز نہ مرے اور کسی لمحہ کو بھی یہ رنج و غم نصیب نہ ہو غرض عزرائیل کو اپنے سامنے ہی دیکھتا تھا اور اپنی جان پر نوچے کرتا تھا اس قدر اے خدا اور اے خدا کہ دیوار و در بھی اُس کے جفت ہو گئے اور اُن سے بھی یہی نکلتا تھا جیسا کہ لداؤ کے مکان میں جیسی آواز کو دہیسی ہی اُس مکان سے آتی ہو بس یہ تو اسی یارب یارب میں تھا کہ اُسی جستجو سے ایک آواز آئی جو آئندہ مذکور ہے

توبہ ڈھونڈھتا نضوح کا اور آواز آتا کہ سب کو ڈھونڈھ لیا اب نضوح کو لادو اور بیہوش ہو جانا نضوح کا

قولہ حملہ را جستم پیش آ کے نضوح بگشت ہوشش اُن زمان پر یہ روح پہنچو دیوار سے شکستہ درفتادہ ہوش و عقلش رفت و شد بچون حماد چونکہ ہوشش رفت از تن اُن زمان پہنچو دیوار باقی بہ پیوست از نہان پہنچو تنی گشت و خود سے او نمادہ باز جانش را خدا در پیش خواندہ چون شکست اُن کشتے او بمرادہ در کنار رحمت دریا فتادہ جان بچو پیوست چون بیہوش شدہ موج رحمت اُن زمان در جوش شدہ چونکہ جانش دار ہید از تنگ تن بہ رفت شادان پیش اصل خویش تن بہ جان چو بازو تن مرا در اکندہ پائے بستہ پر شکستہ بندہ پہنچو گشت ہوش رفت بالش بر کشادہ سے برد اُن بازو سے کی قبادہ چونکہ اُن دریا سے رحمت جوش کر دہ سنگھا ہم ابھوان کوشش کر دہ ذرہ لاغر شگرت و زفت شدہ فرش خالی اطلس و زربفت شدہ مردہ صد سالہ بیرون شد ز گورہ دیو ملعون شد بخوبے پہنچو جوش جملگی رو سے زمین سبز شدہ شاخ خشک اشکو نہ گیر و گزیر شدہ گرگ بارہ حریت مے شدہ بہا اسید اُن خوش رگ و خوش پے شدہ اللغات گزیر کاٹ فارسی و ہاتھ فریب و سطر لغتے آوروہ آواز یہ تھی کہ سب کو ڈھونڈھ چکے اے نضوح اب تیری باری پہنچو تو سامنے آتے ہی ہوش اُسکے اُڑ گئے اور روح ہوا ہو گئی ایسا گر پڑا جیسے ٹوٹی دیوار نہ ہوش رہا نہ عقل رہی پھر کے شل ہو گیا جبکہ ہوش اُسکے تن سے جاتا رہا تو بھیدا سا آسوت جو پوشیدہ تھا خدا سے جا ملا بھیدا پوشیدہ

مرد جان سے ہوا اور ہر گاہ کہ آپ سے خالی ہو گیا اور خودی اُسکی نہ رہی تو خدا سے تھکے لے چسپہ
 اسکی جان کو اپنے سامنے بلایا جیسے روزِ رست میں سب ارواح کو بلایا تھا اور جب یہ کشتی
 بے مرد اُسکی جوتن ہے ٹوٹ گئی تو بحرِ رحمت کے کنارے جا پڑا جان اُسکی بیہوش ہوتے ہی
 حق سے وصل ہو گئی اور موجِ رحمت اُس وقت جوش میں آئی جو کہ جان اسکی ننگ تن سے
 کہ اس دربار میں اسکا گذر نہیں ہے پھٹ گئی خوشِ نجوش اپنی اصل کی طرف گئی جان تو
 ایسی تھی جیسے بازو در تن اسکے حق میں ایسا تھا جیسے قیدی کے پائوں میں کاٹھنہ کہ جب تک
 یہ تن ہے تو جان پابستہ اور پر شکستہ قیدی ہے جب ہوش جاسکے ہے اور بازو کھولے تو
 اب کیفہ یار یعنی پادشاہ کی طرف اڑنے لگے اور جب اُس دریاے رحمت نے جوش مارا
 تو اور کیا ہی تھپھر نا چیزوں نے بھی اب حیات پیا ڈرہ نا چیز غیبِ دقوی ہو گیا یا تو خاک پر
 سرش کی طرح پڑا تھا یا اطلس وزرِ بفتا اسے قدر و قیمت والا ہو گیا گویا سو برس کے مردے
 نے قبر سے سر نکالا دیو ملعون خوبصورت حور بنا ایسی سربسزی اُسکو حاصل ہوئی کہ گویا
 تمام زمین سربسز ہو گئی اور سوکھی شاخ میں شگوفہ آیا جو میوے کے پھول کو کہتے ہیں اور
 شاخ محکم و سطر ہو گئی بھیر یا برے کے ساتھ شراب پینے لگا یعنی معاملہ بالعکس ہو گیا اور امید
 کے ساتھ وہ خوش رگ و خوش پے ہو گیا یعنی امید کے اور اُسکے رگ پٹھے ایک ہو گئے اور
 خوب وصل ہو گیا

ملجانا گوہر کا اور معالی حاجیوں کی نصوح سے

قوله ہانگ آمد ناگمان کہ رفت بیم شد پید آن گم شدہ دستیم بہ بعد از آن خوف ہلاکت جان مدہ
 خود آمد کہ اینک گم شدہ بہ حزن رفت و در منرح در تاقیم بہ مزدگانے دہ کہ گوہر
 یا قیم بہ از غرور و لغو و دستک زدن بہ پر شدہ حمام قد زال الحزن بہ آن نصوح رفتہ باز آمد بخویش بہ
 دید چشمش تابش صد روزہ بیش بہ سے خلاصے خواست ازوے ہر کسے بہ بوسہ بے دادند
 بدستش بے عبد گمان بودیم مارا کن حلال بہ محرم تو خوردیم اندر قیل و قال بہ زانکہ ظن جہل
 بروے بیش بود بہ زانکہ در قریت زجملہ پیش بود بہ خاص دلاکش بدو محرم نصوح بہ بلکہ بچون
 دو تن و یک گشتہ روح بہ گوہر از ہر دست او بردست بس بہ زو ملازم تر بجا تو نیست کس بہ
 اول اول خواست چستن در ہر دو بہ ہر حرمت داشتن تا خیر کرد بہ تا بود کان را بیند از دیکجا بہ
 اندران ہملت رہا نہ خویش را بہ بس حلا یما ازوے خود ہند بہ وزیراے عذر برے خواستند بہ

اللغات مزدگان جو غرض مژدے کے مژدہ رسان کو دین حلالے خواستن معانے چاہنا
 جیسے کہ مرنے کے وقت عادت ہوا یعنی نصوح تو بخود ہو رہا تھا یکا یک آواز آئی کہ لو اب
 خوف و بیم جاتا رہا وہ درتیم جو کم گیا تھا لگیا اب اس خوف ہلاکت سے مرے مت جاؤ خوشخبری
 آگئی کہ وہ کم شد یہ موجود ہے بس غم گیا اور ہم خوشی کی طرف دوڑے کچھ مزدگان دے
 کہ گوہر ہم نے پالیا جیسے یمان کا محاورہ ہے کہ کوٹھائی کھلاؤ شور اور نفرے اور تالیان
 بجاتے سے حسام بھر گیا ہر کوئی کہتا تھا کہ بیشک حسن ددر ہو گیا یہ نصوح جو بخود پڑا تھا
 آپ میں آیا آنکھیں اسکی تابش دروشتی سے ایسی بھری ہوئیں کہ سوروز مجموع میں بھی یہ
 تابش نہوگی اُس سے بھی زیادہ اب اس سے سب حلالی چاہتی تھیں یعنی ہمارا تصور
 معاف کر دے اور ہاتھ اسکے چومتی تھیں اس واسطے کہ ہلو بدگمانی تجھ بہت تھی ہلو معاف کر دے
 ہم نے تیرا گوشت اپنے قیل و قال میں بہت کھایا ہے یعنی غیبت بہت کی ہے جیسا کہ
 غیبت کرنے والے کے حق میں فرمایا ہے ایجاب ان یا کل لحم اضیۃ آیا دوست رکھتا ہے اپنے بھائی
 مردے کے گوشت کھانیکو اور اس سب سے سب کا گمان اسی پر زیادہ تھا کہ یہ زیادہ مقرب اُس
 شاہزادی کا تھا خاص و لاک اسکا اور محرم و رازیہ نصوح تھا بلکہ ایسا کہ دو تن اور ایک روح پس
 سب کتنی تھیں کہ اگر گوہر لیا ہے تو اُسی نے لیا ہے کہ ایسا ملازم خاتون کا اور کوئی نہیں ہی چنانچہ
 اب بھی رعایت اسکی مرعی تھی کہ اس جھگڑے میں اول اسکی تلاشی چاہی تھی پھر اسکی حرمت کا
 لحاظ کر کے اُس میں تاخیر کی تا شاید کہیں اُسکو خود ڈال دے اور اس مہلت میں آپ کو بچائے
 لا بد بہت سی معافیان اُس سے چاہتی تھیں اور ہر کوئی عذر کے واسطے کھڑی ہوتی تھی قولہ گفت
 بفضل خداے داد گز ورنہ زانچم گفتہ شد بہستم تہرہ چہ حلالی خواست مے باید ز من نہ کہ منم مجرم
 ترا ز اہل ز من نہ انچہ گفتہ م بدان از صد یکیست نہ بر من آن کشف است اگر بر کس شکیست
 کس چہ مے داند ز من جز اند کے نہ نہ ہزاران جرم و بد فعلے یکے نہ من مے آن دامن ہستار
 من نہ جہر مہا و رشتی کو دار من نہ اول ابلیسی مرا استاد بود نہ بعد از ان ابلیس شیم باد بود نہ
 حق بدید آن جملہ نادیدہ کرد نہ تانہ گروم در فیضت روے زرد نہ تاز رحمت پوشین دوزیم کرد نہ
 تو بہ شیرین چو جان روزیم کرد نہ ہر چہ کرم جملہ نادیدہ گرفت نہ طاعت نادیدہ آوردہ
 گرفت نہ پوچھ سرو و سوسنم آزاد کرد نہ پوچھ بخت و دولت و دلشاد کرد نہ نام من در نامہ پاکان کو
 دوزخے بودم نہ شمیم بہشت نہ عقو کر دآن جلگی جسم و گناہ نہ شد سپید آن نامہ و روے

سیاہ پہ آہ کر دم چون رسن شد آہ من بگشت آذران رسن در چاہ من بآن رسن بگر قسم و
 بیرون شدم پہ شاو و رفت و نہر بہ و گلگون شدم بہ در بن چاہے بے بودم اسیر بہ روز و شب
 اندر فغان و در لغیر بہ از ہوس در تنگ نابودم زبون بہ در ہمہ عالم نے گنج کنون بہ آفرینہا بر تو باد ا
 لے خدا بہ ناگمان کر دے مرا از غم جدا بہ گر سر ہر موے من باشد زبان بہ شکر با سے تو نیا بہ
 در بیان بے زخم نعرہ درین روضہ و عیون بہ خلق را یالیت توے تعلون بہ اے معنی نصوح نے
 اے گنجے جواب میں کہا کہ یہ سب فضل خدا عادل حاکم کا تھا ورنہ میں تو جو کچھ تم نے کہا ہے اُس سے
 بھی تیر ہوں کچھ جیسے سے معافی مانگنے کی ضرورت کیا ہو کہ سارے زمانے سے زیادہ مجرم میں ہی ہوں
 مجھ کو جو کچھ تم سب نے کہا ہے میرے کل جرموں سے سوان حصہ ہو چھپر تو وہ سب کھلا ہوا ہے
 اگرچہ تمہارے نزدیک کچھ شک ہے بھلا کوئی میرے جرموں سے کیا جانتا ہے مگر تھوڑا سا اور
 ہزار دن گنا ہوں اور بد فعلیوں سے سوا ایک کے لیکن میں خوب جانتا ہوں اور میرے عیب
 چھپانے والا جو جو جرم اور بد کردار یاں میری ہیں اول میں اس فن کا ایک ابلیس میرا استاد
 تھا پھر تو خاص ابلیس میرے سامنے باد و ہیودہ ہو گیا میں ایسا چالاک ہوا حق سبحانہ نے
 یہ سب میرا دیکھا اور دیکھے ہوئے کو بے دیکھا کر دیا تا میں رسوا ہو کے درد و ہنوجاؤں جیسے
 اپنی رشت سے پستین میرا سیاتب سے بھکو تو بہ جان سے میٹھی روزی کی جو کچھ میں نے
 کیا تھا سب اُس نے نادیدہ فرض کر لیا میں نے طاعت نہیں کی اُس نے بے طاقت کو
 طاقت کر دیا بھکو شل مرد و موسن کے آزاد کر دیا اور مانند بخت و دولت کے دلشاد تیرا نام
 پاکون کی کتاب میں لکھ دیا میں فی نفسہ ایک دوزخ تھا بھکو ہشت عطا کی سارے جرم و
 گناہ میرے معاف کر دیے جس سے نامہ اور دوسیاہ میرا دونوں سپر ہو گئے میں نے
 ایک آہ کی وہ آہ میرے حق میں رستی ہو کے کنوئیں میں ٹنک گئی کہ میں اُسکو پکڑ کے باہر نکل آیا اور
 محوش اور سوٹا اور مضبوط اور گھرنگ و سرخ رو ہو گیا ورنہ چاہ بن میں اسیر تھا اور
 رات دن فغان و لغیر میں تین ہوس کے سبب سے عاجز ایک تنگ گلی میں پڑا تھا
 اب وہ ہوں کہ تمام عالم میں نہیں سماتا اے خدا لا کھن آئین تجھ کیسا ایک
 مجھ کو غم سے جدا کر دیا اگر سیر ہر بال زبان ہو جائے اور تیرا شکر کروں کبھی بیان میں نہ آئے
 اب میں اس روضہ اور چشمون میں خلق سے نعرے مار مار کے کہتا ہوں یا لیت توے
 تعلون کا بش اے قوم میری تم جانتے

پھر بلانا شاہزادی کا نصوص کو اور عذر کرنا اسکا

تو کہ بعد ازاں آمد سے کہ مرحمت ہے دختر سلطان مامی خواندت ہے دختر شاہست سپہ سے خواہد بیاہ
 تا سرش شوئے کنی اسے پارسا بہ جز تو دلا کے لئے خواہد دلش ہے کہ ہالہ پاشوید با گلش ہے گفت
 رور و دست من بیکار شدہ این نصوص کو کون بچار شدہ رو سے دیگر بچو بچیل و گفت ہے کہ مراد شد
 دست از کار رفت ہے ہادل خود گفت کہ صرفت جسمم ہے از دل من کے رو دآن سرس و گرم
 من مردم بکرہ و باز آمد ہم چشیدم تلخی مرگ و عدم ہے توبہ کروم حقیقت با خدا ہے لشکر تاجان شود
 از من جدا ہے بعد ازین محنت کرا بار در گریار و دوسوے خطر الا کہ حشر اللغات کرم بالشر
 غم و اندوہ اے معنی بعد اس واقعہ کے ایک شخص آیا اور بڑی مرحمت سے کہا کہ ہمارے
 پادشاہ کی دختر تجھ کو بلاتی ہے میرے ساتھ آؤ دختر ہمارے پادشاہ کی تجھ کو بلاتی ہے تو اسے پارسا
 تو اسکا سر دھلائے سوا تیرے اور کسی دلاک سے دل اسکا راضی نہیں ہو جواسکو ہٹلائے اور
 شئی سے سر دھلائے کہا جا چلا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے کہدے نصوص تیرا ہمارے جا جلدی اور
 اگر اگرم اور کسی کو ڈھونڈھ لے وائے میرا ہاتھ کام سے جاتا رہا اور دل میں کہا میرے جرم توحد سے
 بڑھ گئے بھلا میرے دل سے وہ خوف و غم کب جائے گا میں تو ایک دفعہ مر کے پھر لوٹ آیا
 ہوں اور تلخی مرگ و عدم کی چکھ چکا ہوں اور وہ توبہ خدا سے کی ہے جو حقیقت توبہ کی ہے
 کہ جب تک جان تن سے نہ نکلے گی توبہ نہیں توڑون گا اس لیے کہ جب ایسی
 محنت کوئی اٹھائے اور پائون اسکا پھر خطر کی طرف جائے تو وہ سوانے گدھے
 کے اور کون ہے

اس شخص کے بیان میں کہ توبہ کرے اور پشیمان ہوئے پھر اس پشیمانی کو
 بھلا دے اور خسارت میں پڑے جیسا کہ کہا ہے من جرب المجرب
 حلت بہ الندامتہ

تو کہ گاؤں کے بود و مرا ایک خرے ہے پشت ریش اشکم تھی چون لاغرے ہے در میان سنگلاخی
 بے گیاہ ہے روز تاشب بینوا بے پناہ ہے ہر خوردن غیر آب آغا بنود ہے روز و شب حشر بدوران
 کو رو کہو ہے آن حوالے نیستان و بیش بود شیرے آغا بود و صیدش پیش بود شیر با پیل نر جنگی قناد ہے
 خستہ شد آن شیر نامانا صلیا ہے مد تے و اما نندان ضعف از شکار بہ بینوا ماند و داز چاشت خوان
 نازک باقی خوار شیر ایشان بندہ شیر چون رنجور شد تنگ آمد نہ شیر یک رو باہ را ز نور و بے دھریے را

بہرین صیاد شوہ گھر کے یا بے بگرو مرغزار پر و فسونش خوان فریبانش بیارے یا خرے یا گاؤ بہرین بگو
نہان فسونہا یکہ مے دانی بگو بہ چون بیام تو تے از لحم حسرتہ پس بگیر بعد از ان صید سے دگر
اند کے من مے خورم ہاتے شمایہ من سبب ہاشم شمار اور نوادہ از فسونہا در سخنا کے خوشش چہ نرم
گردان زود ترا بچا کشمش اللغات اصطیاد بالکسر صید کرنا ملعے ایک دھوبی تھا اور ایک
اُسکا گدھا پشت ریش تھا لاغری کی طرح پیٹ خالی پیچھ کو لگا ہوا ایک سنگلاخ بیگیاہین
رہتا تھا رات دن بھوکا اور بے پناہ سوا کے پانی کے اور کچھ وہاں کھانے کو نہ تھا اُس میں وہ
گدھا خواہستہ رہتا تھا اُس حوالی میں ایک نیستان ویشہ بھی تھا اُس نیستان میں ایک
شیر تھا جسکا پیشہ شکار ہے اتفاقاً شیر بیل نہ کی لڑائی ہوئی شیر زخمی ہو کے شکار سے عاجز
ہوا ایک مدت مارے ضعف کے شکار سے رہ گیا اور شکار نہ کرنے سے اور درندے بھی
چاشت کی خوشی سے بے توشہ ہوئے اس سبب سے کہ شیر کا بچا ہوا یہ کھاتے تھے جب
شیر بیمار ہو گیا تو یہ تنگ ہوئے شیر نے ایک روباہ کو حکم دیا جا تو کسی گدھے کی میرے واسطے
شکاری بن اگر تجھ کو اس مرغزار کے گرد کوئی گدھا لھانے کو جا کر فسون سے فریب دے کے
میرے پاس لے آئے آپ چاہے کوئی گدھا ہو یا کوئی بیل میرے لیے ڈھونڈھ اور فسون کہ
تجھ کو آتے ہیں وہ اُس سے کہ جب میں قوت گدھے کے گوشت سے پا جاؤں گا
تو پھر اور شکار پکڑے گا میں گدھا لھانے کو جا کر فسون سے فریب دے کے
تھارے تو شے میں ایک سبب ہوں تو اپنے فسون اور باتوں سے نرم کر کے اُسکو
مجھ تک جلدی لگا لا

تشبیہ کرنا قطب جو عارف واصل ہے راتبہ دینے مخلوق میں قوت
رحمت اور مغفرت سے اُس مرتبے پر جیسا کہ حق نے اُسکو الہام کیا کہ
سب باقی خوار اُسکے ہیں موافق مراتب قرب بشر کے تقرب
مکانی بلکہ قرب صفی اور اسکی تفصیل میں بہت ہیں

قولہ قطب شیر و صید کروں کار اوہ باقیان این خلق باقی خوار اوہ تا تو فی در رضا سے خود بکوش
تا تو سے گرد کند در صید جوش بہ چون بر نجد مینو امانند خلق بہ کرکت عقلست چندین زرق خلق
وانکہ حملہ خلق ہاتے خوار و دست بہ این نگہ دارد دل او صید جو ست بہ او جو عقل و خلق چون اجزا
تن بہ عقل است تدبیر بدن بہ ضعف قطب از تن بود از روح سے بہ ضعف در گشتی

بود در نوح نے قطب آن باشد کہ گرد خود تند گردش افلاک گرداوزند بپارے کن در مرست کشتیش
 اگر غلام خاص و بندہ گشتیش بپاریت در تو فزایدے درو بگفت حق ان تنصروا اللہ فی صرۃ
 ہجور و بہ صید گیر کن فدیش بپا ہزاران در حوض گیرے تو بیش بروہمانہ باشد اے صید مرید
 مردہ گیر صید گفتار مرید بروہ پیش او کشتے زندہ شود بچسک در فانی زیندہ شود بپا
 بکلیق صدر فرماتے ہیں کہ قطب ایسا ہے جیسے شیر اور شکار کرنا اسکا کام یعنی خدا سے
 فیض حاصل کرنا اور باقی لوگ جو مخلوق کے ہیں اُسکے باقی خوار ہیں یعنی جو اُس سے بچا
 بس تا امکان قطب کی خوشنودی میں کوشش کر تو قوی ہوئے اور شکار میں خوب جوش
 کرے اگر وہ ریغیدہ ہو تو مخلوق مینوار بجا کینے کس واسطے کہ وہ عقل ہے اور یہ سب رزق
 خلق کا عقل ہی سے ہے پس تو اس بات کو جان کہ جملہ خلق اُسکا بچا ہو کھاتی ہو اور باقی خوار ہو
 اور یہ جو اُسکے دل کا نگہ دار صید جو شل عقل کے ہے اور خلق ایسی جیسے اجزائے تن جس
 تدبیر بدن کی ساری عقل کے متعلق ہو اور جو بظاہر اُس میں ضعف ہو تو وہ ضعف تن ہے نہ ضعف
 روح جیسے ضعف اگر ہے تو کشتی میں ہے نہ نوح میں قطب وہ ہوتا ہے جو اپنی گرد پورتا ہے جیسے
 اس قطب کے گرد فزادین اور نباتات النعش بھرتے ہیں اور وہ جنبش نہیں کرتا ایسا ہی اُسکا حال کہ
 کہ گردش افلاک کی گرد اُسی کے پھرتی ہے تو اسکی کشتی کی رست میں جو تن ہے مدد کر اگر اُسکا
 غلام خاص اور بندہ ہو گیا ہے تو کچھ یاری اُسکی کرے گا تو ہی ترقی پائے گا نہ وہ جیسے حق تعالیٰ نے
 فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ فیصرکم و یثبت اقدارکم اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد
 کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمکو ثابت قدم کر دے گا تو رو باہ کے مثل شکار پر کمر اور اُس پر
 سربان کر اور ہزاروں بیشیان اُسکے حوض میں لے مرید جو صید اُسکے سلنے بیجا ہے
 وہ اُس رو باہ کا سا شکار ہے اور جو مثل بچو کے ہے وہ مردے کو شکار کرتا ہے لیکن وہ ایسا شخص ہو
 اگر تو مردہ اُسکے سلنے لائے گا وہ زندہ ہو جائے گا دیکھ لے چرکین فانی زین جا پڑتا ہے

جتا ہو جاتا ہے

اطاعت شیر کی حکم کرنا رو باہ کا اور روانہ ہونا اور دیکھنا
 ایک گدھے کا

قولہ گفت رو بہ شیر را خدمت کنم بچیلہ یا سازم در عقلش بر کنم بچیلہ و انسون کرے کار میں آست
 کار میں دستان و از رہ بدن است بچیلہ یا سازم کہ جانب جو سے شتانت بچیلہ

خوسکین لاغر بیاخت بپس سلامی گرم کرد پیش رفت بپیش آن سادہ دل درویش رفت بگفت
چوئے اندرین صحراے خشک بدر میان سنگلاخ و جاے خشک بگفت حشر گرد غم در در
ارم بستم حق کرد من نان شاگردم بشکر گویم دوست را در خیر و شر بنانکہ ہست اندر قضا
از بدتر بچو نکہ قسام اوست کفر آندگہ بصبیر یاد صبر مفتاح الصلہ ببا زگفت اے صبر
مفتاح الفرج بصابران را کے رسد جو روح براضیم من قسمت قسام را بکو خداوند
است خاص و عام را بہرہ و راز نعمت او خاص و عام بپیر ساندروزے وحش و ہوام بمرغ و نا
قسمت خودے خوردند بار و مور از نعمت اوے چرند بخوان او سرتا سر عالم گرفت بپیر سرخو اش
حسنا ئق در شگفت بے خورند و هیچ کم ناید از انان بکیست بیروزے بگو اندر جہان بباش
راضی گرتوی دل زندہ بکور ساندروزے ہر بندہ بے غیر حق جملہ عدو و دوست اوست بے باعد
از دوست کے شکوہ نکوست بشکر کن تا نایدت از بدتر بے ورنہ مانے ناگمان در گل چو خر بے تاد ہد
دو غم نخواہم انگبین بنانکہ ہر نعمت غمے وارد قرین بگنج بے مار و گل بیخار نیست بشاد دیے بے غم
درین بازار نیست بیک حکایت یاد دارم از پدر بے در نصیحت گفت روزے کاے پشتر لمعے
رو بہ نے شیر سے کہا میں تیری طاعت کرونگی اور حیلے کر کے اسکو عقل سے اکھڑ دونگی
حیلے اور افسون گری میرا یہی تو کام ہے اور باتیں بنا کے بہکا دینا القصہ ایک روز پہاڑ
سے اتر کے نہر کی طرف جاتی تھی کہ اس گدھے مسکین لاغر کو پالیا بس سلام گرم بڑے تپاک سے
کر کے سامنے گئی اور اس احمق محتاج سے کہا کہ تو اس صحراے خشک اور سنگلاخ و جاے
خشک میں کہ نہ سبزہ ہے نہ گیاہ کیسے رہتا ہے اور تیرا کیا حال ہے گدھے نے کہا کہ اگر
غم میں ہوں یا ارم میں ہر حال میں شکر گزار ہوں حق تعالیٰ نے جو حصہ میرا کر دیا ہے میں اس پر
شاگرد ہوں میں اپنے دوست کا ہر خیر و شر میں شکر کرتا ہوں اس سبب سے کہ حکم الہی میں وہ
چیزیں بھی ہیں جو بد سے بدتر ہیں یعنی جب تو کسی بد میں مبتلا ہو اور شکایت کرے تو ایسا نہو کہ
وہ بد سے نکال کے بدترین ڈال دے اور ہر گاہ کہ قسام وہ ہے تو گلہ کرنا کفر ہے صبر چاہیئے
کس واسطے صبر کبھی عوض و انجام کی ہو پھر کہا ہو کہ صبر کنجی کشود کی ہے تو صابر دن کو اس میں ظلم و
تنگی ہی کیا ہے میں اپنے قسام کی قسمت پر راضی ہوں کس واسطے کہ وہ خداوند خاص و عام کا
جس کی نعمت سے خاص و عام حصہ پار ہے میں اور ہر وحشی و گس کو روزی پہونچاتا ہے تمام
مرغ و ماہی اپنا حصہ کھاتے ہیں اور بار و مور اسکی نعمت چرتے ہیں اس کا خوان نعمت

اس سرے سے اُس سرے تک عالم کو گھیرے ہوئے ہو اور ساری مخلوق اُس خان پر خوش
روزمرہ کھاتے ہیں اور ذرا کم اُس سے نہیں ہوتا آپ بتا تو ایسا جہان میں کون ہے جو بے روزی
ہے بس اگر تو زندہ دل ہے تو سپر راضی ہو کہ وہ روزی ہر بندے کی پہنچاتا ہے سوائے
حق کے سب دشمن اُس کے ہیں اصل دوست وہی ہے جو پھر دشمن سے شکوہ دوست کا کرنا کہ
اچھا ہے تو اپنے اس حال پر شکر کر جو موجود ہے تا مباد اس سے بدترین نہ بن جائے اور ناگہان
اُسے کی طرح کیچڑ میں اندھے رہے جب تک وہ جھکوٹھا دے گا جو ترش ہے شہد ہرگز نہیں
مانگوں گا کس واسطے کہ ہر نعمت کا مصاحب غم ضرور ہے جھلا کہیں بھی گنج بے مار اور گل بیخار ہوتا ہو
کوئی شادی بھی اس بازار میں بے غم کے ہے اب ایک حکایت جو مجھے میرے باپ
ایک روز نصیحتا کرتی تھی جھکو یاد ہے وہ مجھے کہوں

دیکھنا گدھے سقا کا گھوڑوں تازی بانو کا آخر میرا اور تمنا کرنا اُس نوایر
اور تمنا سوائے مغفرت کے اور کی نہیں چاہیے اگر تو سیکڑوں بیچ
میں ہے تمنا مغفرت کی شیریں کرے

قولہ بود سقائی مراد ایک خرے بگشت از محنت دو تا چون چنبرے بپشتش از بارگران
جائے ریش بپشتش جو تا بر دمرگ خویش بپو کجا از کاہ خشک او سیر نے بد در عقب
زخمی ز سیخ آہنے بد میرا خرد دید اور رحم کر بد کا شناسے صاحب خر بود مرد پس
سلاش کر دو پر سیدش ز حال بکڑیچہ این خرد و تا شد چون ہلال بگفت کر دوشے و فقیہ
سن بد خود نے یا بد جو این بستہ دهن بگفت بسپارش میں تو روز چند تا شود در آخر شد زور مند
خرد بد و سپرد از زحمت برست بد در میان آخر سلطان نش بست بد زہر سوم کب
تازے بدید بانو او فریہ و خوب و جدید زیر با شان رفتہ و آبے زدہ بد کو بوقت و جو ہنگام آمدہ
خارش و مالش مرا سپان را بدید بد پوز بالا کر دکاے رب عجیبہ آنکہ مخلوق تو ام گیرم خرم
از چہ زار و پشت ریش و لا غرم بد شب زرد و پشت و از جو جوش شکم بد آرزو مند مہر دن و ہیم
حال این اسپان چنین خوش بانو این من چہ خصوصم تعذیب و بلا با المعنی ایک سقا تھا
اور اُس کا ایک گدھا کہ محنت کے مارے مثل داری کے دہرا ہو رہا تھا بھاری بو جھ اٹھاتے
اٹھاتے پیٹھ اُسکی دس جگہ زخمی تھی عاشق داس نے کامرتے دم تک بچھہ فرماتے ہیں جو
کہان نہو کی گھانٹ بھی تہ بیت پھر نہیں ملتی تھی اور پیچھے اُس کے ایک زخم سیخ آہنی کا تھا

بادشاہی میرا خرنے جو اس گدھے والے کا آشنا تھا گدھے کو دیکھ کر اس پر رحم کیا اور اس کو سلام
کر کے پوچھا کہ یہ گدھا تیرا کیوں ایسا ہلال کی طرح دھرا ہو گیا ہے کہا میری محتاجی و فقری سے دانہ اسکو
نہیں ملتا تھا مجھے باندرے کھڑا رہتا ہے اور خود وہ بستہ دھن ہے بھی اسے غیر ناطق کہا چند
روز کہ میرے حوالے کر دے تو میں آخر بادشاہی میں لیجاؤں تا قوی ہو جائے اس نے گدھا
اسکے حوالے کیا اور رحمت سے چھوٹ گیا میرا خرنے اسکو آخر سلطان میں باندھ دیا اب
اس گدھے نے جو دیکھا کہ ہر طرف تازی گھوڑے بندھے ہیں اچھے اچھے خوب فرہ اور نئے نئے
اور دانہ کھانسی موجود پانوں کے تلے جھاڑا ہوا چھڑکا دیا ہوا وقت پر کھانسی پڑتی ہی وقت پر دانہ
آتا ہے خوب کھرہا ہوتا ہے اور مالش کی جاتی ہے یہ دیکھ کر اس نے منہ اوپر اٹھایا اور کہا
سے پروردگار بزرگ میں نہیں کہتا کہ تیری مخلوق ہوں آخر ایک ناچیز گدھا تیرا ہوں پھر میں
کیوں ایسا پشت ریش و رنجور ہوں رات بھر بیٹھ کے درد اور پیٹ کی جھوک سے یہ حال کہ
ہر دم آرزو مند موت کا ہوں اور ان گھوڑوں کا ایسا اچھا حال کیسے بانوا ہو رہے ہیں مجھ کو تو نے
تعذیب و بلا سے مخصوص کیا ہے قولہ ناگمان آواز ہیکا رشہ تازیان را وقت زین و کار شد بہ
رغمائے تیر خور و نماز عس و بد رفت پیکانہا در ایشان سوسو بہ از غوا باز آمدند آن تازیان بہ
اندر آخر جملہ افتادہ ستان بہ پانہا شان بستہ محکمہ بازار بہ نعلبدان ایستادہ در قطار بہ
سے شگافیدہ تنہا شان بنیش بہ تابرون آرد پیکانہا ز ریش بہ چون حسد آن را دید پس
گفت اے حسد با من بفقرو عافیت دادم رضا بہ زان نواہیز ارم و زین و رخم رشت بہ ہر کہ خواہد
عافیت دنیا بہشت بہ اللغات نوار بالفم و بالغ ہندی نوار بکسر خطا المعنی یعنی گدھا
تو خداے تعالیٰ سے اپنی شکایت کر رہا تھا کہ یکا یک سی اٹھائیں آواز لڑائی کی ہوئی اور گھوڑوں کے
زین و وقت کام کا اگیا کہ لڑائی میں گئے اور دشمنوں سے تیر کھائے ایسے کہ ہر طرف سے
پیکان زخموں میں رہ گئے جب وہ گھوڑے عسرا سے لوٹ کے آئے اتنے ہی سب اپنے
تھانوں پر لیٹ گئے اب پانوں انکے نوار سے مضبوط باندھے اور نعلبد قطار باندھے
کھڑے تھے کشتہ سے بدن انکے چیرتے تھے تا پیکان انکے زخموں سے نکالیں جب
گدھے نے یہ حال دیکھا تو کہا اے خدا میں اپنی محتاجی پر راضی ہوں کہ وہ با عافیت تو جو میں اس
کھانے سے بزار ہوں جس کی بدولت یہ زخم بدکھانا پڑیں ایسے ہی جس نے عافیت
چاہی دنیا چھوڑ دی

جواب رویاہ کا حشر کو

قوله گفت رویہ جستن رزق حلال بہ فرض باشد زیرا کہ انتقال بہ عالم اسباب رزق بے سبب نہ بے نیاید پس ہم باشد طلب ہوا بتغوا من فضل حق کردست امر بتا نہایہ غصب کردن تجھ مخبر گفت پیغمبر کہ ہر رزق ای فتا بہ در فرو بستست و ہر در قفلہا بہ جنبش دآمد شدہا وین آفتاب بہ مست مستاجے برین قفل و حجاب بہ بے کلید این در کشادن راہ نیست بہ بے طلب نان سنت اللہ نیست اگر تو نشینی بجا ہے اندرون بہ رزق کے آید برت اسے ذوقنوں اسلئے رویاہ کے گدھے کے جواب میں کہا کہ رزق کا ڈھونڈنا فرض ہے بس فرمانبرداری حکم کی ہمارے ضرور ہے یہ دنیا عالم اسباب ہے بس رزق بے سبب نہیں مل سکتا لاجرم طلب ضرور چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا قضیت الصلوة فانتشر وادبتغوا من فضل اللہ جب ادا کرو نماز تو اپنے اپنے کام کو چلے جاؤ اور ڈھونڈنا فضل خدا سے یہ امر سب حق نے کیے ہمیں تو کوئی شیر کی طرح کسی سے کچھ غصب کرنے نہ پائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتا فرمایا ہے کہ رزق کا دروازہ بند ہے اندر دروازہ پر قفل پڑے ہیں یہ حرکت ادا نہ شد ہماری اور کسب کرنا یہی اس قفل و حجاب کی کنجی ہے جسے اس کنجی کے اس دروازے کے کھلنے کی کوئی راہ نہیں ہے بے طلب کے روٹی کا ملنا سنت اللہ تعالیٰ کی نہیں اگر تو کسی کو مین کے اندر بیٹھ جائے تو اسے ذوقنوں رزق تیرے پاس خود تو آنے سے رہا

جواب حشر کا رویاہ کو

قوله گفت از ضعف توکل باشد آن بہ در نہ بدہد نان کسی کو داد جان بہ ہر کہ جوید پاؤں شاہے و ظفر کہم نیاید لقمہ نان اسے پس بہ دام و دو جملہ شدہ اکال رزق بہ نے پے کسب اندونے حامل رزق بہ جملہ مار زاق روزے مے و ہدیہ قسمت ہر یک بہ پیشش مے نہ بہ رزق آید پیش ہر کہ صبر جست بہ رخ دکوشت شہادے صبرے تست بہ گفت رویہ ان توکل نادرست بہ کم کسے اندر توکل ماہرست بہ گردنا در گشتن از نادانست بہ ہر کسے را کے رہ سلطانیت بہ المعنی گہے نے جواب دیا کہ یہ بات جو تو نے کہی حسب اقتضائے ضعف توکل کے ہے تیرے توکل میں ضعف ہے نہین تو جس نے جان دی ہو وہ روٹی بھی ضرور دے گا خیال تو کر جان آدمی کی کہ طالب پاؤں شاہی اور ظفر کی ہوتی ہے تو اسے پس کر دہ لقمہ نان بھی نہ پائیگی اس سے بھی کیا کم ہوگی تا کہ دام و دو در زق خور ہیں لیکن نہ کسی کے پیچھے کسب لگا یا ہے نہ کوئی رزق لا دے پھر تا ہر سب کو دہ رزاق

روز می دیتا ہوا اور ہر ایک کا حصہ ہر ایک کے سامنے رکھتا ہے جس نے صبر اختیار کیا اس کا رزق اس کے سامنے بھی آتا ہے لیکن رنج و کوشش یہ سب تیری بے مبری سے ہے پھر رو باہ سے کماؤ تو کل ناور ہے کم ایسے لوگ ہیں جو اس سے واقف ہیں بس نادر کے گرد پھر نا اور نادر سے تسک کرنا نادانی ہے اس لیے کہ ہر کسی کو راہ سلطانی کی کمان ملی ہے یہ تو ان کا حصہ ہے جو یاد شاہ معنی کے ہیں

پھر جواب دینا رو باہ کا گدھے کو

قولہ چون قناعت را پیمیر گنج گفت ہر کسے را کے رسد گنج نہفت ہذا خود بشناس و ہر بالا پیر شاہ تانیفتے در نشیب شور و شر ہذا کہن اندر طلب سے ناپا چون نادر سے در توکل صبر ہا ہذا معنی رو باہ کہتی ہے جب پیمیر نے قناعت کو گنج کہا تو یہ گنج پوشیدہ ہر کسے کو ٹھوڑی ملا جاتا ہے تو اپنی حد کو پہچانے رہ بہت اونچی اڑان میں مت اڑے تا شور و شر کی پستی میں نہ پڑے تو طلب میں سعی و کوشش کر اس لیے کہ توکل کے صبر شاستہ تجھ میں کسان ہیں

جواب شرکار رو باہ کو

قولہ گفت نور معکوس می گوئی بدان ہذا شور و شر از طمع آید سوے جان ہذا قناعت ہی کس بیجان نہ شد ہذا و زحر یعنی ہی کس سلطان نہ شد ہذا نان زخوکان و سگان بنود و رنج ہذا کسب مردم نیست این بالان و سیغ ہذا آن چنانکہ عاشقی بر رزق و زار ہذا ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار ہذا گوشتاباے بیاباے بر درت ہذا و در تو بشتاباے دہد و در سرت ہذا معنی پھر گرد سے نے کہا یہ تو انٹی بات کہتی ہو جان لے کہ شور و شر میں ہر کوئی لالچ سے پڑتا ہو قناعت سے کبھی کوئی مر نہیں گیا اور حرصی بن کے کوئی یاد شاہ نہیں ہو گیا گتے مسود سے بھی تو روٹی دینے میں دریغ نہیں یہ ابرو باران تو کسی آدمی کے کسب سے نہیں ہے جو بالکل روٹی کا سامان اور اصل ہے خوب جان لے جیسا تو رزق پر عاشق نار ہے ایسے ہی رزق رزق خوار پر عاشق ہے اگر تو دودڑا دوڑتا نہ پھرے رزق ضرور تیرے دروازے پر خود آئے گا اور جو تو دودڑے کا تو جھکے گا در و در دے گا

حکایت ایک زاہد کی جس نے توکل کا امتحان کیا تھا اور اسباب ترک کر کے شہر سے نکل گیا اور راہ سے دور ایک پہاڑ میں مجبور

دختر نجیب
ایک پتھر پر سر رکھ کے کہا کہ میں نے خدا پر توکل کیا دیکھوں کیسے رزق
مجھ کو ملتا ہے

قولہ آن کے زاہد شنیدار مصطفیٰؐ کہ بجان آمد یقین رزق خدا بنا کر تو خواہے ور نخواستہ رزق تو بہ
پیش تو آید وہاں از عشق تو بہ از برائے امتحان این مرد رفت بہ در بیابان نزد کوہی خفت
تفت بہ کاہے بہ بیغم رزق چون آید بمن بہ تا توے گرد مرا ور رزق ظن بہ کاروائے راہ گم کردہ
رسید بہ سوے کوہ آن متحن را خفتہ دید بہ گفت این مرد آن طرف چون است عور بہ در
بیابان از رہ و از شہر دور بہ اسے عجب مرد است یا زندہ است او بہے نترس
بیچ از گرگ وعدہ آمد و دوست بروے میزدن بہ قاصداً چیزے نگفت آن ارجمند بہ ہم نجیب
و نجیبان سر و اندر از امتحان بیچ او نظر بہ بس بگفتند این ضعیف بے مراد بہ از جماعت سکتہ
اندر اوقات و نان بیاوردند در دیگے طعام بہ تا بریزندش بخلقوم و بکام بہ بس بقاصد مردند
سخت کرد بہ تا باند صدق آن میعاد مرد بہ جسم شان آمد کہ از بس بنواست بہ از جماعت
ہالک مرگ و فناست بہ المعنی ایک زاہد نے حضرت مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سنا کہ یقینی بات ہے کہ رزق ہر کسی کی جان کے واسطے ضرور آئے گا اگر تو چاہے یا نہ چاہے
رزق تیرا تیرے عشق سے بیشک تیرے سامنے دوڑتا ہوا آئے گا تاہیہ سن کے
اور امتحان ایک بیابان میں ہو کے پہاڑ کے پاس جا کے خوب گرم دستعدہ ہو کے سو رہا
اور دل میں کہا دیکھوں تو کیسے رزق میرے پاس آتا ہے تاجو گمان کہ مجھ کو رزق میں ہے
قوی ہو جائے اتفاقاً ایک قافلہ راہ بھول کے اُس پہاڑ کی طرف پہونچا اور اس متحن کو
سوئے دیکھا کہ آیا یہ شخص یہاں کیسا ننگا پڑا ہے اس بیابان میں کہ راہ سے بھی دور ہے
اور شہر سے بھی دور آئے عجب مرد ہے یا زندہ نہ کسی دشمن سے ڈرتا نہ بھڑیے سے
عرض سب اسکے پاس آئے اور ہاتھ اس پر مارتے تھے اس ارجمند نے قصداً کچھ نہ کہا
نہ خود ہلانہ سر ہلایا اور ذرا بھی آنکھ نہ کھولی اُس لیے کہ اپنے امتحان میں عتاب بسب نے
کہا کہ یہ بیمار و ضعیف بھوک کے مارے سکتے میں پڑا ہوا توئی لائے اور ایک ہانڈی میں کھانا لائے
تو اُسکے منھ اور حلق میں ڈالیں اُس نے قصداً دانت بند کر لیے تا یہ شخص صدق اُس
وعدے کا دریافت کرے یہ دیکھ کر اُن کو رحم آیا کہ نہایت ہی بھوکا ہے بھوک کے مارے
مرتا و مرگ و فنا کا پور ہا ہے قولہ کا در آوردند قوم اشتافت بہ بہ دند نہاش

راہنشاہ گفتند: رحمت خداوند ہائش شور باہمے فشر و نذران نان پارہا بگفت اسے دل
از پیر خود تن سے ز نے ہزارے دانی و نازے مے کئے بگفت دل دائم بقاصد مے کتم ہ
رازق است اللہ بر جان و تم ہ امتحان زمین بیشتر خود چون بود ہ رزق سوے صابران خود
مے رود ہ تا بدانی و توکل نگذرے ہ حرص آوردن چہ باشد از خرے ہ بعد ازان بکشد
این سکین دہن بگفت کردم امتحان رزق من ہ ہر چہ گفت آن رسول پاک جیب ہ ہست
حق نیست دروے پیج ریب ہ ہا لمعنی جب اسکے دانت بند دیکھے تو دوڑ کے چھڑی
لائے اور اسکے منہ کو جو بند تھا چیرا اور پھری سے دانت کھول کے شور با منہ میں ڈالا اور اس میں
کچھ روٹی کے ٹکڑے بھی ملائے تھے جب یہاں تک نوبت پہونچی تو اس نے اپنے دل سے
کہا کہ اب کیا سبب ہے جو تو خاموش ہو رہا ہے تجھ کو تو جانتا ہے کہ اللہ نے رزق
تیرے منہ میں ڈال دیا پھر بھی ناز کیے جاتا ہے دل نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ میرے
جان و تن کا رازق ہے مگر قصدا کرتا ہوں اس سے زیادہ اور امتحان کیا ہوگا بیشک
رزق صابرون کے پاس خود جاتا ہے تو تو جان مے اور توکل سے الگ ہوئے
اور جانے کہ حرص کرنا گدھا پن ہے پھر اس سکین نے منہ کھولا اور کہا کہ میں نے
اپنے رزق کا امتحان کیا تھا سو بیشک اس رسول پاک جیب نے فرمایا ہے سب

حق ہے کچھ شک و شبہ نہیں

پھر جواب رو باہ کا خر کو اور تحریص کسب

گو کہ گفتار رو بہ این حکایتا ہل ہ ہستاد کسب زن جہد المقل ہ دست داد ست حلا
کارے بکن ہ کبھی کن یارے یارے بکن ہ ہر کہ او در کسبے یارے ہندہ یاری یاران دیگر
مے دہد ہ ناکہ جملہ کسب نایدازیکے ہ ہم درو گرام سقا ہم جائے ہ چون بانبازیست عالم
برستہ را ہ ہر کسے کارے گزیند لا افتقار ہ طبل خوارے در میانہ شرط نیست ہ راہ سنت
کار و کسب کر نیست ہ اللغات افتقار بالکسر محتاجی لمعنی پھر رو باہ نے کہا یہ حکایتیں
چھوڑ اور ہاتھ کسب میں ڈال اور تھوڑی جہد و کوشش تو کر خدا نے تجھ کو ہاتھ دیے ہیں
چاہیے کہ کچھ کام کر کسب کر اور یاری اپنے کسی یار کی کر جو کوئی کسی کسب میں قدم رکھتا ہے تو اپنے
اور یاروں کا مددگار ہوتا ہے اس واسطے کہ جملہ کسب ایک شخص سے نہیں ہو سکتے چاہیے
جڑھی ہو چاہے سقا چاہے کوئی جلاہا اور ہر گاہ کہ یہ عالم ایک دوسرے کی شرکت سے

خاتم و برقرار ہے لاجرم ہر کوئی اپنی حاجت سے کام اختیار کرنا ہو طبل بخاری ہو یا خوارمی یہاں شرط نہیں ہے جو چاہے کہ سب سے بچا کے میں ہی کھالوں یعنی سب کام آپ ہی کروں کسی کو کچھ نہ دوں طریقہ سنت یہی ہو کہ کوئی پیشہ یا کسب کرے تا اور وہ کو بھی نفع پہنچے

جواب خسرو کا رو باہ کو

قوله گفت خیر از توکل بر ربی با من ندام درد و عالم کسب شکرتش را نمی دادم تیرید بہ تا کشد شکر خدا رزق جدیدہ خود توکل بہترین کسب است بہر کسب دستت بر خداست کاے خدا کار مرا تو راست آری وین دعا است از توکل پر سرار بہر توکل پیچ بنود احتیاج بہ نافرعی از نقص و ریح از خراج بہ بحث شان بسیار شد اندر خطاب بہ ماندہ گشتہ از سوال و از جواب بہ بعد از ان گفتش کہ اندر ملکہ بہ نمی لائقوا بایدے تملکہ بہ صبر و صحرای خشک سنگلاخ بہ احمقے باشد جہان حق منراخ بہ نقل کن زینجا بسوے مرغزار بہ پیچرا نجا سبزہ گرد جو بہار بہ مرغزار سبز مانند جہان بہ سبز رستہ اندر انجا تا میان بہ خرم آن حیوان کہ آن آنجا رود بہ کا شتر اندر سبزہ نا پیدا شود بہ ہر طرف دروے یکے چشمہ روان بہ اندران حیوان مرفہ در امان بہ اٹھنے کرتے نے کہا میں دونوں عالم میں توکل سے جو اپنے خاص رب پر رکھتا ہوں کوئی کسب بہتر نہیں جانتا ہوں میرا بڑا کسب اُسکا شکر ہے جسکا کوئی مثل نہیں جس سے نیا نیا رزق سامنے آئے یہ توکل خود سارے کسب و پیشوں سے بہتر کسب ہو اس واسطے کہ ہر کسب میں ہی ہاتھ اٹھا اٹھا کے تو دعا مانگتا رہتا ہے کہ اے خدا میرے کام کو خشیک کر بس دعا میں توکل ہی کے توجہ دے رہے ہیں تو جانتی ہے توکل بڑی بخت شے ہو نہ نقصان کا خوف نہ کسی محصول و خراج کا کھٹکا القصد بڑی بحث اس خطاب میں دونوں کے ہوئی دونوں سوال و جواب سے تھکے بعد اسکے رو باہ نے کہا کہ اس محل ہلاکت میں پڑا ہو تو نے نہی لائقوا باید یکم اے اتملکہ نہیں سنی مت ڈالو ہاتھ اپنے طرف ہلاکت کے ایسا منراخ ملک حق تعالیٰ کا ہے اور تو ایسے سنگلاخ خشک و صحرای بے گیہاہ میں صبر کیئے پڑا ہے تیری بڑی حماقت ہے یہاں سے کسی مرغزار کو چلا جا وہاں نہروں کے اس پاس سبزہ چاکر وہ مرغزار سبز جو مثل جنت کے ہو جس میں سبزہ کمر کر نکسا جما ہوا ہو کیا اچھا وہ حیوان ہے جو وہاں جا پڑے جسکے سبزے میں اونٹ سا طویل القامت غائب ہو جائے ہر طرف اس میں چشمہ روان اور اس میں حیوان آسودہ اور در لمان قولہ از خوے اور انی گفت

اے لعین بچوں کو نا بچائے چرا نازے چنین کو نشاط و فرہی و فر تو بچیت این لاغر تن مضطر تو بچ
 شرح روضہ گرد و رخ و زور نیست پس چرا چشت ازان مخور نیست ہا این گدا چشے داین
 ناویدگی ہا از گدائے است نے بکھر گئے بچوں ز چشمہ آمدی جو نے تو خشک ہا گرو نات آہوی
 کو بوسہ مشک ہا گروے آئے ز گلزار جنان ہا دست گل کو از براے ارمان ہا دا بچہ
 مے کوئی و شمرش مے کنی ہا چہ نشاء تو مامدے سے ہا اللغات بکھر گئے سردار و سپہ سالار
 اے لعینے مولانا فرماتے ہیں یہ بحث وقیل و قال تو کرتا تھا مگر گدے میں سے یہ نہیں کہتا تھا کہ
 اے لعین اگر تو ایسے مرغزار سے ہے تو تو ایسی ناز و لاغریوں سے تیری وہ خوشی و فرہی نیائی
 وہاں کی کہاں ہے اور یہ تن لاغر و مضطر کیوں ہے تو جو شرح روضے کی کرہی ہے اتر
 جھوٹ اور فریب نہیں تو تیری آنکھیں اُس سے مخور کیوں نہیں ہیں بس یہ گدا چشے اور
 ناویدہ ہونا تیرا تیری گدائی سے ہے نہ سرداری سے تو تو چشے میں سے آئی ہے پھر خشک
 کیوں ہے تو اگر نات آہو ہے تو بتا دے مشک کہاں ہے اور جو گلزار جنت سے آئی ہے
 تو دست گل تیرے پاس بطور تحفہ کیوں نہیں ہیں بہر حال جو کتی ہے اور جو میان کرتی اور اسکا
 کوئی نشان بھی تجھ میں لے سکتی ہی نہ سنی بزرگ روشن

اس بیان میں کہ مخبر جو بیان کرے اور اسکا اثر اُس میں نہ دیکھے تو
 قابل شہرہ رکھنے کے ہی اس لیے کہ وہ مقلد ہی

قولہ ان یکے پر سدا شتر کہ ہے ہا از کجا مے آئے اے اقبال پہے ہا گفت از حمام
 گرم گوسے تو گفت خود پیدا است از نانوے تو ہا مارو سے دید فرعون عنودہ مہلتے می خواست
 نرے مے نمودہ دیر کان گفتند بایستی کہ این ہا تند تر گشتی چو بہت اور ب دین ہا معجزہ کو از دوا
 گر مار بکند بخوت و خشم خدائیش چہ شد ہا رب اعلیٰ گردیست اندر جلوس ہا بہر یک کرے
 چہیست این چا پلوس ہا نفس تو باست نقل است و نہیہ و انکہ روح و خستہ غیبی غیبہ
 کہ علامات است زان دیدار نور ہا التجانی منک عن دابر الفود ہا مرغ چون بر آب شورے
 مے تندہ آب شیرین را ندیدہ است او نمودہ بلکہ تقلید است ان ایمان او ہر وے ایمان را ندیدہ جان
 او ہا بس خطر باشد مقلد را عظیم ہا از رہ و رہن ز شیطان رحیم ہا چون بہ بیند نور حق ایمن شود ہا
 ز اضطرابات شک او ساکن شود ہا اے لعینے ایک شخص نے اونٹ سے پوچھا کہ اے اقبال
 قدم بتا تو کہاں سے تو آتا ہے کہا تیرے کو بچے میں جو حمام گرم ہے وہاں سے آتا ہوں کہا

میشک تیرے زانوؤں سے خود یہ بات ظاہر ہے بس جیسا جواب لخواؤنٹ کا ہے ویسا ہی اس کا
ایجاب ہے طنز کہ کمان حام کمان اونٹ اور کمان زانوؤں کے جیسے یہاں کسی سے کسی بات پر
کہتے ہیں تھوڑی صورت ہی کہ رہی ہے جیسے فرعون سرکش نے مار کو دیکھا ڈرا اور سہلت چاہی
زری کی لیکن اُس کے یہاں جو دانا تھے انھوں نے علامتیں ڈھونڈیں اور کہا کہ یہ اگر رب دین ہر
تو چاہیے تھا کہ نہایت تند ہوتا اس سے جیسا کہ اب ہے یہ معجزہ اگر اڑدھا ہے جب اور مار
جب اس کی نخوت کیا ہوئی اور شتم خدا کمان گیا جو نہیں ہے اگر وہ رب اعلیٰ ہے تو پھر اُس نے
ایک کھڑے کے لیے یہ لکھو فریب کیوں کیا اور باتیں بنائیں ایسے ہی نفس تیرا جب تک نقل و
شرابست میں ہر روح تیری ایک خوشہ بھی غیبی نہ پائے گی اُس واسطے کہ جو دیدار اُس کا پاتا ہو
وہ نور والا ہوتا ہے اور جدائی ہو جاتی ہے اُس سے اس دارا فرور دنیا کی جو مرغ کہ آب شور پر
پھولا ہوا ہے اُس نے آب شیریں کی مدد نہیں دیکھی ہے بس مرغ آب شور کا مقلد ہے کہ اس کی
جان نے صورت بھی ایمان کی نہیں دیکھی بلکہ تقلید اُس کا ایمان ہو کر لا بد مقلد کے واسطے بڑے
اندیشہ راہ و رہزن یعنی شیطان رجیم کے ہیں اور جو نور حق دیکھ لیتا ہے وہ جملہ اضطرابات مشک
سے ساکن ہو جاتا ہے اُس کو اضطراب مشک کا نہیں ہوتا قولہ تاکف دریا نیاید سوے خاک
کا اصل و آمد بود در اصطکاک بہ خاکست آن کف غریب است اندر آب بہ در غریبے چارہ نبود
از اضطراب بہ چونکہ چشمش باز شد و ان نقش خواند بہ دیور ابروے در دوستی نماند نہ گریہ بار بار خرم
اسرار گفت بہ سر سری گفت و مقلد وار گفت بہ آب را بستود و تالیق نبود بہ رخ درید و جامہ
او عاشق نبود بہ از منافق حذر رو آمد و خوب بہ زانکہ در لب بود نے آن در قلوب بہ بوی سبیش
ہست جزو سبب نے بہ بود و جزا پے آسیب نے بہ حملہ زن در میان
کارزار نہ نشکند صف بلکہ گردو کارزار نہ گریے بینی چو شیر اند صفش بہ تیغ گرفتہ ہے اندر کفش بہ
واسے آنکہ عقل او مادہ بود بہ نفس برشتش زو آئادہ بود بہ لاجرم مغلوب باشد عقل او بہ جز سوے
خسران نباشد نقل او بہ حملہ مادہ بصورت ہم جریست بہ آفت او پہچو آن خرد و خریست بہ اللغات
اصطکاک وہ آواز جو بر ہم کرنے دو چیز سے مکملے تائیں بروزن و سنے شایق المفعی جب تک
جھاگہ دریا کی خاک کی طرف نہیں آتی جو اصل جھاگوں کی ہے اصطکاک میں رہتی ہیں سینے شور و
اضطراب میں اور ظاہر کہ پتھر و ن پر پانی گرنے سے جھاگہ اٹھتی ہیں اور شور بھی ہوتا ہے
در حقیقت جھاگہ خاکی ہیں پانی میں ایسی ہیں جیسے مسافر پھر مسافر کو مسافرت میں

اضطراب سے کیا چارہ ہے اور جب اسکی انگلیں کھلیں اور اس نقش کو پڑھائیے اپنی اصل کو جانا پھر
 دیو کا اسپر قابو نہیں رہتا ایسے ہی یہ گدھا تھا اگرچہ اس نے رو باہ سے بھید کی باتیں کہیں لیکن
 سرسری کہیں اور مقلد کی طرح پانی کی تعریفیں تو کہیں مگر شائق اسکا نہ تھا اٹھ نچا کپڑے پھاڑے
 لیکن عاشق اسکا نہ تھا منافق تھا اور منافق کا عذر دہوتا ہے نہ خوب اس واسطے کہ وہ عذر
 اس کے لب میں ہے نہ قلوب میں اور جو بات دلی نہیں ہوتی مردود ہوتی ہے اس لیے کہ
 بوسیب کی تو اس میں ہر گز سبب کا نہیں ہو جس بوجہ اس میں سبب کی ہر وہ اسبب ہی اسبب ہی ہو رت
 اگر صفت جنگ میں حملہ کرے تو حملہ اسکا صفت شکن نہیں ہوگا بلکہ کام اور لڑائی دونوں خراب ہونگے
 اگرچہ تو اسکو ایسا صفت جنگ میں دیکھے جیسے شیر تیغ ہاتھ میں لیے ہوئے یہ دونوں شعر
 تمسید واسطے اشعار ابعد کے ہیں پس اسے اس شخص پر جس کی عقل مادہ ہو اور نفس زشت
 اسکا نرا مادہ کہ ضرور ہی عقل اسکی مغلوب ہوگی اور اسکی نقل خاص زبان کاری کی طرف ہوگی سوا
 زیا کاری کے کچھ نہیں حملہ مادہ کا اگر بظاہر جری ہے لیکن آنت اس کی مثل اس خرقے
 خری میں ہے قولہ وصف حیوانے بود بر زن فزون نہ زانکہ سوسے رنگ و بودار در کوٹ
 اے خنک آن کس کہ عقلش ز بودہ نفس ہشتش مادہ مضطر بودہ عقل جزویش نرو غالب بودہ
 نفس اسے راحہ و سائب بودہ رنگ و بوئے سبزہ زار آن خرشنیدہ جملہ جتنا ز طمع
 اور سید تشنہ محتاج مطر شد و ابر نے نفس را جوع البقر بد صبر نے اسپر آہن بود
 صبر اے سپر حق نوشتہ بر سپر جاوا الظفرہ حد دلیل آرد مقلد در بیان ہذا قیاس سے گوید اور
 زعمیان ہذا مشک آلودہ است اما مشک نے ہوا کے مشکش وے جو پیشک نے ہوا
 ناکہ پیشکے مشک گرد دے مرید ہذا سالما باید دران روضہ چرید ہذا کہ نباید خورد و جو انچون حشران ہذا
 آہواز درختن چو ارغوان ہذا و بصحراے ختن با آن نفرہ جزو قفل یا سمن یا گل مخورہ مسدہ را خون
 بدان ریحان و گل ہذا تا بیابے حکمت قوت و رسل ہذا غوے معدہ زین کہ وجوہ از کن ہذا خور و ن
 ریحان و گل آغاز کن ہذا معدہ تن سوئے کمدان سے کشد ہذا معدہ دل سوئے ریحان می کشد
 ہر کہ کاہ و جو خورد و متربان شود ہذا ہر کہ نور حق خورد و متراکن شود ہذا نیم تو مشک است و شمع
 پیشک میں ہا بہن میفرایند پیشک افزا مشک چین ہذا آن مقلد حد دلیل و حد بیان ہذا بر زبان آرد ندارد
 پیچ حسان ہذا چونکہ گویندہ ندارد جان و نہ ہا گفت اور اس کے بود برگ و ثمر ہذا کد گتلخ
 مردم را براہ ہذا و بحسان لزان تر بہت از برگ کاہ ہذا گر حدیشش نیز ہم ہا منر بودہ در حدیشش

رنگہ ہم مضمر بود واللغات رنگوں چھتین میل کرنا جو ع البقہ ایک مرض ہے جس میں تمام
اعضا بھوکے ہو جاتے ہیں کتنا ہی کھائے سیر نہیں ہوتا اس لئے فرماتے ہیں وصف حیوانے
غیر ستائین زیادہ ہوتا ہے اس سبب سے کہ اسکی رغبت و میل رنگ و بو کی طرف ہوتی ہے
بس کیسا خوش اور آرام میں وہ شخص ہے کہ جس کی عقل نرس ہے اور نفس بد اسکا مادہ مضطر ہے
عقل جزوی تو اسکی نر و غالب ہے اور نفس جو مؤنث ہے اسکی خرد کی نیست و فنی کنندہ اس
گدھے کی عقل بھی مؤنث تھی اس سبزہ زار کا رنگ و بو سننے ہی جملہ جتین اسکی مارے طبع کے بھاگ گئیں
حالانکہ یہ تو تشنہ اور محتاج باران کا ہوا اور وہاں ابر ہی نہیں نفس مؤنث کو جو ع البقر تھی اور اسکو
صبر ہی نہ تھا آئے پسر میر لوہے کی سیر ہے حق تعالیٰ نے اس سپر پر جاہ النظر لکھ دیا ہے
یعنی جہان صبر آیا بس خضر یاب ہوا مقلد کی عادت ہے کہ سیکڑوں دلیلین اپنے بیان میں لانا اگر
مگر سب تیا س سے کتا ہے نہ اٹکھ کا دیکھا ہوا وہ دلیلین ہیں تو مشک اکودہ یعنی فصاحت
و بلاغت کے باعث لیکن مشک نہیں تو مشک کی تو اس میں ہے مشک اکودہ ہونے
سے مگر سوا سے پیشک کے کچھ نہیں آب اسے مرید اگر چاہے کہ یہ پیشک مشک ہو جائے
تو برسوں روغنہ عشق میں چرنا چاہیے گھانس دانہ گدھون کی طرح چرنا چھوڑے کہہو کے مثل ختمین
ارغوان چہر اور صحراے خن کو اس نفس کے ساتھ جو پیر ہے جا اور سوا سے لونگ اور سمن
اور گل کے اور کچھ مت کھا کہ ان سب سے مراد ذکر یا انوار و ارادات قلبی ہیں تو اپنے سدا کو
خوگر اسی ریحان و گل کا کہ تو حکمت اس قوت کی جو رسولون کا ہے حاصل کرے اس
گھانس دانے سے عادت معدے کی توڑ دے بس ریحان گل کھانا شروع کر دے تو
خیال نہیں کرتا معدہ تن کا بھلکھو کہ ان کی طرف گھسیٹتا ہے اور معدہ دل کا ریحان کی
طرف کھینچتا ہے دیکھ تو گاہے بکری جو دانہ گھانس خوب کھاتی ہیں متربان کی جاتی ہیں اور
جو نور حق کا کھانا ہے شران ہو جاتا ہے اے کتاب اللہ جو مستدام ہے ظاہر ہے کہ
نصف تیرے جسم کا مشک ہے اور نصف پیشک بس خبردار ہو پیشک مت بڑھائے مشک
چین بڑھا مقلد کی مت سن گو سیکڑوں دلیل اور سیکڑوں بیان اپنی زبان پر لائے اسلئے
کہ وہ سب بیجان ہیں ذرا جان نہیں کیونکہ جب گویندہ ہی جان و سر سے خالی ہو تو اس کے
کلام و بیان میں برگ و ثمر گمان سے آئینگے ہر چند گستاخ ہو کے لوگوں کو اپنی راہ پر لگاتا ہو
لیکن جان کے ڈسے تنکے کے مثل کانپ رہا ہے بلکہ تنکے سے

بھی زیادہ اگرچہ باتیں کسی کی ہی بظاہر یا فروزیب ہوں لیکن ان میں بھی وہ لرزہ ضرور
پیشیدہ ہوگا

فرق درمیان سخن کامل و حاصل و سخن نامح ملکہ جواب اپنے
اور رنگا لیں

قولہ شیخ نورانی نے زہرہ کہ نہ پائے سخن ہم نور را بھرہ کنہ نہ جہر کن تاست نورانی مثنوی ہے
تا حدیثش را شود نورش روئے ہے ہرچہ درو و شباب جو شیدہ شود نہ در عقیدہ طعم و شالبش بودہ
از گزرو زسیب و بہ وز گردگان بہ لذت و شباب یا بے توازان بہ علم چون در نور حق
سرخودہ شدہ پس ز غفلت نور یا بد قوم لدہ ہرچہ کوئی باشد انہم نور پاک ہے
اکاسمان ہرگز بہار و سنگ و خاک ہے آسمان شواہر شوباران بہار نہ نادان بارش
آئندہ ہو و بکار نہ آب باران باغ صدر رنگ آورد نہ نادان ہمایہ در جنگ آورد نہ
باز گردم سوئے آن روباہ و حشرہ تا چسان از راہ رفت آن حشرہ لکڑی اللغات
نہ سرخودہ سرشتہ و بیچیدہ و شباب شیرہ انگور و خراجس پر ایک شب گذر کے ترش ہو گیا ہو
لدمع الد سرکش ناودان ہندی پر نالہ اسلئے جو شیخ کہ نورانی ہے اسکو ڈھونڈو وہ تجھ کو
راہ راست سے آگاہ کرے گا اور جو جواب دے گا اسکے ساتھ نور ہوگا تو کو شمش کر اور ایسے
نورانی کا عاشق بن جس کی بات کا نور روی ہو و روی وہ حرف جس پر بنا قافیہ کی ہوتی ہو
مطلب یہ کہ نور انکی بات کے ساتھ لگا ہوا ہے قاعدہ ہے جو چیز و شباب میں جو شمش
کیجاتی ہے وہ عقیدہ میں طعم و شباب کھلاتی ہو چاہے اس میں گر ہو چاہے سبب چاہے
میں چاہے گردگان سب سے تولدت و شباب ہی کی پائے گا ایسے ہی علم بھی جب نور حق
میں سرشتہ و بیچیدہ ہو گیا تو اس علم سے کسی ہی کوئی قوم سرکش ہو ضرور نور پائے گی
اور جو کچھ تو کہے گا وہ بھی نور پاک ہوگا کس واسطے کہ آسمان سے خاک پھر نہیں برستے ہیں
بس تو آسمان ہو جا اور ہو جا اور باران پر سانہ مثل پر نالے کے کہ وہ بھی بارش تو کرتا ہے
لیکن کسی کام کی نہیں آب باران سے تو باغ سیکڑوں رنگ کے رنگ لاتا ہے اور
آب پر نالہ سے اکثر بیڑوسی رٹنے کو مستعد ہوتا ہے آب ہم پھر حکایت روباہ و حشرہ
کی طرف لوٹیں کہ وہ روباہ دیکھو تو کسی اس گدھے کو راہ سے بے راہ لے گئی

عاجز ہونا گدھے کا روباہ کے ہاتھ میں حرص علف کے

قولہ شدہ نسبت بروہ جملہ کردہ چون مقلد بد فریب اور بخوردہ غلط ادراک و بینائی نہداشتند و نہاد
روہ پر دستگاہ گماشت باوص نمودن آن چنان کردش دلیل بکہ زیویش کردہ بایا نقد دلیل
اسمعیل گدھے نے دوین با مرد و باہ پر حملہ کیا لیکن مقلد غافل فریب و اسکا گیا آہو غلط
ادراک و بینائی کا اس میں نہ تھا و باہ کے فریب نے اسکو سمجھتے میں ڈال دیا غرض غلط ثوابی
ایسا اسکو دلیل کیا کہ پاسو و لیلین لاکے عاجز کر دیا

حکایت مخنث کی اور پوچھنا لو طحی کا اس سے حالت لواطت میں کہ تیری
کر میں خنجر کیوں ہے کہا اس واسطے کہ اگر میرے ساتھ بداندیشی کرے
تو اسکا پیٹ پھاڑ ڈالوں لو طحی اس پر آمد و شد کرتا تھا اور کہتا تھا
الحمد للہ میں نے تیرے ساتھ کوئی بداندیشی نہیں کی شہریت میں
بیت نیست اقلیمست ہزل من ہزل نیست تعلیمست ہذا ان اللہ
لا یتحیی ان یضرب مثلاً ما بوضہ فما فوقہا اس تفسیر میں جو منکر ہے
ما ذرا و اللہ بہذا مثلاً پس فرمایا کہ ہم نے یہ چاہا یضل بہ کثیرا و یہدی
بہ کثیرا کہ ہر نقتہ مثل میزان کے ہے بہت اس سے سرخرو
ہوتے ہیں اور بہت زور و اگر تو اس میں تامل کرے گا تو بہت
نتائج شریف پائے گا پس سمجھ اور جس نے سمجھا اسکو اللہ اسلام
کرے والا ہو اور سلام

قولہ کندہ راو طے در شانہ بروہ سرنگون آگندہ دروے نے فشرودہ از میانش خنجرے دید آن
لعین بے پس بگفت اندر میانست چہیست این بگفت آگہ باہم از یک بدنش بد بیندیشد بدرم
اشککش بگفت لو طحی حمد شد ناگہ میں بد بیندیشد یہ ام با تو نفس نہ چونکہ دروے نیست خنجر با چہ سودہ
چون غار و دل نماز و سود خود از سطلے میراث دار کے ذوالفقار بے بازو سے شیر خدا
ہستت بیارہ گرسو نے یاد دارے از سبب بکوب و دندان سے اے و قیج بکشتی سازی
ز تو زلیج و فتوح بکویکے طارح کشتی چھو نوح بہت شکستی گیرم ابراہیم وارہ کویت تن
فدا کردن بنارہ گردیلست بہت اندر فعل آری تیغ جو میں باہو کن ذوالفقار بے آن وسیلے
کو تر مانع شود از عمل آن نعمت صلح شود و اللہ اعلم کوزلیج پر آگندہ کرنا اور تقسیم کرنا
فتوح کشائش و شادی و قیج بے شرم اسمعیل پوشیدہ نہ رہے کہ اس حکایت کی

سُرخِ مین جو ایک شعر اور آئیے کہ میرا یاد فرمائی ہے اس نظر سے ہے کہ کوئی حکایت کی ہزل پر مقرر نہیں
 بلحاظ اسکے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایستیخی ان یضرب مثلاً ما یوحیہ
 فما یوقھا فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم واما الذین کفروا یقولون ما ذا اراد اللہ بهذا
 مثلاً یفضل بہ کثیرا ویدہس بہ کثیرا بیشک اللہ نہیں شرارتا ہے مثال دینے سے کسی مثال بچتر
 وغیرہ یا اُس سے زیادہ کے سوجو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے
 اور اُن کے پروردگار کی طرف سے ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہیں گے کیا ارادہ کیا
 اللہ نے اس مثل سے اور وہ گمراہ کرتا ہے اُس سے بہتوں کو اور ہدایت کرتا ہے بہتوں کو چنانچہ
 مولانا ج بھی فرماتے ہیں کہ ایک گندے کو ایک لوطی گھر میں لے گیا اور اُسکو سرنگوں کیے اغلام
 کرتا تھا اُس لعین نے اُسکی کریمین ایک خجرو دیکھا پوچھا یہ خجرتیری کریمین کیوں ہے کہا اسولے
 کہ اگر کوئی بدنش میرے ساتھ بداندیشی کرے تو اُسکا پیٹ پھاڑ ڈالوں تو کھی نے کہا الحمد للہ
 کہ میں نے تیرے ساتھ کوئی بدی اور بداندیشی اپنے پیشے میں نہیں کی ہے آپ بقولات
 مولانا ج کے ہیں کہ اگر گھمیں مودی نہیں ہے تو کتنے ہی خجرو ہوں اُن سے کیا فائدہ اور
 دل نہیں رکھتا ہے اور خود رکھتا ہے تو خود محض بے سود ہر ہم نے مانا کہ ذوالفقار حضرت علی سے
 تیری ہی میراث میں چلی آتی ہے لیکن بازو شیر خدا کے سے بھی تو لا با افرض تو نے افسون حضرت
 مسیح سے یاد کیا مگر اے بے شرم مسیح کے سے لب و دندان بھی تو پیدا کردہ لب و دندان تیرے
 کمان ہیں تو نے خرچ کر کے خوشی سے نوح کی سی کشتی بنائی لیکن کوئی ملاح نوح سا تیرے
 پاس کمان ہے اور منہ نہیں کیا کہ تو نے ابراہیم کی طرح بت تو توڑ لیکن اُس تن کے بت کو
 آگ پر فدا کیا ہے اگر تیرے پاس دلیل ہے تو اپنے فعل میں اُسکو لاینے اُس پر
 عمل کر تو یہ تیغ چوہن تیری بدولت اسکے ذوالفقار ہو جائے اور جو دلیل کہ تیری مانع ہوئے اور
 عمل نہ کر لے دے اُسکو جان لے کہ یہ ایک بلا صانع کی طرت سے بچھڑی ہے قولہ خائفان
 راہ را کردے دلیر از ہمہ لزان ترے تو زیر دیر از ہمہ درس تو کلے سے سکنے
 در ہوا تو پیشہ مارگ میزنے بلے نخت پیش رفتہ از سپاہ بدو روغ ریش تو گیزد گواہ
 چون زنا مردے دل آگدہ بودہ ریش و سبلیت موجب خندہ بودہ تو بکن اشک باران چون
 مطرہ ریش و سبلیت را ز خندہ باز جترہ داروے مردے بخور اندر عمل بتا شوی
 خورشید گرم اندر محلہ معہہ را بگزارو سوے دل حرام بتا گے پردہ زحی آید سلام

رستمی گریادتِ خنجر بکیر نہ در بجز مائلے چادر بکیر نہ رستمی گریائے جو شن، بیوش نہ در بجز سے
 لاشے رو کون مندوش نہ یک دو گائے رو توکل ساز خوش نہ ۲۲ ترا عشقش کشر اندر برش
 بر سر میدان چو مردان پاٹھارے تا بگروے بتلا در پاے دار نہ تاکہ از جامہ زنان ہنچون زنان نہ
 در صفت مردان در آنچون سنان نہ لقمے جو لوگ اس راہ میں ڈرے ٹھے اُلو تو نے
 اپنی باتوں سے دلیر کر دیا اور ان سب سے زیادہ تو چپکے چپکے ڈر رہا ہے اور کا پتہ ہے
 سب کو سبق توکل کا پڑھا تا ہے گویا اُڑتے پھسر کی فصد کھولتا ہے آسے غنٹ ٹوٹے غنٹ
 ہو کے سب سپاہ سے قدم آگے بڑھایا تیری ریش کے دروغ پر خود گواہ گرفت کرے گا
 جب نامردی سے دل بھرا ہوتا ہے ڈار بھی موچند دون سبب خندہ کی ہوتی ہیں خوب توبہ کر اور
 دھوکے کی طرح اشک برسا اور اپنی ڈار بھی موچند کو خندہ سے چھڑا اپنے فعل و عمل کے لیے
 وہ دوا کھا جس سے تو فعل و عمل میں مرد ہو جائے اور جیسے خورشید برج محل میں جا کے
 گرم ہو جاتا ہے ایسا ہی گرم ہو جائے معدے کو چھوڑ دل کی طرف رجوع ہوتا ظاہر ہے پردہ حق
 سے جھٹکو سلام آئے اگر رستم بنا چاہتا ہے خنجر بکیر اور جو چیزی کی طرف راغب ہے چادر
 اور دھولے جیسا کہ طالب الدنیا ٹوٹ و طالب الحق غنٹ و طالب المولے مذکر اگر رستمی
 کی طرف مائل ہو جو شن ہیں اور اگر چیزی کی طرف جھکا ہوا ہے جا کون بیچتا پھسر دوا یک قدم
 چل اور اچھی طرح توکل کر تو عشق اُسکا تجھے بنگلیہ ہوئے مردوں کی طرح بر سر میدان
 کھڑا ہو تو پاے دار میں بتلا نہوئے کتب تک عورتوں کے کپڑے عورتوں کی طرح پہنے
 رہے گا مردوں کی صف میں مثل سنان کے داخل ہو

غالب ہونا بکر و باہ کا گدھے پر اور لیجانا اس کا

قولہ رو بہ اندر چارہ پاے خود فشرد و ریش خر گرفت و بیش شیر مرد و مطرب آن خالق کو تاکہ
 تفت نہ دت زہد کہ خبر گرفت و خبر گرفت نہ چونکہ خر گوشتے بر و شیرے بچاہ نہ چون نیار درو بھی
 جند تا گیاہ نہ گوش لہر بند و افسونہا خور نہ جز فسون آن وے داد گرد آن فسون خوشتر از
 حلوائے او نہ نالکہ صد حلوائے خاک پاے او نہ خمہاے خسرواے پر نہ نہ نہ یایہ بردہ از
 دم لبہاے وے نہ عاشق سے باشد آن جان بید نہ کوئے لبہاے لعلش را ندید نہ آب
 شیرین چون نہ بیند مرغ کور نہ چون نگر و گرد چشمہ آب شور نہ موئے جان سینہ را
 سینا کند نہ طویان کو را بینا کند نہ خسرو شیرین جان نوبت زده است نہ لاجرم

در شہر قندازان شدہ است بنو یوسفان غیب لشکرے کشندہ ٹنگہاے قند و مصرے سے چشنند
 اشتران مصر بار دوسوے ہاست بنو یوسفان با ننگ در ہست بنو اللغات و راکھنٹا
 ابلعے فرماتے ہین اسس رو باہ نے ایسا قدم اس تدبیر میں جمایا کہ آخر ڈاڑھی گدھے کی پکڑ کے
 شیر کے پاس لے ہی گئی آب فرماتے ہین مطرب اس خانقاہ کا کمان پر جو گرا گرم دف بجا کے
 کے کہ خربشت خربشت اسکا قصہ اگلے دفتر میں مذکور ہو چکا ہے اور ہے بھی تو یہ کہ جب خرگوش
 شیر کو گنوین پرے گیا تو رو باہ گدھے کو گھانس تک کیون نہ لے آئی اسکا قصہ بھی
 دفتر اول میں گذرا آئندہ مقولات ان کے ہین تو اپنے کان بند کرے اور کسی کے
 افسون میں مت آسواے افسون ولی دادگر کے اس کے وہ افسون خوشتر از حلوایہین
 کہ سیکڑون حلوے اس فسون کی خاک پاہن یہ ختم خسروانی پر ازے اسکے لب میگون
 سے مایہ پائے ہوئے ہین لیکن عاشق اس سے کی وہ جان یعد و دور افتادہ ہے
 جس نے کہ شراب ان لب لعل کی نہ دیکھی جو مرغ کا مدھا ہے اور آب شیرین اس نے نہیں دیکھا
 وہ اندھا گرد آب شور کے کیسے نہ پھرے مگر مٹے جان کا وہ ہے جو سینے کو طور سینا بناتا ہے
 جس پر تجلی حق کی پڑی تھی اور اندھی طوطیوں کو بینا کرتا ہے خسرو شیرین جان نے نوبت بجا دی ہو
 اسی سبب سے اس شہر میں قندازان ہو رہا ہے معمول ہے کہ سوداگر جب کوئی متاع گران
 بہا لاتا ہے تو تقارہ واسطے اظہار خریداروں کے بجاتا ہے غیبی یوسف جو انوار تجلیا ست ہین
 لشکر کشی کر رہا ہین اور گنہین قند و مصری کی چکھتے ہین اور مصر کے اونٹ ہماری طرف
 متوجہ ہین اسے طوطیوں کو آواز ان کے گھنوں کی سنو قولہ شہر ما فردا پیراز شکر شود بنو شکر از ان
 است و از ان تر شود بنو شکر غلطیدے علویان بنو ہجو طوطی کو رے صفرائیان بنو شکر
 کو بیہ کار نیست دیس بنو جان برفشانید یا رانیست دیس بنو یک ترش در شہر یا اکنون
 نمائد بنو چونکہ شیرین خسروان را بر نشانہ نقل بہ نقل است وے برے ہلا بنو ہمارہ
 رو بہن با ننگ صلابہ کہ نہ سالہ شیرین سے شود بنو سنگ مر مر لعل زمین سے شود بنو آفتاب
 اندر فلک دستک زنان بنو ہا چون عاشقان بازی کنان بنو چشمہا مخور شد اس بنو نار بنو
 گل شکوہ سے کند بر شاخسار چشم دولت سحر مطلق سے کند بنو روح شد منصور اتا الحق سے زند بنو
 شد بنو یوسف آن زلیخا نوجوان بنو عشرت از سر گہ خوش خوش شادمان بنو آفتاب اندر دل
 خود بر سر و نہ در غم چشم بد سپند را نے بسوز بنو بحال خویشتن سے باش شاد بنو تا بیا بے

در جهان جان مراد اگر خرے راے برور و بر دسر گو بر تو خر و باش و غم مخور **معنی** شکر ہمارا
کل کو شکر سے بھر جائے گا ویسی ہی شکر یہاں ارزان ہے اور زیادہ ارزان ہو جائے گی آپ
اسے حلوائی و شیری میں لٹو مثل طویون کے حلوائی مراد خوش افلاکون سے اور کوری ہے
صفرائیوں کو صفرائی ترش کوری اس سبب سے کہ شکر صفرادی کو مضر ہے آپ نیشکر جاو بس یہی کام ہو
اور جان قربان کرو بس یار یہی ہے کوئی ترش ہمارے شیر میں اب نہیں رہا کہ شیر میں نے
اپنے خسر و بھٹھا دیے جن سے سب شیریں کار ہو گئے آپ نقل بر نقل ہے اور سے برے دونوں
بافراط خبردار ہو منارے پر چڑھ جا اور بانگ صلا کی پکار دے کہ آؤ لو سرکہ نو برس والا پڑا تا
شیر میں ہوتا ہے اور جو سنگ مرمر ہے محل ندین ہوتا ہے آفتاب آسمان میں تالیاں بجاتا ہو
ڈرے عاشقوں کی طرح لوٹ پوٹ ہونے میں چشم دولت کی سحر مطلق کرتی ہر روح منصور ہو گئی غرہ
انا الحق کا مار رہی ہے یوسف سے وہ لیغا جو بڑھی بڑائی تھی کہ مراد روح سے ہے نوجوان ہو گئی
آپ تو از سر نو عشرت اختیار کر بیڑی خوشی و شادمانی سے یوسف مراد معشوق حقیقی سے ایک
آگ اپنے دل میں بھڑکا اور واسطے ملے چشم بد کے سپند جلا تو اپنے حال میں شاد رہ تو چہاں
جان میں اپنی مراد پائے اگر گدھے کی روباہ عقل کاٹے لیے جاتی ہے لے جانے دے
بلکہ کہدے بجا تو گدھا مت بن اور اسکا غم مت کھا

حکایت اس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر میں گھس پڑا صاحب خانہ نے
پوچھا کیا خوف ہے کہا گدھے یگا ریکڑے ہیں کہا تو گدھا نہیں ہے
پھر کیوں ڈرتا ہے

قولہ آن کے درخانہ ناگہ گر بخت ہند و دل کیو دورنگ ریخت ہ صاحب خانہ گفتش میریست
کہ ہے لرز و تراچہاں پر دوست ہ واقعہ چون است چون گر بختی ہ رنگ رخسارہ بگو چون
ریختے ہ گفت بہر سخہ شاہ حرون ہ خرہ ہے گیرند از مردم برون ہ گفت سے گیرند خراس
جان غم ہ چون نہ خرد و تازین چیست غم ہ گفت بس چند و گرم اندر گرفت ہ گر خرم گیرند
ہم بند شگفت ہ بہر خند گیرے برآوردند دست ہ جد جد تیز دم برخاستست ہ چونکہ بے یمنیر
مایان سرور ہ صاحب منرا بجاے خبر نہ نیست شاہ دشمنایہودہ گیر نہ است متیزش
سمیع است و بصیر ہ آدے باش و زخیر گیان ترس ہ خرہ آدے عیسے دوران ترس ہ چرخ
چادرم ہم نہ تو پرست ہ حاش خدا کہ مقامت آخرست ہ تو ز چرخ و اختران ہم بر ترے ہ

اگرچہ ہر مصلحت در آخرے ہر میرا خرد دیگر و خرد دیگرست ہر آنکو کاندرا آخر شد خست ہر المصنی
 ایک شخص ناگاہ ایک گھر میں بھاگ کے گھس گیا اور یہ حال کہ گھسے زرد ہوئے نیلے رنگ اڑا ہوا
 صاحب خانہ نے دیکھ کر کہا خیر ہے کیون تیرے ہاتھ پڑھوں کی طرح کاپتے ہیں کیا واقعہ ہے
 جس سے تو بھاگا اور تیرے گھسے کارنگ کیون اڑا ہوا ہے کہا باہر لوگ بادشاہ سرکش کے
 راستے گدھے لوگوں کے بیگاں پکڑے ہیں کہا اسے جان عم جب تو گدھا نہیں ہے تو
 تجھ کو کیا غم ہے تو جا آخبر وہ تو گدھے پکڑے ہیں کہا وہ ہڑی جدو جدمین ہیں گویا خود ہی جہین
 اور نہایت گرم ہیں اس پر کھڑکھڑکھڑا کر گھئی کہ گدھا فرض کر لیں تو ان سے کچھ عجیب نہیں
 ان لوگوں نے گدھے پکڑنے میں ہاتھ نکالا ہے ایسا کہ جد ہی جد ہے تمیز بھی اٹھ گئی ہے اور
 جب کہ ہمارے سرکار ہی بے تمیز ہیں تو ایسا نہ کہیں صاحب جس کو بچاے خر کے لیجاؤ
 آپ مقولات مولانا رح کے ہیں کہ ہمارا شہر اور ہمارا شاہ یہودہ گیر نہیں ہے بلکہ
 اسکو تیز ہے اور سمیع و بصیر ہے تو آدمی بن چھو خر گیر دن سے مت ڈر تو گدھا نہیں ہے
 عیسے وقت ہے تو ہرگز مت ڈر تیرے ہی نور سے چوتھا آسمان بھرا ہے حاش اللہ تیرا
 مقام یہ آخر نہیں ہے تو تو چرخ اور جہلم آخر دن سے برتر ہے اگرچہ مصلحتاً چندے اس آخر
 میں ہے خیال تو کر میرا خرد اور ہر خرد اور رہے نہ یہ کہ جو کوئی آخر میں گیا وہ خر ہے قولہ میرا خرد گرجہ
 در آخر کو نہ ہر کہ اور آخر گویہ جسے بود ہرچہ در افتادیم در و نبال حشرہ از گلستان گوے و ز
 گلہاے تر از اذانہ ترخ و شمشاخ سیمب ہر شراب و شاہان بے حبیب ہا یا امان بازان
 کہ بکان پروردہ ہم نگوں اشکم ہم آسان سے چرہ عیالان دریا کہ موجش گوہرست ہر شش
 بیندہ بینش و رست ہا یا ازان مرغان کہ گھن سے کنند بیضہ نازین و سیمین مے کنند
 نزد بارتائست پیمان در جمان ہا یا ہا یا تا عنان آسمان ہر گرہ دازد بانے دیگرست ہر
 ہر روش را آسمانے دیگرست ہر یکے از حال دیگر بخیر ملک با پنا و بے پایان و سرہ
 این دران حیران کہ ادا زبجست خوش ہان درین خیرہ کہ حیرت چیمتش ہن ارض اللہ واسع
 آمدہ ہر درختے از سینے سرزده ہر درختان شکر گویان برگ و شاخ ہر کہ زہے ملک و
 وزہے عرصہ فراخ ہا این سخن پایان ندارد کن رجوع ہنوسے آن روداہ و شیر
 و سقم جوع ہا اللغات عمان ذراع آسمان و ابرا المصنی بتائید صدر پھر فرماتے ہیں کہ میر
 آخر اگرچہ آخر میں ہو لیکن اسکو جو کوئی خر کے وہ خود خر ہے آپ فرماتے ہیں عجیب حال ہر

کیسے ہم خرسکے تیجھے پڑ گئے ہیں کہ خرقہ کا ذکر کیجئے جاتے ہیں اسے دل اسکو چھوڑ کچھ گلستان کا
یا گلون تر تازہ کا یا انار و ترنج اور شاخ سیب کا اور شراب و معشوقون بے حساب کا ذکر کر
گلستان عبارت جنت سے ہے یا ان ہازون کا ذکر جو کبک پرور ہیں کہ اپنے شکم کو نگون
کیجئے ہوئے ہیں اور سہل طور پر چرتے ہیں کہ عبارت انہیا سے ہے یا اُس دریا سے کچھ کہ
جس کی موج گوہر ہے اور گوہر اسکے بیان کرنے والا بیش در ہے جس دریا سے ارادہ
کتاب اللہ کا ہے یا ان مرغون سے جو گھوڑا کریدتے ہیں اور انڑے زرین و سیمین دیدیتے ہیں
جن سے مرغ زرین اور سفید پیدا ہوتے ہیں یہ سب سیڑھیاں جہان میں چھپی ہوئی ہیں اور
پایہ پایہ حوالی آسمان تک ہیں پھر ایک آسمان کی گرہ سے دوسرے آسمان
کی گرہ تک ہر گرہ کی دوسری سیڑھیاں ہیں اور ہر روش کا آسمان دوسرا ہے ہر ایک
ایک دوسرے کے حال سے بیخبر اور ہر ایک ایک ملک پہنا و منساخ جس کی نہ حد نہ سرا
یہ تو اُس میں حیران کہ یہ کس بابت میں خوشش اور وہ اس پر حیران کہ یہ حیران ہی کیوں ہے
ایسے ہی صحن زمین کا نہایت وسیع ہے جیسا کہ فرمایا ارض اللہ واسعة اور ہر درخت نے
زمین سے سدا کا لا اور درختوں پر شاخ و برگ جو شکر خدا کا کہ رہے ہیں کہ عجب ملک ہے اور
عجب میدان فراخ آب فراتے ہیں اس سخن کی تو نہایت نہیں لہذا تو حکایت شیر و روباہ
اور سقم بھوک کی طرف رجوع ہو کہ بھوک سے کیا سقم پیدا ہوا

یہ جانار و روباہ کا خرگوشا منے شیر کے اور جست کرنا خرگوشا شیر سے اور
عتاب و روباہ کا شیر پر کہ کیوں جلدی کی اور خوشاں شیر کی کہ اب کی دفعہ
پھر اسکو لگا کے لا

قولہ چونکہ روباہش بسوے مرغ بروہ تا کند شیرش بحملہ خرد مردہ دور بودار شیر و آن شیر از نروہ
تا بہ نزدیک آید آن صبرش نگرہ گندے کرد از بلندے شیر ہول بہ خود نبودش
قوت امکان حول بہ خرد و ورش دید و برگشت و گریخت بہ تاباے کوہ تا از ان نعل
ریخت بہ گفت روبہ شیر رائے شاہ ما بہ چون نگرہ سے صبر و وقت دعا بہ تا بہ نزدیک
آید آن غوے بہ بس بانگ حملہ غالب شوے بہ مکر شیطانست تعیل و شتاب بہ لطف
رحمانست صبر و احتساب بہ و بروہ و حملہ دید و گریخت بہ ضعف تو ظاہر شد و آب تور یخت بہ
گفت من پنداشتم بر جاست زور بہ خود بدم از ضعف خود نادان و کورہ نیز رجوع و جاسم

ماوراء کردگار لطف خود با علم الانسان ختم طغرائے ماست با علم عند اللہ مقصد ہمارے ماست تربیہ کن
 آفتاب روششم بذربے الاعلیٰ ازان برے زخم بذخیرہ گردار و او باہمہ بذشکنندہ مدد تجر بہ زمین
 و در مسہ بذبوکہ تو بہ بشکند آن مست خود در رسد شوشے اشکستن در داللفات مخلخل ہضم
 جس کے اعضا خوب چسپان شون تربیہ اسے تربیت الملعنی رد باہ کنتی ہون اسکو لائن تو لیکن
 تو سپر جلدی مت د و پڑ پڑ تو پھر اسکو جلدی کر کے نہ کھو دے شیر لے کہا پیچ کنتی ہے مین نے بھی
 تجربہ کیا مین سخت رنجور ہوں میرا جسم مخلخل ہو گیا لینے اعضا اپنی جگہ نہیں رہے قوت باطل
 ہو گئی ہے جب تک تو اسکو پورا پورا میرے پاس نہ لے آئیگی مین ہونگا نہیں ایسا ہو جاؤں گا
 جیسے تختہ پرو دام سینے مردہ آب رد باہ چلی اور شیر سے کما دغا کرتا اسکی عقل کو غفلت خوب چھپا لے
 اس نے خدا کے سامنے بہت سی توبہ کی ہیں کہ پھر مین فریفتہ کسی ناکارہ شے پر نہ لگا کر مین اسکی
 توبہ کو دیکھے گا کیسے خراب کرتی ہوں مین عقل در عمدہ روشن کی دشمن ہوں یہ تو ایک ہی گدھا اور
 میرے تو گلے کے گلے گدھوں کے ایسے ہیں جیسے فرزند اسے پروردہ مثل بچوں کے
 کہ در امین انکو پھسلا لیتے ہیں اور اسکی جو کچھ فکر تو میری فکر و فریب کی کھلونا ہے اب فرما لے مین
 جو عقل کہ دور زحل سے حاصل ہوتی ہے کہ جس سے دورہ سیاروں کا شروع ہوتا ہو اور سب سے
 بلند فلک ہفتم بر اس عقل کا ہماری عقل کے آگے کیا رتبہ ہے وہ تو عطارد اور زحل سے داٹا
 ہوا ہے کہ عطارد و دبیر فلک ہو اور ہم داو خدا سے تمنا لے سے کہ لطف جس کی خوشی ہمارے طغرائے
 بوجہ ختم خلق الانسان علمہ ا لیمان سے ہیں اور العلم عند اللہ کل مقصد ہمارے ہیں اہل تربیت
 و تعلیم اس آفتاب روشن سے ہو اسی سبب ہم ربی الاعلیٰ کہتے ہیں کیسا ہی تجربہ اسکو ہے
 باوصف اس کے سیکڑوں تجربے اس کے اس دم دے سے پکڑ جائینگے تجھ کو امید ہے کہ وہ دست خود
 توبہ توڑ دے اور شومی شکست کی خود بخود اسکو پہونچے

اس بیان میں کہ عہد و توبہ کا توڑنا ہمارے بلکہ موجب مسخ جیسا کہ اصحاب
 سبت کے حق ہوا نقلنا لہم کو لو اقر وہ خاسین اور مایہ مسیح کے مقدمے
 مین فرمایا و جعل منہم القروۃ و الخنازیر و عبد الطاغوت اور کیسے ہم نے
 ان سے بند را و رخوک اور عبد الطاغوت

قولہ نقض یشاق شکست تو ہمارے موجب لعنت ہو دور اتھا با نقض عمدہ توبہ اصحاب سبت بہ موجب
 مسخ اہل ہلاک و کبت با پس خدا ان قوم را بوزینہ کر دے چونکہ عمدہ خود شکستہ از بندہ

اندرین است نہ بدسخ بدن بلکہ سخی دل بود اسے ذوالفطن چون دل بوزینہ گردو آن دلش
از دل بوزینہ شد خوار آن گلش بگرہنر بودے دلش را ز اختیار بن خوار کے بودے ز صورت
آن خسارہ آن سگ اصحاب خوش بد سیرت شش پنج بودے نقصت زان صورت شش پنج
صورت بود اہل سبت را بہ تا بہ بیند خلق ظاہر کبت را بہ از رہ شر صد ہزاران دگر بہ گشتہ از
توبہ شکستن شوک و حسرت اللغات نقص توڑنا یتاق عمد سبت روز شنبہ تسخ بھی
صورت بری صورت سے بدل جانا نقصت نقصان کبت بافتح خوار کرنا المعنی قرآنے
ہین عمد و توبہ کا توڑنا آخرین موجب لعنت کا ہو جانا ہے دیکھو اصحاب سبت نے عمد و
توبہ توڑے موجب سخی دہلاک و خواری کے ہوئے اور یہ اصحاب سبت اُمت داؤد علیہ السلام
سے ہیں کہ ان کو سیخ کے دن ٹھیلی کے شکار کھیلنے کو نہی کی گئی تھی اور یہ داؤد بیچ کر کے کھیلنے
رہے آخر کار سخی ہو کے بندر ہو گئے جیسا کہ فرمایا ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت
نقلنا ہم کو نافرمانی حاصل ہوئی تحقیق جانا تم نے ان لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے زیادتی
کی تھی ہفتے کے دن میں سو ہم نے کہا بندر ہو جاؤ پھٹکارے ہوئے اور ان کو خدا کے تعالیٰ
نے بندر کر دیا اسی سبب سے کہ انھوں نے عمد اپنا رٹائی سے توڑا اُس اُمت محمدیہ میں
سخ بدن نہیں ہے لیکن اسے دانا سخی دل ہو اور جب کہ اُس کا دل سخی ہو کے بندر کا دل ہو جاتا ہو
بس اُس بندہ کے دل سے اسکی مٹی خوار ہوتی ہو اگر اس کے دل کو ہنر اختیار ہوتا یعنی ہنر مند
دل ہوتا تو صورت سے وہ گدھا خوار کیوں ہوتا دیکھو اصحاب کفت کا کتا خوش سیرت اُسکو
اسکی صورت نے کیا نقصان کیا اور سخی صورت کا اہل سبت کو اس سبت سے ہوا تو
مخلوق ظاہر ان کی خامی و خرابی کو دیکھو اور ان کے سوالا کھوں اپنی شر سے شوک و حسرت
ہو گئے جنھوں نے توبہ توڑی

عتاب کرنا خوار و یاہ سے

قولہ پس بیا ز دور و بہ پیش خرہ گفت خزانہ چو تویاری الخذر بہ تا جو اندر اچہ کردم من ترا بہ کہ بہ پیش
شیر زبردے مرا بہ موجب کین تو با جانم چہ بود بہ غیر خست گوہر تو اے عنود بہ بچو کردم کو گزد
پاے فتنے بہ نار سیدہ ازوے اورا آفتے بہ یا چود یوے کو عدوے جان ماست بہ
نار سیدہ رحمتش ازنا و کاست بہ بلکہ طبعاً خصم جان آدمیست بہ از ہلاک آدمی و زخیرت
جذبے ہر آدمی او نگلد بہ خوب و طبع زشت خود را کے ہلد بہ نالکہ خست ذات ادبی ہو جی بہ

ہست سوئے ظلم و عدوان جاؤ سیکہ پھر کہ ان خواند تر تا آخر کے کہ کا مہر اندازہ و ترا اندازہ سپہ ہر نہ کہ قدر
حوض آب ہست و عیون بہ نادرانہ و جود و جودت سرنگون بہ آدمی را با ہزاران کرد و تر با اندازہ انکس
آن عیون با شور و شر بہ گناہے برگزیدہ ساجدے ہستے رسیدہ انداز آدم تا سیکہ ہستے رسیدہ
اور آدم مردم نہشتے ہا کو و آدم کرد از غم و شہم ہشتی ہا لعلی ہستے جلدی سے رسدہ گشتے ہستے ہستے
آن گشتے نے کہا کہ تودہ ہو کہ کچھ جیسے یار سے خلا بچائے کہ گشتے ناچار و زمین سے نر کیا کیا کہ تودہ
شیر فر کے ساتھ سے گئی تین نہیں جاتا تھکو میری جان سے کیا کینہ ستائیں تو ہیں نا تھا ہوان حیات
سرکش کہ یہ تیرا طبیعت ذاتی تھا جیسے سمجھو کہ کسی آدمی کے یا کون میں کا تھا ہر آدمی سے کچھ نسبت
اسکو نہیں ہو پختی ہو یا جیسے شیطان کہ وہ دشمن ہماری جان کا ہر اور ہم سے نہ کی اسکو جسٹ ہر کچھ ہر
سبب سے گھٹا یا گیا بلکہ بقدرتا سے طبیعت دشمن جان آدمی کا ہر اور ہلا کہ آدمی سے تاملت ہی
خوش آدمی کا بچھا ہی نہیں تھوڑا اور سیکہ چھوڑے اسکی خواہر طبیعت رشت آب پھوڑی سے
اس سبب سے کہ جنت ذاتی اسکا ہے سبب بھی ظلم و دشمنی کی طرف تھینچتا ہر رشت تھک کہ
فریب سے ایک خرگاہ کی طرف تھاتا ہر کسی چاہ میں تھکو ڈال دے اور کہتا ہو کہ فلان تھو پانی کا حوض ہر
اور چستے ہیں تو اندھا حوض میں تھکو ڈھکیل دے آدمی کو باوجود ہزاروں کروڑ کے اس عین سے
ایسا شور و شر میں ڈالا ہر تے گناہ ۔ رخ سابی پر جو وہ وقت سجدہ حضرت آدم کا ہو کہ وہ بھی آدم سے
اس پر کچھ ناحق نہیں ہوا بعد ان کے اور مخلوق سے اسکو کب بڑائی ہو پچی کہ وہ رسیدہ اسپر غم کی

پشتی کرتا رہتا ہے

جواب رو باہ کا خسرو

تو کہ گفت رو بہ آن طلسم سحر بود کہ ترا در چشم آن شیرے نمود و بعد من از تو بین مسکین مرم بہ چون
شب و روز اندان جائے چرم ہا گرنہ ناگو نہ طلسمے ساستے بہ ہر شکم خوار سے بد اخلا تاستے بہ
یک ہمانے مینو اپریل دارج بہ بے طلسمے کے باند منبر مرچ بہ من ترا خود خواستم گفتن بدرس بہ
کاین چنین شکلی اگر بینے مترس بہ ایک رفت از یاد علم آموزیت بہ کہ ہم مستغرق دل سوزیت بہ
دیدمت در جوع کلب و بے ذابہ سے شتابیدم کہ آئی تا دوا بہ در نہ باتو گفتے شرح طلسم بہ کان
خیالے سے غایب نیز جسم بہ شد فراموش آنکہ گویم مترابہ حال آن شکل میب دریا بہ اللغات
ارج مبدل از قیمت و مرتبہ و قدر و گر گدن اسنے رو باہ نے کہا کہ وہ شیر نہ تھا طلسم جادو کا تھا کہ
تھکو شیر معلوم ہوا کہ نہ میں تو اپنے جسم میں تجھے زیادہ حقیر ہوں پھر وہاں کیسے سات دن چرتی رہتی

سادہ دل بدور نہ ہونے کے لئے غفلت نہ کرنا اور خیال زشت خود منکر بن کر ہر عیب از چہ داری سوی
 نقیض ہر عین نیکو بر برا خوان صفا بدگوچہ آید ظاہر از ایشان بجا بد آن خیال و وہم بد چون شد بد یہ صفت
 ہزاران یار را از ہم برید بد شفقے کر کرد جور و امتحان بد عقل باید کہ نباشد بد گمان بد خاصہ من بد رنگ
 بخود زشت قسم بد آنچه دید سے بد بد بود آن طلسم بد و بدی بدان سگاش قدر را بد عفو فرامیست از
 یاران خطا بد عالم وہم و خیال و طبع وہم بد است رہبر و سایہ کے سر کے عظیم بد نقشما کے اس خیال
 نقشبد بد چون غلیظے تاکہ کہ بد شد گزندہ گفت ہزار بی ابراہیم زاد بد چونکہ اندر عالم وہم او فتادہ ذکر کو کب
 را چین تاویل گفت بد آن کسی کو گوہر تنویر سفت بد عالم وہم و خیال چشم بد بد آن چنان کہ راز ہائی
 خویش کند تا کہ ہزار بے اندقال او بد خریط و خراچہ باشد حال او بد اللغات ستر قرآن مجید
 تریب بد گمان اس کے خوابہ نے کہا ہم صاف ہیں ہم میں گا دو کہ ورت نہیں ہی لیکن تیرے
 خیالات وہی کا کیا علاج کہ وہ بڑے بڑے ہیں آگے احمق سادہ دل یہ سب تیرے وہم ہیں ورنہ
 میں تو تیرے ساتھ کوئی دغا اور فریب نہیں رکھتی تو اپنے خیال بد سے محکومت دیکھے دوستوں
 بد گمان کا کیا موقع ہے چاہیے کہ جو اخوان صفا ہیں ان پر گمان نیک کرے اگرچہ بظاہر ان سے کوئی کھفا
 بھی ہوئے یہ جو یاروں میں جدائی ہو جاتی ہے کہ لاکھوں بار ایسا ہوا ہے یہی خیال وہم بد تھا جو ظاہر ہو چکا
 ایسا ہوا ہے اگر کسی مشفق نے جو رو کا امتحان کیا آزمائش کے واسطے تو عقل چاہیے کہ وہ بد گمان نہ ہو
 خاص کر میں بد اصل اور بد قسم سے بد حق جو ایسی ہرائی کرتی تو نے جو کچھ دیکھا وہ کوئی بد نہ تھا طلسم حق
 اور جو وہ سگائش آگے تجویز اپنے قدر و اندازہ میں بد ہی حق تو ایسی بات کی یاروں سے امید عفو خطا
 کی ہوتی ہے تو بھی معاف کر وہ عالم جو وہم و خیال و طبع وہم کا ہے خوب جان لے کہ راہرو کے حق
 میں یہ سب ایک موانع عظیم ہیں اس دنیا کے نقشوں نے جو خود ایک خیال نقشبد ہی غلیل شد
 جیسے کہ کوہ اپنی جگہ سے ہلنے والے نہ تھے انکو بھی گزند میں ڈالنا تھا یعنی ابراہیم نے جو بڑے جواہر و
 دسخی تھے ہزار بے کام کیسے عالم وہم میں پڑے تھے اور ایسے ہی کو کب کی نسبت انھوں نے
 تاویل کی ہے جنھوں نے گوہر قرآن مجید کے پروئے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
 عالم وہم و خیال چشم بند نے ایسے کہ کوہ اپنی جگہ سے ہلا دیا جسکے سبب سے ہزار بی انھوں نے کہا
 پھر اگر کوئی خریط ہو یا جز کو اسکا کیا حال قولہ غرق شدہ عقلمائے چون جبال بد و بخار وہم و گرداب
 خیال کہ کوہ ہارا است زمین طوفان فوض بہ کو امانے جز کہ در کشتی نوح با زمین خیال را ہزن راہ
 یقین با گشت ہفتاد و دولت زاہل دین بد فرد ایقان رست از وہم و خیال بد مولی ابرو را نمی گوید

ہلال کا دکانہ راؤ نور محمد بنوہ سندھ سوئی ابروی کی رہائش بروہہ صوبہ ہزاران کشتی باہول و سمہ با تختہ تختہ
 گشتہ در دریا سے وہم بہ کمترین فرعون جہتی فیلسوف بہ ماہ اور برج دیہی رشوٹا پاکس لکھاروہی زن
 کیست ان کا دکانہ داندہ پوش پروردگار گمان پہنچون ترا وہم تو دار و غیرہ سرہ از چہ گردی گرد وہم ان دگر
 عاجز ہم سن از سنے خویشین بہ چہ نشینی پرنی تو پیش من بہ ان من دماہر کماہن در میزند بہ عاشق خویش است
 و ہر بالما تہ بہ من و مانی ہی جویم بجان بہ تا شوم من کو سے ان خوش صوبہ بجان بہ ہر کہ بے من بہ
 ہمہ متہار دوست بہ یار جملہ شہ چو خورد را نیست دوست بہ آئینہ بے نقش شدیا بہ بہا بہ ناگہ شہ حاکم
 ز جملہ نقشا بہ اللغات فصوح یغمتیں رسوائی تہ تمام خلیفہ دوم رشوہی زن تہ صوبہ بجان ہر عرب
 چو گان حاکم کندہ اسٹے بہت عقلین ایسی جیسے بہا تہ تہم اسی بہم کے دریاؤں اور گراہ
 خیال میں ڈوبے ہن یہ وہم و خیال بسا طوفان ہے کہ بہا و جس سے رسوائی نصیحت ہو سے ہن جیسے
 کنعان نے بہا ڈپر ہر وساکیا تھا لیکن امان کمان ہر سو سے کشتی نوح کے اور اسی خیال باہر زن کے
 راہ یقین کی اہل دین میں بہتر ملت پر ہو گئی تکریم و ایلان کے ہن وہ وہم و خیال سے چھوٹے ہن
 وہ ابرو کے ہال کو ہال نہیں کہتے اور جسکو نور عمر سے سند نہیں ہو وہ ٹیڑھے ہال ابرو کو ہال کہتا ہے
 یہ تو سے کج اسکی راہ مارتا ہے اور اس سے یہ اشارہ ہو کہ حضرت عرش کے وقت میں راہ صیام
 دیکھتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ہلال وہ ہو حضرت عرش کے آسمان پر نظر کر کے کہا کہ ہلال نہیں ہے
 تیرے ابرو کے نو سے کج شدہ کو تیرا خیال ہلال بتا رہا ہو چنانچہ یہ نقل مفصل سابق مذکور ہو چکی ہو انتہی
 لاکھوں کشتیاں بڑی ہول دہیبت والی تختہ تختہ ہو کے دریا سے وہم میں بہ گئی ہن آؤ لی جن میں
 فرعون جہت و فیلسوف تھا کیسا ماہ آسکا برج وہم میں پر کے خسوف میں آیا کی کوئی نہیں جانتا کہ
 روہی زن کون ہو اور جو جانتا ہو اُسکو اپنے اوپر گمان نہیں ہوتا اور جب تہم کو تیرا وہم دیوانہ بنائے
 تو تو اور وہم کے وہم کے گرد کیوں پھرے مثلاً میں تو اپنے ہی منی سے عاجز ہو رہا ہوں تو منی سے
 ہر میرے سامنے کیا بیٹھا ہو خوب جان لے کہ ماؤں کے ساتھ جو کوئی یہ دروازہ بجا تا ہو وہ عاشق
 اپنا ہی بالائی کرتا ہو یعنی لبیان لیتا ہو میں تو اُسکو بے من و ما کے بجان ڈھونڈتا ہوں تو اُسکے چو گان
 خوش کا گیند بنوں چاہے جد صرہ بہینکے آوریہ بھی ہو کہ جو کوئی بے من ہو جاتا ہو سب من واسے
 کے ہوتے ہن اور جو شخص اپنا دوست نہیں ہو وہ سب کا یار ہو دیکھ لے آئینہ جب بے نقش ہوتا ہے
 روشنی پاتا ہو اسی سبب سے کہ اس نے جہا نقش حک کر دیئے

حکایت شیخ محمد سررزمی کی اور اسکی ریاضت کی کہ ہر شب برگ رزم سے

افطار کرتا تھا

قولہ ناہد سے دروغ نے از دانش مزی بہ پر محمد نام و کنیت سرری بہ بود و افطارش سرر ہر شبی بہ ہفت سال او دائم اندر مطلبی بہ بس عجائب دیدار شاہ وجود و یک مقصودش جمال شاہ بود بہ سرکہ رفت آن از خویش سیر بہ گفت بنمایا تمام من بہر بہ گفت نام نہت آن مکرمت بہ و رفت و افتی میرے نکشمت بہ او فر و افغانہ خود را از و داوید در میان عمق آبے در قناد بہ چون مرد از نکس انجا سیر مرد بہ از فراق مرگ با خود نوہ کر بہ کین حیات اور با جو مرگی سے نمود بہ کار پیشش باز کو نہ گشتہ بود بہ موت را اغیب سے کر د و گدے بہ آن فی موتی حیاتی میزدی بہ موت را چون زندگی قابل شدہ بہ با ہلاک جان خود یکدل شدہ بہ سیف و خنجر چون علی ریحان او بہ نرکس و سرین عدوی جان او بہ بانگ آمد روز صحر سوسے شہر طرفہ بانکی از و رای سر و جہر بہ گفت اسی دانای لازم ہو ہو چہ کہم در شہر خدمت گوے تو بہ گفت خدمت آنکہ ہر ذل نفس بہ خویشتن را سازی تو عباس دس بہ مدبے از اغنیازر سے ستان بس بدرویشان و سکین میقتان بہ خدمت اینست تا کہ چند گاہ بہ گفت سمعا طاعنہ اے جان پناہ بہ پس سوال و بس جواب و اجرا بہ بد میان ناہد و رہا اورے بہ کہ زمین و آسمان پر نور شدہ بہ و مقال ایثمہ مذکور شدہ بہ یک کوہ کہ دم آن گفتار را بہ تا میو شد ہر خسی اسرار را بہ اللغات مزی خریدن چہ نکس بافتح سرنگونی عباس دس بفتح دال نام ایک گدہ کا کہ بڑا مانگنے والا تھا کنیت ہانضم فارسی میں معنی لقب اسے ایک ناہد غنی میں تھا بڑا دانش جو سنے والا یعنی علم والا محمد اسکا نام تھا اور کنیت سرری ہر شب زندگی کو پہل سے روزہ افطار کرتا تھا اسی سبب سے اسکی کنیت سرری تھی سات برس ہو گئے کہ وہ ہمیشہ اپنے مطلب میں رہا اس در میان میں بہت عجائب بادشاہ عالم وجود سے دیکھے لیکن مقصود اسکا یہ تھا کہ جمال شاہ کا دیکھوں ایک دن پہاڑ پر چڑھ گیا آپ سے سیر تو ہو ہی رہا تھا کہ تو مجھ کو اپنا یا تو جمال دکھایا میں پہنچے گا پھر تا ہوں حکم ہوا بھی اس مکرمت کی نوبت نہیں پہنچی ہو اور اگر تو گریٹے گا تو نہ مرے گا نہ ہم تجھ کو مار ڈالینگے اُس نے مارے محبت کے آپ کو پہاڑ سے گرا یا کرتے ہی ایک آپ عمیق میں پڑا مرنے سے بچ گیا جب وہ از جان سیر و نہ ہا گرنے سے نہ مرا تو فراق مرگ سے بہت ہی نوحہ کیا کس واسطے کہ یہ حیات اسکو مثل مرگ کے معلوم ہوتی تھی اس سبب سے کہ یہ معاملہ اُسکے سامنے اٹھا ہو گیا تھا یعنی موت حیات تھی اور حیات موت اپنی موت غیب سے مانگتا تھا اور کہتا تھا بیشک موت میں میری حیات ہو جب زندگی اسکی موت کے قابل ہو گئی تھی لہذا ہلاک جان سے یکدل ہو رہا تھا مثل علی شیر خدا کے کہ سیف و خنجر انکو ریحان نگل تھے

اور زکریا سرورین دشمن اسکی جان کے ناگمان آوارائی کہ جنگل چھوڑا اور شہر کی طرف جا اور عجیب آواز سنی کہ
 یہ لطف کسی آواز ظاہر میں ہو نہ پوشیدہ میں اس نے کہا کہ لے دانا تو میرے بال بال کا بھید جانتا ہو
 شہر میں جا کے کیا خدمت بجالاؤں یہ بھی تو بتا حکم ہوا کہ خدمت یہ ہو اپنے نفس کے ذلیل کرنے کو عباس دس
 بنجا کا اس جیسا کوئی مانگنے والا نہ تھا ایک مدت اسودہ لوگوں سے زریا کر اور درویشوں سسکینوں کو دیا کہ
 چند زمانہ یہی تیری خدمت ہو کہا اسے جان پناہ میں نے بطوع و خوشی اسکو سنا ضروریہ خدمت بجا
 لاؤں گا غرض بہت سے سوال و جواب اور معاملے اس میں اور حضرت ارباب الہیے میں رہے ایسے
 جنکے نور سے آسمان وزمین بھر گئے اور ان کا ذکر ہم نے مقالات میں کیا ہے اور یہ جو مقالات کا لفظ ہے
 اس سے ایسا معلوم ہوا کہ انھیں کی کتاب ہے لیکن ان باتوں کو میں نے کوتاہ کیا تو ہر شخص ان اہل راہ کو
 سنے نہ پائے

آنا شیخ کا بعد چند سال کے غزنین میں اور حسب اشارت غیبی زمییل لیکر
 گدا کی کرنا اور اسکو گداؤں پر باٹنا اور بچھٹنا شعر ہر کراچان زور بیک است
 نامہ برنامہ بیک بریک است

قولہ رو بہر آرد آن فرمان پذیرہ شہر غزنین گشت از دولیش میخ از فرح خلقے باستقبال رفت
 اور آرد اندہ دزدیدہ گفت بہ جملہ اعیان و ہمان برخاستندہ قصر از ہوا آراستندہ گفت من از خود نمائے
 نادم بہ جز بخواری و گدا کی نادم بہ شتم بر عزم قاتل و قیل من بہ در بدر گرم بکشت زمییل من بہ بندہ فرمانم کہ امر است
 از خدا بہ تا گدا باشم گدا باشم گدا بہ از گدا کی لفظ نادم بہ جس طرح طریق جز گدا یاں نہیہم بہ تا شوم عرق
 مذلت من تمام بہ تا سقما بشوم از خاص و عام بہ امر حق جانست دمن اور اتبع بہ اولیٰ من مود
 ذل من قنع بہ چون طمع خواہد من سلطان دین بہ خاک بر فرق تمناعت بعد ازین بہ او مذلت خواست
 کی عزت نہم بہ او گدا کی خواست کی میری کفم بہ بعد ازین گدیہ و مذلت جان من بہ بست عباس بہت
 در انبان من بہ شیخ درمی گشت و زمییل بہست ہائے شد خواہ توفیقیت بہست بہ برتر از کرسی و عرش
 اسرار او بہ شد شد کا راوہ انبیا ہر یک ہی فن میزدندہ خلق مفلس گدیہ ایشان می گفتند اقرضوا اللہ
 اقرضوا اللہ میزندہ بازگون بر تنصرو اللہ می تندہ در بدایں شیخ سے آردنیا بہ بر فلک صد در ہر اسے
 شیخ باز بہاے بمعنی بموجب فرمان کے وہ فرمان پذیر بر متوجہ طرف شہر کے ہوئے شہر غزنین انکی صورت سے
 رکشن ہو گیا مارے خوشی کے ایک مخلوق اسکے استقبال کو گئی اور یہ ان سے دزدیدہ راہ پر گرم و تیز چلے
 آئے سب سردار و بزرگ لوگ اسٹھے اور قصر کے واسطے آراستہ کیے کہ امین خود نمائی سے نہیں

ایک ہون میں تو خواہی دگدا کی گویا ہوں میرا وہ کسی سے قال وقیل کا نہیں ہی میں تو در بدر نہیں سیلے
گدا کی کرونگا بھلو حکم خدا کا یہ کہ گدا ہو دن اور تکرار بنا بر تا کید مبالغہ ہو جس میں بندہ فرمان ہوں اور گدا کی
میں کوئی نقطہ نہ لادوں جیسے فقیر قسم قسم کی صدا بنائیتے ہیں سو اسکے کہ جیسے بڑے بڑے
گدا گدا کی کرتے ہیں سو اسے گدا کی کے اور کوئی شاہ ہی نہ چلوں گا تا میں مذلت میں ڈوب جاؤں اور
بہی بائیں لوگوں سے سنوں خاص کی بھی عام کی بھی آخر حق کا جان ہوا اور میں اسکا پسرو اس کا بھلو حکم
طبع کا دیا اور ہر ذل میں فتح یعنی ذلیل ہوا جس سوال کیا لیکن ہر گاہ سلطانین بھلو حکم کا حکم دے تو قناعت
سر پہ خاک پر جسے میں ایسی قناعت کو کیا کروں جب وہ مجھے مذلت چاہے تو میں عزت اپنی کیسے کسی پر
رکھوں اور خواہاں اس کا ہو دن وہ گدا کی مجھے چاہے پھر میں اس پر کب ہوں آب جو اسکی یہ رضا ہو
تو بعد اسکے گدا کی کہے اور میری جان اور مذلت اور عباس دش بیس میری جھولی میں پڑے
میں میں وہ گدا کی کیسے والا ہوں جس شیخ پھرتے تھے اور ذلیل ہاتھ میں لیے کہتے تھے اے خواجہ
کچھ تو فیض ہو جو اللہ کے واسطے دے مولانا فرماتے ہیں دیکھو وہ شخص کہ جسکے اسرار عرش و کرسی سے ہر
تھے اسکا کام تھے رشتہ رشتہ ہوا انبیاء و نبی بھی یہ ہنر و پیشہ کیے ہیں اور ہا وجود اسکے کہ مخلوق اسکے
مقابل مفلس تھی ان سے گدا کی کی ہو اقرضہ اللہ اقرضہ اللہ کہتے ہیں یعنی قرض دوا اللہ کو اور بشکر ارا اور آگ
سوالہ تنصرو اللہ و کرو اللہ کی لاجرم یہ شیخ بھی اب در بدر حاجت یو ہاتا ہو اور حال یہ کہ فلک پر اسکے لیے
سیکڑوں دروازے کھلے ہیں قولہ کان گدا کی کہ مجھ میں کد او بیہر نزدان بود نے ہر کلوٹہ و ہر کدوی نیز از
ہر کلوٹہ آن کلوٹہ بہر حق دادہ کلوٹہ در حق او خورد نان و شہد و شیر و ہر چہ دزد سہ روزہ صد فقیر و نوری نوشد
لکونان می خورد و لالہ می کار و بصورت می چرد و چون شراری کو خورد و دغن ز شمع و نور بقراید ز خورد و شش
بہر جمع و ناغوری را گفت حق لا تسرفانہ نور خوردن را نگفتست اکتفا بہ این کلوئی اہل بادوان کلوٹہ فارغ
اذا سرافت دایم از غلو و مرد فرمان ہووے حرص و طمع بہ آن چنان جان حرص را بنود تیغ و گریوید کیما
س را بدہ و تو میں خود را طمع ہو دفرہ بہ آن گدا کی کہ مجھ می کروا و بیو د اذ آثار حکمتاے ہو و گنجھاے خاک
تا ہفتم طبع و عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق و شیخ گفتا خالقاس عاشق و در بجوم غیر تو بس فاسق و بہشت جنت
گرد آرم در نظر و در کتم خدمت من از خوف سقر و مونی ہاشم سلامت بجوی من و ناگہ این ہر دو بود و خط بدن
عاشقی کہ عشق یزدان خورد و قوت و صد بدن پیش نیرد و ترہ توت و اللغات قرہ بوزن کہ نہادی
و غلبہ نافرونی اسلئے یعنی شیخ جو گدا کی بجد کرتا تھا خدا کے واسطے کرتا تھا نہ اپنے حلق و گلو کے واسطے
اور بالفرض اگر وہ اپنے حلق و گلو کے واسطے کرتا تو وہ گلو بھی اسکا ایسا تھا کہ حق کے واسطے بڑا سلو

رکتا تھا تو جو روئی یا شہد و شیر کھا تا تھا وہ ایسا تھا کہ جیسے سو پتھر چلہ یا خلوت سہم روزہ بین بیٹھ سکے
کھائیں اور انکو نفع بخشے وہ نور نوش کرتا ہو اسکی روئی کو روئی مست کہ وہ نالہ بور ہا ہو گویا ہر چہ تابع جیسے
شمع کے شہر کہ روغن کھاتے ہیں اور مجلس کے لیے نور بٹھاتے ہیں انکے تھا سہا سہا نان خوری کے
واسطے لائے ہو کما ہو کہ بیہودہ مست خرچ کرو لیکن نور خوری کے واسطے انکے فوائد میں کما کہ بس کر دے گویا تبتلا
کا ہو کہ بسیا خوری سے ہر طرح درد و بیماری میں مبتلا ہوتا ہو اس سبب سے لائے ہو کما ہو اور یہ کلوا سراف و
غلو سب سے نارغ و نچست ہو یہ شیخ مرد فرمان بر تھا حصہ و طبع کا نہ تھا اس لیے کہ ایسی جان تابع حصہ
کی نہیں ہوتی مثلاً اگر کیمیا سے کہے کہ تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو یہ طبع نہوگی بلکہ غلبہ اور فروغی
ہوگی وہ گدائی جو وہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی آثار حکمتوں سے تھی اللہ تعالیٰ نے خزانے خاک کے
ہم مقام طبع تک اس کے سامنے کیے تھے شیخ نے کہا اسے خالی میں عاشق ہوں اگر تو میرے سوا کسی اور کا طالب
ہوں تو عاشق نہیں فی سق ہوں اگر بہشت جنت کو دیکھوں اور جو دوزخ کے خون سے طاعت کروں تو
ایک سو من سلامت جو ہوں بچاؤ ڈھونڈھنے والا اس سبب سے کہ یہ دونوں حصہ بدن سے ہیں اور جس
عاشق نے عشق بزدان سے قوت کھایا ہو اسکے سامنے سیکڑوں ایسے بدن قوت کے ساگ برابر بھی
نہیں رہے قولہ دین بدن کہ دارد آن شیخ فطن بہ چیز دیگر گو دم خواش بدن بہ عاشق عشق خدا وانگا ہر دہ
جبریل موئن دانگا ہر دہ عاشق آن لیلی کو رکب و بدہ ملک عالم پیش او یک ترہ بودہ نزد او یکسان شدہ
بد خاک و زر بہ زرچہ باشد کہ بند جان را خطرہ شیر و گرگ و دوا و واقف شدہ بہ ہچو خوشی شان کرد و جمع آمدہ بہ
کین شدہ از خوے حیوان پاک پاک بہ پرد عشق و لحم و شمش زہر ناک بہ زہر دہ باشد شکر زہر خوردہ نالکہ نیک
نیک باشد ضد بدہ لحم عاشق را نیار و خوردہ بہ عشق مودت بہت پیش نیک و بدہ و خوردہ و خوردہ فی المثل
حام و دوش بہ زہر گرد لحم عاشق بکشدش بہ ہر چہ جز عشق بہت شدہ کول عشق بہ دو جہان یکدہ پیش نول عشق بہ
دانہ مرغ را ہر گو خوردہ کا بدان مرا سب را ہر گو خوردہ بندگی کی تبا شوی عاشق لعل بہ بندگی کسب بہت آید و
عمل بہ بندہ آزادی طبع دارد و بدہ عاشق آزادی نخواہد تا ابد بہ بندہ دائم خلعت دارد و جو بہت بہ خلعت عاشق بہ
ویدا را دست بہ در گنج عشق و گرفت و شنیدہ بہ عشق دریا بہت قعرش ناپدید بہ قطر ہای بحر را نتوان شمر
ہفت دریا پیش آن بحر بہت خیر و بہ این سخن پایاں ندارد ای فلان بہ باز و در قصہ شیخ زمان اللغات
نزل بود و مجہول متعارف لعل بمعنی شاید و امید | **معنی** اور یہ بدن جو اس شیخ فطن اسے داناکا ہو اسکو
کچھ اور کہ یہ اور ہی چیز ہو جو عاشق عشق خدا کا ہو بھلا وہ اور مزدوری کماں جبریل امین اور پھر جو رکب و
تو مجنون جو عاشق لیلی کو رکب و بدہ کا تھا اسکے سامنے ملک عالم کا ایک ادنی ساگ کی طرح تھا اور خاک رکب

ہر گیارہا بلکہ زکریا چیز ہی جان کا اندیشہ نہ تھا اگرگ و شیر اور سارے درندے اُس سے واقف تھے مثل اپن کے اُسکے پاس جمع ہوتے تھے کہ یہ خوے حیوان سے بالکل پاک ہو گیا ہو عشق سے بھرا ہو اسکا لحم شحم زہر ناک ہو اُس لیے کہ عشق بھی زہر ہی خود کا زہر شکر ہے اور ایسا زہر جیسے دو کا زہر اس سبب شکر اچھی چیز ہو اور شیرین اور اچھی چیز کی ضد بڑی چیز ہوتی ہو یہاں کے لذائذ وہاں کے لیے مہر تلخ ہیں مگر عاشق کے گوشت کو کوئی درندہ نہیں کھا سکتا کیہ ہر نیک و بد میں مشہور ہو اور مثلاً اگر دام و دودا اُسکو کھا بھی لیں تو وہ گوشت عاشق کا اس کے حق میں زہر ہو کہ اُسکو مار ڈالے گا اس لیے کہ عشق کے سوا جو چیز ہو سب خوراک عشق کی ہو اسکی سفار کے سامنے دونوں جہان ایک دانہ ہیں پھر بتاؤ تو دانہ بھی کسی مرغ کو کھا لیتا ہو اور گھوڑا بھی کہیں کا بدان کو چر لیتا ہو جو عشق کو کوئی کھائے یا چرے تو اگر عاشق ہونا چاہتا ہو تو بندگی کر شاید عشق تجھکو حاصل ہو جائے بندگی حصول عشق کے واسطے کسب ہو کہ یہی اس کام میں آتی ہو یہ بندگی ایسی ہو کہ کوئی بندہ جو کسی کا ہو تو بے ہمیشہ آزادی کی بکوشش تمام طلب رکھتا ہو عاشق اپنی آزادی ابد تک نہیں چاہتا وہ بندگی میں آزادی جانتا ہو بندہ اپنے مالک سے ہمیشہ خلعت و روزیہ ڈھونڈھتا ہو عاشق کا خلعت بس اُسکا دیدار ہو اب فرماتے ہیں عشق ایسی چیز نہیں ہو جو گفت و شنید میں سما جائے عشق ایک دریا ہے تھاہ ہو پھر دریا کے قطرون کو کون شمار کر سکتا ہو ساون سمندر اسکے سامنے ایک چھوٹی سی مٹی ہیں غرض عشق کی تو کچھ حد نہیں ہو اب ای فلان پھر

قصہ شیخ زمان کی طرف چل

حکایت لولاک لما خلقت الافلاک کے معنی میں

قولہ شد چنین شے گدای کو کہو یہ عشق آمد لا ابالی اتقوا یہ عشق جو شد بھر را مانند دیگ یہ عشق شاید کوہ را مانند ریگ یہ عشق بشگا ذر فلک را حد رشکاف یہ عشق انداز درین را از گراف یہ باعمر بود عشق پاک جفت یہ بہر عشق اور اخذ لولاک گفت یہ ملتے و عشق او چون بود و نہ پس مراد از انبیا تخصیص کر دہ کر نمودے بہر عشق پاک را نہ کی وجودی دادی افلاک را یہ من بدان افراشم چرخ سنی یہ تا علو عشق را فنی کنی یہ منفعتاے دگر اندیز چرخ بہ آن جو بیضہ تابع آمد این چو فرخ بہ خاک را من خار کردم یکسری یہ تا زول عاشقان بودے برے یہ خاک را دادیم سبزی دلی بہ تا ز تبدیل فقیر اگر شویے بہ با تو گویند این جبال را سیات یہ وصف حال عاشقان اندر ثبات چہ اگر چہ آن میںست این نقش ای پسر نہ تا بفهم تو شود نزدیک تر یہ غصہ را باخار تشبیہ کنند آن نباشد لیک تشبیہ کنند آن دل قاسی کہ سنگین خواہند نہ تا مناسب بد منائے را ندند نہ در تصور در نیاید عین آن یہ غیب بر تصویر نفیش مدان بہ اللغات سنی بزرگ قرخ جو زہ مرغ را سیات بلند قاسی سخت اے فرماتے ہیں دیکھو عشق ایسی شے ہو کہ ایسے شیخ کو گلی گلی کا گدا بنایا یہ عشق بڑا لا ابالی ہو

کسی سے ڈرتا ہی نہیں بس اس سے بچتے رہو عشق سمندر جیسی چیز کو ایسا کھولا ڈالتا ہی جیسے دیگ کھولتی ہو اور پہاڑ کو ریگ کے مثل گھس ڈالتا ہی عشق آسمان ہی مستحکم محو شے میں سرشگاف کرتا ہو اور اسکے پار ہوتا ہو اور عشق زمین کو شیخی سے گرا دیتا ہو کوئی شیخی نہیں چیلے دنیا عشق پاک محو کے ساتھ جفت تھا اسی عشق کے سبب سے خدا تعالیٰ نے انکو دلاک کما خیر ہی عشق میں منتی اور گیتا تھے اسی واسطے انکو انہیا سے مخصوص کیا کہ اگر تم عشق پاک کے واسطے ہوتے تو میں افلاک کو کب عالم وجود میں لاتا میں نے اسی واسطے چرخ کو بلند کیا ہو اور بزرگ تو تو انکے علو عشق کو سمجھے اور سوا اسکے اور شفقتیں ہیں جو اس چرخ سے ہوتی ہیں کہ وہ مثل بیضے کے تابع ہیں اور یہ مثل مرغ کے خاک کو میں نے بالکل مثل خار کے کر دیا تو اسکو دیکھ کے دل عاشقوں سے بوجہ حاصل کرے کہ ایسے ہی اس میں خار بھرے ہیں پھر خاک کو سبزی و تازگی بھی دی تا جائے کہ فقیر کو بھی ایسی ہی تبدیل ہوتی ہے یہ پہاڑ بلند جو پر ثبات و قرار ہیں وصف حال عاشقوں کے ہیں کہ وہ بھی ایسے ہی عشق میں ثابت و قائم ہیں اگرچہ وہ ثبات منے ہی اور یہ ظاہر صورت پہاڑ کی نقش نگارے پس یہ اس واسطے کہا کہ تو اسکو خوب سمجھ لے اور تیری فہم کے نزدیک تر ہو جیسے خصے کو خار سے تشبیہ کرتے ہیں غصہ خار نہیں ہوتا مگر آگاہی کے واسطے ایسا کہتے ہیں ایسے ہی دل سنگین کو جو قاسی کہتے ہیں وہ دل کہ مناسب دل کے نہ تھا ایک مثال قاسی کے ساتھ جاری کر دی آئیے کہ جب تصویر میں ذات کسی شے کی نہیں آتی تو ایسے کہہ دیتے ہیں بس عیب تصور کا ہی نفی عین کی مت جان

جانا شیخ کا ایک امیر کے مکان پر گدالی کو ایک دن میں چار دفعہ باشارت اور عتاب امیر کا شیخ پر

قولہ شیخ روزی چار کرت چون فقیر بہر گدیہ رفت بر قصر امیر در کفش زنبیل شے شد زنانہ خالو جان مے بجوید تے نان نہ لقلہاے باز گونہ است ای پس تو عقل کلی را کند ہم خیرہ سر چون امیرش دید گفتش اے وقیعہ گویت چیزے منہ نام شیخ ہاخی خس بے شرم چندین گفتگو تاسکے و تا چندین زندق و تو توجہ انجی سفری و چہ رویت و چکارہ کہ روزی اندر آئی چند بارہ کیست اینجا شیخ اندر بند تو بہ من ندیدم نرگدا مانند توہ حرمت دآب گدایان بردہ ہا این چہ عباسی زشت آدوہ ہا غاشیہ بروش آن عباس خس ہا شیخ محمد رامباو این خس نفس ہا گفت امیر ابندہ فرام نم خوش ہا تاشی آگہ نہ چندین کوش بہ ہر نان در غویش سرص اردید مے ہا حکم نان خوانہ را بر دید مے ہا غشت سال از سوز عشق جسم ہر ہا دریا بان خوردہ ام من برگ رزہ اللغات تا بطنے عدو جیسے یکتا دوتا شیخ بخیل سفری با فقر سخت ردولی و عیالی املعنے

فرماتے ہیں ایک دن شیخ چار دفعہ دن میں فقر کی طرح ایک امیر کے مکان پر مانگے گیا زنبیل ہاتھ میں لیے
 شے لے کر کتا کہ خالق جان کا ایک عدد روٹی مانگتا ہے دیکھو ایسے اٹے معاملے ہیں جس میں عقل کلی بھی حیران
 و دو گ ہوئی اور عقل کلی عقل کل جو کتا یہ حضرت جبریل سے ہے اور حیرانی یہ کہ خالق جان کا روٹی مانگے
 جب امیر نے اسکو دیکھا کہا اے بے شرم اگر میں تجھکو کچھ کہوں کہ تو چار دفعہ آجکا ہی تو جھگو بخیل مت کیو تیری
 حرکت قابل کئے کے ہے اسے نا چیز بے شرم کتنی باتیں تجھکو آتی ہیں کب تک اور کہاں تک اس بل کو دوسرا
 اور مضبوط کرے گا کیسی بچیائی کیسی تیری صورت ہو اور کیسے تیرے فعل ہیں کہ ایک دن میں بار بار مانگنے کو
 آتا ہے اے شیخ یہاں کون ایسا ہے جو تیری فکر میں بیٹھا ہو اور تیرے بند میں ہو میں نے تجھ سادہ فقیروں
 فقیروں میں کوئی نہیں دیکھا تو نے تو عنایت و آبرو اور فقیروں کی بھی آمار لی یہ کیسی عیاسی بد تو نے ظاہر کی
 اور کہاں سے لایا ہے تو تو عباس غس کا بھی مرشد ہے اور وہ تیرا غاشیہ بردار مثل غلام اور خد شکار کے
 جیسے تیرے نفس میں ناچیزی ہے خدا کسی ملحد میں بھی نہ کرے شیخ نے کہا اے امیر چپ رہ میں بندہ
 فرمان کا ہوں تو میری آتش و روئی سے آگاہ نہیں ہے پھر کیوں بہت سی کوشش گفتگو میں کرتا ہو میں وہ
 ہوں کہ اگر آپ میں روٹی کے واسطے یہ حرص پاتا تو اس شکم نان خواہ ہی کو بھار ڈالتا میں نے تو سات
 برس جنگل میں بہ سبب سوز عشق کے جو جسم کا پیکارنے والا ہے پتے انگور کے کھائے ہیں پھر حرص کیسی قول
 تازہ برگ خشک و تازہ خوردہ ام نہ سبز گشتہ بود این رنگ تنم نہ تا تو باشی در حجاب بولہ بشری سرسری در
 عاشقان کمتر نگاہ زیر کان کہ موی را بشکاقتند علم ہیئت را بجان در یافتند علم نیرنجات و سحر و فلسفہ گر حیر
 نشناختند حتی المعرفہ بلکہ کو شید نہ تا مکان خود نہ برگزشتند از ہمہ اقران خود عشق غیرت کرد و خود را در
 کشیدند شد چنین خورشید زایشان نا پدید نہ نور چشمے کو بر وزا ستارہ دیدہ آفتابی چون اور و در کشیدند زین
 گذر کن سپردن بپذیر ہیں بہ عاشقان را تو چشم عشق میں نہ وقت نازک گشتہ دجان در رصدہ با تو نتوان گفت
 این دم عذر خود نہ فہم کن موقوف این گفتن مباشرت سینہ ماے عاشقان کمتر تراش نہ بے کمالی بردہ تو زین
 نشاطہ حزم را گذار و لیکن احتیاطہ واجبست و جائزہ ست و ستحیل نہ تو سطر اگیر در حزم و دخیل نہ اللغات
 نیرنجات سحر و افسون و شعبدہ و طلسم رصد امید رکھنا و منتظر ہونا فلسفہ حکمت مستحیل محال و نامکن و حیلہ گزار
 و منتظر منتظرین میانہ حقیقی ہر چیز کا باطل عرض فہمی لاغری وغیرہ میں در میان ہو و دخیل وہ کہ کسی کے کار و عمل
 میں دخل رکھتا ہو اور دوست و خاص اہل معنی میں نے اس درخشک و تازہ پتے کھائے ہیں کہ میرے
 جسم کا رنگ سبز ہو گیا تو جب تک حجاب بولہ بشری میں نے زندہ بصورت بشری ہو تب تک سرسری
 نظر سے عاشقوں کو مت دیکھو ان زیر کون نے کہ بال کی کھال نکالی ہے اور علم ہیئت کو بجان و دل بڑی

توجہ سے حاصل کیا ہو اور علم طلسم و سحر اور حکمت سیکھی ہو اگرچہ جوتی اسکے بچانے کا تھا ویسا نہیں بچانا لیکن
حتی الامکان نہایت کوشش کی ایسی کہ اپنے اثران و امثال سے گویا بڑھ گئے لیکن عشق نے جو اصل شے ہے
غیرت کی اور اُن سے آپ کو کھینچا بچایا اور ایسا آفتاب اُن سے ناپدید ہو گیا وہ تو چشم کا جو ن کو تارے دیکھے
دیکھ تو آفتاب نے اُس سے کیسا منحہ پھیر لیا کہ وہ اُس کو چشم کو نہیں سوچتا یہ طعن ہیست و فلسفہ والوں پر ہے
اب اسکو جانے دے اور خبردار میری نصیحت مان عاشقوں کو جب دیکھے تو چشم حشر ہی سے دیکھ وقت
نازک ہو گیا اور میں بجان اپنی امید و انتظار میں ہوں اس وقت عذر اپنا تجھے نہیں کہہ سکتا تو سمجھ
میرے کئے پر موقوف مت رکھ اور سینے عاشقوں کے مست نوچے عاشقوں کو جو نشاط حاصل ہے اسکا
کچھ نہ کچھ تو آخر کچھ لگایا ہی اسی کے موافق ہوشیاری کو مست چھوڑا اور اعتیاد کیے جا تین باتوں سے کوئی
شے خالی نہیں ہے واجب ہو یا جائز یا محال دمتنع تو اپنے خرم میں اور جس کام میں دخیل ہو و وسط کو اختیار کر
جیسا کہ فرمایا ہے خیر الامور اوسطها

گریبان ہونا امیر کا نصیحت شیخ سے اور عکس اسکے صدق کا اس پر پڑنا
اور ایثار کرنا مخزن اپنا شیخ پر اور قبول نہ کرنا شیخ کا بے امر غیب سے

قولہ این بگفت و گریہ در شدہای ہای بہ اشک غلطان برخ ادجای جای بہ صدق ادہم بر ضمیر میرزد
عشق ہر دم طرفہ دیگے پزد بہ صدق احمد بر جمال ماہ زوہ بلکہ ہر خورشید رخشان راہ زوہ صدق عاشق
برجادی سے تندہ چہ عجب گریہ دل دانا ز ندہ صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زوہ بلکہ بردیا سے پراشکوہ ندہ
ردبر و آوردہ ہر دور نفیہ گشت گریبان ہم امیر و ہم فقیر ساعتی بسیار چون بگریستند گفت میرا کہ
خیزای ارچند بہ ہرچہ خواہی از خزینہ برگزین بہ اگرچہ استحقاق داری صد چنین بہ خانہ زان تسست ہر چیت
میل است بہ برگزین خود ہر دو عالم اندکست بہ گفت دستوری نہادند چنین بہ کہ بدست خویش چیزے
برگزین بہ من ز خود نتوانم این کردن فضول بہ کہ کنم من این و خیال نہ دخول بہ این بہانہ کرد و مہرہ در بودہ مانع
این بد کہ عطا صادق بنودہ کہ چہ صادق بود و بیغل بود و چشم بہ شیخ را ہر صدق می ناید بہ چشم بہ گفت نہ مرا ہم
چنین دادہ است کہ کہ گدایانہ برد چیز ہی بخواد بہ ما گدایانہ انان در خواستیم بہ ورنہ اناموال بے پروا ستیم بہ
اللغات فضول اپنی طرف سے کچھ زیادتی کرنا اس لئے شیخ نے جو او پر مذکور ہوا کہا اور ہاے ہاے
کر کے ایسا رویا کہ آنسو اسکے چہرے پر جا بجا بہنے لگے اسکی گریہ کے صدق نے امیر کے دل پر بھی اثر
کیا اس واسطے کہ عشق بھی عجیب عجیب ہاٹن بیان پکاتا ہے اور مزے چکھاتا ہے دیکھو حضرت احمد کے
صدق نے جمال ماہ پر کیسا حملہ کیا کہ دو ٹکڑے کر دیا جیسا کہ معجزہ شوق القمر کو ہوا اور ماہ کیا بلکہ خورشید رخشان کی

راہ ماری کہ چلتے نہ دیا چنانچہ عصر کے وقت آپ کی نماز تک ٹھہرا رہا تھا عاشق کا صدق تو جمادی پر اثر کرتا ہے جو کہ دانا و جاندار نہیں مثلاً مہر و ماہ پھر دانا و جاندار کے دل پر کیسے نہ اثر کرے ایسے ہی موسیٰ کے صدق نے عصا و پہاڑ میں اثر کیا کہ عصا سواے اتر دہا بننے کے ہر جہت کی چیز ان کی بنجائا تھا مثلاً مثل کشتی و گھوڑے وغیرہ کے اور پہاڑیچے طور انھیں کے سبب سے ہنگام بجلی الٹی ناچنے لگا اور دریائے نیل جو پر شکوہ ہی پھیٹ گیا راہین خشک اُس میں بن گئیں اور سواے کوہ طور کے پتھروں سے چشمے جاری ہوئے علیٰ ہذا شیخ کے صدق نے دونوں میں اثر کیا دونوں روبرو ہو گئے یعنی امیر و فقیر چلا چلا کے رونے لگے ایک ساعت جب بہت سارے لیے تو امیر نے اُس فقیر سے کہا کہ اے اب اٹھا اے ارجمند جو چاہے سو میرے خزانے سے لے لے اگرچہ میرا خزانہ تیرے لائق نہیں ہے تو تو ایسے ایسے سیکڑوں کا ستحق ہو میرے گھر کا تو مالک ہو جو تیری خواہش ہو لے لے اور یہ کیا ہے تیرے مقابلے میں تو دونوں جہان کچھ چیز نہیں شیخ نے کہا مجھ کو یہ اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کی لیلوں میں اپنی طرف سے یہ زیادتی نہیں کر سکتا ہوں کہ دخیلون کی طرح اپنا دخل کروں تبس یہ بہانہ کر کے مہرہ اپنا بچا لیا اور مانع اسکی یہ بات ہوئی کہ وہ عطا صادق نہ تھی اگرچہ نے نفسہ صادق اور بغل و خشم تھی یعنی گھٹائی و برائی اور بے رضائے تھی تاہم شیخ کی نظر میں ہر صدق کب آتا ہو گا مجھ کو تو خدا سے تعالیٰ کا یہ حکم ہو کہ فقیروں کی طرح پھر کے مانگ اسی سبب فقیروں کی طرح مانگتا ہوں ورنہ میں جملہ اموال دنیا سے بے پروا ہوں

اشارہ ہونا شیخ کو کہ دو برس تو تو نے ہمارے حکم سے لیا اور دیا بعد اسکے نہ کسی سے لے نہ کسی کو دے بس پورے کے کینچے ہاتھ ڈال کہ ہم اُس کو انبان ابوہریرہ کی کر دین تا جو کچھ تو اُس سے مانگے پائے تا لوگوں کو یقین ہو کہ سواے اس جہان کے دوسرا جہان بھی ہے کہ خاک ہاتھ میں لے کر ہو جائے اور مردہ اس میں آئے زندہ ہو جائے نحس اکبر سعد اکبر ہو جائے اور کفر ایمان اور زہر تریاق اور وہ عالم نہ اس عالم میں داخل ہے نہ خارج نہ فوق نہ تحت نہ متصل نہ منفصل بیچون و چکون ہر خطہ اُس کے ہزار عمر اور نمونے جیسے صنعت ہاتھ کی ہاتھ کے ساتھ اور غمزہ چشم کا چشم کے ساتھ اور فصاحت زبان کی زبان کے ساتھ نہ داخل ہے نہ خارج نہ متصل نہ منفصل

تو کہ تا دو سال این کار کرد آن مرد کارہ بعد از ان امر آمدش از کردگار پند ازین مبدہ دلی از

قولہ پیش اور روشن ضمیر سے ہر کسی کا انفق و دام دار و مفلسی پر ہرچہ در دل دہشتی کن پشت خم بنہ ران داد
 نہ بسیار دم پس گفتندش چہ دانستی کہ او بنہ این قدر اندیشہ دارد ای عمو بنہ ادب گفتی خانہ دل خلوت است بنہ خلصے
 از گدیہ مثال جنت است بنہ اندران جز عشق یزدان کار نیست بنہ جز خیال وصل و دیار نیست بنہ خانہ را
 من رونم از نیک و بد بنہ خانہ ام برگشت از نور احد بنہ ہرچہ بنیم اندر و غیر خدا بنہ آن من نبود بود عکس گدا بنہ
 گرد آبے نخل یا عرجون نمود بنہ جز عکس نخل بیرون نبود بنہ درنگ آب از بہمنی صورتے بنہ عکس بیرون
 باشند آن نقش اسے فتنے بنہ لیک تا آب از قدر خالی شدن بنہ تنقیہ شرط است در جوی بدن بنہ تا مانند تیر گے
 و خس درو بنہ تا این گرد و ناپید عکس رو بنہ جز گلاب در تنست کو ای بقل بنہ آب صافی کن تو زود ای خصم دل بنہ
 تو برانی ہر دے کز خواب خور بنہ خاک ریزی اندرین جو بیشتر بنہ چون درون آب انا نہا خالی است بنہ عکس
 روبا از برون در آب جست بنہ اللغات ضمیر از دیار باشند خانہ عرجون چوب خشک حسر ما
 قدر گندگی گو برد و غیرہ نقل بضم و کسر قاف درویش اسطے یعنی شیخ کے سامنے ضمیر ہر کسی کا یعنی جو جسکے
 دل میں ہوتا تھا روشن تھا چاہے فقیر ہو چاہے قرضدار چاہے کوئی مفلس جو کچھ کسی پوڑھے ضعیف کے
 دل میں ہوتا تھا اتنا ہی اسکو دیدیتا تھا تھوڑا بہت لوگ کہتے کہ تو نے کیا جانا ای عمو کہ اتنا ہی اس نے
 سوچا تھا تو شیخ کہتا کہ خانہ دل کا ایک خلوت ہو گداگری و حاجت سے خالی مثل جنت کے اس میں
 سوائے عشق خدا کے اور کام نہیں ہو سوائے وصل یار کے کوئی اس گھر کا گھر والا نہیں سوینے
 اس گھر کو جگہ نیک و بد سے جھاڑ کے صاف کیا اور یہ گھر نور پاک احد سے بھر گیا آب جو کچھ اس میں
 علاوہ نور خدا کے دیکھتا ہوں وہ میری ملکیت سے نہیں ہو ملکیت گدا سے ہو مثلاً پانی میں اگر درخت
 خرے کا معلوم ہو یا کوئی سوکھی لکڑی اسکی تو وہ جو باہر پانی سے درخت ہو اسکا یہ عکس ہی ایسے ہی اگر
 پانی کی تھا وہ میں کوئی صورت دکھائی دے تو اسے فتنے وہ عکس اس نقش بیرون کا ہے لیکن پانی کا
 تا ورات سے خالی ہونے تک تنقیہ اپنی نہر بدن کا ضرور ہو تو گاؤ کو گھوڑا اس میں نہ رہے اور وہ اس میں ہو جائے
 اور عکس رو کو دکھائے آب اسے درویش تیرے تن میں تو سوائے گلاب کے اور کچھ نہ لینے تو کہان ہو
 بجھکے دشمن دل کے لازم ہو کہ آب صافی کر لیکن تو تو ہر دم اس بات پر زیادہ مستعد ہو کہ خواب و
 خور سے اس نہر میں خاک ہی ڈالتا رہوں اور جب درون آب کا ان سب سے خالی ہو تو ضرور عکس
 صورت بیرونی کا اس سے ظاہر ہوگا

بیان اس سبب میں جس سے ضمیر دل خلق جابجا ہے

قولہ بس مصفا کن ضمیر خویش را بنہ تا بدانی سر ہر درویش را بنہ بس ترا باطن مصفا نا شدہ بنہ خانہ پر از دیو و انس

ودہ ذہن اے خزانہ ستیزہ ماندہ ازخرمی ہرگز ارواحِ میحاً بوبری ہرگز شناسی گز خیالی نہ کنند نہ کلامی کہنے
سر بر نہ چون ظلالی نہ شود و در زہدن ہرگز تا خیالست از در نہ رفتن ہرگز اسے لے لے لے اگر ضمیر دلِ مخلوق کا جانتا
چاہتا ہو تو اپنے درون کو مصفا کر تو بھید ہر درویش کا جانے گا اور جب تیرا باطن مصفا نہیں ہوا اور گھبریں
تیرے دیو اور بنمائن اور درندے بھرتے ہیں جو عبارتِ خیالات یہودہ وغیرہ سے ہی تو کیسے یہ بات
میسر ہو اسے کہ اسے تو اپنے گدھے پن سے اس تیزہ بین تھکا ہوا ہی پھر تو میحاً کی ارواح سے بویسے پائیگا
اور کیا جانے گا اگر کوئی خیالِ ظاہر ہوگا کہ یہ کس ٹھکانے سے ہی آیا دیو اور ناس و دوسے ہے یا ارواح سے
اور یہ بات کب حاصل ہوتی ہو کہ جب زہر سے تن مثل خلال کے لاغر ہو جائے تو خیالِ درون سے
صاف ہو پاتے ہیں

غالب ہونا مکر و باہ کا اور عاجز ہونا گدھے کا حرص سے

قولہ خربسے کو شدید اور ادفع گفت ہرگز ایک جوع الکلب باخبر و جفت ہرگز غالب آمد حرص و صبر ش
شد ضعیف پس کلو ہا بر و عشق غیث ہرگز ان رسولی کش جہالت داد دوست ہرگز و فقر ان مکن کفر آمد
گشتہ بود آن خر جماعت را اسیر ہرگز گفت اگر مکرست یکہ مردہ گیر ہرگز عذاب جوع یکہ دار ہم ہرگز حیات
انیست من مردہ ہم ہرگز ز اول توبہ و سوگند خورد ہرگز عاقبت ہم از خری خبطی بکرو ہرگز حرص کو روا حق و
نادان کند ہرگز را بر احمقان آسان کند ہرگز نیست آسان مرگ ہرگز ان خزان ہرگز نہ دارند آسب جان
جاودان ہرگز چون نہ در دجان جاویدان شقیست ہرگز جرات اور اجل از حقیقت ہرگز کن تاجا ان مخلد گردست
تا برو ز مرگ برگی باشد ہرگز اعتمادش نیز بر خاق نبود ہرگز نہ برائش اندر و از غیب جو ہرگز نہ آگوش فضل ہرگز
نداشت ہرگز کہ ہرگز بر تنش جوعی گماشت اسے لے لے لے فرماتے ہیں گدھے نے بہت کوشش کی اور اسے قول کہ
رفع کیا لیکن یہ بھی تھا کہ جوع الکلب سے خود بھی جفت ہو رہا تھا پس حرص غالب پڑی صبر کو اسے
ضعیف پا کے رہا لیا اور کیون نہ روٹی کے عشق نے یہ کیا بہت سے گلے کاتے ہیں وہ رسول جن سے
حقیقتیں اشیا کی ہرگز حاصل ہوئی ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے فرمایا کہ لا فقران کیون
کفر اقرب ہرگز یہ کہ فقر کفر ہو جائے یہ گدھا بھی بھوک میں اسیر تھا دل میں کہا کہ اگر وہ باہ کا مکر ہی ہو تو بلا سے
آخر ایک دفعہ مرنا ہو اس بھوک کے عذاب سے جو ہر وقت ہرگز ایک بار کی چھوٹ جاؤں اس لیے کہ اگر
ہی زندگی ہو تو اس سے مرنا ہی اچھا دیکھو خرنے کہ پہلے توبہ کی ہرگز قسم خدا کی کھائی تھی جیسا کہ اوپر گذرا
اب اس خط میں پڑ گیا لا جرم حرص ایسی چیز ہے کہ آدمی کو اندھا اور نادان و احمق کر دیتی ہے یہاں تک
کہ مرنے کو احمقوں پر آسان ٹھہر دیتی ہو اور حالانکہ مرگ جان احمقوں پر آسان نہیں ہو اس لیے کہ اب

حیات جان جاودان کی انکو حاصل نہیں اور جب جان جاودان نہیں ہے یعنی عشق تو شقی ہی بھر شقی اگر حیات
مرنے پر کرے تو اسکی حماقت ہے اس واسطے کہ بحالت حیات عذابات الہی سے بچا ہوا ہو اور عاشق دیدار
الہی سے مرنے تک فراق میں ہی لا بد اسکا مرگ کو آسان جاننا صحیح ہے تا جلدی وصل کو پہنچے لہذا
کوشش کرو تو جان تیری مخلد ہو جائے اور بروز مرگ تیرے واسطے برگ و سامان بچائے اس
گدھے کو اعتماد و خالق پر بھی نہ تھا کہ وہ غیب سے جو داسپر بٹوئیکا اب تک تو اسکے فضل نے اسکو پروزی نہیں کھا
گو کبھی کبھی بھوک کو اسکے تن پر تعین کیا

بجوع و احتما کی فضیلت میں

قولہ گر نباشد بجوع صدر بنج و گریہ از پئے ہیضہ برآرد او تو سر بنج بجوع اور بنجا پاکیزہ تر ہے خاصہ در بجوع است
صدر فضل و بہتر بنج بجوع اسلے بود خود نان علل بنج بلطف و ہم بغفت و ہم عمل بجوع خود در مان و دار و ہاست
ہین بنج بجوع بر جان نہ چنین خوارش میں بنج بجوع نوز چشم باشد در بصر بجوع باشد قابلیت در نظر بنج حلقہ ناخوش
از جماعت خوش نشود بنج حلقہ خوشابے مجاعت است رد اللغات ہیضہ مرض معروف علل جمع علت بیماری
بصر بینائی مجاعت بھوکا ہونا رد بتشدید دال شے ناگوار اسلے اگر بھوک نہ تو اور سیکڑن بنج ہیضے کے
واسطے ٹھکے سر نکالیں پس بنج بھوک کا سب رجحون سے پاکیزہ تر ہے کہ مذمت نفی اور خصوص بھوک میں
سیکڑن فضل و بہتر ہیں لہذا بنج بھوک کا اوٹے ہے اس راہ سے سب علتوں سے پاک ہوتا ہے اور سیکڑن
راہ سے بھی اور عمل کی راہ سے بھی خیر دار ہو جان لے کہ بھوک خود عللج و دوا ہر مرض کی ہے تو بھوک کو
انجی جان پر رکھ اور ذلیل و خوار مت جان بھوک بینائی کے واسطے نوز چشم ہے اور بھوک ہی بصر میں قابلیت
نظر کی ہے چنیون ناخوش ہیں بھوک سے سب خوش ہو جاتی ہیں اور جتنی خوش ہیں بھوک
سب رہو جاتی ہیں

تمثیل صبر و مجاعت میں

قولہ آن کی می خورد نان تحفہ بنج گفت سائل چون بدین دارد شرہ بنج گفت بجوع از صبر چون دو تا شود بنجان
جو بدین میں حلوا شود پس تو اتم کہ ہمہ حلوا خود بنج چون کتم صبر صبری لاجرم بنج خود نباشد بجوع ہر کس را زبون بنج
کاین علف زاریست زانندہ برون بنج جو مرخصان حق دادا وہ اند تا شود از بجوع شیر زور مند بنج جو حلف
گدازا کے دہند بنج چون علف کم نیست پیش او نہند کہ بخور تو ہم بدین از زانی بنج تو نہ مرغاب مرغ نایس بنج
ہو داند سر ترا جز فکر نان بنج ناید اندر خاطر جز ذکر ان بنج بعد چندین سال حاصل چیست بنج جو مردن پر بود
زمین زیست اللغات تحفہ بالفتح جو دھوسی جو گندم اسلے ایک شخص روٹی دھوسی کی کھاتا تھا

ایک سال نے کہا کہ بھوکا اسکے کھانے پر عرض کیوں ہو کہا بھوک جب صبر سے عاجز ہو جاتی ہو تو جو کی روٹی میرے سامنے حلو ہو جاتی ہو پس جب کہ میں صبر صبور کی کاروں کو ضرور ہو کہ ہر شے سے حلو اٹھا سکتا ہوں ہر شے حلو کے کا فرادے کی یہ بھوک چاہیے کہ کسی کو زبون نہواس سبب سے کہ یہ خود ایک علت مراد ہے اندازہ ہو جس میں ہر قسم کے مزے ہیں یہ بھوک ایسی پسندیدہ چیز ہو کہ قضا و قدر نے خاصوں کو دی ہو نہ عوام کو تا وہ اسکی بدولت شیر زور مند ہو جائیں اور ہر مسخرے کا کو بھوک کب دیتے ہیں جو کہ علت کی خدا کے یہاں کمی نہیں ہو لہذا بہت سی اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں اس میں بھی فاعل قضا و قدر ہیں کہ لے کھا تو اسی کے لائق ہو تو مرغ آب کا نہیں ہی جیسے آنحضرت اگر چاہہ فرم پر تشریف لیجاتے تھے اور پانی پر کہ قافرانے تھے تو مرغ روٹی کا ہواے شک بندہ تیرے سر میں بھر فکران کے اور کچھ نہیں ہو اور ہر وقت اسی کا ذکر تیرے دل میں گذرتا ہو خدا کے ذکر و فکر سے کچھ خبر نہیں لیکن یہ ابھی ہے بعد چند سال کے دیکھا جائے گا کہ تیرا حاصل و آمدنی اس قدر کھانے سے کیا ہو پس بھوک مرنے کی اچھی جس قدر ہو اور ایسی

زیست اچھی نہیں

حکایت ایک مرید حریص اور شیخ کی

قولہ شیخے شد بامریدے بید رنگ بد سوی شہری نان درانجا بود تنگ بد ترس جوع و قحط در جان مرید بد ہر دمی می گشت از غفلت مرید بد شیخ واقف بود و آگاہ ضمیر و گفت اورا چند باشی در حیرت از برای غصہ نان سوختی بد دیدہ از صبر و توکل و وحشی بد تونہ نان نازنینان عزیز بد کہ ترا درند بے جود و موزہ جوع رزق بھان خاصان خداست بد کے زبون اچھو تو کیج گداست بد ہاش فارغ توانا نہایتی بد کا ندین مطح تو بے نان بیستی بد کاسہ بر کاسہ است خوان بر خوان دمام بد از برای این شکم خندان عام بد چون بیری می دو دنان پیش پیش بد کاسے نرم پیوالی کشتہ خویش بد تو بر نفی ماند نان بر خیز گیز ای یکشتہ خویش را اندر حیرت بر سر ہر نقد بنوشتہ عیان بد کو فلان بن فلان بن فلان بد ہین توکل کن بلزان پا و دست بد رزق تو بر تو ز تو عاشق مرست بد عاشق است و نیز مذا و مول مول بد کو زبے صبریت و اندای فضول بد گرتا صبری بدی رزق آمدی بد خویش را چون عا شقان بر تو زدی بد این تب دلرزہ زخوف جوع چہست بد در توکل سیرے تائید زیست بد اللغات زحیر پیش مول درنگ و تاخیرا لمعنی ایک شیخ مرید کے ساتھ بے مائل ایسے شہر کی طرف جاتا تھا جہاں روٹی کی تنگی تھی یعنی قحط تھا اس مرید کے دل میں جوع و قحط کا بڑا خوف تھا اور ہر دم بسبب غفلت کے بڑھتا جاتا تھا شیخ واقف تھا اور ضمیر سے اسکی آگاہ اس سے کہا کہ کمان تک اس پیش میں پڑا ہے گا تو روٹی کے غم میں جلتا ہو اور صبر و توکل سے آنکھیں بند کر لی ہیں

کیا تو ان نازنینوں عزیز سے نہیں ہو جو بھوکو بے جود و میر کے رکھیں بھکونہ دین اسے احمق جو عورت رزق خاصان
خدا سے ہو تجھ سے احمق گدا کار رزق جو عکب ہو تو بھوکا نہیں رہے گا نجات رہ اس لیے تو ان سے
نہیں ہو جنکا رزق جو عکب ہو تو اس مطیع میں بھوکا بے نان نہیں کھڑا ہو جائیگا یہاں کاسے پر کاسہ اور خوان پر خوان
ہیں ہمیشہ ان کے لیے جو شکم خوار ہیں اور عام جب تو مرتا ہو تو روٹی تیرے آگے آگے دوڑتی ہو اور کستی ہو
کر اسے شخص تو نے بیٹھائی کے خوف سے آپ کو مارا ہے تو تو چل دیا اور روٹی رکھی اب اٹھ
اور لے کہ تو نے آپ کو اسی روٹی کی پیش میں مارا ہو اور روٹی کا آگے آگے ہونا یہ کہ بعض جھلما مردیکے
ساتھ روٹی بنام نہاد توشے کے رکھ دیتے ہیں تو نہیں جانتا ہر تھے کے سر پر لکھا ہو کہ یہ قلمہ فلان بن فلان
بن فلان کا ہے جسے تیرا قلمہ اور کون لے سکتا ہے اور اور کا تو کب لے سکتا ہے خبردار ہو توکل کہ
بہت ہاتھ پاؤں دست کیلکپاے تیرا رزق تجھ سے زیادہ تجھ پر عاشق ہے عاشق تو ہے مگر وہ ناز و غمزے
کرتا ہے اس لیے کہ تیری بے صبری سے اے فضول خوب واقف ہے کہ اس سے رہا نہیں
جائے گا ورنہ اگر تجھ کو صبر ہوتا تو رزق خود آتا اور عاشقوں کی طرح آپ کو تجھ پر ڈالتا بھکویہ تپ دلرزہ
بھوک کے خوف سے کیوں ہو توکل کر توکل میں زیست سیری سے کر سکتا ہے

حکایت اس گاؤں حریص کی کہ ہر روز صبح پر علف دیکھتی ہو اور چرتی ہو تا قریب ہوئے
اور غم روزی فردا سے لاغر ہوتی ہو

قولہ یک جزیرہ سیر مست اندر جہان ہذا اندر و گادست تنہا خوش دہان ہذا جملہ صحراراجہ و اواسشب ہذا تاشود
رفت و عظیم و منتخب ہر شب زانندیشہ کہ فردا چہ خورم ہذا گرد و اوچون تار و مولا غرغم ہذا چون برآید صبح بیند سیر و شست
نامیان رستہ تفصیل و سیر گشت ہذا اندر افتد گاؤں جوع البقر ہذا تاہ شب اور اچرد او سر بسر ہذا تا کہ زفت
و فرہ و لمر شود ہذا آن تنش از پیہ وقت پر شود ہذا بالشب اندر تپ افتد از فرزع ہذا تاشود لاغر
از خوف نتیجہ ہذا کہ چہ خواہم خورد و فردا وقت خور ہذا سالما انست خوف آن بقرب و ہج مندیشد کہ چندین سال
من ہذا می خورم زمین سبز ہذا روزین چمن ہذا ہج روزی کم نیابد روزیم ہذا پیست این ترس و غم و دلسوزیم ہذا باز
چون شب می شود آن گاؤں زفت ہذا می شود لاغر کہ آدہ رزق رفت ہذا نفس آن گاؤں دست و این دشت این
جہان ہذا کہ می لاغر شود از خوف نان ہذا کہ چہ خواہم خورد مستقبل عجب ہذا لوت فردا از کجا سازم طلب ہذا
سالما خوردی و کم نازد خورہ ترک مستقبل کن ماضی نگذرت پوت خوردہ راہم یاد داری منکر اندر عتاب ہذا
کہ ہاش ناریہ قصہ این گاؤں ایکسوند ہذا نان خرد نان شیر ز پیام دہ ہذا اللغات تفصیل غویہ کمتر فرہ و توے
فرع غم و اندوہ نتیجہ جائے گاہ آب و گیاه آدہ کلمہ افسوس لوت نعمت لذت لوت پوت نعمت غایب آئندہ

المعنی بطور تشبیل فرماتے ہیں کہ مثلاً ایک جزیرہ سبز ہو جہاں میں اور اس میں ایک گاؤں ہو خوب تنہا چرنے والی تمام صحرا کو وہ رات تک چرتی ہو تا خوب فریہ اور جہیم اور منتخب سب میں برگزیدہ ہو جائے لیکن بات بھروسہ اس سوچ میں کہ کل کیا کھاؤنگی تارمو کی طرح لاغر ہو جاتی ہو جب صبح ہوئی دشت کو ویسے ہی سبز دیکھا کہ کرم تک نوید اور کھیت خوب سبز رہے ہوئے ہیں پھر اس میں جمع البقر ٹپک گئی جو تمام اعضا کا بھوکا ہو جانا ہوا اب رات تک خوب آسکو چرتی رہی یہاں تک کہ بالکل چر لیا تا قوی اور فریہ اور موٹی ہو جائے اور جسم آسکا چربی و قوت سے بھر جائے پھر رات کو اسی غم و اندوہ کی تپ میں مبتلا ہوئی کہ خوف آب گیاہ سے لاغر ہوئی کہ کل کو وقت خورش کیا کھاؤنگی ایسے ہی برسوں اُس گاؤں کا بھی خوف ہوا اور ذرا نہیں سوسختی کہ برسوں میں اس سبزہ نارا اور اس چمن سے کھایا ہوا اور کسی دن میری روزی سے ذرا کم چھو کہ نہیں ملا پھر میں کیوں بھرون کیوں غم کروں کیوں اپنا دل جلاؤں میں بعد جب رات ہوتی تو وہ گاؤں فریہ لاغر ہو گئی کہ افسوس رزق کیا جس اب فرماتے ہیں کہ وہ گاؤں یہ نفس ہے اور دشت یہ جہاں کہ یہ نفس روٹی کے غم سے جو روز پاتا ہے تاہم لاغر ہوتا ہے کہ آئندہ کیا کھاؤں گا اب نعمت کل کے واسطے کہاں سے پاؤں کہاں ڈھونڈھوں یہ خیال نہیں ہو کہ برسوں کھاتا رہا ہے اور خوراک سے کبھی کم نہیں ملا لہذا آئندہ کو ترک کر اور گذشتہ پر نظر ڈال کیسا پاتا رہا ہو جو نعمتیں لذت کھا چکا ہو انکو بھی تو یاد کر آئندہ کو دیکھ دیکھ کے کیوں لاغر و زار ہوا جانا ہوا اب فرماتے ہیں اس گاؤں کے قصے کو الگ رکھ دے اُس خراور شیر نر کا ذکر سنا

یہ بچا نارو باہ کا خر کو اور مار لیتا شیر کا

قولہ برد خراور و بہک تابیش شیر پناہ پناہ کردش آن شیر دلیر دشت شد از گوشش آن سلطان دشت رفت سوئے چشمہ تا آب خورد و بہک خرد آن جگر بند دلش با چون زمان فرصت شد حاصلش پناہ شیر چون داگشت از چشمہ بخرچست دل از خرن دل بدے جگر گفت رو بہ را جگر کو دل چہ شد کہ نہا شد جا نور دین دو بدہ گفت اگر بودی در اول یا جگر کے بد نچا آدی بار در گاہ آن قیامت دیدہ و آن رستخیز و آن زکوہ افتادن و ہول گریز و گروا بودی جگر یا دل بدی و بار دیگر کے بد نچا آدی کے چون مدار و نور دل دل نیست آن پناہ نپا شد روح جز گل نیست آن پناہ تلخے کو ندارد نور جان پناہ بول قارورہ است قندیش مخوان پناہ مصباحست داد و ذوالجلال پناہ صنعت خلق است آن شیشہ سفال بلا جرم در ظرف باشد اعتداد پناہ رہسا بنود الا اتحاد پناہ ترشش تبدیل چون آسختند پناہ نیست اندر نورشان اعدا و چند پناہ جو در نظر نما شرک شدہ است پناہ دید آن مومن و مد رک

شده است چون نظر بر روح افتد مرد را پس کی بیند خلیل و مصطفیٰ چون نظر بر طرف افتد روح را بن پس
 دو بیند شیت را و لومح را بن چون دلش اینست خود چون آن بودہ آدمی آنست کوراجان بودہ این مرد
 رواند اینها صورت مند مردہ مانند کشته شہوتہ اللغات قارورہ شیشہ بول شیت نام پیغمبر
 اسے انقصہ وہ روباہ ناچیز گدھے کو پاس شیر کے لے گئی شیر نے اسکو پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
 شیر نے جو اسکے مارنے میں بہت کوشش و محنت کی تھی پیاسا ہوا لہذا ایک چشے کی طرف پانی پینے
 گیا تا پانی پیے روباہ ناچیز نے کہ اسکو تھوڑی فرصت مل گئی اسکا دل و جگر بند کھا لیا جب شیر لوٹ کے
 اپنے ٹکا پر آیا اس نے جو ڈھونڈھا معانہ مس کا دل ملا نہ جگر بند ملا روباہ سے پوچھا اسکا دل جگر کیا ہوا
 کہ ہر جانور کے فرومایا ہوتا ہے ہر جانور کو ان دونوں سے لابر ہو گیا اگر اسکا دل ہوتا یا جگر ہوتا تو دوبارہ یہاں
 کیون آتا وہ قیامت اور وہ رستخیز اور وہ پہاڑ سے گرنا اور نہایت کا بھاگنا تو ایک دفعہ اٹھا چکا تھا
 اگر دل جگر ہوتا تو دوبارہ یہاں کیون آتا اب مقولات مولانا کے ہیں جو دل کہ نور نہیں رکھتا وہ دل
 دل ہی نہیں ہے جیسے روح نہ تو پھر کیا ہے مٹی ہے جو شیشہ کہ اس میں نور جان نہوا اسکو
 قارورہ بول کا کہ قندیل مست کہ نور چراغ کا جو دل ہو داد و الجلال ہو اور شیشہ اور سفال صنعت
 مخلوق کی ہو اسی سبب سے طرف میں عدد و تعدد ہو اور وہ جو روشنی ہو ان سبب میں اتحاد ہو وہ سب
 ایک ہیں مثلاً چھ قندیلوں کا نور ملا دین تو انکے نور میں گنتی اور چندگی نہوگی سب کا نور یکساں ہوگا بس
 جو ہو وہ ہیں وہ طرف کو دیکھ کر شک ہوے ہیں اور جس نے نور دیکھا وہ مومن اور مددک ہو اس لیے کہ
 جب نظر آدمی کی روح پر پڑے گی تو خلیل و مصطفیٰ کو وہ ایک ہی دیکھے گا اور جب روح کی نظر طرف پر
 پڑے گی تو وہ شیت و لومح کو دو دیکھے گا بس جب دل اسکا ایسا ہو تو پھر کیسا ہوگا لاجرم آدمی وہی ہے
 جس میں جان ہو اب جو مرد نظر آتے ہیں یہ مرد نہیں ہیں صورت ہی صورت ہیں مردہ نان کے
 اور کشتہ شہوت کے ہیں

حکایت و اہب کی جودن کو شمع لیے آدمی کی جستجو میں پھر پراٹھا

قولہ ان کی با شمع برمی گشت روزہ کو ہر بازار دل بر عشق و سوزہ بوالفضولے گفت اوراکے فلان
 بہن چہے جوئی بر پیش ہرکان بہن چہ می جوئی تو ہر سو با چراغ بہ در میان روز روشن چیت لاغ بہ
 گفت سے جویم ہر سو آدمی بہ کہ بودی ادحیات آن دے بہ گفت سن جو یای انسان گشتہ ام بہ نے نیام پیچ
 و حیران گشتہ ام بہ نیست مردی گفت این بازار بہ مردانہ آخرای و ناسے حرہ گفت خواہم مرد و بر جادہ
 دورہ بہ درہ چشم و ہنگام شرہ بہ وقت خشم و وقت شہوت مرد کو بہ طالب مرد و دانہ کو بکو بہ

کو دین دو حال مودی در جهان بنما خدا سے اونکم امروز جان بگفت ناد چیز سے جولی ولیک بن غافل از حکم خدای
 نیک نیک بنماظر فرسے زاصلے بنجر بن فرسے ناظم اصل احکام قدر بن چرخ گردان راقضا کردہ کندہ صد عطار
 راقضا ابلہ کندہ تنگ گردان جهان چارہ را بن آب گردانہ حدید و خارہ را بن اسے فراری دادہ رہ را گام گام
 خام خامے خام خامے خام خام بن چون بدیدی گردش سنگ آسیا بن آبجور بہم بہین آرمیا بن خاک را بدیدی
 برآمد بہو بن در میان خاک بنگر باد را بن اسے ملحقے ایک شخص دن کو ہر بازار میں شمع سیلے پھر تا عشا
 اس حال سے کہ دل پر عشق و سوز عطا ایک بوالفضل نے اس سے کہا کہ فلان بتا تو ہر دکان کے
 سامنے کیا ڈھونڈھتا ہے اور خبر دار ہو بتا تو چراغ سیلے کیا ہر طرف ڈھونڈھتا پھر تا ہے روز روشن
 میں یہ کیسی تیری بیہودگی ہے کہا ہر طرف میں اس آدمی کو ڈھونڈھتا ہوں کہ خاص اس دم کی حیات
 سے وہ زندہ ہو یعنی نفقت فیہ سے پھر کتا ہی کہ میں انسان کا تلاشی ہوں اور کہیں کسی کو آدمی نہیں پاتا
 حیران ہوں ایک شخص نے کہا کیا یہ بازار آدمیوں سے بھرا نہیں ہے یہ سب آخر اسے
 دانا آزاد مرد آدمی ہی ہیں کہا میں وہ مرد چاہتا ہوں جو در راہ کی راہ کا مرد ہو اور وہ دوسرا میں یہ چل ایک
 تو مرد راہ نشم کا اور دوسرا وقت حرص کے آب بتا مرد وقت نشم و شہوت کا کون ہوں دونوں کے
 مرد کا طالب ہوں گلی گلی پھر تا ہوں آن دونوں حال کا مرد جان میں کون ہو تو میں اپنی جان اسپر آج
 فدا کروں کہا تو نا در چیز کو ڈھونڈھتا ہو لیکن حکم خدا سے نہایت ہی غافل ہو تو فرع کو دیکھ رہا ہو اصل سے
 بنجر ہے اور وہ فرع تو ہم ہیں اور اصل حکم قدر کا اور حکم قضا کا وہ ہے کہ چرخ کو بھی کہ جس کی گردش میں غلطی
 نہیں بہکا دیتا ہو اور سیکڑن عطار و غشی فلک کو احمق بناتا ہو جان چارہ و تدبیر کا گویا ہی فراخ ہے
 اسکو تنگ کر دیتا ہو لوہے پتھر کو پانی کر کے بہا دیتا ہو ای فلان تو نے ایک راہ کو قدم قدم کر کے ٹھہرایا ہو
 اور ایک راہ وہی حکم قضا و قدر گام گام شمش و شہوت بس تو خام ہو تکرار بنظر مزید تا کید و مبالغہ
 جب تو نے گردش آسیا کی دیکھی تو آبجور کو بھی تو دیکھ جس سے آسیا کو گردش ہو خاک کو تو تو دیکھتا ہو کہ چونت
 فلک تک پڑھ گئی اور اسکی بیچ میں جو ہوا بھری ہو کہ اسکو چڑھائے گئی اسکو نہیں دیکھتا قولہ دیکھا سے
 فکر سے بینی بجوش بن اندر آتش ہم نظر سیکن بہوش بگفت حق ایوب را در لکرت بن من بہر موسے تو
 صبرے دادست بن میں بصبر خود مکن چندین نظر بصبر دیدے صبر دادن را نگر بن چند بینی گردش دولا بن
 سر برون کن ہم بہین میر آب را بن تو ہے گئے کہ نے بنیم ولیک بن دید آن را بس علامتہا ست نیک
 گردش کف ناچو دیدے مختصر بن خبرت باید بدیا و نگر بن آنکہ کف را وید سر کو بان بود و آنکہ دریا وید او
 حیران بود و آنکہ کف را وید نیتہا کف و آنکہ دریا وید دل دریا کند و آنکہ کف را وید ہا شد و شمس را

وانکہ دریا دید شد بے اختیار بے آنکہ کف را دید در گردش بود و آنکہ دریا دید و پیش بود و آنکہ کف را دید و یکا کف را دید
 کند و آنکہ دریا دید و در گردش کند و آنکہ کف را دید و گردش است او و آنکہ دریا دید باشد غرق بود و آنکہ کف را دید
 آید و سخن و آنکہ دریا دید شد بے ما و من و آنکہ کف را دید و پالوده شود و آنکہ دریا دید و آسوده شود و آنکہ
 با نسیان فکر کی تو یکا تا رہتا ہی لیکن آگ میں بھی تو نظر کرتا رہ جس سے بکٹی ہیں فکر سے مراد فکر بخت طعام
 اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو براہ کرم فرمایا کہ میں نے تیرے بال بال کو صبر دیا ہو خبردار اپنے
 صبر کی طرف بہت سی لغزش کرنا تو نے صبر تو دیکھا مگر ہمارے صبر دینے کو بھی دیکھ لو گردش چرخ کی
 کب تک دیکھے گا ذرا سر غفلت سے نکال اور میرا آب کو بھی دیکھ چرخ سے مراد وہ چرخ جو کونین پر ہوتے
 ہیں میرا آب باغبان یا باغ کا پانی دینے والا اگر چہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں لیکن کچھ نہیں دیکھتا اگر
 دیکھتا ہی تو اس کی علامتیں اچھی کہاں ہیں تو نے دریا کی جھاگن کی گردش دیکھ لی جو ایک مختصر بات ہی نہیں سمجھو
 ہو شیاری چاہیئے دریا کو دیکھ اس لیے کہ جس نے کف کو دیکھا وہ اپنا سر پیٹے گا اور جس نے دریا دیکھا وہ
 حیران نہ پھر کہتے ہیں جس نے کف دیکھے ہیں وہ نیوٹن اور ارا دون باطل میں پڑا ہوا اور جس نے دریا دیکھا
 اسکا دل دریا ہو جاتا ہی ایسے ہی جو کف دیکھتا ہو وہ تعدد و شمار میں پڑتا ہوا اور جس نے دریا دیکھا بے اختیار
 ہوا علیٰ ہذا جس نے کف کو دیکھا گردش میں پڑا جس نے دریا دیکھا وہ پیش و غل ہو گیا جس نے کف کو دیکھا کف کو دیکھا کہ کھارو
 اور جس نے دریا دیکھا اسولی پر چڑھا جیسے منصور اور جس نے کف کو دیکھا اسی میں مست ہو گیا اور جس نے دریا دیکھا
 وہ ذات ہو میں ڈوب گیا جس نے کف کو دیکھا وہ لسان زبان و ما زہوا اور جس نے دریا دیکھا بے ما و من
 ہوا جس نے کف کو دیکھا یا لودہ ہوا اپنے رخ و محنت اٹھائی اور جس نے دریا کو دیکھا آسودہ ہوا

دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک مع کو اور جواب اسکا

قولہ مر مئے را گفت مردے کا ی فلان بہرین مسلمان شو یا باش از مومنان بہ گفت اگر خواہ خدا مومن شوم بہ
 در فریاد فضل ہم موقن شوم بہ گفت می خواہ خدا ایمان تو بہ تار ہمار دست دوزخ جان تو بہ لیک نفس بہشت
 و شیطان لعین بہے کشتت جانب کفران و کین بہ گفت ای منصف چو ایشان غالبند یا را و با شتم کہ
 باشند زور مند یا را و خواہم بدن کہ غالبست بہ آن طرف انتم کہ غالب جاذبست بہ چون خدای خواست
 از من صدق زفت بہ خواستش چہ بد کہ چون پیشش زفت بہ نفس و شیطان خواہش خود پیش برویہ این عنایت
 فکر گشت و خرد مرد تو یکے قدر دمرے ساختی بہ داند و صد نقش خوش افزاختی بہ خواستی مسجد بود آنجا
 خیر بہ دیگرے آمد و را ساخت دیر یا تو با فیدی کے کہ پاس تا بہ خوش بسازی ہر پو شیدہ قبا بہ تو قبا
 سے خواستی خصم از بر و نہ نعم تو کہ پاس را شلوار کرو بہ چارہ کہ پاس چہ بد جان من بہ جز رہون این و آن

غالب شدن: ۱۱۔ **لمعنی** ایک رخ سے ایک مردنے کہا کہ ای فلان خبردار مسلمان ہو اور مومنوں سے ہو جاگما
خدا چاہے تو مومنوں سے ہو جاؤں اور جو زیادہ فضل کرے تو ایقان و یقین والوں سے ہو جاؤں کہا
خدا تو ایمان تجھ سے جا ہوتا ہی تو دوزخ کے ہاتھ سے جان تیری بچ جائے لیکن یہ انفس بدارِ شیطان لعین
تجھ کو کفر و کینہ کی طرف کھینچتے ہیں کہا کہ آدھ نصف جب یہ دونوں غالب ہیں تو میں اسی کا یا رہوں گا جو زور و اور
میں اسی کا یا رہونا چاہتا ہوں جو غالب ہو اور اسی طرف گردن کا اس لیے کہ غالب کھینچنے والی شے ہی
سب غالب کی طرف کھینچتے ہیں خدا نے مجھے ہر چند صدق مستحکم چاہا لیکن وہ چاہنا ہی اُسکا کیا ہے
جو پیش نہ کیا نفس و شیطان خواہش اپنی پیش لیکے وہ عنایت اُسکی تہر ہو گئی اور چور چور ریزے
ریزے مثلاً تو نے ایک محل مکان بنایا اور اُس میں سیکڑوں نقش و نگار بنائے اور چاہا کہ اس
اچھی جگہ کو مسجد بناؤں اور دوسرا آیا اس نے اُسکو تجناہ کر دیا تو نے ایک کپڑا بنا تو اُسکی پوشیدہ تباہناؤں
اور ہوا یہ کہ تو تباہنا چاہتا تھا اور دشمن نے تیرے لٹکے برخلاف اُس کپڑے کا پا جا رہا بنا لیا اب
بتا وہ کپڑا کیا کرے اُسکو کیا بن پڑتا ہے سوائے اپنے مغلوب ہونے اور اُسکے غالب ہونے کے
تو کہ رزبوں شد جیم آن کر باس جیست نہ واکلہ و مغلوب غالب نیست کیست نہ چون کسے ناخواہ و
بروے براند نہ خار بن در بلغ ملک او نشانہ صاحب خانہ بدین خواری بودہ کاین چنین بروی خلافت میرد
ہم خلقِ کرم من از کارہ بوم نہ چونکہ یاری این چنین خواری شوم نہ چون کہ خواہ نفس آمد مستعان نہ تسخر آمد ایش
شار اللہ کان نہ من اگر ننگ مغان یا کا فرم نہ اکن نیم کہ برخدا این ظن برم نہ کہ کسے ناخواہ او در غم او نہ گرد
اندر ملکیت او حکم جو نہ ملکیت او را فر دگیر و چنین نہ کہ نیار و دم زدن دم آفرین نہ دفع اوے خواہد می نایدش نہ
دیو ہر دم غصہ می افزایدش نہ بندہ اکن دیو می باید شدن نہ چونکہ غالب اوست در ہر محکم نہ تا سبادا کین کشد
شیطان زمین نہ پس چہ دستم گیر دینجا و الممن نہ انچہ او خواہد مراد او شود نہ از کہ کار من و گرنیکو شود نہ حاش اللہ ایش
شاء اللہ کان نہ حاکم آمد در مکان و لا مکان نہ بیکس در ملک او از امر او نہ در نیفراید سر بیکتا رمودہ **لمعنی**
بتائیں رسالین یہ معنی کہ اگر وہ کپڑا اُس غالب سے مغلوب ہو گیا تو اُسکا جرم ہی کیا ہے اسوجہ سے وہ کون ہے جو مغلوب
غالب کا نہیں ہو جانا کوئی شخص بچھا ایش کسی کے کسی پر دوڑ گیا اور اُسکے ملک کے بلغ میں اُس نے
کاٹنے لگا دیے تو صاحب خانہ اس سے ضرور خوار و ذلیل ہو گا کہ اُس پر ایسی تیرے خلاف چل جاتے
ہیں اور میں بھی بڑے کردہ و ناگوار ملاستوں سے پارہ پارہ ہوں گا کیونکہ ایسا یا موجود ہو اور میں ذلیل و خوار
ہوں پس جب کہ خواہش نفس کی استخوان ٹھہری تو یہ بات ایش شار اللہ کان یعنی جو بات اللہ نے
چاہی سو ہوئی تسخر و استہزا ہی ایش تحققت ائی شیخی کا ہو میں اگر ایسا بد ہوں کہ ننگ مغون کا ہوں

یا کافر ہی ہوں مگر ایسا پھر بھی نہیں ہوں کہ خدایا ایسا گمان کروں کہ کوئی بے مرضی اور برعکس اُس کے اس کی ملکیت میں اپنا حکم ڈھونڈھے اور حکمرانی کر سکے اور ایسا اس کی سلطنت پر محیط ہو جائے کہ وہ دم آفرین اسکے سامنے دم نہ مار سکے وہ تو اُس دم زفت کا دفع کرتا چاہے اور وہ دفع نہو سکے اور دیو ہر دم اُس کے رنج و غصہ کو قابو نہ پانے سے بڑھائے تو بس بندہ اسی دیو کا ہونا چاہیے کس واسطے کہ ہر انجن اور ہر مخلوق پر غالب ہو وہ ڈرتا ہو اس سے کہ ایسا نہو شیطان تجھے کینہ کشی کرے پھر ایسے موقع پر میری دستگیری ذوالمنن کیا کرے گا جب سرکش اُس پر غالب ہو رہا ہو اور وہ اپنی حسب مراد اپنا کام کر رہا ہو لاجرم ایسے غالب کے سوا اور کس سے میرا کام سنبھلے گا جو کہ اوپر کے کلمات میں نوعی سوراہی نسبت حضرت رب العزت کے عقی لہذا مولانا راج بایراد کلمہ تنزیہ حاش شد کے فرماتے ہیں کہ حاش شد ایش شار اللہ کان مکان و لامکان کا حکم ہے کوئی شخص اُس کے حکم اور اُس کے ملک میں بال کے سر برابر نہیں بڑھا سکتا

در بیان مثل شیطان بر در گاہ رحمن

قولہ ملک ملک اوست فرمان آن او بہ کمترین سگ بر درش شیطان او بہ ترکمان را اگر سکے باشد بر در بر درش نہادہ باشد روسے و سر نہ کو دکان خانہ اش دم می کشند باشد اندر دست طفلان خوار مند بازار گریگانہ معبر کنند جملہ بروے ہیچ شیر نہ کنند کو اشعار علی الکفار شد باولی گل باعد و چون خار شد قاب تماماجی کہ دادش ترکمان بہ آن چنان وافی شد دست و پا سبان و پاپس سگ شیطان کہ حق ہستش کنند اندر و صد فکر و حیلہ تند آبرو ہار غذای او کنند تا بردا و آبروی نیک و بد بہ آب تمام جست آب روی عام نہ کہ سگ شیطان انویا بد طعام بہ بر در خرگاہ قدرت جان او بہ چون نباشد حکم را قربان او بہ کلمہ کلہ از مرید و از مرید بہ چون سگ باسط ذراعہ بالو صید بہ بر در کف الو بیت چو سگ بہ ذرہ ذرہ ہر جو بہ رگ بہ ای سگ دیوانخان میکن کہ تا بہ چون درین رہی اندر این خلق با بہ حملہ میکن منع مے کن مے نگاہ تاکہ باشد مادہ اندر صدق و نرہ پس عود از ہرچہ باشد چو سگ بہ گشتہ باشد از ترغیر تیرنگ بہ اللغات ترکمان ایک قوم ہر ترکون سے کمتر معبر بالفتح گذر گاہ سماج نوعی از آتش مرید بفتح مردود اے مغنے فرماتے ہیں ملک اُسکی ملک ہو ایسے ہی حکم کا بھی وہی مالک ہو یہ شیطان اُس کے در کا ایک گتہ ہو دیکھو ترکمان کے دروازے پر جو گتہ ہوتا ہو اُس کے دروازے پر چڑھا اور سر رکھے پڑا ہوتا ہو اُس کے گھر کے رٹکے دم پکڑ کر رکھے کھینچتے ہیں اور وہ اُن ترکون کے ہاتھ میں نہایت خوار ہوتا ہے کان نہیں ہلاتا پھر اگر وہ دروازہ کسی میگاہنے کا گذر گاہ ہوتا ہے تو شیر نہ کی طرح اُس پر حملہ کرتا ہو کس واسطے کہ وہ کفار پر

سختی کرنے والا ہولی و دوست کے ساتھ گل ہو اور دشمن کے حق میں خارا اُس ترکمان نے جواب تھاج
 سے اُسکو دیدیا اُسکے بسبب ایسا وفادار اور ایسا پاسبان ہوا ہر سو رہ گیا سگ شیطان کہ حق تعالیٰ اُسکو
 ہشت کرے اور وہ اسوقت میں اپنے سیکڑوں حیلے اور فکر میں بنائے اور لوگوں کی آبرو کو کھاجائے
 اور اپنی غذا کرے اور نیک و بد کی آبرو اتارے یہ آبرو جو عوام کی ہے یہ اُسکے لیے آب تھاج ہو
 البتہ اُس سے وہ طعام پاتا ہو نہ آبروے خواص اُسکے خیمہ قدرت پر تو اُس کی جان ہو یعنی اُسکے
 قبضہ قدرت میں پھر کیسے اُسکے حکم کا قربان نہوئے گلے کے گلے مرید بھی اور مردود بھی دونوں
 ایسے جیسے کلمہ ذرا عیب بالوصید یعنی کتا اصحاب کف کا دولوں ہاتھ بڑھائے اور منہ سے رکھے
 بیٹھا ہو ایسے ہی اُسکے کف اکو ہیئت کے دروازے پر سگ کی طرح پڑے ہن اور ذرہ ذرہ اُسکے
 امر کا جویا اور بربتہ رگ کہ رگ رگ اُنکے امر کے لیے پھٹک رہی ہو اُسکو بھی حکم ہو کہ اِی سگ دیو امتحان
 کرتا رہ کہ تو جو کوئی مخلوق سے اس راہ میں قدم رکھے تو حملہ کرتا رہ اور اُس نے مت دے اور دیکھے رہ تو
 صدق میں مادہ و نہ معلوم ہوئے اور اس نظر سے کہ اپنے ترفع میں جو مراد اُسکے بھونسنے سے ہو تیز قدم
 نہو جائے اعوذ ہو جو اسی واسطے نازل ہوئی اور حکم ہو استعذ باللہ من الشیطان الرجیم قولہ این اعوذ
 انس کاے ترک خطا بنانگ برزن برسگت رہ برکشائے تا بیا یم بر در خرگاہ تو بنہ حاجتے خواہم
 زجو دو جاہ تو بنہ چونکہ ترک از سطوت سگ عاجزست ہا این اعوذ و این نغان ناجائزست ہترک
 ہم گوید اعوذ از سگ کہ من بہم زسگ در ماندہ ام اندر وطن بنہ تو نمی یاری بدین در آمدن بنہ نمی یارم
 ز در بیرون شدن بنہ خاک اکنون بر سر ترک و قفق بنہ یکے سگ ہر دو را بند و عنق بنہ حاش شد ترک
 بانگے برزند بنہ سگ چہ باشد شیر نر خون تی کند بنہ ایکہ خود را شیر زدان خواندہ بنہ سالما شد با سگی در ماندہ بنہ
 چون کند آن سگ برای تو شکار بنہ چون شکارا شدستی آشکار بنہ المعنی یہ اعوذ ایسی ہر شیطان کے لیے
 جیسے گتے کے لیے لکار مثلاً کوئی شخص کسی ترک خطا کے گھر گیا اور کتا مال نہو تا وہ کہتا ہو کہ اے ترک خطا
 اپنے گتے کو لکار اور میری راہ کھول دے تو تیرے درخیمہ پر آؤں اور تیری جود و جاہ سے حاجت
 روانی کروں اور حال یہ کہ ترک خود غلبہ سگ سے عاجز ہو رہا ہے بس جب یہ خود کو عاجز ہے
 یہ اعوذ و فریاد سب ناجائز ہے ترک خود سگ سے عاجز ہے اور اعوذ کہتا ہو کہ میں اس سگ سے
 آپ عاجز ہوں اپنے وطن میں تو تو اس دروازے پر کتے کے مارے نہیں آسکتا اور میں دروازے
 سے نکل نہیں سکتا بس فرماتے ہن ایسے ترک و ہمان دونوں کے سر پر خاک پڑے کہ ایک کتے
 نے دونوں کی گردن باندھی ہو لیکن وہ ترک ہی نہیں ہو ورنہ حاش شد کہ ترک لکارے اور گتے

انہ مانے اسکی لٹکار سے تو کتا کیا چیز ہر شیر زخون کی تے کر دے اور اسکا دل ہیبت سے خون ہو کے نکل پڑے یہ اشعار نسبت پر و مدید زمانہ کے معلوم ہوئے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے فلان تو شیر زیدان آپ کو کہلاتا تھا اور برسوں سے ایک کتا نا چیز کا مغلوب ہو رہا ہے پھر ایسا سنگ تیرے واسطے شکار کیسے کرے گا جب کہ تو خود اسکا شکار ہو

جواب مومن سنی کا کافر جبری کو ثابت کرنے اختیار میں اور دلیل کہنا کہ سبب ایک راہ انبیاء کے قدموں کی کھونڈی ہوئی داہنی طرف اُسکے راہ بنایاں جبری ہی کہ اپنا اختیار نہ دیکھے اور امو نہی کا منکر ہوا اور تاویل کرے اور امو نہی کے منکر ہونے سے انکار بہشت کا اور دوزخ کا کہ بہشت بدلا مطیعوں کا ہی اور دوزخ جبر سے مخالفوں کی والعاقل تکفیر الاشارة اور بائیں طرف اُسکے راہ بنایاں قدر کی ہی کہ قدرت خالق کو مخلوق کی قدرت کا مغلوب جانے

تو کہ گفت مومن بشنوائی جبری خطاب بآن خود گفتی نک آدم جواب بے بازے خود کر دے اے شطرنج باز بے بازی خصمت بین ہن و درازہ نامہ عذر خودت بر خواندی بے نامہ سنی بخوان جہ مانی بے پنجہ گفتی جبر نہ در قضا و سزا بے سزا بے اختیارے ہست مارا در جہان بے حس را منکر تانے شد عیان بے اختیاری خود بین جبرے مشہور رہا کر دی براہ کج مرد بے سنگ را ہرگز نگوید کس بیاد در کلوخی کس نے جوید وفا بے آدمی را کس کجا گوید پیر بے بیایا ای کو رو درین درنگ بے گفت یزدان ما علی الا علی حرج نہ کہ نہر ما حرج رب الفرج بے کس نگوید سنگ را دیر آمدی بے یا کہ جو باتو جبر بر من زدی بے بچنین بے جہت ما مجبور را بے کس نگوید یا ز ند معتور را بے امو نہی و شتم و تشریف و عیب بے نیست جز مختار را اے پاک جیب بے اختیارے ہست در ظلم و ستم بے من ازین شیطان و نفس این خواستم بے اختیار اندرون ساکن ہست بے تانید او یوسف کف را نخست بے اللغات جبر بے بفتحین ایک فرقہ ہو کہ بندے کو بے اختیار کہتے ہیں کہ خیر و شر سب خدا سے ہی بندے کو ان دونوں میں کچھ اختیار نہیں ہو و اجستہا میں ما زائد ہو

المعنی مومن نے اُس مع سے کہا کہ اے جبری اب میرا خطاب سن تیرے پاس جو کچھ تھا تو کہ چکا اب میں جواب اسکا لایا تو تو اے شطرنج باز اپنی چال چل چکا اب حریف کی لمبی چوڑی چالیں دیکھ تو کہ کتاب اپنے غد کی پڑھ چکا اب کتاب سنی کی پڑھ کیوں عاجز بن رہا ہے تو نے جو کچھ جبر یوں کی طرح حکم آئی میں کہا اسکا مجید و ما جرا مجھے سنے کہ تم کو اس جہان میں قضا و قدر نے اختیار دیا پھر تو جسی باتوں کا جو ظاہر ہیں کیسے منکر ہو سکے گا تجھ کو چاہیے کہ اختیار کو بھی اپنے دیکھ نہ

جبری مت ہو جائی یہی راہ ہے جسکو تو نے چھوڑ دیا اور طبعی راہ چھنے لگا بس طبعی راہ مت چل پتھر کو جو بے اختیار ہے ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس آیا کسی کلوخ سے کوئی دفا کا کٹا لب ہوتا ہی آدمی سے کون کتا ہے کہ تو اڑیا اندھے سے کہے کہ اچھکو دیکھو خیال نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی باعلیٰ الہا سے حرج یعنی اندھے پر کچھ تنگی نہیں ہے اسی سبب سے کہا ہے کہ وہ بہت باتوں سے بے اختیار ہو چکا خیال کرنے والا باوصف بے اختیاری کے ہمو تنگی میں ڈالتا کس واسطے کہ وہ آفریدگارِ کثود و نفع کا ہے کوئی بھی پتھر سے کتا ہے کہ دیر میں کیوں آیا یا لکڑی سے کہے کہ میرے کیوں لگ گئی ایسے ہی مجبور سے کون کتا ہے کہ تو اچھل کود یا کسی معذور کو کوئی کچھ کتا ہی مارتا ہے سارا مرنی اور شتم و عتاب اور خلعت و عنایت اسے پاک جیب سوائے مختار کے اور کسی کو نہیں ہے پاک جیب اس سبب سے کہا کہ تیری جیب نقدِ ایمان سے خالی ہو چھکو اختیار ہے کہ تو ظلم و ستم کر سکے اور ہم نے اس اختیار کو اس شیطانِ نفس سے ارادہ کیا ہے اور وہ جو درونی اختیار تیرا ہے وہ ساکن ہے اور ایسا کہ جب تک اُس نے یوسف کو نہیں دیکھا ہاتھ نہیں کاٹے اندرونی اختیار عقل جسکو حکمانے فرشتہ کہا ہے جو مانعِ شر سے ہے اور راجع اے الخیر یوسف اعمالِ حسنہ قولہ اختیار و داعیہ در نفس بود و روش دید آنگہ پر وہاں کثود سگ بخفتہ اختیارش گشتہ گم نہ چون شکنبہ دید جنبانِ کردم نہ اسب ہم جو جو کند چون دید چون بہ بیند گوشت کرے کرد موہ دیدن آمد جنبش آن اختیار نہ اچھو نفعی ز آتش آئیز و شرارت پس بخند اختیار چون بلیس نہ شد دالہ آمدت پیغام و بس نہ چونکہ مطلوبی بر اینکس عرضہ کرد اختیار خفتہ بکشاید نبرد و ان فرشتہ خیر ہا بر رخم دیو نہ عرضہ داردے کند در دل غلبہ نہ تا بخند اختیار خیر توبہ را لکھ پیش از عرضہ خفتہ است این دیو نہ بس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دارد نہ بہر تحریک عروق اختیار نہ می شود زالہا ہا و سوسہ اختیار خیر و شر ت وہ کہہ نہ وقت تحلیل نمازای بانگ نہ ان سلام آوردہ باید مالک نہ کہ زالہام و دعا سے خوب تان نہ اختیار این نماز شد روان نہ باز از بعد گنہ لغت کنی نہ بر بلیس ازرا کہ ازوے منحنی نہ این دو ضد عرضہ کنندہ در سرار نہ در حجاب غیب آمد عرضہ دارد نہ چونکہ پردہ غیب بر خیزد پیش نہ توبہ بینی روی دلا لان خویش نہ در سخن شان و شناسی بے گزندہ کان خنکو در حجاب اینہا بد مذ اللغات شکنبہ بکسر موعده حیوانات ہندی او چھو اسلئے مثلاً ایک ارادے کا اختیار تیرے نفس میں محتاج ہے جان اس ارادے کی صورت نفس نے دیکھی اور پر بازو کھولے جیسے کوئی گنا سورہا ہے اور اسوقت میں اختیار اسکا کم ہے اور جان شکنبہ دیکھا دم ہلانے لگا یا مثل گھوڑے کے کہ جو دیکھتے ہی جو جو کرنے لگتا ہے جیسے بلی گوشت کو دیکھے موہو کرتی ہے یہ حال ہوتا ہے پس دیکھنا اُس دایے کا بھی جنبش اختیار کی ہے اسی سے

اختیار حرکت کرتا ہے جیسے چھوکنے سے اگ چنگاریاں اٹھاتی ہے پھر وہ اختیار ایسی جنبش کرتا ہے جیسے ابلیس کے
 ولالہ بن کے پیغام دیس کا لائے اور جو بعد پیغام آوری کے مطلوب کو تیرے سامنے پیش کر دیا تو وہ اختیار
 خفستہ تیرا لڑائی و آفت اٹھاتا ہے اب اس وقت میں وہ فرشتہ خیر کا برخلاف دیو کے امر خیر تیرے سامنے
 پیش کرتا ہے اور دل میں شور ڈالتا ہے تا اختیار خیر کا تجھ میں جنبش کرے اس سبب سے کہ قبل ان کے
 پیش کرنے سے وہ سوتا تھا غافل بس فرشتہ اور دیو دونوں پیش کرنے والے ہوئے تاثیرے اختیار کی گین
 ہلین اب فرشتہ تو الہامات کر رہا ہے اور دیو دسو سے ڈال رہا ہے جن سے میرا اختیار خیر و شر میں دو دلہ کیا وہ
 کسمہ ہو گیا یعنی نہایت ہی بٹگیا اسی واسطے جب نماز کے احرام سے تحلیل پائے تو اسے بائیکاٹ فرشتوں پر
 سلام کرنا چاہیے جیسے کہ بعد نماز السلام علیکم درجہ اللہ کتے ہیں کہ اس سلام سے شرعاً ارادہ سلام کا
 فرشتوں اور مقیدیوں اور امام پر ہوتا ہے تحلیل حرام نماز سے باہر آنا کہ تمھارے ہی الہاموں اور تمھاری ہی
 دعا و دعوت سے اختیار نماز مجھ سے روان ہوا اور بعد گناہ کے ابلیس پر لعنت کرتا ہے کس واسطے کہ
 اُس سے تو نغنی ہو رہا اور اضعف ازیرا لیکن یہ دونوں پیش کرنے والے کہ باہم ضد ہیں پوشیدہ ہیں اور
 پردہ پوشیدگی میں عرضہ دار ہیں جس وقت یہ پردہ غیب کا تیرے سامنے سے اٹھ جائے گا تو اپنے ان لالوکی
 صورت دیکھے گا اور ان کی باتوں کو بے گزید چچائے گا کہ وہ جو پردے میں مجھ سے گفتگو کرتے تھے یہی تھے
 قولہ دیو گوید اسیر طبع و تن و عرضہ می کردم نکر دم نور میں ہوا ان فرشتہ گوید تن گفتمت بکہ ازین
 شادی فزون گرد و نعمت بہین فلان روزی تکفتم من چنان بکہ از ان سولیت رہ سوے چنان بماعب
 روح و جان افزای تو بے ساجدان و مخلص باہای تو بے این زمانت خدمتی ہم سے کنیم بے سوے محض دوسے
 صلایت می رژیم بے این گرہ بابات را بودہ عدی بے در خطاب اسجد و ارکبہ بابا بے ان گزشتی و ان مانداختی بحتی خدمت
 مانداختی بے این زمان مارا و ایشان را حیان بے در نگری شناس در جن و بیان بے نیم شب چون بشنوی زاری
 و دوست بے چون سخن گوید سحرانی کہ دوست بے در و دس در شب خبر آرد ترا بے روز از گفتن شناسی ہر دورا بے
 بانگ شیر و بانگ سگ شب در رسید بے صورت ہر روز تاری نا پدید بے روز شد چون باز در بانگ
 آمد بے پس شناسد نشان زمانگ این ہوشمند بے مخلص آنکہ دیو و روح عرضہ دار بے ہر دو مستند از تہمتہ
 اختیار بے اختیاری ہست در مانا پدید بے چون دو مطلب دید آید در مزید اللغات کہ بے اسب و شر
 عدی بے کسرت قع عدو الملحنی بے بعد حجاب اٹھ جانے کے دیو تو کے گا کہ تو تو خود گرفتار طبع و تن کا تھا میں نے
 تیرے سامنے ایک بات عرض کی تھی کچھ نہ تو نہیں کیا تھا اور فرشتہ کے گا کہ میں نے مجھے نہیں کہا تھا
 یہ شادی اس وقت کی غم بڑھائیگی خبر دار ہو فلان روز میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ ادھر ادھر ہو کے

راہِ جنت کی ہر تہم تیری روح جان افزا کے دوست ہیں ہم نے تیرے بابا کو سجدہ کیا ہی اور ہم اُس کے دوست ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ کیا اسی کے موافق اس وقت بھی ہم تیری اطاعت کرنے ہیں اور ادھر تجھ کو بلاتے ہیں کہ تو مخدوم ہوئے یہ گدھے کا بچہ تیرے باپ کا دشمن تھا اور جب خطابِ اسجد واکا ہوا تو انکار کیا چنانچہ فرمایا ابی واسطیہ انکار کیا ابلیس نے اور آپ کو بڑا جانا تو نے افسوس دشمن کے کہنے کو مان لیا اور جو ہم نے کہا تھا اُس کو پھینک دیا اب یہ وقت ہے اس وقت ہلکا اور اُس کو دونوں کو ظاہر دیکھو اور بحسن و بیان کو ہمارے اُسکے دیکھو بس ایسا حال ہو گا کہ جیسے تو آدمی ات کو کسی دوست کی زاری سے اور جب صبح ہوئے اور وہ بات کرے تو جان لے گا کہ یہ وہی رات والا زاری کنندہ ہی یاد دہی تیرے لیے رات میں کوئی خبر لائیں جب دن ہو گا تو انکی گفتگو سے دونوں کو پہچان لے گا رات کا وقت ہے اور شیر کی آواز آئی اور کتے کی آئی لیکن اندھیرے کے سبب سے صورت و لون کی نہیں معلوم ہوتی اور جب دن ہوا اور پھر دونوں کی آواز آئی بس انکی آواز سے ہوشمند انکو پہچان لے گا انقض خلاصہ یہ ہے کہ دیو و روح دونوں عرضہ دار ہیں اور دونوں تتمہ اختیار کے اختیار ایسی چیز ہے کہ ہم میں اور ناپدید جب دو مطلب بنے دیکھتا ہے تو جو زیادہ ہوتا ہے زمین رجوع ہوتا ہے قولہ استادان کو دکاترا میر نندہ ان ادب سنگ سپہ را کی کشند بے بیج کوئی سنگ را فردا بیابا ورنیائی من دہم ہدرا سزا بے بیج عاقل مر کلونی رازندہ بے بیج با سنگی عتاب کس کشند در خود جبراز قدر سواترست بے نازک جبرے حس خود را منکرست بے منکر حس نیست آنقدر قدر فعل حق حس نباشد لے پس بے منکر فعل خداوند جلیل بہست در انکار دلول و دلیل بے آن بگوید و دست و ناری بے نور شمع نے و شمع روشنی بے دین بھی بیند معین نارا بے نیست میگوید زمین انکار را بے دانش سوز بگوید نار نیست بے جامہ اش دوز بگوید نار نیست بے بس تسفط اندامین دعوی جبر بے لاجرم بدتر بوزین ہر دو گبر بے گبر گوید بہست عالم نیست رب بے یاربے گوید کہ بنود مستجب بے این بھی گوید جہان خود نیست بے بہست سوسطانی اندر بیج بے جملہ عالم مقدر اختیار امر و نہی این بیار و آن میار بے او بھی گوید کہ امر و نہی لائست بے اختیاری نیست و بجز خلاصت بے حس را جہان مقدرست ای رفیق بے لیک ادراک دلیل آمد دقیق بے نازک بخو مارا اختیار خوب ہے آید برو تکلیف کار اللغات تسفط سوسطانی ہونا اور سوسطانی ایک فرقہ ہی باطل ہے کہ منکر حقائق اشیا کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں تھنا دیہ کہ قائل حقائق یا شیا کے نہیں ہیں کہتے ہیں یہ عالم ایک دہم و خیال ہے عند یہ منکر ثبوت اشیا اور تابع اپنے اعتقاد کے یعنی جیسا ہم کسی

شے کو اعتقاد کہ لہجہ وہ دسی ہی ہے اگرچہ ہر اعتقاد کو ہر جوہر اور عرض و عرض اور قدیم تو قدیم اور حادث تو حادث لا اور یہ کہ منکر بہین نہ ثبوت کے نہ نفی کے مستحب استجاب سے قبول کرنا اور جواب دینا قدر یہ ایک فرقہ ہے کہتے ہیں یہہ فاعل محتاج ہے تمام امور میں خداے تعالیٰ کا محتاج نہیں ہوا المعنی استاد جو تعلیم و ادب لڑکوں پر کرتے ہیں وہ ادب اور زد و ضرب سنگ سیاہ پر کب کرتے ہیں تو پتھر سے یہ کب کہے گا کہ جا کل کو ایسا کہ لڑکوں سے کہہ دیتے ہیں اور اگر نہیں آئیگا تو بڑی سزا جھکو دوں گا اور کوئی عاقل بھی کلورخ کو مارنا ہی کہیوں میرے لگ گیا یا پتھر پر غصہ کرتا ہے جیسا کہ آدمی پر کرتا ہے عقل کے نزدیک جبر قدر سے بہت ہی رسوا تر ہے اس سبب سے کہ جبری خود اپنے حس کا منکر ہر بات کو خدا پر ٹاٹا ہی لیکن جو مرد قضا کا یعنی قدری ہے وہ منکر حس کا نہیں ہر بیان یہ ضرور کہ خدا کے فعل حس نہیں ہیں واضح ہو کہ جب شخص واحد مقصود ہوگا تو جبری کیسے بیا اور جب عام مقصود ہوگا تو جبر ایسے ہی قدری و قدر جس جو منکر فعل خداوند جلیل کا ہے اس کے انکار ہی میں بدلول و دلیل موجود ہے وہ ایسا کہتا ہے جیسے کوئی کہے دھواں تو ہے آگ نہیں ہے جو اصل دھوئیں کی ہے تو شمع کا نہیں ہے شمع سے روشنی ہے اور یہ یعنی مرد قدر کا کہتا ہے اور آگ کو مقرر دیکھتا ہے یہ نہیں ہے کہ اس کے انکار کے لیے کہتا ہو جیسا وہ کہتا ہو حالانکہ دامن تو اس کا جل رہا ہے اور کہتا ہے نار نہیں ہے اور کپڑا رسل رہا ہے اور کہتا ہے نار نہیں ہے پس یہ دعویٰ جبر کا تفسط ہی یعنی سوفسطائی ہونا ہی لازم آتش پرست ان دونوں سے بدتر ہے یہ کہتا ہے عالم تو ہے لیکن اس کا رب یعنی پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے اب کون یا رب کہے جب کوئی جواب دینے والا نہیں ہے یہ یعنی سوفسطائے کہتا ہے کہ جہان خود کچھ نہیں ہے اور بیچ بیچ میں بڑا ہے تمام جہان مقرر اختیار کا اور امر و نہی کا کہ یہ عمل میں لا اور وہ ست لا وہ کہتا ہے کہ امر و نہی سب لا و نیست ہیں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے سب خطا ہے لیکن جس کے سب حیوان مقرر ہیں اگر دراک دلیل یا نا دلیل کا بہت باریک ہے اس سبب سے کہ اختیار اپنا ہر کو خوب محسوس ہے جو یہ تکلیف کا عمل ہے اس بیان میں کہ درک وجدانی جیسے اختیار و مضطر اور خشم و اضطراب بجائے حس کے ہے کہ زرد سرخ سے اور تلخ شیرین اور پشاک مشک اور سخت نرم اور سرد گرم سے معلوم کرے بس منکر وجدان کا منکر حس کا ہے اور زیادہ کس واسطے کہ منکر وجدان کا حس سے ظاہر تر ہے کہ حس کو احساس سے باز رکھ سکتا ہے اور راہ و مدخل وجدان کا روک نہیں سکتا

قولہ درک وجدانی بجائے حس بود ہر دو در یک ماچہ دل الیم میر و وہ تغیر سے آید بروکن یا ممکن ہے امر و نہی و ماچہ را در سخن نہ اینکہ فردا آن کنم یا این کنم یا این دلیل اختیار بہت اسے صنم نہ وان پیشمانے کہ خورد

گتا اور باہر دافنس و شیطان سے اگر سوائے حق کے اور کسی کو اختیار نہیں ہو تو اپنے تصور دار پر تجھ کو غصہ کیوں
آتا ہے اور کیوں اپنے دشمن پر دانت چا بتا ہے جب کہ اُس سے گناہ و جرم دیکھتا ہو اُس کا کیا اختیار ہو
قولہ گرز سفت خانہ چوبے بشکندہ بر تو افند سخت مجروح کند پہنچ خشمے آیدت بر چوب سفت ہ
پہنچ اندر کین ادباشی تو وقت ہ کہ چرا بر من زد و دستم شکست ہ یا چرا بر من قتاد و کرد پست ہ او
عدو جان و خصم تن بدست ہ قاصد اور بند خون من بدست ہ کو دکان خرد را چون میزنی ہ چون بزرگان را
منزہ میکنی ہ انگہ زد و مال تو کوئی بگیرد دست و پایش را بر سازش اسیر ہ و انگہ قصد عورت توے کند ہ
صد ہراں خشم از تو سرزند ہ و ریاید سیل و رخت تو برد ہ پہنچ با سیل اور دگیتی خرد ہ گریاید باد و دستارت
ربود ہ کے ترا با باد دل خشمی بنود ہ خشم در تو شد بیان اختیار ہ تا کوئی جبر یا نہ اعتذار ہ اگر شتر بان شتری را میرد ہ
آن شتر قصد زندہ می کند خشم اشتر نیست با آن چوب ادب پس ز رفتاری شتر بدست بوچہ چین گیر سگے
سنگی ز نے ہ بر تو آورد و گرد می شنہ ہ سنگ را گیر دار خشم تو است ہ چون تو دورے و نداد بر تو دست ہ
عقل حیوانے چو داشت اختیار ہ این لگوای عقل انسان شرم دار ہ روشنت این لیک از عصم
سحر ہ آن خوردندہ چشم بر بند ز نور ہ چونکہ کلی سیل آن نان خورد نیست ہ رو بہ تار یکے کند کہ روز نیست ہ
حرص چون خورشید را پنهان کند ہ چه عجب گر پشت بر برہان کند ہ این مثل بشو شو سنگریہان ہ اختیار
خویش را در امتحان ہ اللغات تنہی ہ انعم دوتا و سرنگون طعم سحر سحری کھانا اٹھنے بتائید صدر فرماتے ہیں اگر
تیرے گھر کی چھت سے کوئی کوئی ٹوٹ کے تجھ پر پڑے اور تجھ کو سخت زخمی کرے تو تجھ کو کچھ بھی غصہ
اُس گڑی پر آئے گا اور تو ذرا بھی اُسکے کہنے پر سیدھا ہو گا کہ کیوں تجھ پر گڑی اور میرا ہاتھ توڑ دیا یا کیوں مجھ پر
گرمی اور مجھ کو پست کر دیا اور کہے کہ وہی دشمن میری جان و تن کی ہی قاصد اُس نے میرے خون کی فکر کی
تجھوٹے چھوٹے لڑکوں کو تصور یہ کیوں مانتا ہو جب بڑوں کو اُس سے پاک کرتا ہے جو کوئی تیرا مال چراتا ہے
کیسا اُس کو کستا ہو کہ اُس کو پکڑو ہاتھ پاؤں کا ٹوقید کرو اور جو کوئی تیری عورت کا قصد کرے تو کیسے کیسے لاکھوں
غصے تجھ سے ظاہر ہونگے اور جو ہلائے اور اسباب تیرا ہمالی جائے تو کچھ بھی تیری عقل اُس سے کیسے
کرے گی اور جو ہوا تیرے کپڑے اٹھا جائے تو تیرا دل کب ہوا پر کچھ غصہ کرے گا بس یہی غصہ جو تجھ میں ہو گا
خود بیان اختیار کا ہی ہر گز جبر یوں کی طرح عذرت کہ اگر شتر بان کسی شتر کو مارتا ہے تو وہ بھی قصد اُمی
مارنے والے ہی کا کرتا ہے پس لکڑی کے ساتھ اُس کا غصہ نہیں ہوتا اسی سبب سے کہ اُس نے بھی تیرے
مختار ہونے کی پوچھائی ہو اسیسے ہی اگر کسی کہتے کہ تو چھ مارے تو وہ تیری ہی طرف مٹھ کر کے سر جھکا لیتا ہو
اور اگر وہ تجھ کو پکڑ لیتا ہے تو وہ غصہ بھی اس کا تجھی پر ہے اس لیے کہ تو دور ہے تجھ پر قابو اُس کا نہیں

چلتا مجبور ہو درحالیکہ عقل حیوان نے تیرے اختیار کو جان لیا تو اوہ عقل انسان کی تویہ بات مست کہ ذرا
شمر مایہ ایسا ہی جیسے کوئی سحری کھانے والا نور و سفیدی صبح سے آکھ بند کر لیتا ہو اور کہتا ہو کہ رات ہو
اس لیے کہ اس کی رغبت کلی تو روٹی کھانے کی طرف ہو وہ تاریکی دیکھتا ہے اور ادھر ہی متوجہ ہو اور
یہی کہتا ہے کہ صبح نہیں ہو بس جب حرص بر ملا آفتاب کو چھپا رہی ہے تو اس سے کیا عجب ہو
جو حجت و برہان سے پیٹھ پھیرے اب یہ مثل سن اور منکر مست ہو اور جان لے کہ تیرا اختیار
امتحان میں داخل ہو خارج نہیں

حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں

تو کہ گفت دزدے شمعہ را کا ی پادشاہ بچہ کردم بود تقدیر آکہ بگفت شمعہ بچہ من ہم میگویم حکم حق است
اید و چشم روشنم از دکانے گر کسی تر بے بردی کن ز حکم ایز دست ای باخرو بے بر سرش کو بے دوسہ مشت
گرہ ب حکم حق است اینکہ اینجا باز نہ دریکے تر بے چو این عذرای قبول ہی نباید نزد بقاے قبول بچون بدین
عذر اعتمادی میکنی بگرد مار و اژدہا برے تنی بچنین عذرای سلیم یا نیل بچون و بال وزن ہمہ کردی سبیل ب
ہر کسی بس سنت تو بر کنہ عذر آرد خویش را مضطر کند حکم حق گر عذر می شاید تر بے بس بیا موز و بدہ فتویٰ
مرا بکہ مرا صد آرزو و شہوت است ب دست من بستہ زنجیر و حبس است پس کرم کن عذر را تعلیم دہ ب
بر کشا از دست دپای من گرہ ب اختیارے کردہ ہر پیشہ ب اختیارے دارم دانیشہ ب ورنہ چون بگریہ
ہر پیشہ را ب از میان پیشہا اے کہ خدا ب چونکہ آید نوبت نفس دہوا ب بے دست مردہ اختیار آمد ترانہ چون
برو بکجا از تو یار سود ب اختیار جنگ و در جانت کشو ب چونکہ آید نوبت شکر نعم ب اختیار نیست
وہ سنگے تو کم ب و درخت را عذر این باشد یقین ب کا ندرین سوزش مرا معذورین ب کس بدین حجت
چو معذورت نہ داشت ب و زکف جلا و این دورست نہ داشت ب چون بدین داور جہان منطوم شد ب
حال آن عالم یقین معلوم شد اللغات بنیل بزرگ و دانا تبیل وقف و آو معنی داری تیر شمعہ بکس پادشاہ
و محافظ و کوتوال اے ایک چور نے پادشاہ سے کہا ای پادشاہ یہ کام جو مجھے ہوا ہو میں نے نہیں کیا
تھدیرا کہی سے ہوا پادشاہ نے کہا یہ جو میں کرتا ہوں اے و چشم روشن میرے میں نہیں کرتا ہوں حکم
حق کرتا ہوں یہ بھی تو حکم حق ہے کسی دکان سے اگر کوئی ایک مولیٰ اٹھا لے اور کہے کہ میں نے حکم خدا سے
اٹھالی ہے اے باخرو تو تو اس کے سر پر دو تین گھونسے تھو نکلے گا اد کہے گا یہ بھی تو حکم حق ہو مولیٰ یہاں
رکھ دے بس جب ایک ادے مولیٰ میں یہ عذر تیرا دنی کبھرا سے فضول نہیں مانتا پھر تو اپنے عذر پر بھروسہ
کیا کر یا ہو اور گرد مار و اژدہا کیوں پھولا پھرتا ہو ایسے عذر نے تو تیرے اے سلیم وانا خون و مال و عورت

سب سبیل کر دیے اب جو کوئی تیری موچپین اٹھیرے وہ بھی ایسے ہی عذر لائیگا اور آپ کو مضطر بنائے گا مضطر یہ ایک فرقہ بھی ہے جبر سے حکم حق کا اگر تیرے عذر کے لائق ہو تو مجھ کو بھی سکھا دے اور فتویٰ دے کہ پھر میری خوب بن پڑے اس لیے کہ مجھ کو بھی سیکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں مگر ہاتھ میرا خوف و ہیبت سے بندھا ہوا ہے کس سر بانی کر کے وہ عذر مجھ کو سکھا دے اور میرے ہاتھ پاؤں کی گرہ کھول دے تا بے قید ہو جاؤں تو نے ہر پیشے کو اختیار کیا ہے جس سے تیرا اختیار و اندیشہ ظاہر ہے اگر یہ نہیں ہے تو اسے کد خدا در پیشوں سے اسکو کیسے چھانٹتا ہے اب جو باری حوص دہوا کی آئی تو اسوقت میں تجھ کو کیسے بنیں آدمیوں کا اختیار ملتا ہے اگر کوئی یا تیرے پاس سے ایک حبہ لچائے بنظر فائدے کیے تو اختیار کا تیرے کیسا دروازہ جنگ کا کھل جاتا ہے اور اس سے لڑتا ہے اور جب کہ باری شکر نعمتوں کی آتی ہے تب تو بے اختیار ہو جاتا ہے ایسا کہ پھر سے بھی کم بنتا ہے و درخ کے لیے تو یہ عذر تیرا یقینی ہے کہ اس سوزش میں مجھ کو معذور رکھ میں تیرے جلانے میں بے اختیار ہوں اس حجت پر تیری کس نے مجھ کو معذور رکھا اور جلا دے کہ ہاتھ سے بچا لیا تیرا حال جبکہ جان اس نظم پر منظم ہوا ہے تو اسی سے حال اس جہان کا بھی یقیناً معلوم ہوا کہ ایسا ہی حال وہاں بھی ہوگا

حکایت جواب جبری اور ثبوت اختیار میں اور حجت امر و نہی و نیز امتیاز میں کہ عذر جبری کا کہیں مقبول نہیں

قولہ آن کے برفت بالائے درخت بنے فشاں آدمیوہ را در دان سخت بد صاحب باغ آمد و گفت ای دے بد خدا شریعت کو چہ میکنی بد گفت از بلغ خدا بندہ خدا بد گزور و شرما کہ حق کر و ش عطا بد عامیانہ چہ ملاست میکنی بد بخل ہر خوان خدا و ندغنی بد گفت ای ایبک بیاد ران رس بد تا بلگویم من جواب بواحسن پس بر بستش سخت آندم بر درخت بد میزدش بر پشت و پہلو چوب سخت بد گفت آخرا بد خدا شرمی بداریہ میکشی این میگنہ را ز زار بد گفت کہ چوب خدا این بندہ اش بد میزند بر پشت دیگر بندہ خوش بد چوب حق و پشت و پہلو آن او بد من غلام دالت و فرمان او بد گفت تو بہ کردم از جبر اس عیار بد اختیار است اختیار است اختیار بد اختیار بد اختیار است کرد بد اختیارش چون سوارے زیر کرد بد اختیارش اختیار ما کند بد امر شد بر اختیار اس مستند بد اللغات آیک غلام و نیز آقا بد احسن کسیت علی شہر خدا کہ ایک جبری کو اٹھون نے بھی نہایت معقول جواب دیا تھا اس شخص درخت پر چڑھ گیا اور چوہوں کی طرح میوہ درخت سے بھاڑنے لگا تاکہ باغ کا آیا اور کہا ای ناچیز خدا مجھ کو شرما لے بتا یہ کیا کرتا ہے کہ خدا کا باغ ہو اور میں بندہ خدا کا بس خدا کے بلغ سے بندہ اسکا اگر خراب کھائے تو کیا

غضب ہو خدا نے اُسکو عطا کیے تو عام لوگوں کی طرح مجھکو ملا مت کیا کرتا ہو اور خداوند غنی کا خوان لگا ہوا ہو
تو اُس میں بخل کرتا ہو صاحب بارغ نے غلام سے کہا وہ رسی لے آتا میں اسکو وہ جواب دوں جیسا کہ بولیں
نے اُس جبری کو دیا تھا بس اُس رسی سے اُسکو درخت سے سخت باندھا اور اُسکی پشت و پہلو پر نہایت
ڈنڈے مارتا تھا کما آخر خدا سے شرمایوں تو اس بیگنہ کو نہایت ہی مارے ڈالتا ہو کما کہ لکری بھی خدا کی ہو
اور یہ بندہ بھی اسکا اسکی پیٹھ پر یہ دوسرا بندہ اسی خدا کا خوشی سے مار رہا ہو کوئی اور نہیں ہو لکری بھی اسی
کی ہے دونوں بندے بھی اُسی کے اور اُسکی پشت و پہلو بھی اُسی کی ملک اور میں غلام واکہ اُسی کے
حکم کا تب کما کہ میں نے جبر سے توبہ کی اور اس عقیدے سے باز آیا بیشک اختیار ہو اختیار ہو اختیار
در حقیقت اُسکے اختیار نے کہ مالک مختار ہو تیرے اختیار کو زندہ کیا اور اسکا اختیار ایسا ہو جیسے گرد میں سوار
چھپا ہوا اُسی کا اختیار ہمارے اختیار کو کرتا ہو اور ہمارے اختیار پر اختیار اُسکا ایستندینے سند پکڑنے والے
حکم ہو قولہ حاکمی بر صورت بے اختیار ہست ہر مخلوق را در اقتدار بنی تا کشد بے اختیارے صید را بن
تا برد بگرفتہ گوش اوزید را بن لیک بی بیج اکتی صنع صمد اختیارش را کنت او کنت اختیارش زید را قیدی کند بن
بے سگ بے دام چون صیدی کند بن آن دروگر حاکم چوبے بود و بان مصور حاکم خوبی بود ہست ہنگر را بہن قیمتی ہست
بنام ہم برکت حاکمی بنا و را باشد کہ چندین اختیار سا جہاد اختیارش بندہ دار قدرت تو بر جمادات آن چنان
نفی نکند اختیار را زدان بن قدرت تو بر جمادات ازبر و بن کے جمادی را زانما نفی کر و بن خواستش سے گوی
بر وجہ کمال بن کہ نباشد نسبت جبر و ضلال بن چونکہ گفتے کفر من خواہ ولیست بن خواہ خود را نیز ہم می خوان کہ
ہست بن زانکہ بے خواہ تو خود کفر تو نیست بن کفر بخوارش تناقض گفتنیست بن امر عاجز را قیجست و ذمیمہ ختم بدتر
خاصہ از رب رحیم بن گا و گو بوی نگیر و نیز نہ بنیج گاوی کو بر دشمن نہ بن گا و چون معزول بنود در فضول بن صاحب
گا و از چہ معزولست و دول بن چون نہ بن جو سر را در بند بن اختیارست ہست بر سبکست محمد بن حمد کن کو جام حق
یا بے نومی بن جو دو بے اختیار آنگہ شوے بن آنگہ آن سے را شود کل اختیار تو شوی معذور مطلقست
دار ہر چہ گوی گفتہ سے باشد آن ہر چہ رو بے رفتہ سے باشد آن بن کے کند آن مست جز عدل و
صواب بن کہ زجام حق چشیدہ است او شراب بن جا و دان فرعون را گفتند بیست بن مست را پر وای دست و پا
نیست بن دست و پایے مائے آن واجدست بن دست ظاہر سایہ است و کاس دست بن چون بسریر شد
جام او دما بن خانہ دل را فرو گیر و تمام بن اللغات یو رخ ہندی جو اول بود و مجبول دلو باکش و در قاری
بیکار و بیجا دما بن شراب و آجہ یا بندہ فرو گرفتن گھیر لینا اسے یعنی وہی امر اختیار اسکا ہر صورت
بے اختیار پر ہر مخلوق میں اپنے اقتدار میں حاکم ہے تا وہ بے کسی اختیار کے صید کو

کھینچ لائے اور کان پکڑ کے زید کے واسطے لیجائے یہ تو سب آلات ہیں لیکن صنعت اس صمد پاک کی ہے کسی آلات کے مختار ہو کر اُسکے اختیار ہی کو کند اسکی کر دے زید کا اختیار زید کو قیدی بنائے اور بے سگ بے دام مثل صیدی کے کر دے دیکھو بڑھئی لکڑی پر حاکم ہے جیسی چاہتا ہے ویسی کرٹھتا ہے اور مصور صورت پر حاکم ہے جیسی چاہتا ہے بنا تا ہے علی ہذا لو ہار لو ہے پر غالب ہو اور معمار اپنے آسے پر لیکن انکے واسطے یہ نہیں ہو کر اپنے اختیاروں کے سبب سے وہ مصنوعات اُنکے بندے کی طرح اُنکو سجدہ کرن تیری قدرت جمادات پر ایسی تو ہو کہ حسب دلخواہ اُسکو کرٹھتا بنا تا ہو لیکن ایسی نہیں کہ اُسکے اختیار کی اُس سے نفی کر دے قدرت تیری جو جمادات پر ہو کیسے ہی اُس سے لڑے مگر اُسکی جمادی کی نفی اُس سے نہیں کر سکتی پس اسکی خواست کو بصورت کمال کے بیان کیا کہ جس میں نسبت جبر و کراہی کی نہ ہو اور یہ جو تو نے کہا کہ کفر میرا اسکی خواہش سے ہو تو اپنی خواہش کو بھی تو کہ جو اُس میں موجود ہو اُسواسطے کہ اگر کفر تیرا تیری بے خواہش کے ہو تو وہ کفر تیرا کفر ہی نہیں ہو اور یہ کہنا کہ میری خواہش نہیں ہو اور کفر یہ تناقض والی بات ہو کہ اپنی خواہش نہیں ٹھہراتا اور کفر ہو جب کوئی اپنے کام میں عاجز ہے اُسپر امر کرنا قبیح و ذمیم ہو اور غصہ تو اور بھی بدتر ہے خاص اُس پر دردگار سے کہ جو رحیم ہے ایسے شخص پر کیسے امر و غصہ کرے گا بیل اگر جو انہیں لیتا ہو تو مارتے ہیں اور کوئی بیل بھی جو جو ابھائے وہ بد بخت و ژند ہو ہو پس خیال کر لے کہ وہ بیل جب اپنے فضول میں معزول و بیکار نہ رہا اور پٹا پھر بیل والا کیسے معزول و بیکار رہے گا جب تک کہ اطاعت نہ کر لگا یہ کیسی بات ہو کہ بیمار تو نہیں ہو اور سر میں ٹپی بازو کے زبردستی بیمار بنتا ہو یعنی اختیار والا ہو کے بے اختیار ہوتا ہو اور اپنی موچھون پر آپ کیون متحر کرتا ہے شرما تا ہی نہیں تو تو ایسی کو شمش کر کہ جام حق سے تازگی پائے تو اسوقت بے خود و بے اختیار ہو جائے اور اُس جام کی شراب کو کل اختیار ہو اسوقت میں تو معذور و مطلق دست کی طرح ہو جائیگا پھر جو کچھ کہے گا اس شراب ہی کا کہا ہوا ٹھہرے گا اور جو کچھ جھاڑے گا اسی کا جھاڑا ہوا ہو گا اس لیے کہ وہ مست سواے عدل و صواب کے اور کچھ نہیں کر لگا کسواسطے کہ اُس نے شراب جام حق کی چکی ہمیشہ فرعون سے کہا کہ بانا لیکن وہ خودی میں مست تھا اور دست کو پروا اپنے ہاتھ پاؤں کی کب ہوتی ہے ہمارے ہاتھ پاؤں شراب اُس واجد کی ہے کہ ہلکو بٹھائے ہوئے ہے اور یہ جو ظاہر کے ہاتھ ہیں اسکے سایہ میں اور ناقص اور کھوٹے کیونکہ جب اُسکے جام کی شراب ہمارے سر کو چڑھ گئی تو اُس نے خانہ بول کے بالکل گھیر لیا

بیان معنی ما شاء اللہ کان میں یعنی ہر خواہش خواہش اُسی کی ہو اور رضا

رضا اسکی پس اوروں کے حشم و ترود سے تنگ دل نہوگان اگرچہ فعل ماضی ہے
لیکن خدا کے فعل میں ماضی و مستقبل نہیں ہے پس عند بنی صلیح

قوله قول بندہ ایش شاہد کہ ان بندہ کہ منبل کن بران بہر تحریض است و بر اخلاص و جدتہ کا نذران
خدمت فزون شو مستعدہ کہ گویند انچہ می خواہی کہ را و بہ کار کار رتست بر حسب مرادہ آنکہ ار منبل شتوے جائز
بودہ کا پنچہ خواہی کا پنچہ جوی آن شتوہ چون بگویند ایش شاہد کہ ان بندہ کہ منبل کن بران بہر تحریض است و بر اخلاص و جدتہ کا نذران
چرا صد مردہ اندر در داو بہر نگردی بندگانہ گردا و بہر گویند انچہ می خواہد وزیر بہر تحریض است آن اوست اندر دار و
گیر گردا و گردان شتوی صد مردہ زود بہر تابریز و بر سر ت احسان وجودہ یا گریزی از وزیر و قمر و بہ این نباشد
جستجو و نظر و بہ باز گو نہ زین سخن کاہل شتوی نہ عکس ادراک و خاطر اے غوی بہ امر امر آن فلان خواہہ است
ہیں بہ چہ نیست یعنی با جزا و کمتر نشین نہ گرد خواہہ گرد چون امر آن اوست نہ کو کشد دشمن رہا نہ جان دوست نہ ہرچہ
اد خواہد ہرمان خواہی یقین نہ یا وہ کم رو خدمت اد بر گزین نہ چو حاکم اوست گردا و گردا شتوی نامہ سیاہ و
روی زرد نہ چو نہ حاکم اوست ادراک و پس نہ غیر اورانیست حکم و دسترس بہ حق بود تا ویل کان کرمت کند نہ
برامید و چہست و پر شرمست کند نہ در کند سرت حقیقت این بدان نہ است تبدیل و نہ تا ویست آن نہ
این برای گرم کردن آمدہ است نہ تا بگرددنا امید از او دوست بہ معنی قرآن زقرآن پرس و پس نہ وز کے
کاتش ز دست اندر ہوس نہ پیش قرآن گشت قربانی ویست نہ تا کہ عین روح او قربان شدہ است نہ
روغنی کو شد فدای گل بگل نہ خواہ روغن ہوی کن خواہی تو گل نہ اے معنی یہ جو بندہ کہتا ہوا ایش شاہد کہ ان بندہ کہ منبل کن بران بہر تحریض است و بر اخلاص و جدتہ کا نذران
چاہتا ہوا ہوتا ہوا سوا سوا سوا نہیں ہو کہ تو اپنے منبل و کاہلی کو جاری کرے اپنے بیکار بن بیٹھے بلکہ واسطے آگاہ کرنے
اور اخلاص و کوشش کے ہو کہ اُس خدمت میں جو کچھ بھگود دی ہو زیادہ مستعد ہوا و اگر قضا و قدر تجھے کہیں
کہاے جو انمرد جو کچھ تو چاہتا ہو جملہ کام حسب مراد تیرے تیرے ہی کام میں لینے تیرے ہی واسطے اُس وقت
میں اگر تو منبل ہو جائے تو جائز ہے اس لیے کہ پھر جو کچھ تو چاہے گا اور جس کا طالب ہوگا وہی ہوگا اور جب کہنے
ہیں ایش شاہد کہ ان تو اس صورت میں حکم مطلق ہمیشہ اُسی کے حکم کا ہو اور جب حکم اُسی کے حکم کا ہو تو کیوں صد مردہ
بنگے یعنی جتنی کہ سو آدمی کوشش و محنت کر سکیں اسی کوشش کے ساتھ بندوں کی طرح گردا کے نہیں پھرتا اور
گھیرتا مثلاً اگر تجھے کہیں کہ پادشاہ کا وزیر حکومت پادشاہ میں ایسا خیل ہو کہ جو چاہتا ہو وہ کرتا ہو اپنی خواہش
و خواہش کا مالک و مختار ہو تو تو اس کے گرد و فرا صد مردہ بنے پھر کیا یا نہیں اس امید میں کہ وہ تجھے احسان و جود
کرتے یا کہ اُس وزیر اور اُس کے قصر سے بھاگا بھاگا پھرے گا یا مسکی جستجو مرد کی صورت نہیں ہو بلکہ اتنا اس بات کو
جان کے کاہل ہو جائے گا اور اپنی ادراک و فکر کو اے غوی لینے بے ہوسے لوٹ دیکھا خلاف اسکے کرے گا پس

جب یہ ثابت ہوا کہ اب امر فلان وزیر کے امر کا ہو تو پھر کیا ہو سوا اسکے کہ جا اسکا غیر ہو اسکے پاس نشست
اپنی ست کر اسی خواجہ کو گھیر جو حکم کا مالک ہو کہ یہ خواجہ دشمن کا کشتہ دوست کی جان کا رہا نندہ ہو جو چھ
وہ چاہے چاہیے کہ وہی تو چاہے یقیناً خلاف اسکے مت ہو مگر اہ مت بنے اسی کی خدمت اختیار کر پھر
منع کرتے ہیں جو دار ایسا مت کر کہ جب حاکم وہی تو غیر کے پاس مت بٹکے تا نامہ سیاہ و روز در نہ ہو جائے
کیونکہ جب حاکم وہ ہے تو بس اسی کو اختیار کر اس واسطے کہ اسکے غیر کو کچھ حکم و مقدر نہیں ہے اسکی
تاویلین حق ہیں اور حق وہی تاویل ہے جو تھک و گرم کر دے اور پر امید و چست و پر شرم بنائے اور جو تاویل
تھک و سرد کرے اسکی حقیقت مت جان یہ تاویل نہیں ہے تبدیل اسکی ہے یعنی ایش اشار اقد کان یہ
لوگوں کے گرم و مستعد کرنے کی آہ ہو کہ راہ اطاعت میں گرم ہوئیں اور نا امید اسکو و دونوں ہاتھوں سے
پکڑے تو معنی قرآن کے قرآن سے پوچھ بس اور کسی سے مت پوچھ اور اُس سے پوچھ جس نے
اپنی ہوس بھونک دی ہو وہ ٹھیک ٹھیک بتائے گا اور ہوس والا حسب اقتضا ہوس اور جس نے
قرآن کی آپ کو قربانی بنایا ہو اور اسکو بالا و اعظم جانتا ہو آپ کو پست و حقیر سمجھتا ہو یہاں تک کہ قرآن
عین اس کی جان و روح ہو گیا بس یہی صورت قرآن کے معنی قرآن سے پوچھنے کی ہے
مثلاً جب روغن بالکل گل میں مخلوط ہو کر کڑیہ فرا ہو گیا تو اب چاہے اُس سے جو گل کی سونگھ
چاہے روغن کی دونوں پائے گا

بیان معنی جہت القلم و کتب ان لایستوی الطاعة و المعصية و لا یستوی
الامانة و السرقة جہت القلم ان لایستوی الشکر و الکفر ان جہت القلم ان لایضیع
اجرا لمحسنین یعنی خشک ہوا قلم اور لکھا اُس نے کہ طاعت و معصیت
برابر نہیں ہوتی اور نہ برابر ہوتی ہے امانت و چوری اور خشک ہوا قلم کہ
برابر نہیں ہوتا شکر و ناشکری اور خشک ہوا قلم یہ کہ اجر احسان و الون کا ضائع
نہیں کرتے

قولہ چنانچہ تاویل قد جہت القلم بہر تحریر است بر شغل ماہم بہ پس قلم نوشت کہ ہر کار را بد لائق آن ہست
تاثر و جزا کثرت و جہت القلم کثرت بہ راستی آری سعادت زایدت بہ چون بدزدے
دست شد جہت القلم بہادہ نوشی مست شد جہت القلم تور و اداری روا باشد کہ حق بہ پیجو معزول آید از حکم
سبق بہ ظلم آری مدبر کے جہت القلم عدل آری بر خوری جہت القلم گزند دست من برون رفتہ ہست کار
پیش من چندین میا چندین فرزند بلکہ آن معنی بود جہت القلم نہ نیست یکسان نزد او ظلم و ستم نہ فرق نہ ادم

میان خیر و شر فرق نہا دم زبرد و بدتر بہ ذرہ گرد تو افزونی ادب بہ باشد از یار است بداند فضل رب بہ قدر آن
 ذرہ ترا افزون دہد بہ ذرہ چون کہ ہے قدم بیرون نمند بہ پادشاہی کہ بہ پیش تخت ادب فرق نبود از این و ظلم جو بہ
 آنکہ مے لرزد نسیم سداوہ و آنکہ طعنے میزند بر جداوہ فرق نکند ہر دو یک باشد برش بہ شاہ نبود خاک تیرہ
 بہ سرش بہ ذرہ اگر جہد تو افزون شود بہ در ترازوی خدا موزون شود بہ **المعنی** فرماتے ہیں جیسے کہ تاویل
 ایش شاہ اللہ کی ہو ایسی ہی جفت القلم کی ہو اور یہ بھی تحریر و آئادہ کرنا شغل اہم پر ہی بس قلم نے وہ لکھا کہ
 ہر کام کے لائق اسکی تاثیر ہو اور اسی کے لائق اسکا بدلہ اگر تو ٹیڑھا چلے گا تو جفت القلم ٹیڑھا ہی تیرے
 سامنے آئیگا اور اگر راہ راست پر چلے گا سعادت تجھکو پیدا کرے گا مثلاً جب چوری کرے گا تو تیرے ہاتھ جفت القلم
 ہوے اور اگر شراب پیئے گا تو جفت القلم ہی مست ہوا آب اس بات کو رہا رکھتا ہو اور تیرے نزدیک
 یہ رہا ہو کہ حق تعالیٰ اس اگلے حکم کے سبب سے مثل معزول دیکار کے ہو گیا اگر ظلم کرے گا تو بد جفت القلم کا
 ہے عدل کرے گا فائدہ پائے گا یہ بھی جفت القلم ہو بس ہر گاہ تو یہ جاننا ہو کہ بد جفت القلم کے میرے
 اختیار سے ہر کام باہر ہو تجھکو اختیار نہیں ہو تو میرے پاس کیوں آتا ہو اور کیوں ناری و خوشامد کرتا ہو ہر عالمین
 بلکہ جفت القلم کے یہ معنی ہیں کہ اس کے نزدیک عدل و ستم یکساں ہیں ہیں میں نے خیر و شر کے درمیان
 میں فرق رکھا ہو اور ایسا فرق کہ بد علیحدہ ہو اور جو بد سے بدتر ہو وہ علیحدہ ایک ذرہ ادب بھی اگر تیرے
 یار سے تجھ میں زیادہ ہو تو تو اسکی نسبت بھی فضل اپنے رب کا جان لے گا اور سچو جایگا اُس ذرے کے
 بقدر تجھکو زیادہ دے گا تیرے یار سے وہ ذرہ ادب تیرا پہاڑ کے مثل کہیں ٹل کے نہیں جاسکتا اب فرماتے
 ہیں جو بادشاہ ایسا ہو کہ اسکی عدالت میں امین و ظالم میں فرق نہو یعنی ایک ایسا ہو کہ دوسرے کے خوف
 سے لرزتا ہو کہ یہ تجھکو مردود نہ کر دے اور ایک ایسا ہو کہ اسکے دادا پر طعن کرتا ہے اور دونوں اسکے نزدیک
 یکساں ہیں وہ پادشاہ نہیں ہو تیرہ خاک اسکے سر پہ اور خداے تعالیٰ وہ پادشاہ ہو کہ اگر ذرہ بھر بھی تیری کوشش
 خرمون ہوگی تو وہ بھی اسکے عدل کی ترازو میں تولی جائے گی قولہ پیش آن شاہان ہمیشہ جان کنی بہ پیغمبر
 ایشان ز غدر و روشنی بہ گفت عثمانی کہ بد گوید ترابہ صلح آورد خدشت راسا لما بہ پیش شاہی کو سمیعست
 و بصیرت گفت عثمانان نباشد جا نگیر بہ جملہ عثمانان انسان آتش شلند بہ سوے ماتیند افزا ندیند بہ بدی گویند
 شہ را پیش ما بہ کہ بد جفت القلم کن و قابہ معنی جفت القلم کے این بود کہ جفا با با وفا یکساں شود بہ بل جفت ہا
 ہم جفا جفت القلم وان و قارہ ہم و قارہ جفت القلم بہ عفو باشد لیک کو فرامید کہ بود بندہ ز تقویٰ رو سپید
 و ز در اگر عفو باشد جان بردہ کے وزیر و خازن اخزن شود بہ اسے امین الدین ربانی بیابہ کز انانست
 رست ہر تاج و لواحق و سلطان گر بد و خائن شود بہ آن سرش از تن بردیا کن شود بہ در غلام ہند و سے آرد

وفا داروں سے اور امیر نیرنگی بقا چہ غلام اور برہمنی سنگ با وفا سے بد دل سا نار اور اصرار صبر رخصت ہے
 زمین چو سنگ بلو سے ہر پوزش زندہ گریو شیر سے چہ پوزش کندہ بن کر دزدی کہ خدمتہا کندہ صدق اور بیخ
 جفا لبر کندہ چون فضیل رہنے کے گوارہ یافت ہا ناکہ وہ مردہ بسوی او بتاقت ہا و انچنان کہ ساحران فرعون
 راہنہ رو سیہ کر دہ از صبر و وفا بدست و پاد او مدد و حرم و خود ہا آن بعد سالہ عبادت کی شود ہا تو کہ نہ سالہ
 خدمت کر دہ ہا کے چنین صدق بدست آورد ہا ہا اللغات بائن جدا شود ہا خود فقہین و مال مہلہ قصاص المعنی
 یعنی یہ تو ایسے شاہ ہیں کہ تو ان کے سامنے محنت و طاعت سے کیسی ہی جان مار گا انکو کچھ خبر نہیں کہ یہ خدمت
 دغا سے ہوا صدق سے جب کوئی غلام ذرا بھی کم دیکھا کہ کچھ کمال شخص ہوا کہتا تھا بس برسوں کی خدمت تیری ہم
 میں ضائع کرے گا اور اس پر بادشاہ کے سامنے جو سمجھ و بصیرت و نظام و دیو شیدہ کا خود جاننے والا اور دیکھنے والا
 اس کے سامنے غلام کیسے ٹھہر سکتی ہو سارے غلام اس سے نا امید ہو سکے کہ یہ کسی کی نہیں سنتا آپ ہی
 دیکھنے سننے والا ہو تو ہمارے پاس آئے ہیں اور ہمکو بہت سی نصیحت کرتے ہیں اور بادشاہ کی برائیاں
 ہمارے سامنے کر کے کہتے ہیں کہ جاتی تیری تقدیر میں قلم نے یوں ہی لکھ دیا تھی و قلم کراہت جفت القلم
 کے ہی معنی ہیں کہ جفا و وفا یکساں ہو یہ کب ہو سکتا ہو بلکہ جفا کے لیے جفا ہی جفت القلم ہے اور وفا کیلئے
 وفاق جفت القلم اب اس جفت القلم کے لیے عفو بھی ہے لیکن خوبی و دیر بائی امید کی گمان کہ وہ تقویٰ ہر کسو
 کہ تقویٰ ہی سے آدمی رو سیہ ہوتا ہے اسے قابل رحمت ہے جیسے دزد اگر اسپر کوئی عفو کرے گا حد یہ ہے
 کہ جان سے چھوڑ دے گا مگر وزیر و خازن و خزن کا نہیں کر دیکھا جیسے تقویٰ والے مرتبہ پاتے ہیں اب
 فرماتے ہیں کہ اے امین الدین رہائی اگر تیری اماں سے ہر تاج و علم پیدا ہوا اور بادشاہ ہو اے امین الدین
 کوئی معبود نہ ہو یا خراج مولانا جی کا ہو اگر بادشاہ کا بیٹا ہو اور وہ اس کے ساتھ خائن ہو گا تو بادشاہ اس کا
 سر کاٹ ڈالے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا اور جو غلام ہندی ہوا و وفا بجالائے گا تو اقبال اس سے کہیگا
 طال بقا خا تیری عمر و راز کرے بے اقبال اس کا دعا ہو گا پھر کہتے ہیں کہ غلام کیا چیز ہے اگر دروازے کا گناہ
 اور ہافا ہے تو سردار خانہ کے دل میں اس سے سیکڑوں رخصتا مندیان اور خوشنودیان ہوتی ہیں بس اس
 شخص سے خیال کیا کہ کہنے کا منہ چڑھتا ہو اگر شیر ہو تو کیسا پیر و ناسکو کر لگا دیکھو وہ جو چوری کرتا ہو اور غارت
 میں جب اسکی صادق ہو اسکا صدق کیسی چٹخا کی نکال ڈالتا ہو جیسے فضیل کہ یہ ایک راہزن ہے جہ
 ان کو ہارٹ ہوتی تو وہ مردہ ہو کے اسکی طرف دوڑے اور جیسا کہ ساحرون نے فرعون کا منہ کالا کیا اور صبر
 و وفا اختیار کر کے خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے اور کمانا ابے رہنا غلبوں ہم اپنے پروردگار کی طرف
 لوٹنے والے ہیں اور ہا ہا تو ان اپنے قطع و قصاص کے حوالے کر دیے سینے کٹوا دیے

چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہے، لائق من ایدیکم زاجکم من خلایف ثم لا یصلیکم اجمعین ضرور کا لڑ لگائیں یا تخت
اور پاؤں تختارے، تمھاری ناموافقت سے پھر سولی دو لگائیں تو سب کو آب کیسا صدق اگر سو برس
کوئی عبادت کرے لکب میسر ہویم تجھی سے پوچھتے ہیں تو نے بھی پچاس برس خدمت و بندگی کی ہر تو ہی بتا چکو
ایسا صدق و اخلاص میسر ہوا کبھی تو اس رستے کو پہنچا

حکایت اس درویش کی کہ ہر است میں عمید خراسانی کے غلاموں کو آراستہ
بیراستہ دیکھ کر کہتا یہ کون ہیں جب معلوم ہوا کہ غلام ہیں منہ آسمانی طرقت کر کے کہا کہ
بندہ پروری تمہارے سے سیکھ

قولہ آن یکے گستاخ رواند ہرے بہ چون برید او خود غلامی مہترے بہ جائے طلسم کر نترین روان بدوی
کرد او سوی قبلہ آسمان ہا کامی خدازین خواجہ صاحب من بہ چون نیا موزی تو بندہ دامن تو بندہ پروردن
بیا موزای خدا جین رئیس و اختیار شہر مانا بدو عثمان و برہنہ بیوا بدوستان لرز لزان از ہوا بدو انسا طے
کرد آن از خود بری بہ جرائی نمود آن از لہری بہ اعتمادش بہ ہزاران موہبت کہ کہ ہم حق نابل معرفت بہ
گزیدیم شاہ گستاخی کندہ تو کن چو فتوئہ ای آن سند حق میان داو و سیان بہ انکرہ کر کے تاجی دہا داد و شرا
تایکے روزے کہ شاہ آن خواجہ را بہ شہر کرد و بہ بشتش دست و پایہ دان غلامانرا شکیں ہی نمود کہ دینت
خواجہ بنائید زود بہ سرا و با من یگوئید ای خدایان بہ و نہ ہم از شما دست و لسان بہ بدے یک ماہ شان
تعذیب کردہ روز و شب شکنجہ و تعذیب و دردہ پارہ پارہ کرد شان و یک غلام ہزار خواجہ دانہ گفت از
اہتمام بہ گفتش اندر خواب ہا لغت کا سے کیا بہ بندہ بدون ہم بیا موز و بیا بہ المعنی ایک شخص شوخ و گستاخ و
تھا ہرات میں جب اس نے ایک غلام سردار کو دیکھا کہ طلسم کے کپڑے پہنے اور شہر چکا ہا ندھے چلا جاتا کہ
سچے طرف قبلہ آسمان کے کر کے کہا کہ اسے خدا اس خواجہ صاحب منت و احسان سے تو بندے کا
رکھنا کیوں نہیں دیکھتا اسے خدا بندہ پروری اس سے سیکھ چو ہمارے شہر کا رئیس اور اختیار دالاسے
یہ بندہ اسکا کیسا پھر تار و قمارتے ہیں کہ یہ گویندہ ایک محتاج شگاہینا تھا کہ جاڑے میں ہوا کے مارے
کیکا پا تھا لہذا اس از خود ہزارے براہ انسا و خوش طبعی ایسی گستاخی و جرأت لہی لہری سے کی اپنے
توت و فرہی سے وہ ایسا بے اعتقاد نہ تھا بلکہ اسکا خدا کے شمش و مہبت بہ طرطن اعتماد و بھروسے
تھے کہ اسطے کہ اہل معرفت سب ندیم حق کے ہیں اور خوش طبعی ندیموں کی عبادت پس اگر ندیم پادشاہ کا
گستاخی کرے اسکی دیکھا دیکھی تو نہ کر اس سے کہ تیرے پاس وہ سے ہمیں جو اس کے پاس تو حق تعالیٰ سے
جھکو کر دی اگر وہ سر چکا جھکو دے تو پٹکے سے کراچی جو اگر کوئی جھکو تاج دے تو اس نے جھکو سر دیا کہ

بے کم اور سر کے تاج و تیکا کس کام کا آقصہ ایک روز ایسا ہوا کہ شاہ نے اس خواجہ کو کسی تہمت سے شہم کیا اور بد گمان ہو کے اُس کے ہاتھ یا ٹوٹن باندھے اور اُس کے غلاموں کو شکنجہ کرنا تھا کہ اپنے خواجہ کا فیض جلدی بناؤ لے ناچیز و جھیدا سکا مجھے کہو ورنہ تھارے ہاتھ اور زبان کاٹ ڈالو گا انقض ایک مہینہ اُنکو تعذیب کی اور دکھ دیا اور رات دن شکنجے میں رکھا اور ٹکڑے ٹکڑے اُنکو کیا لیکر ایک غلام نے بھی راز خواجہ کا ظاہر کیا ایسا قصد اُتھون نے اپنے دل میں کیا بعد اُس کے خواب میں ایک ہاتھ نے اُس گستاخ رو سے کہا کہ تو کتا ہو بندہ پروری ہمارے شہر کے رئیس سے سیکھ ہم کہتے ہیں تو پہلے بندہ ہو نا ان غلاموں سے سیکھ لے پھر ہمارے پاس آؤ لہ لے دریدہ پوستان پوستان بگریدہ و گرت آن انغولیش دان بڈ ناچہ می بائی ہمہ روزہ ہوش بڈ ناچہ می کاری ہمہ سالہ ہوش بڈ فعل تست این غصہ بدم بڈ این بود معنی قد جفت القلم کہ نگرد و سنت ما از رشتہ نیک نیکی را بود بد راست بد بڈ کار کن دیوا سلیمان زندہ است بڈ تا تو دیوے تیغ او بزندہ است بچون فرشتہ گشت ارتیع امین است بڈ ز سلیمان امین و از خوف رست بڈ از سلیمان ہیج اور اخوت نیست بڈ دشمن دیو است و از وی ایمینست بڈ حکم او بر دیو باشد نے ملک بڈ ریخ و خاکست نے فوق فلک بڈ ترک کن این جبر را کہ بس تہیست بڈ تابدا سر سر جبر چہیست بڈ ترک کن این جبر جمع بڈلان بڈ تاخیر با بڈ اذان جبر چو جان بڈ ترک کن معشوتے و کن عاشقے بڈ ای گمان برودہ کہ خوب وفا لقی بڈ ایکہ و معنی زشب خامش تری بڈ گفت خود را چند خواہے مشتری بڈ سر بچلنا نہ پیشیت بہر تو بڈ رفت در سووے ایشان دہر تو بڈ مرا کوئی حسد اندر پیچ بڈ چہ حسد آرد کہ بر فوت ہیج بڈ ہست تعلیم خسان ای بار شوخ بڈ ہیچ نقش خوب کردن بر کلوخ بڈ اللغات پختین معروف و عیب رستوخ بڈ غمتین پابر جا بودن و استواری المعنی یعنی کوادرون کو دیکر کے رشک کرتا یہ نہیں جانتا کہ یوسفون کا جو بے عیب ہیں عیب کرتا رہتا ہے پھر اگر گرگ جھکو پھاڑے تو اپنا ہی تصور جان بودن ہیچ بڈتا رہتا ہے اُسی کو پین اور جو بوتا رہتا ہے اُسی کو سال بھر کھایا کرتے ہی فعل ہیں جو اس غصے کو بدم بڈ بڑھاتے ہیں بس ہی معنی قد جفت القلم کے ہیں کسٹا سٹے کہ ہماری سنت یعنی جو راہ ہم نے رکھی ہے وہ اپنی راہ راست سے تغیر نہیں ہوتی نیک کے واسطے نیکی ہی اور بد کے واسطے بدی آے دیو تو اپنا کام کرے جا سلیمان بھی زندہ ہے اور جب تک تو دیو ہی تیغ اسکی بزندہ ہاں جب تو فرشتہ ہو جائے تو تیغ سے امین ہو اور سلیمان سے بھی کوئی دشمنی سب سے نچت آس لے کہ جب وہ فرشتہ ہو گیا تو دشمن دیو کا ہیچر اُسکو سلیمان سے کیا خوف ہو سلیمان کا حکم تو دیو پر ہو نہ فرشتے پر سچ تو سارے اس خاک پر ہیں جب تک آدمی اس خاک میں آلودہ ہو اور جب فرشتہ نوری ہو گیا تو پھر آسمان پر

سچ کب ہن تو اس جبر کو ترک کر کہ یہ بالکل خالی چیز ہو بے مغز تو جانے کہ جب کے بھید کا بھید کیا ہے یہ خبر نہ ہون اور
 کا ہون کا کام ہو جن سے محنت ریاضت نہیں ہو سکتی وہ جبر اختیار کرتے ہیں اسکو چھوڑتا جھکوا اس جبر کا حال
 کھٹکے جو مثل جان کے ہو اسے محنت در ریاضت شرعیہ ناز اور عیش و آرام معشوقوں کا کام ہے اور محنت
 مشقت عاشقوں کا کام کو خواہ خواہ معشوق مست بن عاشق بن ناحق جھکویہ گمان ہے کہ میں خوب ہوں اور
 سب سے فائق تو تو در حقیقت رات سے بھی زیادہ خاموش ہو جیسے رات میں ہر شے خاموش ہوئی ہم
 پھر اپنے کام کا مشتری و خریدار کب تک چاہے گا یا تیری تحسین کرین اور تیرے سامنے ہاتھ مار پسند تیری
 خوشی کے واسطے سر ہلائیں اور تو اس کے سودا میں اپنا وقت کھو رہا ہے تو مجھ سے کہتا ہے کہ کسی سے
 حسرت کر حسرت تو دنیا کی چیزوں پر ہوتا ہے سو میرے سامنے سب بیچ ہیں پھر بیچ تو تیر کوئی عاقل بھی
 حسرت کرتا ہے اور جو لوگ خس و فاش ہیں انکی تعلیم عبت وہ تعلیم ایسی ہو کہ یار شوخ جیسے کسی کلورخ پر چھ
 اچھے نقش بنانا کہ محض بے فائدہ اور بے ثبات ہو قولہ خویش را تعلیم کن عشق و نظر کا کان بود کا نقش فی
 جرم الجبرہ نقش تو باست شاگرد و فانیہ غیر شغفانی کجا جوئی کجا بگر گئے مرغوش را جبر دسنی پویش را
 بدخو و خالی سے کنی بہ متصل شد چون دلت با آن عدن بہ ہین بگو مہراس از خالی شدن بہ امر قل زمان آید
 است اسے راستین بہ کم خواہ شد بگو دریا ست این بہ انصتو ایمنے کہ آیت را بلاغ بہ ہین تلفت کم
 کن کہ لب خشک است باغ بہ این سخن پایاں ندارد اسے پر نہ این سخن را ترک کن پایاں نگرہ غیر تم آید کہ
 بیست بیستند بر تومی خندند عاشق نیستند عاشقات در پس پردہ کم بہ ہر تو نعرہ زنان ہین و سبیم بہ
 عاشق آن عاشقان غیب باش بہ عاشقان پنج روزہ کمر آش بہ کہ بخوردند و مدت بخندند جذبہ بہ سا لہذا نشان
 بندیر سے جہ بہ چند ہنگامہ ہی بردہ عام بہ عام جیسے بر نیامد بیچ کام بہ وقت صحت جملہ یار مرد و حریف بہ وقت
 در و غم بجز حق کو الیبت بہ وقت در و غم بجز حق کی یکس بہ خود نہا شد مر ترا فریاد رس جہس ہجان در و غم
 رایا دار و چون ایانا ز پوستان کن اعتبار بہ پوستان آن حالت در و تو است کہ گرفتہ است آن ایاز
 اور اب دست بہ اللغات جبر بالکسر و نشند سنی بزرگ در و شن الیبت آفت گیرہ اسعنے
 تو آپ کو تعلیم عشق و فکر کی کو فکر وہ جسکو کہا ہو فکر وافی آلا و اللہ یعنی فکر و اللہ کی نعمتوں میں جھکوا اور کی تعلیم
 سے کیا جیسا کہ اوپر تعلیم عثمان کہا ہے کس واسطے کہ عشق و فکر دونوں ایسے ہیں جیسے تھکر کا نقش کہ شہابی
 نہیں یہ نقش تیرا تیرے ساتھ ہے اس لیے کہ یہ شاگرد و فانیہ کہے اور غیر اسکا فانی ہے اسکو کہاں
 ڈھونڈتا پھرے گا وہ کب ملے گا اگر آپ کو توجہ و درویشمند بنانا چاہتا ہے اور بزرگ تو جان لے کہ آپ کو
 بدخو بنانا ہے او عقل سے خالی کرنا ہے جب دل تیرا اصل بحر عدن سے ہو گیا تو البتہ کے جا اور خالی ہونے سے

ست ڈراستی واسطے اسے راستی واسطے قتل کا کیا ہو کہ اس وقت میں کم نہیں ہوگا کس واسطے کہ دریا ہے
بحر عدن مراد قرآن سے اور اسمین حکم الفتوا کا بھی ہو یعنی خاموش ہو جاؤ یہ اسی واسطے ہو کہ اپنے پانی کو یہودہ
ضائع مت کر کہ تیرا باغ خود لب خشک ہو اسکو میراب کر آب فرماتے ہیں کہ اسے پیراس سخن کی تو کچھ حد نہیں
اسکو چھڑا اور پایاں کار کو دیکھ کچھ غیرت آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوں اور تجھ پر ہنسنیں اس لیے
کہ عاشق ان باتوں کے نہیں دیر میں تیرے جو عاشق ہیں بروہ کرم کی آثرین ہیں اور تیرے لیے چلاتے
ہیں لاجرم تو بھی عاشق ان غیبی عاشقوں کا ہوا در یہ جو عاشق پنچروہ ہیں یعنی چند دنوں کے ان سے امید
و طمع مت رکھ اس سبب سے کہ برسوں اپنے لکڑے سے تجھ سے ایک جذبہ اور کشش پاتے رہے اور تو نے
ایک جہ ان سے نہیں دیکھا بے طمع اور بے امید جذبہ ہو چکا یا اب کب تک یہ ہنگامہ باہ عام پر رکھیں گے تو نے
جواہر ناقصان سے ڈھونڈھا وہ کوئی ان سے نہ لکھا یہ لوگ سب بے کے یار ہیں اور صحت و عافیت کے
حریت و ساقی درد و غم کے وقت جو مرگ و گور و حشر ہے سوائے حق کے کوئی الفت کرنے والا نہیں ہو
جس وقت کہ تجھ کو درد و غم گھیرے گا اس وقت کوئی تیرا فریاد رس نہوگا بس تو اسی درد و مرض کو یاد رکھو اور
ایاز کی طرح اپنے پوستین سے عبرت پذیر ہو اور پوستین جسکو کہ ایاز نے ہاتھ سے پکڑا ہے وہ
تیرا درد ہی جسکا کوئی شریک نہیں

پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سنی کو اور منع کرنا اصرار سے کہ مادہ اشکال
سوائے عشق کے کوئی کھونین سکنا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ فضل خدا کا ہے
جسکو چاہتا ہو دیتا ہے

قولہ کافر جبری جواب آغاز کردہ کہ انان عاجز شد ان عیابہ مردہ لیک من اگر ان جوابات و سوال بہ جملہ والگویم
بہائم زمین و مثال بہ نان ہم تر گفتینا ہست مان بہ کہ بدان نمی تو بہ یاد نشان بہ اند کی گفتیم زان بحث عسل
نائد کے پیدا شد قانون کل بہ در میان جبری دامل قدر بہ ہچنین بخش تاحشرای پسہ کہ فرودماندی ز دفع خصم
خولش بہ نہ سب ایشان برفقادی نہیں بیچون برون شوشان بودی در جواب بہ پس رسید جبری ازان راہ
تباب بہ چونکہ مقضی بدرواج آن روش بہ امید ہر شان از دلائل پرورش بہ تا نگردد ملزم از اشکال خصم بہ
تا بود و جواب از اقبال خصم بہ تا کہ این ہفتاد و دہدیت دوام بہ در جہان ماندالی یوم القیام بہ چون جہان ظلمت
بغیب این بہ انیراے سایہ می باید زمین بہ عزت عزت بود اندر رہا نہ کہ بہر بسیار باشد ظلمتا بہ تا قیامت
ماند این ہفتاد و دہدیت نہ یاد بتبرع را گفتگو بہ عزت مقصد بوداے متحن بہ بیچ تیج راہ قصد رہزن بہ عزت کہ بہ
آن ناچہ بہ دزدے اعراب و طول ہادیہ بہ ہر روش ہر رہ کہ آن محمود نیست بہ عقبہ او مانے

اور ہر نیست باین روش ختم و حدوداں شدہ بتا مقلد در دورہ حیران شدہ بحدیق ہر دورہ بہ بنید و روش
ہر فریقہ درہ خود خوش نش با اللغات عقل بضمین درشت آواز تیرہ وسط کتاب ہلاکت و
زیانکاری مقضی بالغ کرارہ شدہ و تمام کردہ بہا بفتح روشنی و زیبائی و قیمت بفتح بالضم نوید کنندہ (معنی
آب فرماتے ہیں کہ کافر جبری نے ایسا جواب شروع کیا جس سے وہ مرد پچارہ عاجز ہو گیا لیکن میں اگر وہ جملہ
جوابات و سوال بیان کردن تو اس مقال سے رہا جاتا ہوں اور حالانکہ اُن سے زیادہ بڑی بڑی باتیں ہو سکتی ہیں
جو کہنے کے لائق ہیں کہ اُن سے تیری فہم کو اچھے پتے اور نشان بجا کیے البتہ کچھ حدیث اُس درشت تیرہ سے
کہتے ہیں کہ تھوڑے سے قاعدہ کل کا معلوم ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ جبری اور قدری کے درمیان میں ایسی بحث
اے پسر کہ مشترک ایسی ہی رہی اگر ایک دوسرا ایک دوسرے سے دفع کرنے میں عاجز ہو جائے تو یہ
مذہب ہی ان کا انکے آگے سے گر جاتا اگر جواب میں باہم کسی کو راہ نکلیجائے کی نہ ملتی تو اس راہ ہلاک
و زیانکاری سے بھاگ جائے اور چھوڑ دیتے لیکن جو کہ رواج اس چلن کا مقضی تھا اسے نقصان
الہی سے لہذا ہر کوئی دلائل سے اُسکو پریش کرنا چاہتا تھا ہم کی مشغولوں سے ملوم نہوا اور قبائل ختم سے
محبوب نہوے تو یہ ہفتاد و دو ملت ہمیشہ قیامت تک جہان میں رہیں جو کہ یہ جہان ظلمت و غیب کا ہے
یعنی جملہ چھپی چیزوں کا اور وہ غیب و ظلمت سوائے اعلیٰ چیزوں کی ہیں اور سائے کے نیچے زمین ضرور
چاہیے اس واسطے سب یہاں چھپے ہوئے ہیں جب صحیح قیامت کی ہوگی تو حق دباطل سب کھلی جائیگا جیسے
حزق کاسپر بہت سے قفل گئے ہیں تو کسکی عزت اپنی قدر قیمت میں بہت ہوتی ہے بخلات بے عقل کے
بس قیامت تک یہ ہفتاد و دو ملت رہیں کہ انکے جو موجود و متدع تھے اُن سے کسی کی گفتگو نہ ہوئی اور
لے محتاج خوب جانتا ہے کہ ہر مقصد کی عزت اُسی میں ہے جسکی راہ پہنچ صحیح صعب گزار ہو اور قصہ
راہزن کا خوف دیکھو کہنے کی عزت بھی اسی سے ہو کہ اُسکے نواح میں دزدی اسراب و طول باویہ کا
لگا ہوا ہے ایسے ہی جو روش اور چراہ کہ محمود نہیں ہوا اُسکے لیے بھی کوئی امر سخت اور کوئی مانع و ہزن
ضرور ہے اور یہ روش دشمن اور حاسد اس راہ محمود کی ہو اسی سبب سے مقلد اس دورا ہے ہر اکے حیران
راہ جاتا ہے اور جو دونوں راہوں کے صدق کو اپنے چلن میں دیکھتا ہے تو ہر قول کو اپنے اپنے چلن میں خوش پیش
پاتا ہے قولہ ورجا ایش نیست مے بند و ستیزہ بر جان دم تا بروز رختیزہ کہ همان ماہر اندان جواب بلکہ
از ما شد ہما دجہ صواب بہنیز بند و ستیزہ عشقت و بس بدور نہ کے و سواس بہتست کس بے عاشق
شو شاہد خوبی بچو صید مرغابی بھی کن جو بختو کی بردان آب کا بت با بردہ کے کنی نلن فہم کو قیمت خوردہ
غیر این معقولہا معقولہا یا بے اندر عشق با فرو بہا بہ عشر امثال دہد تا مقصد چون باری عقل در حق

مقبول سے منقول ہو کہ جب وہ رسولِ مجتبیٰ ہم فضولوں کے سامنے قرآن پڑھتے تھے اور گوہرِ شام کرتے تھے کہ وہ پڑھنا اُن کا تھا تو ہم سے حضور و وقار کے خواستگار ہوتے تھے کہ سیکڑوں حضور و وقار کے ساتھ سنو اور ایسا ہو جا کہ گویا تیرے سر پر کوئی مرغ آ بیٹھا ہو جسکے اڑ جانے کے خوف سے تیری جان لرز رہی ہو اور تو اپنی جگہ سے ذرا ہل نہیں سکتا کہ ایسا نہویہ مرغ میرا اڑ جائے اور دم نہیں بارتا کھانسی کو بند کیے ہوئے ہو کہ مبادا ایک یا دو مرغ اڑ جائے اور ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے آپ جو کوئی بیٹھی بات مجھ سے کہتا ہو جب اور کڑوی کہتا ہو جب توب پر انگلی رکھ کے اشارہ کرتا ہو کہ خاموش ہو جا مجھ سے نہیں بولتا جیسا کہ حضور صحابہ سے منقول ہے کہ انہم علی رؤسہم طیور گویا اُنکے سر پر طیور ہیں ایسے آنحضرتؐ کے حضور میں بیٹھتے تھے بس ایسی حیرت عشق کی ہو کہ تجھ کو خاموش کر دیتی ہے اور اُسی خاموشی میں پرجوش جیسے ہانڈی کہ اُسکے اوپر سر پوش رکھ دیتے ہیں اور وہ اندر ہی اندر جوش کرتی ہے

رجوع بحکایت ایاز و سوال سلطان

قولہ ای ایاز میں مہر با بر چارتے با چہیت آخر بچو بر بت عاشقی پہنچو مجنون بر رخ لیلیٰ خویش بن کر وہ تو چارتے رادین و کیش بن باد و کمنہ مہرجان انگینہ ہر دورا در جبرہ آوینہ بن چند گوئی باد و کمنہ تو سخن باد و جادی مے دے سر کمن بن چون عرب با ریح اطلال ای ایاز بنے کئے از عشق گفت خود را بن چارقت ریح کداین آصف است بنو سین گوی قیص یوسف است بن بچو ترسا کہ شمار و با کشیش بن جرم یکسا نہ زنا و غش خویش بنابیا مز کیشش اُن گناہ بن عفو اور عفو داند انا نہ بنیست آگہ اُن کشیش بن از جرم و داد بن لیک در جادوست عشق و عفو دوستی در وہم صد یوسف تمتد سحر از ہار و ست و مار و تش کن بن صورتے پیدا کند بر یاد او بن جذب صورت آروست در گفتگو بن را گوید پیش صورت صد ہزارا اُن چنانکہ یار گوید پیش یار بنے بد بخا صورتے نے سیکھے بن زادہ از وی صد الست و صد ملی بن اُن چنانکہ مادر دل بردہ بن پیش گور بنچہ زودہ بن راز ہا گوید بجد و اجتہاد بنی عمایہ زندہ اور اُن جماد بنی حی و قائم داند او اُن خاک بن خوش نگار بن عشق سحرناک را بن پیش او ہر ذرہ اُن خاک گور بن گوش دارد ہوش دارد وقت شور بن اللغات چارق پُرانی جو تیان ریح بالفتح سر و خانہ و محلہ و منزل اطلال نشان سلمی کہنہ و ویران آصف نام وزیر حضرت سلیمان کشیش برد زن جلیص پیشوا و معلم ترسایان و نامہ نصرانیان و بت پرستان المفعی یعنی اے ایاز یہ رہن جو تو چارق پر کیے ہوئے ہو آخر بتا تو یہ کیا بات ہو کہ تو ایسا اسپر عاشق ہو جیسے کوئی کسی معشوق پر اور ایسا ہورہا ہے جیسے مجنون اپنی لیلیٰ کی صورت پر اور اُسکو

اپنا دین و مذہب کر رکھا ہو تو نے ایک دو پرانی چیزوں سے محبت پیدا کی ہو اور دونوں کو حجرے میں لٹکایا ہو
 آن دونوں پرانی چیزوں سے کمان تک باتیں کرے گا اور اس مجاہد بیجان میں کمنہ بھید چھونکے کا جیسے
 عرب کسی منزل و سرا کے گرے پرٹے مکافون کے نشان دیکھ کے گفتگو بڑھاتے ہیں چنانچہ طویے
 قصائد عرب کے ہوتے ہیں ایسے ہی تو بھی اس چارق وغیرہ کے سلسلے لمبی چوڑی باتیں کرتا ہے
 تو یہ چارق تیرا کون سے آصف کا نشان ہو اور پوستین کو یا قمیص یوسف کا ہی یا جیسے ترسا اپنے پیشوا
 کے آگے جرم سال بھر کے خواہ زنا ہو خواہ سوا زنا کے اور خیانت وغیرہ گناہوں کو بیان کر کے اس
 پیشوا سے اُنکو بخشا تا ہو اور غفور انا ہو اور اُسکے غفور کو غفور کا جانتا ہو حالانکہ وہ پیشوا اسکا جرم و داد سے
 اُسکے محض ناواقف ہو کہ بخشے گئے یا نہیں مگر اُس شخص کو جو اُس سے اعتقاد و عشق ہو وہ اس پر جادو کر رہا ہو
 کہ اُسکی بخش دینے سے بخش گئے اُس واسطے کہ دوستی و محبت ایسی چیز ہو کہ یہ اپنے دہم میں ہر تصور کی
 صورت سیکڑوں یوسف سے بڑھکے بتاتی ہو اور ہاروت و ماروت کا ساجادو کرتی ہو اور اپنے
 مطلوب کی یاد میں ایک صورت پیدا کرتی ہو اور کشتش صورت کی اُس صورت پیدا کر لیا ہے
 گفتگو میں لاتی ہے کہ اُس صورت سے باتیں کرتا ہے جیسے ایاز چارق و پوستین سے کرتا تھا
 اب تو اُسکے سامنے ہزاروں باتیں اپنے دل کی کرتا ہے اور بھید کتا ہے جیسے کوئی یا کسی بار کے
 سامنے کتا ہو لیکن نہ وہاں کوئی صورت ہو نہ کوئی جسم ہو اور سیکڑوں است و ہلی پیدا ہو رہے
 ہیں یعنی آپ ہی تو اپنے آپ سے سوال کر رہا ہو اور آپ ہی جواب دے رہا ہو سیکڑوں جواب سوال
 ہو رہے ہیں خود بخود بچہ مثال ہو جیسے مادر فریفتہ اپنے بچہ نومردہ کی گور کے سلسلے بڑی جادو کشتش سے
 اپنے دل کی باتیں کرتی ہو وہ قہر جو مجاہد ہو اُسکو حی و زندہ معلوم ہوتی ہو اور اُسکو زندہ وقائم جانتی ہے
 اب ذرا اچھی طرح غور تو کر عشق کو کیسا سحرناک ہو کسی جادو خیالیان کرتا ہو جو قوت وہ شور و ناہ کرتی ہو
 تو اس گور کے ذریعے ذریعے کو خوب ہوش والا اور گوش والا جاتی ہو کہ سب سنتے سمجھتے ہیں قولہ مستمع داند
 بعد آن خاک را بہ چشم و گوش داند آن خاشاک را بہ آن چنان بر خاک گور تازہ او بہ و مبدم خوش سے ہند
 با اشک رو بہ کہ بوقت زندگی ہرگز چنان بد روی نہ مادہ است بر پور جوان بہ از عز چوں بگذر و چند روز
 کم شود آن آتش دامن عشق و سوز بہ بعد ازان زمان گور ہم خواب آیدش بہ از جادوی ہم جادوے
 ز آیدش بہ زانکہ عشق افسون چو برود و رفت بہ باز خاکستر چو آتش رفت تفت بہ عشق بر مردہ نباشد
 پانڈارہ عشق را بر حی جان افزاے دارہ انچہ بیند آن جوان در آئینہ بہ پیر اندر خشت بیند عائنہ بہ
 پیر عشق تست لے موے سپید بہ و مشکیر صد ہزاران نا امید بہ عشق صورتہا باز و در و سراق بہ

تا مصور سر شد وقت تلاق پاکہ خم حمل و حمل ہوش و مست بہ بر صور عکسی حسن بہ بدست بہ پردہ مالین زمان
 برداشتم چمن بلبل و واسطہ بفراشتم نہانکہ بس با عکس من و دیافتی بہ قوت تجرید ذاتم یافتی بہ چون الزین سو جذبہ من
 شدروان بہ او کشش مای نہ بنید در میان بہ مغفرت خواہد ز جرم و از خطا بہ الپس آن پردہ از لطفت خدا
 چون ز سنگی چشمہ جاری شود بہ سنگ اند چشمہ متواری شود بہ کس نخواہد بعد از آن آن را جبر نہ نماند
 جاری شدانان سنگش گہ بہ کا سہادان این صور را اندر دہانچہ حق ریزد بہان گیر و علو بہا اللغات
 مست بالضم غم و اندوہ اے طعنے پھر فرمایا کہ وہی بچہ کی مان اُسکی خاک کو بچہ جانتی ہو کہ یہ حسنتی ہو اور اُس
 خاشاک کی آنکھیں بھی ہیں اور کان بھی ہیں اب ایسی اُسکی خاک گور تانہ پردہ مہم رو رو کے خوشی سے
 اُمید رکھتی ہو کہ اپنی زندگی بھر میں ایسا سمجھ کر گزیر جو ان پر بھی نہیں رکھا جب اُسکے ماتم و غم میں چند روز
 گزر جاتے ہیں پھر وہ آتش و عشق و سوز کم ہو جاتا ہے اور ایسا کہ بعد اُسکے جو گور پر جاتی ہو تو اُس کو چھینی و
 بیتابی کے خلاف اُسکو اُس جادو یعنی گور سے پند آتی ہے اور عین ہوتی ہے اور جادوی سے جادوی
 پیدا ہوتی ہو کہ وہی عین و حرکتی خواب کی ہو اُس سبب سے کہ عشق نے جو اپنا شکر چھونک دیا تھا اُس
 منہ کو وہ لے کے چلا گیا اور وہ آگ جو گرما گرم تھی نہ رہی ٹھنڈی رہ گئی اب فرماتے ہیں دیکھو عشق
 مردے کا پاؤں نہ نہیں ہوتا خواہ یہ بچہ جو مذکور ہوا خواہ اور جو زندہ کہلا رہے ہیں لہذا تو اپنا عشق اُس پر رکھ
 جو زندہ اور جان بڑھانے والا ہے عشق ایسی شے ہو کہ جو کچھ جو ان آدمی آئینے میں دیکھتا ہو یعنی حسن و
 جمال پیرا سکونشت میں دیکھتا ہو جو تیرہ اور بی ہو اور سہر کو ان ہو تیرا عشق نہ سفید بال کہ عشق و سنگ ہزاروں
 نا امید کا ہو اور امید کو پہونچانے والا دیکھو تو جب تجھ کو اپنے مطلوب سے جدائی ہوتی ہو تو زمان فراق میں
 کیسی صورتیں بناتا ہے تا مصور یعنی جسکی صورتیں بناتا ہو وقت ملاقات کے ظور کرے اور کہے کہ اصل و
 اصول تیرے ہوش و غم و اندوہ کا میں ہوں اور وہ صورتیں جو پیدا ہوتی تھیں ان پر میرے ہی حسن کا
 عکس پڑا تھا اب اس وقت وہ پردے میں بے اُٹھا دیے اور بے واسطہ حسن کو ظاہر کر دیا اس سبب سے
 کہ تو نے بہت دنوں میرے عکس سے صورتیں بنائیں تھیں کہ قوت تجرید میری ذات کی پائی مثل میرے
 مجرد ہو گیا اس واسطے میرا ہی جذبہ ادھر سے جاری ہوا ہو کہ تو اس کشش کو درمیان میں نہ دیکھے اب جو اُس
 صورت سے مغفرت اپنے جرم و خطا کی چاہے تو وہ مغفرت چاہنا اس پردے کی آئین لطفت خدا
 ہی سے ہے ہر جیسے کسی پتھر سے کوئی چشمہ جاری ہو تو پتھر اُس میں چھپ جاتا ہو پھر کوئی اُس پتھر کو پتھر نہیں
 کہتا وہ چشمہ ہی کہلاتا ہو اس سبب سے کہ اُس سنگ سے جو ہر اُسکا جو اصل اُسکی تھی جاری ہوا ہے
 بس ایسا جاننا چاہیے کہ جتنی یہ صورتیں ہیں گو یا پیالے ہیں حق تعالیٰ جو کچھ ان میں ڈال دیتا ہو اُسی سے

یہ پیالے علو و بلندی پکڑتے ہیں

حکایت تسلی کرنا خویشیوں مجنون کا مجنون کو عشق لیلیٰ سے

قولہ اہلمان گفتند مجنون راز جمل بہ حسن لیلیٰ نیست چندان ہست سہل بہ بہتر از وی صد ہزاران دلربا ہے
ہست بچون ماہ و شہر اسے کیا ہے نازنین تر و ہزاران حور و شہ است بگویناں ہمہ یک یا خوش
و اہمان مارا و خود را نیز ہم بہ از چنین سودای ازشت شتم نہ گفت صورت کوڑہ است و حسن می نہ سے خدا ہم
سے دہرا ظرف دے بہ مرثماں کہ مرکہ دادا کوڑہ اش بہ تانبا شد عشق او تان گوش کش بہ ازیکے کوڑہ دہ
زہر و غسل بہر سیکے را دست حق غر و جل بہ کوڑہ می بینی ولیکن آن شراب بہ روی نمایہ چشم ناصواب بہ قاصرات
الطرف باشد ذوق جان بہ جز بہ خصم خویش نمایہ نشان بہ قاصرات الطرف باشند آن مدام بہ وین حجاب ظرفنا
بچون خیام بہ اللغات خیام جمع خیمہ المعنی احمقون نے بہ سبب اپنی جہالت کے مجنون سے کہا لیلیٰ کچھ ایسی
حسین ہنیں ہزار و یہ بات کچھ ایسی شکل ہنیں بلکہ سہل ہو کہ اس سے بہتر اچھی اچھی لاکھون عورتیں دلربا ہیں اسی
ہمارے ہی شہر میں اسے دانا جو مثل ماہ کے ہیں ہزار و ن حور و شہ اس سے نازنین تر ہیں ان میں سے
کسی اچھی سی کو یا اپنا بنا ہو کچھ اچھی اور اچھو بھی ایسے سودا ازشت و تمنا کہ سے بچا مجنون نے کہا کہ صورت
تو ایسی ہی جیسے ایک پیالہ اور حسن ایسا جیسے پیالے میں شراب بس ٹھیکو خدا سے تعالیٰ اُسکے طرف سے
شراب دیتا ہو اور تمکو اُس پیالے سے سرکہ دیتا ہو تا عشق اُسکا تمہارے کان پکڑے اُسکی طرف نہ بجائے
یہ دست قدرت اُسی حق غر و جل کا ہو کہ ایک ہی پیالے سے زہر دیتا ہو اور ایک ہی سے شہر تو
کوڑے کو تو دیکھتا ہو لیکن شراب کو ہنیں دیکھتا اسکی وجہ یہ کہ وہ شراب چشم ناصواب میں ہنیں نظر آتی اس
داسطے کہ ذوق جان کا مثل حور و ن کے قاصرات الطرف ہو یعنی جنت میں وہ عورتیں مستورہ ہیں کہ سوا
اپنے شوہر کے سب سے آنکھیں چھپاتی ہیں کنیا کے بھی ہنیں دیکھتیں ایسا ہی حال ذوق جان کہے
کہ وہ بھی سواے خصم یعنی شوہر کے اور کو نہ نہین دکھاتا پھر تفسیر اسی کی ہو کہ یہ شراب بھی قاصرات
الطرف ہوا و یہ جو حجاب ظرفون کے ہیں یہی اُسکے خیمے ہیں جیسے فرمایا ہو مقصودات فی الخیام حورین
مقصودہ ہیں خیموں میں یعنی کو تاہ نظر غیر سے قولہ ہست دریا خیمہ دروی حیات بہ نظر لیکن کلاغان را
مات نہ زہر باشد مارا ہم توت و برگ بہ غر اور زہر اور در دست و برگ بہ صورت ہر نعمت و محنت بہ ہست
آزاد و زرخ این را جستی بہ پس ہمہ اجسام اشیا بہ تھروں بہ اندر دتوت ہست وہم لایہ جردن بہ ہست ہر جسے
چو کاسہ و کوڑہ بہ اندر وہم موت وہم ولسوڑہ بہ کاسہ پیدا و ندران پیمان رغبت طاعش دانہ کران چرمی خورد
صورت یوسف چو جائے کہ خوب بہ زان پدرے خورد صد باوہ طوب بہ بازاخوان بلا دان زہر آب

بودہ کا مدرایشان زہر کیسے می فرووہ باز اودی مرزینجا را شکر دمی کشد از عشق افیونی دگر غیر آن چه بود مر یعقوب را بد
 بود از یوسف غذا آن خوب را بگوئے گوئے شربت و کوزہ یکے بے تا نماند در می میثبت شکی بے باوہ از غیبست و کوزہ
 زنجیران بے کوزہ پیدا باوہ ازوے بس نہان بے بس نہان از دیدہ ناخرمان بے لیک بر حرم ہویدا و عیان بے
 اللغات رعد فتنین عیش خوش و نعمت اے پھر تباہی و سابق فرمایا کہ دریا ایک خیمہ ہے جس میں بط
 کی زندگی ہو اور کوئے کی موت ایسے ہی زہر سانپ کے لیے قوت و سامان ہے اور اسکے غیر کے حق میں
 زہر اسکا درد و موت ہے غرض صورت ہر نعمت و محنت کی کسی کے حق میں دونوں ہی کسی کے حق میں جنت
 بس تمام اجسام اشیا کے جنگ و دم دیکھتے ہو سب میں تو ہے الکا کہ جنگ و وہ نہیں دیکھتے ہر جسم مثل کا سہ اور
 کوزے کے ہی کس میں قوت بھی ہے اور کوئی دل جلانے والا بھی چنانچہ پیا لہ ظاہر اور اس میں خواہش کی
 چیز چھپی ہوئی جسکا مزہ لینے والا ہی جانتا ہے کہ وہ کیا کھا رہا ہے حضرت یوسف کی صورت کا کیسا ایک
 جام خوب بنایا جس سے حضرت یعقوب باپ اپنے سیکڑوں قسم شراب طرب کی پیتے تھے اور وہی جام خوب
 تھا جس سے بھائی اُنکے آب زہر کھاتے تھے پھر اسی جام خوب سے زینجا کو شکر نصیب ہوئی جو عشق سے
 اول میں افیون پیتی تھی اب غیر اسکے جو یعقوب کو حاصل تھا یعنی زمان و وصل میں جو غذا یعقوب اُن سے
 پاتے تھے وہ غذا زینجا کے واسطے ہوئی یعنی اُنکو تلخی فراق کی اسکو شربت وصال کا بس قسم قسم کے
 شربت ہیں اور کوزہ ایک تا تو غور کرے اور شراب غیب میں کچھ جھکو شکستہ رہے اور جائے کہ شراب تو
 غیب سے ہے اور کوزہ اس جہان سے کوزہ تو ظاہر شراب اُس سے نہایت پوشیدہ پھر فرمائے ہیں اگرچہ
 پوشیدہ ہے لیکن ناخبرمون سے پوشیدہ ہو اُنکی آنکھیں نہ کھیر سکتی البتہ محرمون پر عیان اور ہویدا ہو اُن سے کچھ
 پھٹی نہیں قولہ یا الہی سکرۃ البصار ناہ فاعف عنا اذکلت اوزار ناہ یا خفیۃ ملات الخافقین بدست
 علوت فوق نور المشرقین بدانت رتر کاشف اسرار ناہ انت فجر فجر نماز ناہ یا خفی الذات محسوس لعطایہ
 انت کالما و نحن کالمرحی بدانت کالمرح و نحن کالغبار بدختفی الریح و فغیرہ جمارہ تو ہمارے ماچو باغ
 سبز و خوش بداد نہان و اظہکار بخشش بدتو چو جانی ما مثال دست و پا بد بعض بسط دست از جان
 شد واپہ کو عقلی ما مثال این زبان بداین زبان از عقل می یابد بیان بدتو مثال شادی و ناخندہ ایم بد کہ نتیجہ
 شادی فرخندہ ایم بد جنبش نابردلی خوا شد دست بدکو گواہ ذوالجلال سر دست بد گردش سنگ آسیاد
 اضطراب بد شد کدبر وجود جوئی آب بد اہی برون از ہم و قال قیل من بد خاک بر فرق من و تمثیل من بد
 بندہ نشکبد ز تصویر خوش بد ہر دی گوید کہ جاغم مفرشت بد چو آن چو بان کہ میگفت اے خدا بد پیش چو بان محب
 خود یا بد ناسپش جویم من از سر بہت بد چار قوت دوزم ہو سم و امنست بد کس نبودش در ہوا و عشق

جفت ہلکے قاصر ووش از تسبیح و گفت بد عشق او خرگاہ برگردون زده چون سبک خرگاہ آن چوپان شدہ
چونکہ بحر عشق بزدان جوش زد بد بردل او زد ترا بر گوش و اللغات مفرش بالفتح بستر و فرش **المعنی**
بے مجبور میرے بچی ہوئی ہیں اکھین ہماری تو معاف کر دے کہ ہمارے گناہوں کے بوجھ بہت بھاری ہو گئے
آسے پوشیدہ اور حال یہ کہ سر تا سر جہان کو گھیرے ہوئے ہیں اور عالم کو اپنی ذات سے بھرے ہوئے
اور تحقیق نور مشرقین سے تو بالائے ترہ تو خود تو پوشیدہ ہیں اور ہماری پوشیدگیوں کا ظاہر کرنے والا تو تجربے اور
روشنی اور جاری کرنے والا ہماری نہروں کا آئینہ و تودہ ہیں کہ ذات تو تیری بھی ہیں اور عطائیری ظاہر محسوس
تو ایسا ہی جیسے پانی اور ہم ایسے جیسے چلی کہ پانی سے چلی چلتی ہیں تو ایسا ہی جیسے ہوا ہم ایسے جیسے غبار کہ جسکی
آثران ہوا سے ہی جو خود بھیجی ہوتی ہیں اور غبار ظاہر ہوتا ہے تو بہار ہر مثل بلغ سبز و خوش کے کہ بہار پوشیدہ ہے
اور بخشش اسکی ظاہر تو دراصل جان ہے اور ہم دست و پا کہ بند و کشود ہاتھ پاؤں کی جان ہی سے ہوتی ہے
تو مثل عقل کے ہیں اور ہم مثل اس زبان کے کہ یہ زبان عقل ہی سے بیان پاتی ہیں تو مثل شادی کے اور ہم مانند
خندہ کے ہیں کہ وہ نتیجہ اسی شادی فرخندہ کا ہے یہ جنبش جو ہر وقت ہر قسم کی ہلکو حاصل ہے خود بھی ہر دم ہمارے
لیے گواہی و اقرار تیری اکوہیت کا ہے کہ تھو والجلال ہے اور ہمیشہ قائم جیسے گردش آسمان سنگ کی
بحالت اضطراب ظاہر اشد و گواہ وجود آب نہر ہے کہ یہی گھماتا ہے آسے تو وہ ہے کہ ہمارے وہم و قتال
فیل سے باہر ہے پھر خاک ہمارے سر پر اور ہماری تشکیلات پر جو بندہ ہے وہ تیری تصویر خوش سے صبر
نہیں کرتا ہر دم ہی کہتا ہے کہ جان میری تیرے لیے فرش و بستر ہے جیسے وہ چر دہا ہوا جو کہتا تھا کہ اے خدا
اپنے چوپان عاشق کے پاس آتو تیرے کہڑوں کی جوئیں بینوں اور تیری بچھی ہوئی جوتیان سپون اور
پیرے دامن کو جو مون ایسا عاشق کہ کوئی عشق و محبت والا اسکے جوڑ کا نہ تھا لیکن ذکر و تسبیح سے اسکی قاصر تھا
آخر عشق نے اسکا خیمہ آسمان پر کھڑ کیا اور مثل سبک خرگاہ کے وہ چوپان ہوا اس لیے کہ جب
دریا عشق بزدان کا جوش میں آیا تھا تو اس کے تودل تک پہنچا اور تیرے فقط کان تک یعنی تیری

تو سنی سنائی باتیں ہیں یہ تسبیح و ذکر اور اسکی دل اور قلبی

حکایت جوئی کہ چادر اور دھو کے عورتوں میں بیٹھتا تھا اور ایسی حرکت کی کہ
ایک عورت نے اسکو چھپانا کہ مرد ہو اور چلا بھی

قولہ واعظی بدیس گزیدہ در بیان بے زیر منبر جمع مردان و زنان بے رخت جوئی چادر و روبر و بند ساخت بے
در میان آن زنان شد تا شناخت بے سائلی پر سید و اعطا را برا بے موے عانہ ہست نقصان نماز
گفت واعظ چون شود عانہ دراز بدیس کر است باشد ازوے در نماز بے یا بنورہ یا بستر بستر شش بے

تا نمازت کامل آید خوب و خوش بگفت سائل وان درازی را چہ حد بشرط باشد تا نماز کامل بود بگفت چون
 قدر جوئی گردد بطول پس ستردن فرض باشد اسے سؤل بپیش جوئی یک زنے بنشستہ بود و ہوش
 را بر وعظ ہر داعظ بستہ بود بگفت اورا جوئی اسے خواہر ہر ہین بعامہ من باشد اکنون این چنین بہر خوشنودی
 حق پیش کردست بدکان بر مقدار کراہت آندہ است بدست زن در کرد و رشلوار مرد و خرزہ اش
 بر دست زن آسیب کرد بدفعہ زد سخت اندر حال زن بگفت داعظ بردش زد بگفت من بہ
 صدق انان زن بیا موزید ہین بد چونکہ بر دل زد ورا گفت چنین بگفت لے بر دل نزد بردست زد
 و اسے اگر بر دل زندای بخزد اللغات جوئی نام ایک مرد کا جاز بس اور نہایت مسخرہ و ظریف تھا
 کہ وہ بند برقع عامہ زیر ناف ہندی پیر و تورہ وہ دوا جس سے بال گر جائیں سترہ مخفف استرہ خرزہ
 بالفتح و حرف ناسے بجمہ آت و کراہت فرماتے ہین ایک داعظ تھا تا نہایت پسندیدہ بیان
 کہ اس کے منبر کے پیچے مرد و عورت جمع تھے جوئی جو ایک بڑا مسخرہ و ظریف تھا یہ بھی گویا خوب چادر اور دھکے
 اور برقع ہین کے بے پچان عورتوں میں جا کے بیٹھا ایک اور سائل نے داعظ سے آہستہ پوچھا کہ
 بال زیر ناف آیا نقصان نماز میں کرتے ہین داعظ نے کہا کہ یہ بال اگر دراز ہوتے ہین نماز مکروہ ہوتی ہو
 چاہیے کہ ان کو زورہ یا استرے سے صاف کرے یا مونڈ ڈالے تا نماز کامل ہو اور ابھی اور خوب
 پچھ سائل نے پوچھا اس درازی کی کچھ حد ہے جس شرط سے نماز کامل ہوئے داعظ نے کہا
 کہ اگر جو بھر لمبے ہو جائیں تو اسے سائل پھر مونڈنا فرض ہو جوئی کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی اور اپنے
 ہوش و اعظ کی وعظ پر لگائے ہوئے تھی اس سے جوئی نے کہا اسے خواہر دیکھ تو میرا پیر و اب ایسا ہو
 تو نظر ثواب اپنا ہاتھ میرے سلسلے لاکہ وہ بقدر کراہت کے ہو گئے ہین یا نہین اس عورت نے ہاتھ
 اس مرد کے پانچائے میں کیا اس کے کیر نے عورت کے ہاتھ کو صدمہ دیا اسی وقت اس کے صدمے سے
 وہ چلا اٹھی داعظ نے کہا کہ میری بات اس کے دل کو لگ گئی اور کہا اسے حاضرین دیکھو اور خبر ہو صدق
 اس کے دل سے سیکھو کسی یہ بات اس کے دل کو لگ گئی جوئی نے کہا نہین دل یہ نہین لگی ہاتھ پر لگی ہو
 مگر داسے اسپر کہ جس کے دل پر لگ جائے تو اسے الحق جانے اس کا کیا حال ہو قولہ بر دل آن ساحران
 ز داند کے بشد عصا و دست ایشان را یکے بگر زہری در ربائی تو عصا پیش رنجہ کان کردہ اندست
 و پا بنفرہ لاضیر گردون رسید ہین بر چون جان زجا نکندن رہیدہ مابداستیم کما ین تن
 تا نیم ہ از براے تن بریزدان نیز نیم ہ اسے خنک آنا کہ ذات خود شناخت بد اندامن سر مدے
 قصرے بساخت بد کو کے گرد پے جو زو مویر بد پیش عاقل باشد آن بس سہل چہرہ پیش دل جو زو مویر

اندر حسد طفل کے دردانش مردان رسد ہر کہ محبوب است او خود کو کیست ہر دکان باشد کہ بیرون از
 شکیست ہر گریش و خایہ مردستی کسی ہر بزی ریش و مو باشد بسی پیشوای بدبودان برشتاب بی برد
 اصحاب راسوی قصاب ہر ریش را شاہ زدی کہ سا کچھ سائق لیکن بسوی درد و غم ہین روش بگوین و
 ترک ریش کن ہر ترک این ماومن و تشویش کن ہر ریش خود را خندہ زاری کردہ ہر نازک کن چونکہ ریش
 آردہ ہر تا شوی چون بسے گل بر عاشقان ہر پیشو اور ہنمای گلستان ہر چیت بوے گل دم عقل
 سند ہر شد قلا درہ باغ بدہ المعنی دیکھو حضرت موسیٰ کی بات ذرا ہی ان ساحرون کے دل پر
 لگ گئی تھی کہ اُنکے نزدیک عصا اور ہاتھ دو نوں یکساں ہو گئے تھے جب تو فرعون سے کٹا دیے تھے
 اگر کسی بوڑھے کے ہاتھ سے تو عصا لجا لے تو اُس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جیسے وہ گروہ ہاتھ پاؤں کٹنے
 سے رنجیدہ ہوے تھے تاہم نرے لاضرہ انا الی ربنا منقلبون کے آسمان پر پہنچاتے تھے یعنی کچھ
 غم نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں تو خبردار ہو کاٹ ڈال جب ہماری جان درد
 جانکندن سے چھوٹ گئی تو بچھڑا کیا غم ہم نے اب جان لیا کہ یہ تن جو ہمارا ہے یہ ہم نہیں ہیں سواے
 اس تن کے ہم اپنے خدا سے زندہ ہیں نہ اس تن سے اب مقولات مولانا رح کے ہیں اے
 مخاطب کیسا خوش اور کیسی ٹھنڈھک میں وہ دل ہو جس نے اپنی ذات کو بچانا اور مصداق من عرف نفسه
 فقد عرف ربه کا ہوا یعنی جس نے آپ کو بچانا اُس نے اپنے خدا کو بچانا اور اس سرمدی میں اپنا قصر بنایا
 لڑکے تو جو زمویز کے واسطے روتے ہیں ادعا قائل کے سامنے وہ ایک سہل چیز تو سو یہ جو زمویز تیرے
 دل کے مقابل تیرا جسم ہر چیز کچھ مردون کی عقل کو کب پہنچتا ہو خوب جان لے جو محبوب ہے اور اُس پر
 پردہ پڑا ہو ہی بچے ہو اور مرد وہی ہو جو شک سے مجاہد اور حق یقین کو پہنچا ہوا اگر مردی ریش و خایہ پر
 موقوف ہو تو ہر بڑی ڈاڑھی اور بہت سے بال ہوتے ہیں وہ پیشوا جو برشتاب ہی بہت ہر پیشوا ہے
 وہ اپنے یاروں کو لیے جاتا ہوتا قصاب کے حوالے کر دے تو ڈاڑھی کو چھکارے ہوے کہتا ہے کہ
 میں سائق ہوں اے ہانکنے والا ہم کہتے ہیں کہ تو سائق ہی لیکن درد و غم کی طرف ہے خبردار ہو اپنی
 روش چھوڑ اور ریش کو ترک کر اور اس ماومن اور تشویش کو تو نے تو بڑی ریش کو ایک خندہ ناز کر رکھا کہ
 سوچ تو جب تیری ڈاڑھی اگنی تو ناز کیسا ناز تو ناز کے وقت میں نہیبا ہے تو چاہتا ہے کہ اس
 وقت میں میں عاشقون کے نزدیک بوے گل کی طرح ٹھہرون اور پیشوا اور ہنما گلستان کا بنون
 لیکن یہ بھی جان لے کہ بوے گل کیا چیز ہے دم عقل و خرد کا ہے جو رہنما و ہر باغ ابد کا ہے
 فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو کہ شرح چارق و پوسین کی کر

فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو شرح چارق و پوستین کی کر

قولہ سر چارق را بیان کن لے ایاز بی پیش چارق چیست چندین نیاز بی تا نیو شد سنقر و بگیا رقت بد سر سر
پوستین و چارقت بدای ایاز از تو غلامی تو ریافت بد نورش از گردون بهال ترشتافت بد حسرت
آزادگان شد بندگی بد بندگی را خود تو دادی زندگی بد مومن آن باشد کہ اندر جزر و مد کا فرا زمان او حسرت
خور و اللغات سنقر بغم سین وقاف نام غلام بگیا رقی بالکس و کاف فارسی و رای مضموم نام امیر و
بمعنی غلامان یک صاحب المعنی پھر پادشاہ نے کہا ایاز بھید چارق کا بیان کر کہ چارق کے
سامنے تو ایسا عجز و نیاز کیوں کرتا ہو تو سنقر اور بگیا رقی تیرے سینے اور غلام تا وہ بھید جو پوستین
چارق میں تیرے ہوا سکا بھید کھلے آے ایاز تجھ سے غلامی نے نور پایا غلامی تجھے روشن ہو گئی
اور اپنے حق کو پہنچ گئی اور نور تیرا گردون سے بھی بالا ہو گیا بندگی تیری اس رتبے کو پہنچی کہ حسرت
آزادوں کی ہو گئی آزاد کہتے ہیں کاش ہم کو ایسی بندگی حاصل ہوئی ہوتی تو تے بندگی میں جو بھجان تھی جان
قال کے زندہ کر دیا ہل لے یہی مومن وہ شخص ہو کہ کافر اسکے ایمان پر حسرت کرے ایسا جزر و مد یعنی
آتا ریڑھاؤ دنیا میں ستقل و ثابت قدم ہو

دعوت کرنا ایک سلمان کا ایک گہر کو طرف اسلام کے زمانہ بایزید بن

قولہ بود گبری در زمان بایزید گفت اور ایک سلمان سعید بد کہ چہ باشد گرتو اسلام آوری بتا بیایا صد
نجات و سروری بد گفت این اسلام اگر هست ای مرید آنکہ دارد شیخ عالم بایزید بد من ندانم طاقت
آن تاب آن بکان فزون آید و کوششما ہی جان بد گرجہ در ایمان جهان تا موقوفہ لیک در ایمان اولیس موئم بد
دارم ایمان کو در جملہ برترست بد بس لطیف و با فروغ و با فرست بد مومن ایمان اویم در جان بد گرجہ مہرم
ہست محکم بردہان بد بالیمان گر خود ایمان شماست بد نے بدان مے گشم و نے اشتہاست بد آنکہ صد
میلش سوی ایمان بود بد چون شما را دید و باطل شود بد ناکہ نامی میند و عنیش کنے بد چون بیابان را مغنا گفتی بد
چون بایمان شما او بنگر و بد عشق او را آورد ایمان بفسر بد این حکایت یا دگیر ای تیز ہوش بد صورتش بگدرو معنی
ہوش بد اللغات مغازة بفتح میم جائے رہائی یافتن و جائے فیروزی و بیابان سہل گذارا معنی
فرماتے ہیں کہ زمانہ بایزید میں ایک گہر آتش پرست تھا اس سے ایک سلمان نیک بخت نے کہا کہ
کیا بڑائی ہے جو تو سلمان ہو جائے تا سیکڑوں نجات و سروری پائے گہر نے کہا اگر یہ اسلام ہے اے مرید جو
کہ جان میں شیخ بایزید کا ہوا سکی تو تاب و طاقت مجھ میں نہیں ہو اس واسطے کہ یہ تو جان کی کوششوں سے
زیادہ ہو مجھ میں یہ جان کمان میں اگرچہ ایمان و دین میں بے یقین ہوں لیکن بایزید کے ایمان پر

ضرور میرا ایمان ہو اُسکے ایمان کا قائل ہوں اور اُس پر میرا ایمان ہو کہ وہ سب سے برتر ہو اور نہایت پاکیزہ
و با فروغ و با فہم جن جہان بھیجیں ہوں اُسکے ایمان کا ہوں اگرچہ اسلام کے معاملے میں مہر میرے دہن پر لگی ہوئی ہو
اور پھر کہتا ہوں اگر یہی ایمان ہی جیسا کہ تم لوگوں کا ہو تو ایسے ایمان کی طرف میری رغبت و خواہش
نہیں ہے تم وہ لوگ ہو کہ اگر کسی کے دل میں سورغبتیں ایمان کی طرف ہوں مگر تلو دیکھتے ہی سب
باطل ہو جائیں اُس سبب سے کہ تم فقط نام کو دیکھتے ہو معنی کو نہیں دیکھتے تم نے بیابان صعب گزار
کا نام مفازہ رکھا ہے جب کوئی ایمان کی رغبتوں والا تھا تو ایمان کو دیکھے گا اُسکا عشق ایمان
لانے سے ٹھہر جائے گا اب فرماتے ہیں اس حکایت کو بھی اسے تیز ہوش یاد کرے مگر صورت کو اُسکی
چھوڑ دے اور معنی کو اُسکے سن

حکایت موزن بد آواز کی کہ کافرستان میں بانگ نماز کی کی نماز کے واسطے اور
ایک کافر نے اُسکو اچھی تھی حیرت میں

قولہ یک موزن داشت بس آواز بد شب ہمہ شب میدریدی خلق خود بخواب خوش بر مردمان کر دے
حرام بد در صلح افتاده از وی خاص و عام بد کوکان ترسان از دور جامہ خواب بد مردوزن آواز اواندر
عذاب بد مجمع گشتند مردوزن راجع بہ دفع رحمت و تصدیع راجع بہ طلب کردند اور در زمانہ انچما دادند و گفتند
اے فلان بذاذانت جملہ آسودیم ما بد بس کرم کردی شب در وزای کیا بد چون رسید از تو ہر یک دولتی
خواب رفت از ما کنون ہم مدے بد ہر آسایش زبان کوتاہ کن بد در عوض ما ہمتے ہمراہ کن بد قافلہ مے شد
بکعبہ از دلہ بد آتچہ بستد شد روان با قافلہ بد شبگی کردند اہل کاروان بد منزل اندر موضع کافرستان بد
وان موزن عاشق آواز خود بد در میان کافرستان بانگ زد بد چند گفتندش بگو بانگ نماز کہ شود جنگ
و عداوتما درازد او ستیزہ کردی کہ بے احتراز گفت در کافرستان بانگ نماز بد جملگان خائف رفتند
عامہ بد خود بیاد کافرے با جامہ بد شمع و حلوادیکی جامہ لطیف بد ہدیہ آورد و بیاد شد ایف بد اللغات
توزیع پریشان و پرانگندہ آتچہ بالفح دم و دینار دلہ بد فحتمیں عشق و غضب آتچہ ز جنش و خوشحالی اے
ایک موزن نہایت ہی بد آواز تھا رات میں تمام رات خلق اپنا پھاڑتا رہتا تھا آئند لوگوں پر حرام کرتا تھا تمام
خاص و عام اُس سے در دوسر میں پڑ گئے تھے رٹکے سوتے ہوئے چونک پڑتے تھے اور ڈر جاتے
تھے اور تمام مردوزن اُس سے عذاب میں سب جمع ہوئے بنظر اپنی دفع پریشانی و دفع زحمت اور در دوسری
کے پھر اُسکو فوراً بلایا اور دم و دینار دیکر کہا کہ آتے فلان ہم تیری اذان سے بہت خوش ہوئے
تو نے اے کار گزار رات دن ہمیر بہت کرم کیے جو ہم سب کو تجھ سے نہایت دولت

حاصل ہوئی ہو کہ مدتوں کو ہمارے خواب جاتے رہے اب بھی آرام کر اور اپنی زبان روک اور اسکے عوض
 میں یہ لے اور ہمارے حق میں دعا کر اور رخصت ہو اسی زمانے میں ایک قافلہ کعبہ کو اپنے عشق و شوق سے
 جاتا تھا وہ تحفے لیے اور قافلے کے ساتھ چل دیا اتفاقاً قافلہ ایک رات ایسی جگہ ٹھہرا کہ وہ جگہ کافرستان
 تھی یہ تو اپنی آواز کا عاشق ہی تھا اُس نے اس کافرستان میں بانگ نماز پکاری چند لوگوں نے
 کہا بھی کہ بانگ نماز مت کہ ایسا ہو لڑائی ہو اور لمبی لمبی عداوتیں پیدا ہوں اُس نے لڑائی کی اور
 بجی اور بے احتیاطی اور اُس کافرستان میں بید مٹرک اذان کندی سب ڈرے کہ کوئی فتنہ عام نہ
 پیدا ہو جائے اُس میں ایک کافر مع کچھ کپڑے کے خود آیا شمع اُسکے آگے جلتی ہوئی اور حلو انفیس اور
 ایک جامہ لطیف لایا اور اس سے بڑی اُلفت کی قولہ پُرس پر سان کو موزن کو کجا ہست ؟
 کہ صدائے بانگ اور راحت فراست ؟ ہیں چہ راحت بود از آن آواز زشت ؟ کو قناد ازوے بنا گہ
 در کنشت ؟ دخترے دارم لطیف و لبس سخی ؟ آرزوے بود اور امو منے ؟ بیخ این سودا منی رفت
 از سرش ؟ پند ہامید و چندین کافرش ؟ در دل او مہر ایمان رسہ بود ؟ بچو محمد و دین غم من چو عود ؟ در غدا
 و در دوا شلنجہ بدم ؟ کہ بچند سلسلہ او دمدم ؟ بیخ چارہ من ندا نسیم دران ؟ تا فرو خواند این موزن آن اذان ؟
 گفت دختر چیست این مکروہ بانگ ؟ کہ بگو شتم آید این دو چارہ بانگ ؟ من ہمہ عمر این چنین آواز زشت
 بیخ نشنیدم درین دیر و کنشت ؟ خواہش گفتا کہ این بانگ اذان ؟ ہست اعلام و شعار مومنان ؟
 باورش ناند بہر سید از دگر ؟ آن دگر ہم گفت آری اسے قمر چون یقین گشتش رخ اوزر و شدہ و ز سلما نی
 دل او سرد شدہ ؟ باز ستم من ز تشویش و عذاب ؟ دوش خوش خفتم دران بیخوف و خواب ؟ ہر احم سے بود
 انا و انا و ہدیہ آوردم بشکر آن مرد کو ؟ چون ہدیش گفت این ہدیہ بگیر ؟ چون مرا گشتی مجرود و ستگیہ ؟
 انچہ کردی با من از احسان و برہ بندہ تو گشتہ ام من ستم ؟ کہ ز مال و ملک و ثروت فروے ؟ من و ہانت را
 پرانذر کردے ؟ اے طمعے فرماتے ہیں کہ وہ کافر پوچھتا پوچھتا آیا کہ وہ موزن کون ہو اور کمان ؟ جسکی بانگ
 کی صدائے لیے راحت فرا ہو خبردار ہو وہ کیا راحت تھی اس آواز بد میں کہ ناگاہ تجا نے میں جا پر طمی
 میری ایک لڑکی ہو نہایت لطیف و عزیز اُسکو آرزو من ہونے کی رہتی تھی یہ سودا اُسکے سر میں ایسا
 جم گیا تھا کہ زنا دیر کو اُس سے نہیں جاتا تھا کتنے کافر اُسکو نصیحت بھی کرتے رہتے تھے وہ نہیں مانتی تھی
 اُسکے دل میں محبت ایمان کی جمی تھی اور میرے لیے یہ غم ٹھہرا اور میں اسکا عود تھا کہ اس غم میں جلتا تھا
 میں اس سبب سے بڑے عذاب و درد و شکنجہ میں تھا کہ ایسا نہویہ سلسلہ دمدم زیادہ جہش کرے
 کوئی تدریر و علاج اسکی نہیں جانتا تھا اُس موزن نے وہ اذان پڑھی لڑکی نے

پوچھا کہ یہ کردہ ہانگ کیسی ہو کہ دو چار دفع میرے کان میں آئی دو چار دانگ میں یہ رعایت بھی ہے کہ اذان میں بعض کلمات دو دفعہ اور بعض چار دفعہ کہتے ہیں یعنی دو دفعہ ہو کے اور چار دفعہ ہو کے اے میں نے عمر بھر ایسی آواز نہ سنی نہ دیر میں نہ تنہا نے میں اسکی بہن نے کہا کہ یہ ہانگ اور اذان ہوا علام و نشانی مومنوں کی مومن ایسی آواز کرتے ہیں اسکو یقین نہیں ہوا اور سے پوچھا اُس نے بھی کہا کہ ان سے قمر دہی ہو جب اسکو یقین ہوا تو اُسکا شرم سے زرد ہو گیا اور مسلمان ہونے سے دل اُسکا بچھ گیا میں اس فکر و عذاب سے چھوٹ گیا رات چین سے بچوت ہو کے خوش بخوش سو یا بچھ کو یہ راحت اُسکی آواز سے حاصل ہوئی اب میں یہ تحفہ اُسکے شکرانے میں لایا ہوں اسکو بتاؤ وہ شخص کہاں ہو جب اسکو دیکھا کہ یہ تحفہ لے کہ تو میرا ہے پناہ دو سنگیر ہوا ہے تو نے وہ بات میرے ساتھ نیکی و احسان سے کی ہو کہ میں ہمیشہ کو تیرا بندہ ہو گیا کیا کروں ملک و مال و ثروت میں فرد نہیں ہوں نہ تیرا نمھ زور سے بھر دیتا وہ آواز تیرے منھ سے نکلتی ہو

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان بایزید

قولہ ہست ایمان شہار ق و مجاز بہ راہزن ہچون کہ آن ہانگ نماز بہ لیک از ایمان و صدق بایزید چند حسرت بردل جانم رسیدہ ہچو آن زن کہ جماع خریدیدہ گفت آوازان غرغل فریدہ گر جماع اینست کا یاد از خان بہ در کس نامیر سیدے شوہران بہ داد و جملہ داد ایمان بایزیدہ آفرینہا بر چنان شاہ فریدہ قطعہ ایمانش در بحر ار ردیہ بحر اندر قطرہ اش غرقہ شود ہچو آتش ذرہ در شہابہ کا مدران بیشہ شود یکسر فنا ہچون خیالی در دل شہ با سپاہہ کردہ در چالیش ایشان را تباہ بہ یک ستارہ در محمد رومند و تافنا شد کفر ہر گبر و وجود بہ یک ستارہ در محمد شد سطر بہ تافنا شد جملہ کفر شرق و غرب بہ آنکہ ایمان یافت رفت اندر امان بہ کفر یا سے باقیان شد در گمان بہ کفر موت اولین باری مانند با مسلمانان و باہمی نشاندہ این بحیثیت آب دروغن کو نیست این مثلما کفر ذرہ کو نیست بہ ذرہ نبود جز و خیر مجسم بہ ذرہ نبود شارق لا ینقسم بہ کفشن ذرہ مرادم دان خفہ بہ محرم دریانہ این دم نفی بہ آفتاب نیز ایمان شیخ بہ گر نکاید رخ ز شرق جان شیخ بہ جملہ پستی نور دار و تاثرے بہ جملہ بالا خلد کو و خضری بہ او یکی جان دار و از نور سیر و او یکی تن دار و از خاک حقیقہ اسے عجب نیست ادیا آن بگو کہ بہ اندم در شکل و سچو بہ کردی نیست ای برادر چیست آن بدہر شدہ انور او ہفت آسمان بہ کردے آنست این بدن ای دوست چیست بہای عجب زین دو کدہ نیست و کیست بہ اللغات چالیش حملہ و جنگ سطر بہ معنی سطر المعنی پھر وہی گبر اُس مسلمان سے کہتا ہو تھا را ایمان کیا ہو کرو مجاز سے غیر اصل دوسرے کی راہ مارنے والا جیسے آواز اس ہانگ نماز کی لیکن بایزید کے ایمان و صدق سے بہت حسرتیں

میری جان و دل کو پہونچین ایسی جیسے ایک زن نے جماع کرتے گدھے کو دیکھ کر کہا کہ افسوس اس گدھے نے کیا سے اگر جماع یہ ہو جو گدھے کرتے ہیں تو یہ شوہر ہمارے تو ہماری کس میں کہہ رہتے ہیں ایمان کی داد بائزید نے پوری دی اور پورا اسکا حق ادا کیا ہزاروں آفرین ایسے شاہ یگانہ نہ کہہ سکتا ہے ایسا بڑا اس کا ایمان ہے کہ اگر ایک قطرہ اسکا سمندر میں جا پڑے تو اس قطرے میں سارا سمندر ڈوب جائے معلوم بھی ہو جیسے ذرہ بھر آگ جگھون میں کہ اس ذرہ بھر میں سارا جگھل بالکل فنا ہو جاتا ہے یا جیسے ایک خیال پادشاہ کے دل کا سیاہ کے ساتھ کہ ایک محلے میں تباہ و خراب کرتا ہے دیکھو ایک ستارہ ایمان کا محض چمکا جس سے ہر گہر و بیہود کا کفر فنا ہو گیا پھر کہتے ہیں بتائید صدر کہ ایک ستارہ قوی و بڑے محمد میں فوت یا بھا کیسا کفر شرق و غرب کا مٹ گیا کہ جس نے ایمان پایا امان میں جا پڑا اور جو باقی رہے ان کے کفر شک و گمان میں رہے اول دفعہ میں تو کفر خالص نہیں رہا یا تو مسلمانی کے ساتھ بٹھا یا یا یہی میں کہ مراد جزیرہ وغیرہ سے ہے اور یہ کفر جزیرہ کا ایک حیلہ اور تکلیف ہے تیل پانی ملا نا کہ اس قسم کے کفروں میں ذرہ بھر نور نہیں ہے محض بے فروغ بس گویا کفر نہیں ہے اس لیے کہ ذرہ اس چیز سے نہیں ہے جو جسم ہیں ای جسم دار اور ذرہ روشن کرنے والا اسکا جو لائن قسم ہے یعنی بٹ نہیں سکتی ہے ایک لاشے ہے پھر ذرہ کس شمار میں ہے اور یہ جو میں ذرہ کہتا ہوں اس سے ایک خفی مراد میری ہے تو اس وقت محرم دریا کا نہیں ہے کہتے ہو جو اوپر ہی اوپر ہوتا ہے پھر سے وہ پوشیدہ مراد اپنی کیسے کہوں بس یہ کہتا ہوں کہ اگر کتاب روشن ایمان شیخ کا مشرق جان سے اپنا رخ دکھائے تو ساری پستی تحت التری تک روشن ہو جائے اور ساری بلندی جہان سے جہان تک ہو خلد کی طرح سبز ہو جائے نیز حصیہ مبالغے کا ہوا ہے بسیار نور دہندہ اسی سبب آفتاب کو نور عظیم کہتے ہیں اور ماہ کو نور اصغر شیخ کی ایک توجان ہے جو نور منیر سے ہے اور ایک اسکا تن ہے جو خاک حقیر سے ہے اب تعجب نہ ہو کہ یہ بتاؤ یہ ہے یا وہ ہے یعنی خاک حقیر یا نور منیر کہ میں اس جسٹو شکل میں حیران ہوں اگر وہ یہ ہے یعنی خاک حقیر تو اسے برادر وہ نور جس سے ہفت آسمان بھرے ہوئے ہیں وہ کیا ہے اور اگر وہ نور منیر ہے تو اسے دوست یہ بدن کیا ہے بڑا تعجب ہے کہ ان دونوں سے وہ کون سا ہے اور کیا ہے

مثل لانا گیر کا بیان معنی صورت بائزید میں

قولہ بود مرے کہ خدا اور از نے ہا سخت دانا و پلید و رہزنی ہر چہ آوردی تلف کردیش زن بنمرد مضطر گشتہ اندر تن زدن بہر مہمان گوشت آورد آن معیل ہا سوی خانہ باد و صد جہد طویل ہا زن بخوردش با شراب و با کباب ہمرو آمد گفت دفع ناصواب ہمرو گفتش گوشت کو مہمان رسید پیش مہمان نوت

مے ہا پر کشیدہ گفت زن کا میں گر بہ خورد آن گوشت را بگوشت خرد دیگر کرت باید ہا بگوشت اے ایک ترازو
 را بسیار تاکہ گر بہ بر کشم گیرم عیار بے بر کشیدش بود گر بہ نیم من پس بگفتش مرد کاے محتالہ فن بگوشت افزون
 نیم من بدیک ستیر بے ہست گر بہ نیم من ہم ای ستیر بے این اگر گر بہ ہست پس آن گوشت کو بے در بود این گوشت
 ہنما گر بے نو بے بایزیدار این بود آن روح چسیت بے دروی آن روحست این تصویر کیست بے حیرت اندر حیرت ست
 ای یار من بے این نگار ست نے ہم کا من بے ہر دو او باشد ولیک این رلیع وزرع بے دانہ باشد اصل دکاہ او
 فرع بے حکمت این اعداد را بر ہم بے ہست بے ای قصاب این گردان یا گردنست بے اللغات تن
 زدن بس کرنا خاموش ہونا تعیل عیل سے فاقہ کش روت ہالفتح نعمت ہا کلمہ زجر و تنبیہ ایک بت مجازا
 معشوق بر کشیدن تولنا ستیر وزن معروف جسکو سیر کہتے ہیں و بمبنی مستدر لطف ایک مرد صاحب خانہ
 تھا اور اسکی ایک عورت جو نہایت دانا اور نہایت پلید را بہن تھی جو کچھ محنت مشقت کر کے لاتا تھا
 عورت اسکو تلف کر ڈالتی تھی مرد پریشان تھا کمان تک صبر کرے اور خاموش رہے وہ بیچارہ فاقہ کش ایک
 دن کسی مہمان کے واسطے گوشت لایا سیکڑن طول طویل کوششیں کر کے عورت نے اسکو شراب و
 کباب میں کھالیا جب مرد آیا تو اسکو ناصواب باتوں سے ٹال دیا مرد نے پوچھا گوشت کمان پر مہمان
 آگیا اسکے سامنے نعمت لذت لگانا چاہیے کھڑیں ملی تھی عورت نے کہا کلاس ملی نے کھالیا اور جھڑک کے کہا
 اگر تمھکو گوشت چاہیے تو اور مولے آگیا اے ایک ترازو لاؤ میں ملی کو تول کے امتحان کروں دیکھو
 تیری بات کھری ہو یا کھوٹی اس مرد نے اس ملی کو تو لا تھا آدھ سیر کی تھی بعد تولنے کے عورت سے کہا
 کہ اسی محتالہ فن ملی آدھ سیر کی تھی اب آدھ سیر گوشت اس پر بٹھا تو سیر بھر کی ہوئی اور اسی مستورہ یہ وہی آدھ سیر
 کی آدھ سیر ہو اگر یہ آدھ سیر ملی ہو تو گوشت کیا ہوا اور اگر گوشت ہو تو ملی کو بتا دے کمان پر ایسے ہی اگر بایزید یہ
 تو وہ روح کیا ہو اور جو وہ روح ہو تو یہ صورت اور تصویر اسکی کون ہو بھلا کواے میرے یار اس مہین حیرت
 در حیرت ہو لیکن اسکا جاننا تیر کام نہیں اور میرا کام بھی نہیں بس یہ جان لے کہ دونوں وہی ہے لیکن
 یہ محصول وزراعت جو جسم خاکی کی ہو ایسا ہی جیسے دانہ حاصل ہو اور فرع اسکی بھوسہ اور گھانس جو جسم ہے
 اللہ تعالیٰ کی حکمت ہالغہ نے ان دونوں ضدوں کو کا ایک خاک حقیر ہو دوسری نور میں باہم متعلق کر دیا ہو
 دوسرا مصرعہ دو کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہو جیسے میں نے لکھا لیکن معنی کچھ سمجھ میں نہیں آتے ضرور
 غلطی کا تب کی ہو اور دونوں کتابیں جو بالفعل میرے پاس ہیں منقول اور منقول عنہ معلوم ہوتی ہیں پھر کیا
 اعتبار میری دانست میں یہ مصرعہ شاید یوں ہواے قصار این کرد را پاکر دست بے قصار شمع بردن قصاب
 گا ذرا اور قصاب بخفیف و تشدید لیکن اسی کتاب میں یہ تحقیق بھی آیا ہے اسی قیاس پر قصار بھی

بہ تخفیف ہو سکتا ہے اگر کی جگہ رآن غلط یا گردن بمعنی پاک کردن بخند کاٹ جیسے نمین اور رمین مین ایک
سیم محذوف ہے معنی یہ کہ اسے قصار اس گردن کا پاک کرنا ہے قولہ روح بے قالب متانہ کار کردہ قالب بھجان
بود بیکار و سرودہ قالب بھجان کم از خاکست دوست ہے روح چون منورست و قالب همچو پوست بہ قالبست
پیدا و بھجان پس نہان بہ راست شد زین ہر دو اسباب جہان بہ خاک را بر سر زلے سر نشکند آب را بر سر
زلے بر نشکند اگر تومی خواہی کہ سر را بشکنی بہ خاک را و آب را بر ہم زلے بہ چون شکستی سر و داکش باصل
خاک سوے خاک آید و فصل بہ حکمتی کہ حق نمود از از دواج بہ گشت حاصل از نیاز و از بھجج بہ ماشہ
انکہ از دواجات و گردہ لاسمع اذن و لاعین بصرہ گر شنیدی اذن کی مانندی اذن بہ یا کجا کردی و گرد ضبط سخن بہ گردید
برف و رخ خورشید را بہ از نی برداشتی امید را بہ آب گشتی بیعروقی و بیکرہ کہ ز لطف از بادے گشتی زرہ
پس شدی دمان جان ہر درخت بہ ہر درختی از قد و شمش نیک بخت بہ دان نی ہفسردہ در خود ماندہ ہلاسی
بر درختان خواندہ پلیس یا لف لیس یولف جسمہ بہ نیست الاشع نفس قسمہ بہ نیست ضائع زوشود تازہ
جگرہ لیک بنود پیک سلطان خضر اللغات از دواج جفت ہونا لجاج نفع ستیرہ اذن گوش خضر
بفتح تین تازگی و سبزی **المعنی** پھر بتا میدہر کہتے ہیں کہ روح بے قالب کے کچھ کام نہیں کر سکتی اور قاب
بے روح بھی بیکار و سرودہ قالب بھجان خاک سے کمتر ہے پس روح اسے دوست مقرر ہے اور
قالب پوست یہ قالب تیرا جو ظاہر ہے اور جان پوشیدہ انھیں دونوں سے اسباب جہان کے ٹھیک
ہوے ہیں اگر جدا جدا ہوتے تو کیا ہوتا مثلاً اگر کسی کا سر یا جسم توڑنا چاہے اور خاک کو اس کے سر پہ
مارے تو سر نہیں ٹوٹے گا ایسے ہی پانی کو جسم پر مارنے سے جسم شکستہ نہیں ہوگا اور جو تو اسکا سر توڑنا چاہتا ہے
تو خاک و آب دونوں کو ملا کے خوب گوندھ لے اس آب و خاک سے سر ٹوٹ جائیگا اور جب تو نے سر توڑ دیا
تو آب جو اس سر میں تھا اپنی اصل کو چلا گیا اور خاک بروز فصل جو روز قیامت ہے پھر اپنی خاک کی طرف
آئیگی جیسا کہ فرمایا ہذا یم الفصل جمعنا کم فالاولین یہ دن فصل کا ہے جمع کرینگے ہم ٹکڑا و جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں
فصل بدین وجہ کہ اسدن ایک دوسرا ایک دوسرے سے بھاگیگا وہ حکمت کہ حق تعالیٰ نے جسم و جان
جفت کرنے سے کی ہے وہ انکے باہم گرد نیاز و لجاج سے حاصل ہوئی کہ ایک دوسرے کے محتاج بھی ہیں اور
ایک دوسرے کی ستیزندہ بھی اسکے سوا اور بہت قسم کے اندولج ہیں کہ وہ اندولج مصداق اس
حدیث کے ہیں لاسمع اذن و لاعین بصر کہ نہ کا نون نے منے اور نہ انکھون نے دیکھے بلکہ کان اگر انکھوسن پا
تو وہ کان ہی کب رہتے یا جیسے اب باتیں جمع کرتے ہیں یہ جمع ہی کمان کرتے سب بھول جاتے
جیسے برف و رخ نے خورشید کو نہیں دیکھا اگر دیکھ لیتے تو اپنے رخ ہونے سے امید اٹھا رکھتے پس پانی ہونے

جسمین نہ کوئی رگ ہو نہ گانٹھ ہو اور ہوا کے لطف سے ذرہ ہوتے جو صورت موج سے نمود ہوتی ہو اور اس حال میں یعنی بحالت آب ہر درخت کی جان کے علاج ہوتے اور ہر درخت اسکے اُسے سے نیک بخت ہوتا اور مثل بزرگون اور خنتیوں کے بہر پوش اور آب جو میج ہو ٹھٹھا ہو اور خود ماندہ کہ جنبش نہیں کر سکتا اور درختوں پر لاساس پڑھا ہوا مثل اس حدیث کے ہوا مومن من یالف ویولف بدو لمانق نایالف ولا یولف بہ یعنی مومن وہ ہو کہ اُلفت پکڑے خلق سے اور خلق اُس سے اور منافق وہ ہو کہ نہ اُلفت کرے خلق اس سے نہ وہ خلق سے لاساس یہ لفظ قارون کہا کرتا تھا کہ مجھ کو مست چھو میرے پاس مت آؤ اسوجہ سے کہ جو کوئی اسکے پاس جاتا تھا یا اُسکو چھوتا تھا دونوں کو تپ چھو آتی تھی بڑی ایذا و شدت میں پڑتے تھے بس تیخ کی قسم شیخ نفس کے سوا کچھ نہیں ہو شیخ نفس یعنی ایسی ذات کہ کسی کام کی نہیں شیخ کلمہ نفرت کا ہو پھر فرماتے ہیں کہ تیخ چندان ضائع بھی نہیں ہوا یہی خنکی سے جگر کو تازہ کرتا ہو لیکن قاصد سلطان خضر کا نہیں ہے سلطان خضر ہمارا بلکہ مولد خندان برگریز

حکایت اُس امیر کی جس نے غلام سے کہا شراب لا وہ گھڑا شراب کا لایا راہ میں ایک زاہد تھا کہ امیر معروف بیان کر رہا تھا اُسکا گھڑا ٹوڑ ڈالا امیر نے سنا اور قصد زاہد کے گوشمال کا کیا ناہد بھاگ گیا اور یہ قضیہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا تھا جب شراب حرام نہ تھی زاہد منع لذت و تنعم کا کرتا تھا

قولہ اے ایازا ستادہ تو بس بلند نیست ہر برجی عبورت را پسند ہر دھارا کی پسند و ہمت بہ ہر صفارا کے گویند صفوت بہ بود امیرے خوش دلی میخارہ بد کف ہر مخمور و ہر بخارہ بد شفق مسکین نوازی عادلی بہ مکر می زنجشی دور یادے بہ شاہ مردان و امیر مومنین بہ راہ بان و رازدان و دو بین بہ دور عیشی بود وایام شیخ بہ خلق دلدار دم آزار و ملیح بہ آمدش مہمان بنا گاہ آن شبی بہ ہم امیر جنس دلخوش نہ ہی بہ بادہ می باہست شان در نظم حال بہ بادہ بود آفتاب مازون و حلال بہ بادہ شان کم بود گفت ابا غلام بہر و سہو پر کن بیا آدر دہانہ از فلان راہب کہ وارد دہر خاص بہ ناز خاص و عام جان یا بد خلاص بہ جرعہ زان جام راہب آن کند بہ کہ ہزاران جرہ و دہان کند اندران می مایہ نہا نیست بہ آن چنان کا نذر عباسا طافست بہ تو بدلق پارہ پارہ کم نگر بہ سید گردن ز بیرون و زر بہ از ہر اے چشم بد مرد و دشمن و زبیر و آن لعل و دآلود شدہ گنج و گوہر کے میان خاشہ ہاست بہ گنج پیوستہ و دیرانہ ہاست بہ گنج آدم چون بویران بد فین گشت طیش چشم بند آن لعین بہ اللغات کہف بالفتح غار ناؤن اذن کردہ شدہ طین مٹی جرہ باضم سبوا لے چہلے و دون شعر تمہید ہیں صفت ایاز میں بس سلطان کتا ہو کہ اے ایاز تو ایسی بڑی بلندی

پر کھڑا ہو کہ ہر بلندی و برج تیرے عبور کو پسند نہیں کرتی یعنی تو ایسا عالی رتبہ ہو کہ ایسے وسیع مراتب تیرے
 رتبے کے لائق کب ہیں تو وہ وفا دار ہو کہ تیری ہمت ہر ایک کی وفا کو پسند کرتی ہو اور تیری صفات
 کو پسند اختیار کرتی ہو اس حکایت کو سن کہ ایک امیر تھا نہایت خوشدل اور بڑا میخوار پناہ ہر مخمور و میچارہ کا
 مشفق مسکین نواز عادل مکر زربخش دریا دل ان سب میں حروف و آیات تعظیم کے ہیں اما لوگوں کا شاہ
 اور سردار مومنوں کا اور نگہبان راہ کا اور راز دان و دور میں استسوت میں دور حضرت عیسیٰ اور زمانہ
 مسیح کا تھا جو خلق کے دلدار اور کم آزار و کمین تھے یعنی کلام ہانک رکھنے تھے اتفاقاً اس بادشاہ کے
 یہاں دفعتاً ایک سہانہ گلیا کہ وہ بھی امیر تھا اسکا ہنسن اور خوش مذہب شراب انکو اس وقت واسطے
 نظر حال اسے رفع غم و پریشانی کے درکار تھی کہ اسوقت میں ماؤن و حلال تھی جب شراب کم دیکھی تو غلام
 سے کہا کہ گھر لیجا اور شراب سے بھرا اور فلان راہب سے لیجو کہ اس کے پاس شراب خاص ہوئی ہے
 تا ہماری جان خاص و عام سے چھوٹ جائے خاص و عام دونوں کا غم غلط ہو جائے اسکی شراب کا جام
 ایسا ہو کہ اگر ایک گھوٹ اس کے جام کا پی لے تو ایسا ست ہو جائے کہ نہ ابدن گھڑے اور نہ ان کے
 ڈاٹے اور گھڑے توڑے جیسا کہ شرابی بجا لست بد ہوشی توڑ ڈالتے ہیں اس شراب میں ایک مادہ ایسا پوشیدہ
 ہے جیسے کالمین کی کلیم میں سلطانی چھپی ہوئی ہے تو ایسے لوگوں کے دلی پردہ پارہ کو مت دیکھو یہ مثل زر کے
 ہیں ظاہر سیاہ جیسے زر سے ہاتھ سیاہ ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں ہیں زریہ بڑے رتبے واسطے ہیں جو
 دنیا کے شاہوں کو کمان نصیب بس اس لیے آپ کو مرو و بنلایا ہو تا چشم بد سے رحمت نہ پہونچے اور واقعی
 ہیں محل لیکن بظاہر دود آؤ و خیال تو کر گنج و گوہر گھروں میں کون رکھتا ہے ہمیشہ گنج ویرانے میں رکھتے ہیں
 انکے پاس بھی گنج معرفت اسی کا ہے پھر بظاہر آپ کو دیر اندہ کیوں تہ بنائیں جیسے خزانہ آدم کا ویرانے میں
 چھپا ہوا تھا یعنی مٹی میں جو جسم خاکی انکا تھا کہ یہ جسم خاکی شیطان لعین کے حق میں چشم بند ہو گیا مٹی کو دیکھا
 گنج کو نہ دیکھا قولہ او نظریں کرد و در طین مست مست بجان ہی گفتش کہ طین مست مست بد و سبب غلام و
 خوش و ویدہ در زمان تا دیر رہا بان رسیدہ زرد باد و باد چون زرد خریدہ سنگ داد و در عرض گوہر خریدہ بادہ
 کان بر سر شاہان جدید تلج زرب تارک ساقی ہندہ فتنہ ہا و شور ہا انگختہ بد گان و خسروان آہنجہ بد استخوانا رفته
 جملہ جان شدہ بد تحت و تختہ آزان یکسان شدہ بد وقت ہشیاری چو آب در و غنہ بد وقت سستی ہچو جان اندر
 تندہ بد چون ہر لیسہ لحم و گندم عرق ہم بد بیج سبقتے نے در ایشان فرق ہم بد چون ہر لیسہ گشتہ آنجا فرق سنے بد
 نیست فرقی کا نہ را بجا فرق نے بنائیں بادہ ہمینو ان غلام بد سوے قهر آن امیر نیک نام بد پیش آمد نہادے
 غمیدہ بد شک مغرے در بلا چسیدہ بد تن را کشماے دل بگداختہ خانہ از خیر خدا پر داختہ بد گوشمال

مخت بے زینہ باد غما بردار غما چندین ہزار دیدہ ہر ساعت خلش در اجتما و روز و شب پیچیدار و اجتما و
سال و ہمدرد خاک و خون آمیختہ و صبر و حلمش نمیشب بگرختہ گفت زاہد در سب و باچسبیت آن گفت باو گفت
ہر کیست آن گفت این فلان فلان میرجل گفت طالب را چنین باشد عمل طالب یزدان دان کہ عیش
نوش و بادہ شیطان و آنکہ تیز ہوش و ہوش تو بے چین پڑ مرده است و ہوش آن باید بران ہوش
تو بست و تا چہ باشد ہوش تو ہنگام سکڑاے چو مرغی گشت صید دام سکڑاے اللغات سبق بافتح بیشی
سکر بالغم سستی و نشہ شراب اطمینان شیطانی سست سست نظر حضرت آدم کی مٹی پر کرتا تھا اور
ان کی جان اس سے کہ رہی تھی کہ یہ مٹی میری تیرے لیے دیوار و تلخ ہو میری اصلیت سے واقف نہیں
ہونے دیتی الغرض اس غلام نے وہ سب لے اور تیز دوڑا ایسا کہ دم بھریں ویر رہبانوں پر چوچک گیا زردیا اور
شراب بچوڑاے سرخ کہ زرد سرخ قیمتی ہوتا ہو خریدی گویا پتھر دیے اور عرض میں گو ہر خرید اس لیے کہ
شراب کو بھی لعل نداب کتے ہیں اسے لعل گراختہ آوردہ شراب جو پادشاہوں کے سر پر چڑھ کے
کودے اور ساقی کے سر پر تاج زر رکھ دے کہ اکثر پادشاہ بحالت کیف و سرور شراب پلانے والی کو تاج
و غیرہ دیدیتے ہیں آوردہ شراب جس میں قتنے اور شور اٹھے ہوئے اور بندے اور خسر و ملے ہوئے
جیسے کہ می نوشی کے وقت قتنے اور شور ہوتے ہی ہیں اور بندے اور شاہ نشے میں سب گڑبگڑ ہو جاتا
ہیں اور آپسے گڑبگڑ ہو جاتے ہیں کہ گویا آئینہ استخوان نہیں رہے سب ایک جان ہو گئے اور اس وقت میں
تحت و تختہ یکسان یعنی اعلیٰ ادنیٰ سب برابر اور دل سے یعنی جب ہشیار ہوتے ہیں تو شل آب و روغن
کے ہوتے ہیں آپ کو چہ آوردہ سستی میں شل جان در تن کے ہیں ایک دوسرے میں گھلے ملے جیسے ہر سیہ کہ وہ ایک طلسم ہو
جس میں گوشت و گندم اور بعض عرق ملا کے پکاتے ہیں آوردہ سب مل کے ایک ہو جاتا ہو اور کسی کی بیشی کسی پر
نہیں ہوتی نہ کچھ فرق ہوتا ہو سب شل ہر سیہ کے مل جاتے ہیں وافر فرق نہیں بلکہ جملہ فرق انہیں غرق ہو جاتے ہیں اور
معدوم ہیں ان تک صفت شراب کی تھی اب فرماتے ہیں کہ ایسی شراب وہ غلام نیک نام قصر شاہی کی طرف
لیے جاتا تھا انکمان ایک زاہد غمیدہ خشک مغز بلا چسبیدہ کہ یہ سب صفات زاہدوں سے ہو اس غلام کے
سانے آگیا اور کیسا زاہد کہ آتشوں اسے خواہشوں دل سے کہ یہ لوگ خواہشوں کو مارتے رہتے ہیں بچلا
ہوا یعنی زار و خیف اور خانہ دل سواے خدا سے آراستہ کیا ہوا اور بے عشق اسی واسطے اسکو اپر خشک مغز
کہا ہو ایسی محنتیں جنکی پناہ نہیں خود انکا گوشمال تھا نہ کہ انکی گوشمال کھایا ہوا ہزاران دل غرور ملغ اٹھایا ہوا
لبنی کوشش و اجتما و میں ہمیشہ خلش و یکم تھا اور رات دن اجتما ہی میں لپٹا رہتا تھا ہمیشہ خاک و خون
میں اکوہ صبر و علم تو اس سے آدھی رات سے بھاگا ہوا تھا جو ہر ادھپ کے بھاگنے سے ہی اور اشارہ

اسکی بے صبری وجہ علمی سے جس نے اُس غلام سے پوچھا کہ ان گھڑوں میں کیا بڑا غلام کے کہا شتر
پوچھا کس کے واسطے کہا فلاں میرا جل کی لنگ سے ہوا ہر نے کہا وہ تو طالب خدا کا ہوا اسکی ایسا عمل
نچا بیٹے وہ طالب خدا کا ہر پھر طالب خدا کو ایسی عیش و نوش کب مناسب ہو نہ یہ شراب شیطانی اور
اسکے ساتھ دعویٰ تیرا ہوشی کا جب تیرے ہوش بے شراب کے ایسے سکو کے مڑھ جائے ہو گے
میں کہ انہر بہت سے ہوش لگا کے مدد ہو نچا نا چاہیے تو پھر نشے کے وقت میں تیرے ہوش کیا ہو گئے تو تو
مرغ کی طرح دام سکر میں پھنسا ہوا ہے

حکایت ضیاء بلخ و تاج الاسلام اور لطیفہ کہنا ضیا کا

قولہ کہ آن ضیاء بلخ خوش الہام بود و اور ان تاج شیخ اسلام بود از برای عالم خلقی پیش ادب کشتہ داغم در
ملازم درس جوئے تاج شیخ اسلام دارالملک بلخ بود کو تہ قدو کو چاک بچہ مرغ بزرگچہ فاضل بود و فعل و ذوق فزون بہ
این ضیاء اندر ظرافت بد فزون باو بسی کو تہ ضیاء از حد دراز شد بود شیخ اسلام را صد کبر و ناز و زین برادر رنگ
و عارش آمدے بدین ضیاء ہم و اعظمی بد باہرے بد روز مجلس اندام آن ضیاء باہر کہ پر قاضیان و اصفیا بہ
کو تاج اسلام از کبر تمام بہر برادر را ضیاء نصف اقیام با پس ضیاء چون دید کبر اندر سرش با انفعالے داد حائلے
در غوریش بگفت آری بس درازی بہر مزہ اندکی از قدر و ست ہم بد زہد پس ترا خود عقل گویا ہوشش کو بہ
تا خوری می ای تو دانش را عدد و ست بس زیبا ست نیلی ہم بکش بہ ضحکہ باشد نیل بر روی ہوشش و در تو نوری
کے درآمدای غوی بہ تا قوی لوشی و ظلمت جو شوی بہ سایہ در روز ست جستن قاعدہ بہ در شب ابری تو سایہ جو
شدہ بہ گر حلال آمد پے قوت عوام بہ طالبان دوست را آمد حرام بہ عاشقان را با دہ خون دل بود چہ چشم شان
بر راہ و بر منزل بود و در چنین راہ بیابان غوث بہ ای قلاؤ ز خرد با صد کسوف بہ خاک در چشم قلاؤ زان فی
کاروان را گرہ و ہالک کنی بہ نان جو حقا حرامست و قسوس بہ نفس را در پیش نہ نان بسوس بہ دشمن راہ
خدا را رخوار دارہ و دنور امنہ نہ بردار دارہ و دنور را تو دوست بہریدن پسند و بریدین عاجزی دستش بہ بندہ
و نہ بستی دست او دست تو بست بہ ورتو بایش لشکنی پایت شکست بہ تو عود را می دہی و نہ شکو بہر چہ
کو زہر نوش و خاک خرد و ز غیرت بر بسوسنگ و شکست بہ او سبوانداخت از ناپہرہ جست بہ المعات
داور معنی برادر و دوست فرخ چو زہ مرغ و بچہ ہر پند المعنی بہ ایک ضیاء نامے بلخ میں پڑا نوش الہام بقا
گویا کلام اسکا الہام تھا اور بھائی اسکا تاج شیخ الاسلام تھا اور قاضی خاں پڑا واسطے تحصیل علم کے ایک مخلوق اسکا
یاس اتنی تھی اور ہمیشہ اسکے دروازے کی ملازم اور درس جوئے تاج شیخ الاسلام جو کہ دارالملک بلخ کا تھا کو تہ قدر
شکنا ایسا تھا جیسے مرغ کا چوڑا اگر چہ فاضل اور فعل علم اور ذوق فزون تھا مگر ضیاء ظرافت میں بہت بڑھا ہوا تھا

تاج شیخ اسلام جیسا ٹھکانا تھا ویسا ہی ضیاء حد سے زیادہ لمبا اور شیخ اسلام کو اس سے سیکڑوں طرح کا غور و زائد تھا اس بھائی سے اُسکو تنگت عار ہوتی تھی اور یہ ضیاء بھی ایک واعظ با ہدایت تھا ایک دن اُسکی مجلس میں ضیاء بھی آیا کہ بارگاہِ قاضیوں اور برگزیدہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اُس مجلس میں تاج اسلام نے بڑے غور سے اپنے بھائی ضیاء کا نصف قیام کیا یعنی پوری عظیم نہ کی بس ضیاء نے جو دیکھا کہ اسکے سر میں کبر ہے اُسی وقت اُسے اُسکو اُسکے لائق نہایت دی کہا فروری میں تو نہایت لمبا ہو کر تھوڑا سا قد سرو سے بھی چڑاے اور جب تو فرم لینے میں نہایت دما ز ہو تو تیری عقل کہاں ہو اور ہوش کہاں اسی سبب اُس عقل کے دشمن شراب پیتا ہو تو بھی بہت خوبصورت اسپر ایک خانہ خانی کھینچنا نظر نہ لگے اس لیے کہ حبش کی صورت کھانیل خلیک ہو تا ہی اسے خندہ و قہقہہ اور اگر تو نور ہو تو اسے گمراہ یہ کب روا ہو کہ شراب پیئے اور ظلمت ڈھونڈھے قاعدہ تو یہ ہو کہ دن میں سب سایہ ڈھونڈھتے ہیں تو شب ابر کاسایہ ڈھونڈھتا ہی چنانچہ شرابیوں کو شب ابر نہایت خوبصورت اور بہ کیفیت و سرور اگرچہ شراب واسطے قوت عوام کے حلال ہو لیکن جو طالب دوست کے ہیں اچیر مزاج عاشقوں کی شراب خون دل سے ہوتی ہو کہ انکی نظر راہ و منزل پر ہوتی ہو راہ کو بھی خوب پہچانتے ہو گئے ہیں اور منزل کو بھی تو ایسے بیابان خوفناک کی راہ میں راہ نما خرد کے کہ وہ خرد بھی تیری ہاتھ کسوفت ہو راہ بتاتے والوں کی انگلیوں میں خاک ڈالتا ہو اور قافلے کو گمراہ و ہلاک کر تا ہو تو ہم قسم کہتے ہیں کہ جو کی ردی بھی کہ نان گندم سے نہایت کمتر ہو نفس کے سامنے رکھنا حرام و فسوس ہو اسکے آگے تو جھوسی کی روٹی رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ دشمن راہ خدا کا ہی جہان تک ہو سکے اسکو خوار ہی رکھے یہ دندہ ہر اسکے پے منبرت رکھو اسکو سولی پر رکھو چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہو اسکے ہاتھ کاٹنا ہی پسند کراد اگر ہاتھ کاٹنے سے عاجز ہو تو اسکے ہاتھ باندھو اور اگر نہیں باندھے گا تو جان لے کہ اُس نے تیرے ہاتھ باندھ لیے اور اگر اُسکے پاؤں نہ توڑے گا تو سمجھ لے کہ اُس نے تیرے پاؤں توڑ دیئے تو دشمن کو شراب دیتا ہے اور شکر ایسا کیوں کرتا ہو اُس سے کدے نہ رہی اور خاک کھا پھر ناہ کا ذکر ہو بس ناہ نے غیرت میں آ کے ایک پتھر گھرے پر مار کے گھڑا توڑ دیا غلام نے گھر اچھینک دیا اور زاہد کے پاس سے یاد شاہ کی طرف بھاگا

انچر پانا امیر کا اور خشم آلودہ زاہد کے پاس جانا

تو کہ رفت پیش میر گفتش باوہ کو با جلاو گفت یکیک پیش اوہ میر چون نقش شدہ چہرست راست گفت
بنما خاند زاہد کجاست بہ تابدین گزراں کو ہم سرش باوہ سپید افش و مادر غرش بہ اوچہ داندہ معروف از سگی بہ
طالب معروف نیست و شہر کے بہ تابدین سالوس خود را جاکندہ تا بخیرے خویش را بیدار کند بہ

اوندارو خود ہنر الہامان پہ کو تسلس می کند بامردان پہ او اگر دیوانہ است و فتنہ کا وہ چارہ دیوانہ چہ بود گر کاوش تاکہ
شیطان از سرش بیرون رود پہ لست خربندگان خرچون رود پہ میر بیرون جست دیو سی بدست پہ
نیم شب آمد بزاہد نیم مست پہ خواست کشتن مرد را ہد از خشم پہ مرد را ہد گشت پنہان زیر لشجم ہد مردنا ہدی شنید
از میرا کہ پہ زیر لشجم آن رسن تابان نہان پہ گفت در و گفتن زشتی مرد پہ آئندہ تاند کہ روراحت کرد پہ روی
باید آئندہ دارا آئین پہ تات گوید روی زشت خود بین پہ اللغات عزون قحجہ تسلس سالیوسی مکاری
کرنا کا و کاویدن سی کھو دنا کرید نا دوس تشدید با گر زاسلمعنی وہ غلام بھاگ کے میر کے پاس گیا میر نے
پوچھا شراب کہاں ہے غلام نے سادھا جواڈراڈرا اُسکے سامنے کہا سنتے ہی آگ ہو گیا اور غصے کے مارے
سیدھا اٹھ کھڑا ہوا کہا بتا نا ہد کا کھر کہاں ہے تاس گز گران سے اُسکا سر پہون اور اُس احمق باور کا وہ سر پہونش
توڑون وہ امر معروف کو کیا جانتا ہے کتے پن سے اپنی شہرت و معروفی کا طالب ہے تو اس مکاری سے رتبہ
پیدا کرے اور کسی چیز سے آپ کو ظاہر کرے کہ فلان بٹانا ہد ہی بادشاہ کی شراب کا کھر توڑا الا آئین سواے
تسلس مکاری کے کوئی ہنر ہی نہیں ہے پس ہی تسلس ہے جو لوگوں سے کرتا ہے اگر دیوانہ ہے اور فتنہ کرید نے
والا اُسکا علاج ہی گر کا و ہے اور گر کا و وہ جو بصورت سر کا و کے بنایا ہوتا شیطان اُسکے سر سے
کھجائے معمول ہے کہ گدھا بدون گدھے والے کے نہیں چلتا اُحاصل بادشاہ گر باہتھمین لیے مست
نیم شب کو نکلا نا ہد کے پاس گیا اور غصے کے مارے چاہا کہ ناہد کو مار ڈالے مردنا ہد کے بچے چپ گیا اب اس
آدن میں جو رستی جتنے والوں کی رکھی تھی چھپا ہوا سنتا تھا اور بادشاہ اُسکو بُرا کہہ رہا تھا اب مقولہ مولانا رح کا ہر
کہ بُری بات کسی کی بُرائی سے کسی کے سامنے کہنا یہ کام آئے گا ہے اس لیے کہ اُس نے اپنا منہ سوت
کر لیا ہے جتنے بے مروت ہے تیس آئینہ کی طرح رو سخت آئین چاہیے تو تجھ سے کہے کہ اپنی صورت
زشت کو دیکھ کہ کیسی ہے

حکایت بات کرنا و لقا کا سید شاہ ترند کو اور غصہ کرنا اس کا

قولہ شاہ با و لقا ہی شطرنج باخت پہ بات کر دوش زو و خشم شہ باخت پہ گفت شہ و ان شہ کہہ
آوردش پہ یک یک آن شطرنج میز و بر سرش پہ کہ بگیہ اینک شہمک اے قلیبان پہ صبر کرد و گفت و لقا
الا ان پہ دست دیگر باختن فرمود میر پہ او چنان لرزان کہ عود از دھری پہ باخت دست دیگر و شہ مات شد پہ
وقت شہ شہ گفتن و بیقات شد پہ بر جیدان و لقا و در گنج رفت پہ شش نہد بخود فلکنا زیم گفت پہ
میر با شہا وزیر شش نہد خفت پنہان تار خشم شہ نہد پہ گفت شہ ہی ہی چکر دی چیست این پہ گفت
شہ شہ شہ اے شاہ گرین پہ کے توان حق گفت جزیر باخت پہ باجو و خشم اور آتش سخاوت پہ

ای تو مات من ز زخم شاہ مات بزم غم شہ ز زیر رختہات بہ اللغات دلفک نام سحرہ شہ جو وقت شہر بخاری
کے پادشاہ کی زد پچانے کو کہتے ہیں اور کیش بھی کہتے ہیں شہر بخ سے مراد وہاں ہرہ ہر قلیبتان دیوت اور
بھڑا و ست یعنی کرت و مرتبہ خور بہ نہ زمریر کہ سوری میقات وقت دہنگام و وعدہ سخاف سبک و
کمزوف ہونا اس لئے پادشاہ و لقا کہ نامے سحرے کے ساتھ شہر بخ کھیلنا تھا دلفک نے جلدی سے
مات کر لیا مات کرنے سے پادشاہ کا غصہ چکا دلفک تو شہ شہ کتا تھا اور پادشاہ کبر سے مہرے اُسکے
سر پر بار مار کے کتا تھا کہ یہ لے اور قلیبتان یہ تیری شہ ہر دلفک نے صبر کیا اور الامان کتا رہا دوبارہ پادشاہ نے
پھر کھیلنے کا حکم کیا وہ ایسا کانپ رہا تھا جیسے ننگا جاڑے سے فے الجملہ دوسری دفعہ کھیلے پھر پادشاہ کو مات
ہوا اور پھر وہی شہ شہ کہنے کا وقت دہنگام آگیا دلفک مار کے ڈر سے بھاگا اور ایک گوشے میں چلا گیا
اور چھ مہر خوں غصہ سے اپنے اوپر ڈال لیے بہت سی مسندوں اور چھ مہر خوں کے نیچے چھپ کے پڑ رہا
تا پادشاہ کے غصہ سے بچا رہے پادشاہ نے بزرگما کہ یہ تو نے کیا کیا اور کیا سبب اسکا ہو گیا ایسا شہر گزیدہ
شہ شہ پھر کہا شہ شہ تکرار جاریا رہا نہ نظر مزید مبالغہ جسکے سبب سے مار مہرے کی کھائی تھی بھلا بھڑ جیسے پادشاہ
غصہ والے کے سامنے کہ انگ اُس غصہ کے آگے خفیف و سبک ہو بے لحاظ اور تھے کیسے کوئی بات حق
کہہ سکے آئے پادشاہ تو تو میرا مات ہوا اور میں تیرے زخموں کا مات ہو کے تیرے سامان خواب
کے نیچے شہ شہ کرتا ہوں

پھر رجوع بہ حکایت امیر و زاهد و اجتماع خلق

قولہ چون محله پر شد از بسہای میر بزدل گدرد زردون دندار گیر و خلق بیرون جست زود از چپ و راست بہ
کلمے مقدم وقت غفوسست درضا است بہ مغز و تشک است و قشش این زمان بہ کتر است از عقل و فہم
کو دکان بند زہد و پیرے ضعف بضعف آمدش بہ و مدران زہرے کشادی بایدش بدرج ویدہ گچ نادیدہ زیادہ
کار بار کردہ نریدہ فرد کار بنیا نبودہ کارا و را خود گم بنیا نبودہ وقت پاداش از قدر بنیا نبود ان سہی چون سہے جو و بنیا نبود
و البستہ میقات بود بہ مردار و دوصیبت این بسیست بہ کار مرین و ادس پر خون بہ کیسیست بہ جسم پر درد و
نشستہ او گنج بہر و ترش کردہ فرو گندہ لہجہ نے یکے کمال کو را غم خورد بہ عقل ہم نے کو کمالی رہہ بردہ بہ جہادی ملی
باہم وطن بنکار و ربوک ست تا نیکہ شدن بہ زنان درش دور ست تا دیدار دوست بہ کہ فاندش مغر غر و عشق
پوست بہ ساعے او با خدا اندر عتاب بہ کہ نصیبم رنج اندرین جناب بہ ساعے با بخت خود اندر جدال بہ کہ ہم
پلان و ماہریدہ بال بہر کہ محبوبست اندر بہر رنگ بہر کہ در زہدست خود باشد بہ سنگ بہ تا بہر وں تا بہر
ازین تنگی مناخ بہ کہ بود غیش خوش و حد رش فراخ بہ ناہدان را در خلا پیش از کشادہ تیغ و استرہ

نشاہد ہیچ وارہ کہ بخیر خوراند و راند شکم بہ غصہ آن ہمیرا دیہا و غم بہ ہمیرا دیہاے این دنیا خوش است بہ ہمارا دے
تند خو و سرکش است بہ اللغات مقدم پیش کردہ شدہ لہجہ بالضم ب کمال بروزن ستارائیں ہنسنے والا
کحل سرمہ بکس ہوا و مروت شاید و مکر منلج چکر اوٹھون کے بندھنے کی خبر بفتح اول و کسر جم سنگس و غلگین
اسمعنی جب علم بادشاہ کے شور و غل سے بھر گیا کہ دروازے پر زہر کے لائین راستے تھے اور پیر و بزرگ
کر رہے تھے مخلوق اور ہر دھڑ اپنے گھر دن سے جلدی نکل کے آئی اور کہا اے میر وقت تنور رضا کا ہے نہ خشم و
جفا کا وہ خشک مغز ہر عقل اسکی اس وقت میں بچن کی عقل و فہم سے بھی کمتر ہے اسکو ضعف بر ضعف نے
گھیرا ہے ایک تو ضعف زہر کا دوسرا ضعف پیری اور زہدین کوئی کشود چاہیے اے کشور رزق سورہ حاصل
نہیں رنج تو بہت اٹھا یا لیکن گنج یار سے نہ ملا کام بہت ہے لیکن مزدوری کام کی نہ پائی یا تو اسکے کام کی
کچھ اصل و بنیا و نہیں بے اصل ہی یا مقدار اسی سے ابھی اسکے برے کا وقت نہیں آیا یا یہ کوشش زہر کا
ایسا ہے جیسے سعی جہود کی بیکار یا بدلا اسکا تعید بیعہ و گاہ ہواے وقت وعدہ اسکے لیے تو یہی در مصیبت
کافی ہے کہ اس ویرانے پر خون میں تنہا و بیکس ہے ہر پر خون اے مہلک جسم پرورد ایک گوشے میں بیٹھا ہے
ٹنڈر بگاڑے ہوئے ٹکائے نہ کوئی ایسا کمال کہ غنچہ اسکا بنے عقل بھی نہیں کہ اسکو کسی کحل کے پاس بچائے
اپنے ہی وہم و گمان کے موافق اجتہاد کرتا ہے کوئی اسکا پیر و خمد نہیں ہے لہذا کام اسکا بوک میں پڑا ہوا ہے
اسے شاید و مکر میں جو شر بہ شک ہن دیکھے نیک ہوتا ہے یا کیا اس سب سے تو راہ اس کی دیدار
دوست سے دور معلوم ہوتی ہے کہ اس میں مغز نہیں ہے جو عشق ہے جو عشق سے پوست ہے کسی وقت تو خدا کے
ساتھ غصہ کرتا ہے کہ ایسی جناب فیض آیا ب سے میرے حصے میں رنج آیا کتنی وقت اپنے نصیب سے
رتا ہے کہ سب بلند پروازیان کر رہے ہیں میرے بازو کتر دیے ہیں اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ جو
کوئی رنگ و بو میں نقید و گرفتار ہے کیسے زہد میں ہو لیکن خود بخود تنگ ہی ہوگا اور جب تک اس تنگ
منار یعنی غصہ جگہ سے نہ الگ ہوگا نہ اسکی خوش خوش ہوگی نہ اسکا سینہ فراخ ہوگا اور صاحب ہمت
و حوصلہ زائد و ن کو تنہائی کے وقت میں قبل کشائش رزق سے استرہ و تیغ کچھ نہیں و بنا چاہیے کہ
مبادا تنگدلی و غلگینی سے اپنا پیٹ نہ پھاڑوے اپنی ہیرادی و غم سے یہ نہیں جانتے کہ اس دنیا کی ہیرادیان ہی

ابھی ہیں اور بامردی تند خو اور سرکش ہے

بیان بیوقوفی سالکون میں قبل کشود سے اور قصد کرنا مصطفیٰ کا آپ کو
کوہ حرا سے گرانے کا وحشت حجاب سے اور ظاہر ہونا جبریل کا اور منع کرنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بشارت دینا انکو

قوله مصطفیٰ را بجز چون بغا نختی بنویش را از کوه اوانداختی بنو با بگفتی جبرئیلش بہن کن کہ ترا بس دولتست
 از امر کن بہ مصطفیٰ ساکن شدی زانداختن بہ باز ہجران آوردیدی تا ختن بہ باز خود را سرنگون از کوه اودہ میفکندی
 او غم داندوہ اودہ باز گشتی پیش پیداجبرئیل بہ کہ کن تو این کہ شاہی بے بدیل بہ چہنیں می بود تا کشف تجیب بہ
 تا بیا بد آن گم را و ز جیب بہ ہر محنت چو خود را می کشند بہ صل مختلفا است این چو نش کنند بہ از خدا سے
 مردانہ حیرتست بہ ہر یک از ما فدای سیرتست بہ ای خنک آن کو فدا کردہ است تن بہ ہر آن کارزد فدای
 او شدن بہ باری آن مقبل فدای این فست بہ کاندران عدد زندگی دشتست بہ عاشق معشوق عشقش
 بر دوام بہ درد عالم بہرہ مند و یکنام بہ ہر یک چو نگہ فدائی فنی است بہ کاندران رہ صرف عمر و کشتیست بہ کشتی
 اندر غروب یاشروق بہ کہ نہ شائق ماند آنجانی مشوق بہ یا کرامی ارحم الہل الہوے بہ شانم ورد التوسے
 بعد التوسے بہ عفو کن ای میر بر سختی اودہ در نگرد و در بد بختی اودہ تا ز جیت ہم خدا عفو کن کندہ زلشت را
 مغفرت در آگندہ تو ز غفلت بس بسو بشکستہ بہر امید عفو دل بر بستہ بہ عفو کن تا عفو یا بے درجہ نہ بہ
 مے شکافد و قدر اندر سزا بہ روشگان قدر را ہوشدار بہ قصہ مارا تو نیکو گوشدار بہ اطمینانی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم بہ جب ہجر زور و شدت کرتا تھا تو وہ آب کو پہاڑ سے گراتے تھے جبرئیل آسے کتے تھے خبردار
 ایسا مت کر کہ تمہارے واسطے تو بڑی دولت ہو حکم کن سے آنحضرت ساکن ہو جاتے تھے اور نسکین
 باتے تھے اور آپ کو گرانے سے رک جاتے تھے پھر ہجر اپنے تاخت کرتا اور حملہ لانا پھر یہ سرنگون پہاڑ سے
 گراتے مارے غم داندوہ کے پھر جبرئیل انکے سامنے پیدا ہو جاتے کہ ای شاہ ہیشل و بے بدل ایسا مت
 کرو کیسے ہی ہوتا رہا تا وقتیکہ پردے حجاب کے کھلین اس لیے کہ وہ گوہر جو انکی جیب میں رکھا گیا ہو اسکو
 پالین اب فرماتے ہن لوگ دنیا کے ہر محنت میں اپنی جان مارتے ہن لیکن وہ سختیں اور ہن اور محنت
 عشق کی سب محنتوں کی جڑ ہو چلا اسکو کیسے اٹھا سکیں نہ جاسکا فدائی ہو اسکو دیکھ کے لوگوں کو بڑی حیرت ہو
 اور حال یہ کہ ہم میں سے ہر ایک فدا سے سیرت ہو اقد کیسا خوش اور ٹھنڈا ہوا ہے شخص جو جس نے اپنے
 تن کو فدا کیا ہو تا وہ لائق اس پر فدا ہونے کے ہو جائے لیکن وہ خوش نصیب ہو جو اس فن پر فدا ہے وہ
 جانتا ہو کہ اس بار بجائے میں سیکڑوں زندگیاں ہن وہ عاشق ہو اور اسکے عشق کا معشوق ہمیشگی و دوام
 والا اور دو لون جہان میں وہ عاشق بہرہ مند اور یکنام نہ مثل ان عاشقوں فن دنیلے کے کہ ہر ایک
 فدائی ایک فن کا جو جسکی راہ میں عمر کا بھی صرف اور مارا جانا بھی موجود آب چاہے غروب میں ہو چاہے
 شروق میں بہر حال کشتن اسکے پیچھے لگا ہوا ہو اس لیے کہ جہان وہ ہے وہاں بھی نہ کسی چیز کی کوئی
 شائق مرے سے بچے نہ وہ چیز بچے جسکے وہ شائق تھے سب فنا ہوے سوے عشق و عاشق کے کسی بقائیں

آپ بہ نظر وادیدہ حال مردم کے التجا کرتے ہیں کہ امی بزرگ لوگوں کو ہمارے وقت کے ان حرص و ہوا والوں پر رحم کرو کہ ان کے حال یہ ہلاکی برہلاکی وارو ہو پھر استیفات ہو بیٹھے اور اسیر معاف کر اُسکی سختی کو اور اُسکے درد و بد بختی کو دیکھ کر تو تیرے جرموں سے خدا نے تعالیٰ تجھ کو معاف کرے اور تیری زلت و لغزش کو مغفرت میں بھر دے اُس نے غفلت سے تیرا سبوتوڑا تو نے بھی غفلت سے بہت سبوتوڑے ہوئے اور خطائیں کی ہوئی جنکے عفو کی امید لگائے ہوئے ہیں اس عفو کو تو تو بھی اُسکے بدلے میں عفو یا ئے اسوا سکتے کہ حکم الہی بڑا موشگاف بال کی کھال نکالنے والا ہو لا بد موشگافان قدر کا ہوش رکھو اور اس قصے کو ہمارے خوب کان لگا کے سُنیں

جواب امیر کا سفارشیوں کو اور سفارش نہ ماننا

قولہ بانہ بنو قحطہ میران دگر نہ تابیا بے زین حکایت صد خبر نہ میر گفت آن کیست تا سنگی زندہ بر سبوتے ما سبورا ہشکندہ چون گذر سازد بگویم شیر نہ ترس ترسان بگندہ دبا صد خبر نہ بلکہ بگندہ در ہیبت پنچہ را بہ مور گرد و پیش تہر م اندہ پا نہ بندہ مارا چرا آرزو دل بگرد مارا پیش مہمانان نخل پڑ شہرت کان بہ زرخون اوست ریخت نہ این زمان ہچ روزان از ما گر نیت نہ لیک جان از دست من او کی ہر وہ گرد شود چون مرغ و بر بال ہر نہ تیر قمر خویش بر پرش زخم نہ پر و بال مردہ رگیش بشلغم نہ و ر شود ما ہی اندر آب و نہ از نیب من شود زیر و زبر نہ و ر و در سنگ سخت از کوششتم نہ از دل سنگش کنون بیرون کشم نہ جان نخواہد ہر د از شمشیر من نہ و ر کند صد حیلہ و تدبیر و فن نہ من براغم بر تن او ضربتے نہ تا بود مرد دیگر از اعرابی نہ کار او سالوس و زرق و حیلست نہ لیک مقصودش بیان شہوتست نہ با ہمہ سالوس و با نایز ہم نہ داد او و صد جو او ایندم و ہم بر سرش چندان زخم گرد گردان نہ کرتش بیرون رود گنج روان پچشم خونخوارش شدہ بر سر کشتے نہ از دہانش سے درخشید آتشتے نہ اللغات مردہ ریگ میراث و شے حقیر و نا چیزا لمعنے پھر دوسرا قصہ میر کا مں جمع نظر تعظیم کے ہو بیٹھے میران تو اس حکایت سے سو آگاہیاں پائے میر نے اُن شفیعون سے کہا وہ کون ہو کہ پھر ہمارے سبوتے مارے اور سبوتوڑاے اُسکی کیا مجال اگر شیر نہ میری گلی میں آجائے تو ڈر تا ہوا سیکڑن خوف و بچاؤ کے ساتھ نکلے بلکہ ہیبت کے مارے بنجہ جو اسکا ہتھیار ہو چھوڑ بھاگے اور اگر اندہا ہو تو میری ہیبت سے مور ہو جائے اُس نے ہمارے غلام کو کیوں آرزو کیا اور ہلکی ہمارے مہمانوں میں نخل کیا نہ شراب جو اُسکے خون سے بہتر تھی بہادی ادب ہمارے سامنے سے عورتوں کی طرح بھاگ گیا لیکن کیا ہوتا ہو ہم سے تو جان بچا نہیں پائے گا اگرچہ پر ندن کے آسمان پر اڑ جائے میں اپنے تہر کا تیر اُسکے بیرون پر ماروں گا اور اُسکے پر و بال مردہ ریگ اے ناچیز و حقیر تو ڈرون کا اور

اگر عجلی بنے دریا میں گھس جائیگا تو وہاں بھی میری غارت و نیستی سے تے اوپر ہو جائیگا اور اگر میری
پوشش و تلاش کے خوف سے سنگ سخت میں جا گھسے گا بھی اسکو پتھر کے دل میں سے نکال لوں گا
معرض میری شمشیر سے ہرگز جان نہیں بچاسکے گا چاہے کتنے ہی حیلے اور داؤ اور تدبیر میں کرے میں اسے
تن پر ضرور ضرب اپنی روان کروں گا تا اوروں کو عبرت ہو کام اسکا چا پلوسی اور مکر و حیلے ہیں لیکن
اُنکے ضمن میں بیان اپنی شہوت و خواہش کا جو سب سے ڈر کر کرنا ہی تھا اب ہم سے بھی کر لایا
بس اسکو اور اس جیسے سو کو بھی سزا دوں گا اتنے گز اس کے سر پہ مار دوں گا کہ تن میں اس کے جو خزانہ
روح روان کا ہے کہ مراد روح نصانی سے ہے جس کا مخزن و ماخز اور خزانہ اسکا مغرب
کل جائے گے یعنی بھیجا نکال ڈالوں گا اور آنکھیں جو بخار اسکی ایسی سرکش ہو گئی تھیں جن کے
منہ سے آگ نکلتی تھی

ہاتھ پاتوں چومنا میر کے سفارشیوں زائد کا دوسری بار اور خوشامد کرنا
سفارشیوں اور ہم سایوں کا

قولہ کہ آن شفیعان از دم و ہیمای او چند بوسیدند دست و پای اوہ کا می امیر از تو نشاید کین کشتے ہ
اگر شہادہ تو سبب بادہ خوشی بادہ سرلیہ ز لطف تو بردہ لطف آب از لطف تو حسرت خوردہ باد شاہی کن بہ
بخشش سے رحیم ہای کریم ابن الکریم ہر شرابی بندہ این قد و قدہ جملہ ستارہ ابوہریرہ و حسنہ حاج
سے گلگون نہ چترک کن گلگونہ تو گلگونہ ہای رخ گلگونہ ات شمس لعل ہے اسے گداے رنگ تو گلگونہ ہا
بادہ کاندہ رحم ہی جوشد نہان نہ ناشتیاق روے تو جوش چنان ہے اسے ہمہ دریا چہ خواہی کرد ہم ہای ہمہ
ہستی چہ می جوئی عدم ہلے نہ تابان چہ خواہی گرد کرد ہاے کہ خوردیش رویت روی زردہ تو خوشے و
خوب کان ہر خوشی ہے تو چہ خودست بلوہ کشی نہ تاج کہ مناست ہر فرق سرست ہر طوق اعطیاناکہ ویرست ہے
جو ہرست انسان چرخ اور اعرض ہے جملہ فرع و سایہ اندو تو غرض ہے حلم جوئی از کینہاے فسوس ہے ذوق
جوئی تو ز حلائی سبوس ہے اسے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش ہے چون چینی خولیش را ارزان فروش ہے
خداست ہر جملہ ہستی مقرر ہے جوہری چون عجز دارد با عرض ہے بحر علمی در نمی پیمان شدہ ہر در سہ گزرتن عالمی
پیمان شدہ ہے اسے چہ باشد با جماع و با سماع ہے تا تو جوئی زنان نشاط و انتفاع ہے آفتاب از زہ کے شد
وام خواہ ہے زہرہ از خرہ کے شد جام خواہ ہے جان بے کیفی شدہ محبوس کیف ہے آفتابے جس عقدہ نیست
سیرت یہ اللغات خمرہ خم کو چک جوہر قائم بالذات عرض قائم بالغیرا طعنے ان سفارشیوں نے
غصہ اور شور اسکا دیکھ کے چند بار اس کے ہاتھ پاتوں چومے اور کہا کہ اسے امیر تجھ کو کین کشی زیب

اور تیرے لائق نہیں ہو اگر شراب نہ رہی تو کیا غم تو بے شراب ہی خوشی مجھ پر شراب سے جو خوشی پہنچتی ہو وہ کیا چیز ہو تو وہ لطف والا ہو کہ شراب سر پایہ لطف کا نقشہ حاصل کرتی ہو اور لطف آب کا تیرا لطف دیکھ کے حسرت کھاتا ہو تو پادشاہی کرو اور ایسا کیم اسکو بخش دے تو خود کیم ہو اور کیم کا بیٹا کیم کا پوتا ہر شراب تیرے قروح کی غلام باعتبار ستانہ رفتاری کے خدی غلام بن کر خساری کے سارے مست بچر حسرت کے بہن کا ایسی اسبیل چال ہماری نہیں تو ذرا محتاج می گلگون کا نہیں ہو تو گلگون چھوڑ دے اس جیسے کہ تو خود گلگون نہ ہو اسے پادشاہ تیرا رخ گل رنگ تو آفتاب پاشت کا ہو بیٹے ہر دم تیری پیاسے گلگون سے تیرے رنگ کے گداہین شراب جو خم میں پوشیدہ جوش کرتی ہو سو تیری ہی صورت کے اشتیاق میں جوش کرتی ہو اور غم سے نکلی پڑتی ہو انکو مدح تو ہمہ تن دریا تو تو تم کو کیا کریگا اور تو بالکل ہستی ہو تو عرض کیا ڈھونڈ مٹاؤ تو کواد تا بان زوہ تیرے سامنے گرد ہی گرد اور اوردہ ہو کہ پوشیدہ تیرے آگے روزگار تو خاص انخاص خوشی ہو اور خوب اور ہر خوشی کی کان بھر کیوں احسان شراب کا اٹھاتا ہو تیرے سرواے تو اللہ تعالیٰ نے تاج کریم کا رکھا ہو جیسے وہ کریم تہا ہی آدم ہر ایک ہر گدی ہم نے بنی آدم کو اور طوفی انا عطیہ اس آگوش کا پہنایا ہو تجھیں عطا کیا ہم نے تجھ کو کوثر کہ وہ کوثر تیری عفو و عطا ہو اب تفسیر اسی کرتا ہوں کہ انسان جو ہر ہو بیٹے قائم بالذات اصل مقصود اور چرخ جس سے ہر شے نازل ہوتی ہو عرض اسے قائم بالغیر بیٹے انسان کے واسطے بس سب تیرے فرع ہیں اور سایہ اور اصل بغرض سب سے تیرا اور حال یہ کہ تو علم ان کتابوں سے ڈھونڈ مٹا ہو جو بالکل فسوس ہیں اور مستور و مستتر کہ وہ کتب حکما کی چینی ہیں حال آسمانوں کا لکھا ہو جو تیرا عرض و سایہ ہو گویا بھوسی کے طوے سے مزاجا ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں بزرگ کے لڑکاس لیے کہ جو ہر اور میدہ تو اککا تو خود ہے اسے مدح ساری عقل اور تدبیر میں اور ہوش تیرے غلام ہیں پھر باوصف ایسا ہونے کے کہ آپ کو ایسا مست کیا ہوں بیچ رہا ہے تیری بندگی و اطاعت سارے موجودات پر فرض ہو پھر بھلا کوئی جو ہر اپنے تابع عرض کے سامنے کب عجز کرتا ہے تو تو بحر علم ہی ایک نم میں چھپا ہوا اور اس میں گز کے جس میں تیرے ایک عالم پوشیدہ ہو اسے فلان یہ جال و سمار جنگو تو بڑے عیش و نشاط کی چیز جانتا ہو یہ کیا چیز ہو کیوں ان سے طالب نشاط و نفع کا ہے بھلا آفتاب بھی زرہ سے کبھی قرض خواہ ہوا ہو وہ نہ ہرہ جو بولی فلک ہی جسکی تاثیرات سے جملہ عیش و ہر و دنیا کے ہیں اس نے بھی کسی غم خورد سے جام مانگا ہو بس جو جان کہ بے کیف حقیقی کے ہے ہی تشید کیف کی ہو تو آفتاب ہو کے گرفتار عقدہ کا ہوا عجب حیف کی بات ہے عقدہ جسکو اس ذنب کہتے ہیں اور یہ اس ذنب تقاطع دو فلک یا دو خطوں سے حاصل ہوتا ہو بس جہان سے تقاطع

شروع ہوتا ہے اسکو اور جہاں ختم ہوتا ہے دونوں کو عقد تین کہتے ہیں اور بیچ میں تقاطع سے جو شکل پیدا ہوتی ہے اسکو تین یعنی اٹھوا اور یہ دونوں عقد سے راس و ذنب اسے سر اور دم اس اٹھوا کے ہیں بس جب ماہ اس عقد سے پرتا ہے خسوف ہو جاتا ہے اور آفتاب ان عقدوں پر نہیں آتا اسکا کسوف ماہ کے درمیان میں آجانے سے ہوتا ہے

پھر جواب امیر کا واسطے دفع سوال سفارشیوں کے

قولہ گفت نے نے من حریف آن ہم میں بدوق این خوشی قانع نیم ہمارہ یہیہ از غم خوف و امید کنز بھی گرم ہر سو بھی پیدا میں چنان خواہم کہ بچو یا سمن بگہ شوم گاہے چنان گلے چنیں بچو شاخ بید بازان چپ و راست بگہ زیادہ گونہ گونہ نصہا مست ہا آنکہ خورده است با شاد سے بے بد این خوشی را کے پسند خواہم کے ہا انبیاءان زین خوشی بیرون شدہ کہ سرشتہ در خوشی حق بدندہ نانکہ جانسان آن خوشیہا دیدہ بودہ این خوشیہا پیش شان بازی نمودہ ہر کرد اور حقیقے رونمودہ کی شود قانع بتا ریکے دود ویدہ آنکہ در جوع از طعام اللہ خوردہ کی زنان و شور با حسرت برویہ و آنکہ باشد خفتہ اندر گلستان بے میل گلشن کی کند چون اہلہان بچوں کند مستی اناب اجتناب بچوں کند خمر دوری از شراب بے سیر نمودہ بچ عاشق از عیب صبر کند بچ بخور از طیب بچ عاشق از معشوق کی باشد جہاں بچوں باو بیند ہم کون و مکان بچ بچکس بر غیر حق عاشق نہ شدہ واقع آن سر بخور الخ نشدہ بابت زندہ کسی کہ گشت یا نہ مردہ را کے در کشد اندر کثارتہ مردہ را کس در کنار آمد مگر نہ کو ندارد از جہاں جان خبر نہ اے ملحقے یاد شاہ نے ان سفارشیوں کے جواب میں کہ انہیں نہیں میں حریف دو دست اسی شراب کا ہوں اس خوشی پر جو تم کہ رہے ہو صبر نہیں کرتا میں خوف و رجا دونوں کے غم سے چھوٹا ہوا ہوں بید کی طرح ہر طرف جھکتا چکنا چکیسے کہ سستی کا حال ہوتا ہے میں ہی چاہتا ہوں کہ مثل و رخت سمن کے کبھی ادھر ہوں کبھی ادھر یعنی جھومون جیسے لٹے میں جھومتے ہیں اور جیسے شلخ بید دست درازی دائیں بائیں کرتی ہو یعنی جھکتی ہو اور ہوا کے سبب قسم قسم کے اسکو رقص ہوتے ہیں اب بتا جو کہ خورده اس شراب کی شادی کا ہے پھر اے خواہم اس خوشی کو جو تم کے کہی کیسے پسند کرے دیکھ انبیاء اس خوشی سے جو کفارہ کش ہوئے ہی سبب تو یہ کہ خورده اور سرشتہ خوشی حق ہیں کسوسطہ کہ ان خوشیوں کو انھوں نے دیکھا تھا یہ خوشیاں ان کو کھیل و بازی معلوم ہوئیں ظاہر ہے جس کو نور حقیقی اپنی صورت دکھائے وہ تاریکی اور دود پر کب قانع ہوگا جیسے جسکو جوع کے وقت طعام اللہ کھانے کو ملے وہ روٹی شوربے پر کب حسرت کھائے گا اور جو گلشن میں سو رہا ہے وہ احمقوں کے مثل گھوڑے کی رغبت کیوں کرے گا بھلا مست سستی بھی کہیں پانی سے کنارہ کش ہوتا ہے اور غار والا بھی

شراب سے دوری چاہتا ہو کمین عاشق بھی اپنے معشوق سے سیر ہوتا ہو اور کوئی بجا بھی طیب سے صبر کرتا ہے عاشق معشوق سے کب بھاگتا ہو اس لیے کہ اسکو کون و مکان کی دید و سوجھ اُسی سے ہو کوئی شخص غیر حق عاشق نہ ہو اگرچہ نہیں اس بھید کو جانتا اسکو وہ خالق ہی جانتا ہو جس نے اُس معشوق کو پیدا کیا کہ یہ کسکا عاشق ہے اور جو شخص کہ معشوق زندہ کا جو فی القیوم ہی عاشق ہوا پھر وہ ان مردہ صورتوں کا ہلکار کب ہوتا ہو مرد کے ہلکار وہی ہوتا ہو جس سے خبر نہیں کہ وہ جہان جان کا ہو

اس آیت کے معنی میں ان دارالآخرۃ لمہ الحیوان لو کانوا یعلمون بیدشاک دارالآخرت وہی حیات ہی اگر تم جانو تمام جہان زندہ سخن گو سخن شنو چنانچہ حدیث الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور طالب اسکے کتے

قولہ انجان چون ذرہ ذرہ زندہ اندہ نکتہ دامن سخن گویندہ اندہ در جہان مردہ شان آرام نیست بکنین علف جز لائق انعام نیست نہ ہر کر گلشن بودیم و وطن نہ کی خود داد و دادہ اندر گویند بجا ہی روح پاک علیین بودہ جای روح ہر نجس بچین بودہ جای بلبل گلبن و سرین بودہ کرم باشد کش وطن سرکین بودہ بہر مخمور خدا جام طہور بہر منکرب شور پرفور بہر کر اعدل عمر نمود دست پیش ادحجج خوشے عادل ست نہ دختران را لعبت مردہ دہندہ کہ ز لعب زیر کان نا آگندہ چون ندارد از مروت زور دست نہ کوہ کا نہ تیع جوین بہتر ست کا و ان قلع ب نقش انبیا نہ کان نگاریدہ است اندر دیر باہ دان جہان مالچور و زوشینست نہ بیچ مان پروا ہی نقش و سایہ نیست نہ آن کی نقشش نشستہ در جہان نہ دان و گر نقشش جو مبر آسمان نہ این نہ دانش نکتہ گویان با جلیس نہ دان و گر با حق بگفتار و انیس نہ گوش ظاہر ضبط این افسانہ کن نہ گوش باطن جاذب سرار کن نہ چشم ظاہر ضابطہ حلیہ بشر نہ چشم سرچران مازنغ ابصر نہ دست ظاہر سے کند داد و دوسندہ دست باطن بردہ نہ و صمد نہ باہ ظاہر و صفت سجد صواب نہ پایے معنی فوق گرد و دن در طواف نہ اللغات صواب و نہ شتر جو قربانی کے لیے کھڑے ہوں اے معنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ وہ جہان جان جب وہاں کی ذرہ ذرہ جلا اشیاء زندہ ہیں اور سب نکتہ دان اور نکتہ تو اس جہان مردہ میں آنگو آرام نہیں ہو کسوا سٹے کہ یہ علف لائق انعام ہی کے ہو یعنی چار پاؤں کے نہ انکے اور یہ بھی یہ کہ جسکی بزم اور جسکا وطن گلشن ہو اُسکے لائق بھاڑ یا گھوڑا کب ہو کہ وہ اُس میں بیٹھے کے شراب کب پیے جسکی روح پاک ہو اُسکی جگہ علیین ہو یعنی اعلیٰ درجہ بہشت کا اور جو روح نجس کی ہو اُسکا ٹھکانا سحین اے پست ترین مقام کہ یہ ایک تھوڑی زیر زمین بہشت دوزخ پر جیسے بلبل کی جگہ گل و سرین ہو اور جو کٹیڑا ہو اُسکا وطن گویا دوزخ میں جو خدا کے عشق کی شراب کا

خمر ہوا اسکے لیے جام شراب طہور کا ہو اور منکر کے واسطے کھاری پانی لغز توں سے بھرا ہوا جس نے کہ
عدل و عرش سے ہاتھ نہیں ملایا اور اسکو نہیں دیکھا اس کے سامنے حجاج خونی بھی عادل ہو لیکن جنہوں نے اس
جہان جان کو جو نہیں دیکھا ہو اسی کو اچھا جاتے ہیں جیسے لڑکیوں کو گڑیاں دیدیتے ہیں اس واسطے کہ وہ
نہر کے کنارے کھیل سے ناواقف ہیں انکو تو شیخ جو بہن ہی دنیا بہتر ہے اس لیے کہ اس کے ہاتھ میں قوت و سروت
کی ہند ہے جو بچہ کیا عجب کہ بیدھڑک مار دین کا فر لوگ انبیاء کی تصویر ہی پر قائم ہو گئے کہ ہمارے معبود میں بھی
ہوئی جو اور وہ جہان ہوا اس واسطے روز روشن کی طرح ہو یعنی ظاہر کھلا ہوا ہو کچھ پر اس جہان کی نقش
اور سیما اس جہان کا ہو نہیں سکتا ایک تو ایسا ہو کہ وہ اپنا نقش اس جہان میں جھانکے ہو ہے اور
دوسرا ایسا جس نے اپنا نقش باہر کے مانند آسمان پر چھایا ہو اسکا فہم تو اپنے جلیسوں کے ساتھ لگے ہو جو اور وہ
اور سراجی احوال کے ساتھ باتیں کرتا ہو اور اسکا اٹیس بہتر ہے ظاہر کے جو یہ کان ہیں وہ تو اس افسانے کے
تھوڑے کر کے اسے ہیں اور باطن کے کان کھینچنے والے اسرار کن فیکو ان کے ختم ظاہر و خباطت صورت انسان کی
کہ جسکو دیکھتی ہو اور شہم باطن حیران بھیدہ اندر غلبہ و طغیانی کی یعنی نہ کی کی سینائی اسے نہ حد سے بڑھی جو حق فیکو
دیکھتی ہو اور یہ میان کیفیت آنحضرت کا ہو شہب معراج رویت الہی میں یہ دست ظاہری تو ہر قسم کا لین دین
کرتا ہو اور باطن کا ہاتھ دروازہ فرد صمد پر پھیلا ہو اور مصروف بدعا یا کون ظاہر کے توصیف مسجد میں
نمازیوں کے ساتھ قائم ہیں اور معنی کے پاکون بالاسے آسمان قبلہ عالم کے طواف میں ہیں تو لہ جو جو خوش
تو بے شمار چھینیں ہیں درون وقت و آن بیرون بہن ہاں کہ در وقت باشتہ تامل ہوا ان دگر بارہ قدر انیل
ہست دیکھناش ولی قبلتیں ہوا ان دگر نامش امام الدولتین ہوا خلوت و چاہہ بروا لازم نامہ ہاں ہج عمر سے
مردار عازم نامہ ہوا ان الفت از استقامت شد پیش ہوا انداز ہج از اوصاف خویش ہاں گشت فردا
کہوت خوہاے خویش ہاں شد بہنہ جان بجان افزای خویش ہوا چون بر بہنہ رفت پیش شاہ فروغ شاہش از
اوصاف قدس ہوا کہ وہ خلعت پوشیدہ از اوصاف شاہ ہوا بر پید از چاہہ بر ایوان جاہ ہوا چھین ہاں شد جو دروے
صاف گشت ہوا ان گشت آبداد بالای طشت ہوا درین طشت از چہرہ وادور و ناگ ہوا غومی آمیزش اجزای خاک
یا نا خوش ہوا ناخش ہوا ہوا در وادور اصل بس برستہ بود ہوا چون عتاب ہوا ان گشت ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
الافخاست قبلتیں بیت المقدس و کعبہ شریف و کتب حقیقت و معرفت اس لئے قربا ہے ہیں جیسے
اور غرض کا بیان کیا ایسے ہی ہوا ہوا اسکا تو شمار کرے کہ باطن تو درون وقت ہی یعنی وقت میں گھسا ہوا اور
ظاہر بیرون وقت یہ جو وقت ظاہر عبادت کے ہیں اور وہ ہر وقت نہ ایسے کہ جو وقت میں مقید ہیں کہ یہ
اجل ہی تک ہیں اور وہ ازل سے ابد تک ایک نام تو اسکا ہو ولی قبلتیں ای مالک و صاحب دونوں

قبولن کا اسے از حد شریعت و طریقت والا اور ایک نام اسکا ہوا نام الد و لتین پریشاد و دو ولون کا یعنی حقیقت و معرفت اسوقت میں خلوت و جلہ کچھ اُسپر لازم نہیں ہونے کوئی عزم نہ اسکو عزم دلاسنے والا سب سے نکال گیا وہ مثل الف کے مجرد نقاط و اعراب سے بڑی راستی کے ساتھ اس کے سامنے ہوا اور اپنے اوصاف بشری کچھ اُس کے پاس نہیں سارے لباس اپنی عادتوں کے آثار ڈال کے فردا و برہنہ جان ہو کے اپنے جائزہ کے سامنے گیا جب یہ برہنہ ہو کے اُس شاہ فرد و واحد کے سامنے گیا تو اُس نے اوصاف قدسی کو اسکا لباس کیا اب اُس نے خلعت اوصاف شاہ کا جو قدس پہننا اور چادہ پستی سے اُس کے ایوان شاہ پر چاہیٹا یا لیا ہوا کہ گاہ و طشت میں بیٹھی ہوتی ہو جہاں صاف ہوئی اور طشت کے اگلی اور اسکی درجہ کہ وہ ناک طشت میں کیون تھا یہ ہو کہ خوش است اجڑے خاک میں لٹھرائھا اُس یار ناخوش سے اُس کے پر بازو باندھ سکھتے تھے ورنہ دراصل تو نہایت برجستہ اے روح مجرد تھا جب تضاد قدر سے آدم کو بہشت سے نکالا اور عتاب ملنا اہبطوا منها جبریا کا اٹھایا اور کہا اتر جا و تم سب پستی چاہ زمین پر توبادت کی طرح اسکو اس کنوین میں سرنگون لٹکایا اور اُس کے ہون میں آدم و حوا اور شیطان و بار و طائوس تھے قولہ بود ہار و ست از طلائک بیگمان ہذا عنابی شد معلق چھان ہذا سرنگون زان شد کما ز سرور ماندہ خویش بلبر ساخت تنہا پیش راندہ آن سب خود را چو پرا نا آب ویدہ کرد استغنا داد و ریا بریدہ و رجب کو چون قطرہ آبکش ماندہ بھر رحمت کرد اور باز خواندہ رحمت بے غلتی بے خدتی ہذا امید زور یا مبارک ساعے ہذا اٹھا اٹھا کرد و یا باز گرد نہ گریہ باشند اہل دریا زور سے زور نہ تاکہ آید لطف و بخشایشگرے ہذا سرخ کرد و روئے زردا ز گوہر سے ہذا زردی رو بہترین رنگہا است ہذا ناکہ اندر مشتاران نقاست ہذا لیک سرخی بر رخ کو لامع است ہذا بہر آن آمد کہ جانش قلع است ہذا کہ طمع لاغر کند نہ و دلیل ہذا نہ زور و دولت آید و علیل ہذا چون بہ بیند روی زردی سقم ہذا خیرہ گرد و عقل جالینوس ہم ہذا چون طمع بستی زور انوار ہوئے مصطفیٰ گوید کہ ذلت نفسہ ہذا نور ہے سایہ لطیف و عالی است ہذا انشیکسا سایہ غربا لے است ہذا عاشقان عریان ہی خواہند تن پیش عریان چہ جامہ چہ بدن ہذا روزہ داران بیدو آن نان و غوان ہذا ہر گس را چہ ابا چہ دیگران ہذا این سخن از حد و اندازہ است بیش ہذا اسے ایازا کنون بگو احوال خویش ہذا اللغات لامع درخشندہ سقم بفتحتین ہمایی فرنگس گس کلان آبا شور با وغیرہ ہند سے سالن اسطعمے فراتے ہیں کہ ہاروت بیشک فرشتوں سے تھا بہبب ایک عتاب کے معلق لٹکایا گیا سرنگون اس سبب سے ہوا کہ بھید کو نہ پہونچا اور آپ کو ساخت تنون پرینے پیدایش انسان پر چھو جانی ہے اور فرشتے نوری بے جسم فوق و راج کیا جب یہ آب بیودگی کا اپنی ڈلیا میں بھرا دیکھا تو بی پروائی کر کے دریا سے جدا ہوا یہ نہ جانا کہ ڈلیا میں پانی کرنا کار میفائدہ ہوا اور آدم کو بھی یہاں بھیجا لیکن جب

اُدم کے جگر کا تشنہ اور بے قطرہ آب کے پایا تو اس دریا نے رحمت کی اور پھر اُسکو لایا کیسی رحمت کہ سب علت و سبب سے اور بی خدمت و بے بندگی کے جب وہ اُس دریا سے آتی ہے وہ ساعت کیسی مبارک ہوئی ہے اللہ اللہ کی تکرارِ نظرِ بانیہ تعظیم کے ہے کہ جب وہ دریا ایسا ہو تو اُسی دریا کے گرد پھر اگرچہ اہل دریا روئے زرد ہوں کہ زردی علامتِ عشق کی ہے تو اُسکو لطفِ تیرے حال پر آئے اور رحمت تو روئے درد اُن کی گوہری سے مُرخ ہو جائے یعنی زرد روی سے سرخ روی حاصل ہو تو اس زردی کو ایسا ویسا مست جان یہ رنگ سب رنگوں سے بہتر ہے اس لیے کہ یہ رنگ عشق کا ہے اور منتظرِ صورتِ معشوق کا اور اُس کے دیدار کا لیکن اگر کسی عاشق کے منہ پر سُرخ چمک رہی ہے یہ اس سبب سے کہ جان اُسکی قانع ہے نہ طامع کس واسطے کہ طمع ہی لاغر و زرد و ذلیل کرتی ہے وہ طامع درد و علت سے علیل نہیں ہے تو آب اُسکا منہ تو زرد ہے اور کوئی علت و بیماری نہیں لہذا جالینوس بھی اُسکو دیکھ کے حیران ہے کہ کیوں زرد ہے انوارِ الٰہی جو ظاہر ہیں ان کے ساتھ میں جس نے اپنی طمع بھی لگا کی اسی کی نسبت مصطفیٰ نے فرمایا ہُوں فل من طمع لہا ہُوں جسے طمع کی اسی پر تشبیل ہے کہ نور بے سایہ کے لطیف و عالی ہے اور وہ نور جو مشکب ہے اسے سایہ آمیز وہ غربالی ہے عاشق ہمیشہ اپنے تن کو عربان چاہتے ہیں بس اُن کے نزدیک جامہ اور بدن یکساں ہے دیکھ تو روزہ داروں کے لیے نان و خوان ہوتا ہے خرگس کے لیے جیسا ہے شور با ویسا ہی چوٹھا کس واسطے کہ جس چیز کھاتی ہے جو مردِ طامع سے ہے اور حریص سے آب فرماتے ہیں یہ سخن تو خدا و انما زے سے زیادہ ہے اے ایاز بس اپنا حال تو کہ

پھر خطاب شاہ کا ایاز کو

قولہ ہین بگو احوال خود را سے ایاز نہ گرجہ تصویرِ حکایت شد دراز نہ ہست احوال تو از کان نوے نہ تو بدین احوال کے راضی شوے نہ ہین حکایت کن ازین احوال خوش نہ خاک بر احوال درس نہ بچ و شش نہ حال باطن گر نمی آید بگفت نہ حال ظاہر گو میت در طاق و جفت نہ کہ ز لطف یا تلخی ہای مات و گشت بر جان خوشتر از تند و نبات نہ نان نبات اگر در دریا بود تلخی دریا ہمہ شیرین شود نہ صد نہ را احوال آنگہ چنین نہ باز سومی غیب رفتند ای این نہ حال امروزے بدی مانند نے نہ بچو جو اندر روش کش بندے نہ شادے ہر روز از نوع دگر فکرت ہر روز دیگر از شہا المعنی پھر خطاب شاہ کا ہے ایاز سے کہ خبردار ہو حال اپنا بیان کر اگرچہ تصویرِ حکایت کی رنگ آمیزیوں سے بہت بڑھکتی ہے تیرا حال تو کان نوی سے ہے اسے ہر دم تازہ تو ایسے احوال پر کب راضی ہوگا خبردار اس تازہ اور احوال خوش سے بیان کر و یہ درس جو اس پنج و شش دنیا میں جاری ہے اس کے سر پر خاک ڈال اگرچہ حال باطن کا تو ایسا نہیں جو بیان میں آسکے رہا ظاہر کا حال سو

طابق و جفت یعنی کھیل ہی کھیل میں تجھے کتنا ہوں اس سبب سے کہ لطف یا کا ایسا ہو کہ بات کی تلخیان اور ناگوار بیان جان کو قند و نبات سے بھی زیادہ خوش آئی ہیں اور ایسی نبات کہ اگر کسی گرو دریا میں جا پڑے تلخی دریا کی ہمہ تن شیریں ہو جائے اب فرماتے ہیں ایسے ایسے لاکھوں احوال عالم میں آئے اور پھر راز میں غیب کے غیب میں چلے گئے چنانچہ جو حال کہ امروزی ہو وہ روز گذشتہ کے مثل نہیں سبے ایسا ہو جیسے وہ نہر جس کا مینہ صفا نہیں کہ پانی اس میں آیا اور چلا گیا ایسے ہی نہ شادی ہر روز کی ایک نوع کی ہو بلکہ دوسری قسم کی علی ہذا غم و فسر ہر روز کا دوسرے اثر ہے

تمثیل تن آدمی کی مہمان خانے سے اور تمثیل اندیشوں مختلف کی مہمانوں سے اور عارف صابر اس میں ایسا جیسے مرد مہمان دوست

قولہ ہست مہما خانہ این تن اسی جوان ہر صبا حی ضیعت تو آید و رات نہ فی غلط گفتہ کہ آید و مہدم چہ صیف تازہ فکرت شادی و غم و میزبان تازہ روشوای خلیل و در بند انتظار شود و سبیل ہر چہ آید نہ مہمان غیب و شہ و دولت ضیعت ہست اورادار خوش نہیں لگو کہ ماند اندر و غم نہ ہم اکنون باز پروردہ دم ہر اطمینانی فرماتے ہیں اسے جہان یہ تن تیرا ایک مہما خانہ ہو کہ ہر صبح ایک مہمان اس میں وارد ہوتا ہے پھر کہتے ہیں نہیں میں نے جو ہر صبح کہا یہ غلط ہو بلکہ مہدم آتا ہو اور وہ مہمان تازہ فکر کا ہو خواہ فکر شادی خواہ فکر غم کس تو بھی میزبان تازہ و خلیل کی طرح بن اور دروازہ بند مست کرو و انتظار راہ پر بیٹھ جیسے خلیل منتظر مہمان کے ہوتے تھے اور اس کی راہ نکلتے تھے کس جو کچھ تیرے دل میں جہان غیب و شہ سے آئے وہ تیرا مہمان ہو اس کو خوش رکھو یہ مست کہ کہ یہ میری گردن کا بار ہو گیا کس واسطے کہ وہ ابھی کوئی دم میں عدم کو اڑا جاتا ہے حکایت مہمان و کد خدا و وزن کی اور بیان فضیلت مہمانداری

قولہ آن میکے را بیکمان کہد فتنی و ساخت اورا بچو طوق اندر عنق و خوان کشید اورا کرمتا نمود و آن شب اندر کوئے ایشان سو بود و در دن را گفت نہمانی سخن و کا مشبای خاتون و جامہ خواب کن و بہترانا بلکہ سوے در بہر مہمان گستران سوی و گر و گفت زن خدمت کنم قربانم بہ سمع و طاعت اسے دو چشم روشنم ہر دو بہتر گترید و رفت زن و سوی خانہ سو کرد و آنجا وطن و ماند مہمان عزیز و شوہر شہ و نقل نہادند از خشک و ترش بہ در سر گفت ہر دو منتخب بہ سر گذشت نیک و بد تا نیم شب و بعد ازاں مہمان و خواب و از سر و شد بران بستر کہ بدان سوے در شہ ہر از بخت بہد و چیزے گفت کہ مرا این سوست ایجان جاے خفت و وز براے خواب توای بدالگو م نہ بستران سوے و گر انگندہ ام بہ آن قرارے کہ بزبان او کہ وہ بود و بگشت میدل و ان طرف مہمان غنودہ آن شب بجا سخت سراد گرفت و کہ مشکوہ ام

شان آمد شگفتہ بہ زن بیا مدبر قرار آنگہ شود سوے در خفتہ است و آن سوی آنہو رفت عریان و لحاف آورد
 عروس بہ داد مہمان را بغبت چند بوس بہ گفت مے ترسیدم ای مرد کھان ہذا پنجہ مے ترسیدم آمد خود مہمان بہ
 اللغات تنقہ بضممتین مہمان عتقی گرون سور شادی و جشن ہم قہصہ عموم گراہی و خواری و برادر پدہ
 (المعنی) ایک شخص کے یہاں بیوقت ایک مہمان آیا اس نے اسکو بڑی محبت سے اپنی گردن کا طوق بنایا
 آنکھان لگایا اور بڑی عزت و خاطر کی اتفاقاً اُس رات اُس محلے میں ایک شخص کے یہاں شادی تھی
 اور جشن و سور تمام عورتیں اپنے اپنے بستر پر سو رہیں اور محلے کے وہاں جمع تھے اس صاحبخانہ نے
 پوشیدہ اپنی عورت سے کہا کہ اس رات اسے خاتون اپنے حسب معمول میرا بستر تو دروازے
 کی طرف بچھا دے اور مہمان کا بستر اندر کو بچھا دے عورت نے قبول کیا کہ تیرے کہنے کے
 موافق اطاعت و فرما بھری کر دنگی سمعاً اور طاعتاً اسے دو چشم روشن میرے بس دونوں بچھونے بچھا کے
 عورت شادی واسے گھر چلی گئی اور شادی دالون کی شریک ہوئی وہاں وطن کیا اب یہاں وہ مہمان
 عزیز و اُسکا شوہر رہ گیا اور خشک و تر نقل اُسکے سانسے رکھے نقل کھاتے تھے اور اچھے اچھے
 منتخب قصے اور سرگزشت اپنے اپنے نیک و بد کی ادھی رات تک کہتے رہے بعد اسکے مہمان بسبب
 نیند کے جو قصوں سے غلبہ کرتی ہو اُس بستر پر جو دروازے کی جانب تھا چلا گیا شوہر نے شرم کے مارے
 اُس سے کچھ نہ کہا کہ اے جان اس طرف میرے سونے کی جگہ ہو اور تیرے سونے کی جگہ اے بوالکرم
 اُدھر ہو تیرا بستر اُدھر بچھایا ہو بس وہ قرار جو اُس نے عورت سے کیا تھا وہ مبدل ہو گیا اُسکی جگہ وہ مہمان سویا
 اتفاقاً اُس رات وہاں سخت جاڑے نے اُنکو گھیر لیا سیاہ رشکوہ ابر کیا جس سے اُنکو بھی تعجب آیا عورت اُسی
 قرار پر کہ دروازے کی طرف شوہر سوتا ہو اور اس طرف وہ عموماً آئی اور عریان اُسکے لحاف میں اُس وقت
 گھس گئی اور مہمان کو چند بار چوما کہا جس بات سے میں ڈرتی تھی مرد کھان آخر وہی بات ہوئی قولہ مرد
 مہمان را گل و ہار لادن نشانہ بر تو چون صابون سلطانے باز نہ اندرین باران و گل او کی رو بہ بر سر و جان تو آن
 تاوان شود بہ زود مہمان جست و گفت ای زن ہل بہ موزہ دارم من ندارم غم ز گل بہ من روان گشتم شمارا خیر باد نہ
 در سفر یکدم مہار و روح شاد نہ تاکہ زو تر جانب معدن رو بہ کاہن خوشی اندر سفر رہن شود نہ زن کشیمان شد
 ازین گفتار سو بہ چون رسید و رفت آن مہمان فردہ زن بسی گفتش کہ آخر اے امیر بہ گریز اچھے کردم از
 طہیبت گیر نہ لایہ و زاری زن سو دے نہ داشت بہ رفت ایشان را دران حسرت گذاشت بہ جامہ
 ازرق کرد از غم مرد و زن بہ صورتش دید نہ شمع بے لگن بہ می شد و صحرانور شمع رو بہ چون بہشت ظلمت
 شب گشت فرد بہ کرد مہمان خانہ خانہ خویش را بہ از غم و از بخت این ماجرا بہ در و درون ہر دو

اور از زمان بہر زمان گشتی خیال مہمان کہ ہم یار خضر صد گنج جوہر فی فشاندم لیک روزی تان بنودہ
 اللغات صابون سلطانی تونج یعنی تقسیم کرنا حاکم کا کسی چیز کو کسی جماعت پر مزاج دل لگی طیبیت
 خوشطبعی لکیرے گرفت مکن **لمعنے** عورت نے اپنے شوہر کے دھوکے میں کہا کہ اب کیچڑ پانی نے
 اس مہمان کو بہانہ جادیا اور تجھ پر مثل صابون سلطانی کے رہا یعنی باعث تونج ویریشانی آب اس
 کیچڑ پانی میں کب جالے گا آخر تیرے سر و جان پر تادان پڑیگا یہ ہنسکر مہمان کو دہڑا دیکھا اسے عورت
 چھوڑ میرے پاس موزے ہیں مجھ کو کیچڑ کا چھغم نہیں ہو کو میں چھٹا تھکو خدا خیر سے رہے اور میری روج کو
 سفر میں دم بھر خوش نہ کرے تا جلدی اپنی معدن کی طرف چل دے اس واسطے کہ سفر کی خوشحالی
 معدن کے جانے کی رہزن ہوتی ہو سارے مخلوق جو یہاں ہیں سب ساغر ہیں اور خوشی یہاں
 رہنے کی راہ مار معدن کے راہ کی عورت ان ٹھنڈی باتوں سے پشیمان ہوئی جبکہ وہ مہمان فرد چلا گیا
 بہت کتنی رہی کہ آخراے امیر میں نے خوشطبعی اور تسخیر کیا تھا تو اسپر گرفت مت کر اور بہت خوشامد و
 زاری کی کچھ فائدہ نہرا وہ چلا ہی گیا اور انکو حسرت میں چھوڑ دیا ان دونوں نے اُس کے
 غم میں سیاہ کپڑے پہنے اور اسکی صورت کو ایسا دیکھا جیسے بے لگن کی شمع وہ تو چلا جاتا تھا اور صحرانور
 شمع مروت سے ایسا ہو رہا تھا جیسے بہشت کہ ظلمت و تاریکی سے شب کی جڈا ہے اُس نے اُس
 خجلت و غم سے اپنے گھر کو مہمان خانہ بنایا خانہ مراد دل سے ہو اور ان دونوں کے درون میں خیال
 مہمان کا ہر دم یہ راز نہان کہتا تھا کہ میں یار خضر کا تھا اور سیکڑوں گنج جوہر والا کہ تیرے بٹو تارہتا لیکن کیا کوں
 اُس سے تمھاری روزی نہ تھی

تمثیل فکر روزینہ کی کہ دل میں آئی ہی مہمان نو کے ساتھ جو اول دن کسی کے
گھر آتا ہے اور اسکی فضیلت کرنا اور ناز اٹھانا

قولہ ہر زمان فکرے جو مہمان عزیز نہ اید اندر سینہ چون جان عزیزہ فکر لای جان بجائے خویش دان بہ
 زانکہ شخص از فکر دار و قدر ہان بہ فکر غم گراہ شادی میزندہ کار سازے ہائے شادی مے کندہ حسنا
 میر و بد بہ تندے اور غیرہ تا و آید شادی تو وصل خیر نہ فشاندم برگ زرد از شلخ دل بہ تا بر وید برگ
 سبز متصل بہ سہ کند از پنج سر و کندہ راہ تا خرد سرو نازا و راہ غم کند پنج گز پو سیدہ راہ تا نماید پنج رو پوشیدہ
 راہ غم ز دل ہر چہ بریزد یا بردہ در عوض تھا کہ بہتر آورد بہ خاصہ آرا کہ یقینش با شدائیں بہ کہ بود غم بندہ
 اہل یقین ہرگز شردنی نیار و ابر و برق بہ زریں وز داز تبسمہاے شرق بہ سعد و خمس اندر دولت مہمان
 چون ستارہ خانہ خانہ میر و بدہ کن زمان کہ اور میں برج تست بہ باش همچون طالعش شیرین

وچست پتا کہ چون بامہ شود او متصل بہ شکر گوید از تو با سلطان دل بہ ہفت سال ایوب با ضیعت غلابہ در بلا
خوش بود با صبر و رضا تا چو واگرد و بلا سے سخت رو بہ پیش حق گوید بعد گون شکر او بہ کز محبت با من محبوب کش ثرو
نہ کرد ایوب یک لحظہ ترش بہ **المعنی** ہر دم ایک فکر مثل مہمان عزیز کے جان عزیز کی طرح سینے میں آتی
رہتی ہو اس فکر کو اسے جان اپنے موقع پر جانے رہ اس سبب سے کہ خبر دار ہو شخص انسان کا فکر ہی سے قدر
پانا ہر آب اگرچہ فکر غم کی راہ مار شادی کی ہو مگر کار سازیاں شادی ہی کی کرتی ہو تیرے خانہ دل کو بڑی تیزی
اور تندگی کے ساتھ خیر سے صاف کرتی ہو تو شادی تیری اصل خیر سے اس میں داخل ہو جو پتے زد کہ
شاخ دل میں لگے ہیں انکو جھاڑتی ہو تا سبز پتے برابر اس سے ظاہر ہوں جسکو سر نہ کہنے سمجھتی ہو اسکو جڑ سے
اٹھیرتی ہو تا اس کے سوا سوا فاسکی جگہ خرابان ہو سکے تو غم کو ایسا دیسامت جان یہ وہ بڑی جوشی اور پڑانی
بوسیدہ ہیں انکو اٹھیرتا ہو تا اس جڑ کو جو پوشیدہ رو بہ ظاہر کرے غم تیرے دل سے جو کچھ بچائے یا دور کرے
تسم ہے خدائی کہ اس کے عوض میں بہتری لایگا خاص اسکو کہ جسکو یقین ہو کہ غم بندہ اور غلام اہل یقین کا ہو
دیکھ لو اگر برق ترشروئی نہ کریں تو انکو کار درخت شرق کے تسمون سے جل جائے امر کی ترشروئی اسکا
سکر اسما ہونا ایسے ہی برق کی ترشروئی اسکی تحریر میں جو چین ہوئی ہو اور تسم شرق کا کھلا ہنا ابر کا ہونا سدا
خس کے خیال بھی تیرے دل کے مہمان ہوتے ہیں اور ستارے کی طرح خانہ بخت پھرتے ہیں بس
جب تک کہ وہ تیرے برج میں قیام پذیر ہیں تو بھی مثل طالع کے شیریں اور حبت رو ناگواری اور سستی
مت کر تو جو وقت وہ اپنے ماہ سے جو خدائے تعالیٰ ہی متصل ہو گا تو تیری طرف سے سلطان دل کے سامنے
شکر گزار ہو گا کہ اسے میری قدر کی غور تو کر ہات برس حضرت ایوب مہمان خدائے ساتھ اس بلایں محوش
رہے اور صبر و رضا اختیار کری اسی خیال سے کہ جب یہ بلا سخت لوٹ کے حق تعالیٰ کے سامنے
جائے تو میری شکر گزار ہونہ شاک اور کہ کہ مجھ محبوب کش سے ایوب نے ایسی محبت کی کہ کبھی خطر بھر کو منہ
ترش نہیں کیا نہ ذرا بگاڑا محبوب کش اس سبب سے کہ محبوب چیزوں کے مارے جانے سے غم ہوتا ہو
قولہ از وفاء و خلت حکم خدا ہو چون شیر و عمل در بلا و فکر و سینہ در آید و بنو بہ خندان خندان پیش او تو
بازو بہ کہ اعذنی خالق من شرہ لا تحزنی اہل من برہ بہ رب اور معنی ان اظکرا ارے نہ لا تعقب حسرتی
ان مصنفہ آن ضمیر رو ترش بلا پاسداریہ آن ترشرا چون شکر شیریں شمارہ ابر اگرچہ ہست ظاہر
رو ترش بہ گلشن بارندہ ہست و بر و شورہ کش بہ فکر غم را مثال ابر دان بہ با ترش تو رو ترش کہ کن بیان نہ
بو کہ کن گوہر بدست او ہو بہ حمد کن تا از تو را ضی او شود و نہ در نماز گوہر و بنو غنی بہ عادت شیریں غم
افزون کنے نہ جائے دیگر سو و دار و عادت نہ ناگمان رو سے بر آید حاجت بہ فکر مت کر شادیت

مانع شود ان بامر حکمت صانع شود تو بخوان دو چار و انگشت سے جوان بے بوکہ بھی باشد صاحب قرآن بے تو گویا
فرعی است اول اصل گیر تا شوی پیوستہ بر مقصود جبر پڑو تو اور افرغ گیری و مضر چشم تو در اصل باشد منتظر
زہر آمد انتظار اندر چشمش پڑا کا در مرگ باشد زین روش حاصل دان آزا بگیرش در کنارہ باز رہ دایم کو مرگ
انتظار اے اپنی وفا اور اس خیال سے کہ حکم خدا سے غفلت نہو ابوبہار بلا ایسے ملے ہوئے تھے
جیسے شیر و شہد ہر دم سینے میں فکری نئی آتی ہو اور نہیں ٹپس کے دوسری سے کہتی ہو کہ اب تو اسکے پاس
لوٹ جا جس نے تجھے بھیجا تھا اور کہتی ہو پناہ دے مجھ کو اور میرے خالق اسکی شر سے اور محروم مت کر مجھ کو
اسکی نیکی سے اور اے رب میرے تقسیم کر مجھ پر کہ شکر کروں میں اسکا جو دیکھوں میں اور مت بیچھے لگا میرے
حسرت اسکی کہ گذرا اس شعر میں تمجید و ایت کریمہ سے جو حضرت سلیمان نے دعا کی تھی رب اور غنی ان
اشکر نعمتک اللتی انعمت علی و علی والدتی وان عمل صالحا ترضہ و ادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین یعنی
اے رب میرے تقسیم کر مجھ کو اس بات پر کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا وہ نعمت کہ انعام کی تو نے مجھ پر اور
میرے مان باب پر اور یہ کہ عمل صالح کروں میں جسے تو راضی ہوئے اور داخل کر مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے
صالح بندوں میں تو اپنے اس دل کی جو ر و ترش ہو خوب نگہبانی رکھ کہ ترش روی نہ کرنے پائے اور جو ترشی
پیش آئی ہو اسکو شیرین جانے رہ دیکھ تو اب بظاہر اگرچہ ر و ترش ہو یعنی چینین سٹنین پڑا ہوا لیکن گلشن و زینکی
آرندہ ہو اور شور و کھاری کا مارٹانے والا تو غم کی فکر کو ایسی ہی مثال اسکی جان اور اس ترش کے ساتھ
ترش روی مت کر اس سبب سے کہ شاید وہ گوہر اسکی ٹھہریں ہو اس واسطے کہ شمش کرنا وہ تجھ سے راضی
ہوئے اور اگر اسکے پاس گوہر نہیں ہو نہ وہ غنی ہو تو کیا میری تیری عادت شیرین تو افزون و زیادہ ہوگی کہ وہ
عادت شیرین تیری دوسری جگہ تجھ کو فائدہ دے گی کہ ناگہان کبھی تیری حاجت نکل جائے فکر تیری اگر شاہی
کی مانع ہوئی تو خالی نہیں ہو وہ حکم و حکمت صانع کے ہو تو اسکو اے جوان حقیر و کم دو چار دانگ مت کہ
شاید کہ وہ کوئی ستارہ معظم صاحب قرآن ہو جس سے تجھ کو سعادت بر سعادت حاصل ہو قرآن جمع ہونا دو
ستاروں سعد کا ایک برج میں جیسے ماہ مشتری یا زہرہ و مشتری یا زہرہ اور ماہ مشتری و زحل کہ یہ وقت
سعید و اسعد ہوتا ہو تو یہ مت کہ یہ ایک فرع ہو بلکہ اسی کو اصل جانے رہ تو ہمیشہ اپنے مقصود پر غالب
رہے اس لیے کہ اگر تو اسی کو فرع اور مضر جائے گا تو تجھ کو اصل کا منتظر ہونا پڑے گا اور انتظار اپنے
مرے میں زہر ہے تو بس اس روش سے تو ہمیشہ گویا مرگ ہی میں پڑا رہے گا جیسا کہ کہا ہے انتظار
اشد الموت لہذا تو اسی کو اصل بلکہ رہ کہ یہی ہے جو کچھ ہے اور اسی سے ہمکنار ہو اور مرگ
انتظار سے بچوٹ جا

بار دیگر خطاب شاہ با ایاز اور نوازش کرنا پھر

قولہ اے ایاز پر نیاز صدق کیش بصدق تواز بجز واز کوہ ست بیش بے بوقت شہوت با شد غثار بنے
 رد عقل چو کوہست گاہ وار بنے بوقت خشم و کینہ صبر بات بے ست گرد و در قرار در ثبات بے ہست
 مردے این نہ بان ریش و ذکر و در نہ بودی میر میران کیر خرفتی حق کر خواندہ است در قرآن رجال بے کے بود
 این جسم را آنجا مجال بے روح حیوان چہ قدر ست ای پدیرہ آخرا ز بانا رقصا بان گذرہ صدر ہزاران سر نہادہ بر شکر
 ارز شان از دنہ واز گوشت کم بے تا توانی بندہ شہوت مشوہ در سچے شہوت لکن جازا کروہ ورنہ شہوت
 خان ومانت بر کندہ زندہ ات دگور تار یک افگندہ رو سپے باشد کہ از جولان کیر بے عقل او مو شے شود
 شہوت چو شیر نذر اندرین معنی حکایت گویمت بے تادل از شہوت بکلی شویمت بے اللغات غثار بسر افتادن آرز
 ارزیدن سے بکنائمت رکھنا روپی زن فحہ اسلئے پھر خطاب ہوا ایاز سے کہ اے ایاز پر نیاز صدق کیش صدق
 تیرا بجز کوہ و دون سے زیادہ ہو کہ دونوں میں نہیں سماتا تو وہ نہیں ہے کہ شہوت کے دقت تو سر کے
 بل گر پے اور تیری عقل بچو کوہ گاہ کی طرح اڑ جائے نہ جو دقت کہ خشم و کینہ کا ہے اس وقت میں تجھ کو جو صبر
 ان کے قرار و ثبات میں تو سست ہو جائے یہی مردی کی باتیں ہیں یہ مردی نہیں ہو جو ریش و فکر
 سے ہے اگر یہ ہوتی تو کیر خرب میر دن کا میر ہوتا بتا تو حق تعالیٰ نے قرآن میں کسکو بجال کہا ہو جیسا کہ فرمایا
 الرجال تو امن علی النساء مرد زبردست ہیں عورتوں پر پس اس جسم کی وہاں مجال کیا ہو جسم کا تعلق روح
 حیوانی سے ہو پھر غور تو کر روح حیوانی کی کیا قدر ہو ذرا قصا بون کی گلی میں ہو کے نکل دیکھ تو لاکھوں نے
 سر پیٹ پر جھکائے ہیں اور بیٹ کے بدولت قتل ہوئے ہیں اب ان روحوں کی قدر و قیمت کہاں کہ
 چکتی اور گوشت سے بھی کم ہو کہ انکے لیے انکو فنا کیا پس جب تک ہو سکے بندہ شہوت کا مت ہو اور
 شہوت کے پیچھے جان کو بیا میں مت پھانسنے ورنہ شہوت تیرا گھر بار خراب کر دے گی اور زندہ گور تار یک
 میں بچھو ڈالے گی وہ مرد مرد ہی نہیں ہو جسکی عقل مثل موش کے ہو اور شہوت مثل شیر کے وہ ایک
 روپی زن فحہ ہے اب اسی معاملے میں ایک حکایت تجھ سے کہوں تادل تیرا شہوت سے

بالکل دھو دون

حکایت ایک خواجہ اور دختر کی جس نے دختر کو حاملہ ہونے سے منع کیا تھا

قولہ خواجہ بود و در اورا دختر پنہرہ خدی مہرچی سین بری پگشت ہالغ داد دختر را بشوہ شہود اندر
 کفایت کفو اوہ خربزہ چون در رسد شد آہناک ہاگر تو شکا سنے تہ گشت و ہلاک ہ چون ضرورت ہو
 دختر را ہدا دنا ہا کفویش از خوف فساد پگشت دختر را گرین داماد توہ شولش را پریرین حامل مشوہ

کہ ضرورت ہو عقلی این گداہ این غریب خوار بنو و نایاب گمان بجد کند ترک ہمہ نہ بر تو طفل او با بند مظلمہ نہ گفت
 دختر لے پدر خدمت کنم نہ ہست پندت دلپذیر بختم نہ بر دور روزے و سہ روزی آن پدر نہ دختر خود را
 بفرمودے حد نہ این چنین قومی بعالم ہم بد نہ نہ کو چنین نوعی نصیحتگر شد نہ حاملہ شد ناگمان دختر از وہ چونکہ
 بہر دو جوان خاتون و شوبہ از پدر آرا نہان میباشتش نہ پنج ماہہ گشت کودک پاکہ شمش نہ گشت
 پیدا گفت با پاجہست این نہ سن ترا گفت کہ دوری گرین نہ آن وصیتہای من خود ہا بدو نہ چون نکودت
 و غظ وین رم ہیچ سود نہ گفت با پاجہ چون کنم پرہیز من نہ آتش و پنبہ است بیشک مردوزن نہ پنبہ سا پرہیز
 از آتش کجا نہست نہ پا و آتش کے حفاظت و تقاضاست نہ گفت فی گفت کہ سوی اور نہ تو پذیرائی منی
 او مشوبہ و در میان حال انزال و خوشی نہ خویش را باید کہ از وی در کشی نہ گفت چون دائم کہ تر از آتش کیست
 این نہانست و بقایت دور دست نہ گفت چون چشمش کلا پیسہ شود نہ فہم کن کان ثقت انزالش بودہ
 گفت ما چشمش کلا پیسہ شدن نہ کو گشتست این و چشمش روشن نہ نیست ہر عقلی حقیر یا نہار نہ وقت حرص نہ
 جنگ و کارزار نہ اللغات کلا پیسہ بکان عربی تغیر ہونا آنکھوں کا شہوت و غیرہ کے مزے سے
 ا لمعنی ایک خواجہ تھا اسکی لڑکی تھی زہرہ رخسار ماہ میخیمین بر وہ بالغ ہوئی اسکو حوائے شوہر کے کیا کن
 ثوبہ کہو بہتین قوا سکنا تھا آب مقولہ مولانا کا ہر خبر بہ جب بیک جائے اور رس سے بھر جائے ہوت
 میں اگر اسکو نہ بھاڑو کا تو وہ خراب و برباد ہو جاتا ہوا ایسے ہی یہ لڑکی بھی رسیدہ اور آٹاک ہو رہی تھی ضرورہ
 دختر کو خوف فساد سے ایک غیر کہو کو دیدیا اور کہا کہ اس شوہر سے آپ کو بجائے رکھنا حاملہ نہونا اسکو آسٹ
 کہ ضرورت تھی جو اس گدا سے یہ عقد ہوا یہ گدا غریب و خوار ہو و فادار نہو گایہ وہ ہر کہ ناگمان کو دجھا گے
 اور سب کو چھوڑوے بچا اسکا تیرے لیے و بال و آفت رہ جائے لڑکی نے کہا اے باپ تیری طاعت
 کرونگی تیری نصیحت نہایت دلپذیر و رغبت ہو الغرض جب دو تین دن گزر جائے تو وہ باپ اسکا لڑکی کو اس سے
 بچے رہنے کو کہدیتا تھا آب مولانا تجھ سے کہتے ہن دیکھو ایسی قوم بھی جہان میں ہونی ہین اور اس قسم کے نصیحتگر
 بھی ہو گئے ہین اتفاقاً دختر اس سے حاملہ ہو گئی اس سبب کہ میان بی بی دونوں جوان تھے دختر
 باپ سے اسکو چھپائے رہتی تھی اب وہ کچھ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا تو ظاہر ہوا باپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہو تین
 تھے نہیں کہا تھا کہ اس سے دور ہی رہنا وہ وصیتیں میری کیا بیوہ تھیں جو بھگو میری نصیحت و پند
 نے کچھ فائدہ نہ کیا کہا اے باپ میں کیسے بچ سکون کہ مردوزن آتش و پنبہ میں اس ہن کچھ شک نہیں پنبہ کو بھلا
 آگ سے بچا و گمان ہوا آگ میں حفاظت و نگہبانی کب ہو گامیں نے تھے نہیں کہا تھا کہ اس کے
 پاس مت جانا اور اسکی منی کو مت قبول کرنا جسوقت میں کہ حال انزال و مستی کا ہو بھگو چاہیے کہ آپ کو

اُس سے روکے رہے اور کھینچے رہے کہ اس کیسے جانوں کہ انزال اسکو کب ہو گا یہ تو ایک پوشیدہ بات ہے جس پر قلوب نہیں پہنچتا کہما جب آنکھیں اسکی کلا پیسہ ہو جائیں سمجھ لے کہ یہی وقت انزال کا ہے کہما جب تک آنکھیں اسکی کلا پیسہ ہوں میری یہ دونوں آنکھیں روشن اندھی ہو جاتی ہیں پھر کیسے دیکھوں اب فرماتے ہیں کہ جو عقل حقیر و نا چیز ہے حرص اور جنگ اور کارزار کے وقت قائم نہیں رہتی

حکایت صوفی جو غرا کو گیا تھا

قولہ رفت یک صوفی بہ شکر و خراہ ناگمان آمد قطاریق و غابہ ماند صوفی باہنہ خیمہ ضوافت بہ فارسان راندند باصفت مصاف بہ مشقلان خاک بر جا ماندند سا بقون السابقون در راندند جنگا کردہ مظفر آمدند بہ بازگشتہ باغنائم سودمند ارغان دادند کامی صوفی تو نیزہ او برون انداخت نرسہ بیج چیز ڈالیں بگفتندش کہ خشمینی چراغ گفت من خردم مادم از غراہ نان تلطف شیخ صوفی خوش نہ شد نہ کومیان غر و خورشید نہ شد نہ پس بگفتندش کہ اور ہم اسیر نہ آن یکے را بہر کشتن تو بگیز سر برش تا تو ہم غازی شوے نہ اند کے خوش گشت صوفی دل قوی نہ آب را گرد و روضہ در روشنیست پہ چونکہ آن بود تمیم کرد نیست نہ برد آن صوفی اسیر بستہ را نہ در پس چراگہ تا کہ در غراہ ماند آنجا دیر صوفی با اسیر قوم گفتند اسے عجیب چون شد فقیر نہ کا فرے بستہ و دوست او کشتنیست پلٹش را موجب ناخیر چیست نہ شخص آمد و شخص آپیش نہ دید صوفی خفتہ زیر گیر خوش نہ بچو نہ بالای مادہ آن اسیر نہ خفتہ بچو نہ سیر بالای فقیر نہ دستا بستہ نہ مخا کیدا نہ از سر استیزہ صوفی را گلو نہ گیر نہ خائید با دران گلکش بہ صوفی اقتادہ زیرش رفتہ ہوش نہ اللغات قطاریق شور و غوغا نہ بالضم اسباب مختلف جمع ضعیف اسلحے ایک صوفی شکر کے ساتھ غرا میں گیا یکا یکا وار شور و غوغا لڑائی کی آئی یہ صوفی اسباب خیمہ کے پاس ضعیفون میں رہ گیا اور سواروں نے گھوڑے صف لڑائی تک پہنچائے اتنی جو لوگ نقل خاک سے بھاری اور شقل ہو رہے ہیں او گرفتار تین ہیں وہ اپنی جگہ پر رہے اور جو سابقون السابقون ہیں وہ اپنے گھوڑے بڑھائے لیکن سبقت کرنے والے ان لوگوں پر جو سبقت کرنے والے ہیں آخر یہ لوگ لڑائیاں لڑ کے مظفر و منصور آئے اور غنیمتیں سو مند لیکر وٹے صوفی کو بھی کچھ تحفہ دیا کہ یہ تو ہے اسنے پھینک دیا اور کچھ نہ لیا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو کیوں غصہ ہو کہما میں غرا سے خردم رہا ان لوگوں کے تلطف سے صوفی خوش ہوا اس لیے کہ لڑائی میں خیر کش نہ ہوا تھا بس اس سے کہا کہ ہم قیدی پکڑ کے لائے ہیں ان میں سے ایک قتل کرنے کو تو لیلے اور سر اسکا کاٹ ڈال کہ تو بھی غازی ہو جائے اس بات سے صوفی کچھ خوش اور قوی دل ہوا جیسے

دھوئین پانی کے واسطے سیکڑوں نور و روشنیان میں اور حسب پانی نہ تو مستحکم کرتے ہیں غرض صوفی اس اسیر
 بستہ کو بھیجے کے تیجھے لیگیا تو غرا کرے صوفی کو یہ بان اُس اسیر کے ساتھ بہت دیر ہو گئی تو قوم نے کہا اور عجیب
 اس فقیر کا کیا حال ہوا کافر کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے جسکا مار ڈالنا دشمنان زمین قابل کشتن ہو رہا ہے پھر
 اُسکے بسمل ہونے میں دیر ہی کیا ہے لہذا اس جستجو میں ایک شخص بھیجے اُسکے آیا دیکھا کہ صوفی گہر کے نیچے
 چین سے پڑا ہوا دیر طرز ہوا ایسا اُسکے نیچے پڑا ہے جیسے رے کے نیچے مادہ اردوہ اسیر اس فقیر کا وہ
 مثل شیر کے چڑھا ہوا ہے ہاتھ اُسکے بندھے ہیں اور بڑی مخصوصت سے صوفی سکے کے کو چاب رہا ہے
 اور یہ حال کہ گہر تو اُسکا گلا چاب رہا ہے اور یہ بیہوش اُسکے نیچے پڑا ہے قولہ رست بستہ گہر بچون گہر بہ خستہ
 کردہ خلق ادبے حربہ بنیم کشتش کردہ از دندان اسیر ڈریش ادبہ خون رطلق آن فقیر مجھ کو کدوست نفس
 بستہ دست بہ بچو آن صوفی لبون کشتی و پست ہا ای شدہ عاجز تل کیش ادبہ صدر ہزاران کو ہوا و پیش توہ ترین
 سرشتہ ہمدی از شکوہ ہچون روئے بر عقبہ امی ہچو کوہ ہزاران کشتہ کافر را بہ تیغ ہمدان ساعت
 وحیت بیدریغ بہ سرخ صوفے ز دندان و گلاب ہا تا ہوش آمد نہ بیہوشی و تاب ہچون ہوشش آمد
 بیداران قوم را بہ بس ہر سیدند چون شدہ عاجز افتد افتد انچہ حالست ای عزیز ہا میں چنین بیہوش کشتی
 از بچہ چیزہ از اسیر نیم کشتہ بستہ دست ہا میں چنین مدہوش افتادی و پست ہا گفت چون قصد سرش
 کردم چشم ہا طرفہ دین بنگرید آن شوخ چشم چشم را داکر دین ادسوی من چشم گردانید شدہ ہوشم ز تن ہا گردش
 چشمش مرا شکر نمود مے نیارم گفت چون پر ہول بودہ قصد کوہ کن کران چشم این چنین ہا رقم از خود اوندام
 بر زمین ہا اللغات تل پستہ زمین بلند عقبہ کوہ دجاے دشوار و امر عظیم اے مجھے پھر تطبیق صدر
 فرماتے ہیں کہ اُس کا فرو دست بستہ نے بلی کی طرح بے حربے کے اُسکے حلق کو زخمی کیا اور اُس اسیر نے
 و انتون سے اُسکو نیم کشتہ کر دیا کڈاڑھی اُسکی خون سے بھر گئی وہ فقیر اُس اسیر دست بستہ سے ایسا عاجز
 و پست ہوا جیسے تو اپنے نفس کا فر کے ہاتھ سے عاجز و پست ہوا اے فلان تو تو اُسکے دین کے ادنی
 پستہ سے عاجز ہو گیا اسی سے نہ نکل سکا تیرے سامنے تو لاکھوں پہاڑ ہیں ان سے کیسے نکلیگا جب
 اتنا سی سرشتہ سے نہ گذر تو مردانگی و شکوہ کے ساتھ ان عقوبت پر چوٹل کوہ کے ہیں کیسے چلیگا غرض اُن
 غازیوں نے اُسی وقت بنظر حیت اسلام گہر کو تیغ سے بیدریغ مار ڈالا اور صوفی کے منہ پر آب و
 گلاب چھڑکا تو اس بیہوشی و تاب سے ہوش میں آیا اور اُس قوم کو دیکھا اُنھوں نے پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا
 اللہ اللہ اے عزیز تیرا کیا حال ہوا اور کس سبب سے ایسا بیہوش ہو گیا جو اُس اسیر ادھر سے بستہ دست
 سے ایسا مدہوش و پست ہوئے گریٹا کما جب میں نے اُسکا سر کاٹنے کا قصد کیا تو غصہ کے ساتھ کھینچنے

عجیب طرح سے مجھکو دیکھا لیکن کھین کھول کے میری طرف نکالیں اور ایسی پھیریں جس سے میرے ہوش اڑ گئے تن کی خبر نہ رہی تین تین کہہ سکتا کہ وہ آنکھیں پھیرنا کیسا پر ہول تھا اب زیادہ مجھے ست پوچھو بس یہی کافی ہو کہ میں اُسکی آنکھ سے پیچہ دوہو کے تین پر گر پڑا

انصیت مبارزون کی صوفی کو کہ اب لڑائی کے پاس مت جانا

قولہ قوم گفتندش بہ پیکار و بندہ با چنین زہرہ کہ تو داری گردہ کو مطیع گردانہ خاقانہ بتاؤ اگر سوانگر دے در سپاہ چون چشم آن اسیر بستہ دست بہ غرقہ گشتی گشتی تو در شکست ہا پس میان حملہ شیران نہ کہ بود با تیغ شان جو گوے سر نہ کہ ز طاق طاق گردنہ اندون ہ طاق طاق جامہ کو بان متہن نہ کہ ز فشا فشا تیر جالتا ابر ازاری خجل در امتحان نہ کہے توانے کرد و در خون آشنا نہ چون نہ ہا جنگ مردان آشنا نہ بس تن بے سر کہ دار و اضطراب ہا بس تن بے تن بخون ہر چون حساب نہ زیر دست و پاے اسپان در غراہ صد فنا کان غرقہ گشتہ در فنا نہ انجین ہوشی کار و موشی پریدہ اندمان صفت تیغ چون خواہد کشید ہا چاشت است این لوت خوردن نیست این نہ تا تو بر دانی خوردن استین ہا نیست حمزہ خوردن ایجا تیغ ہا نہ حمزہ ہا بدین صفت آہنیں ہا نیست لوت چرب تیغ و شجر ہست ہا جان بیاہد باخت چہ جای سرست ہا کار ہر نازک ولی بنود قتال ہا کہ گر نہ دار خیالی چون خیال نہ کار ترکانست نی ترکان ہر نہ جای مکان خاد ہا شد خاموش غرقہ کے سامنے کوان چشم انجین ہا رفعتی از دست و قادی بر زمین ہا اللغات طاق طاق آواز و شمشیر طاق جبہ و محراب و فرد و صد صفت اور طاق طاق وہ آواز جو کسی سخت چیز کے سخت چیز پر لگنے سے نکلے متہن ہا غم خوار ابراہناری ابراہن ہا حمزہ ترہ تیز کہ ایک ترہ سے ہر و نام عم رسول مقبل ترکان لقب زنان جیسے بی بی و دیگر و جمع ترک کہ وہ ایک قوم ہر جہاں رہا ہی پیشہ اے مجھے قوم نے صوفی سے کہا کہ جب تیرا سادل جگہ ہو جنگ دہرہ کے پاس مت جھٹک کسی خاقانہ میں گردن مطیع کے چہرہ بارہ سپاہ میں رسوا نہ جب تو اس اسیر بستہ سے بیہوش ہو کے ڈوب گیا اور کشتی تیری جو مرد جسم سے ہر ٹوٹ گئی تو شیر نہ کہے کی وقت جنگی تیغ کے سامنے سرگیند کی طرح ٹھٹھکتے ہیں کبھی طاق طاق آواز ضرب شمشیر سے جو گردن پر مارنے کے وقت نکلتی ہو وہ طاق طاق جو آواز گندی گردن کی ہو کہ پڑا کوٹنے کی وقت اس سے خوار و ذلیل اور کبھی فشافش آواز تیر جالتان سے ابراہن امتحان کے وقت شرمندہ کہ اس تیر باران کے مقابل میں کب برس سکتا ہوں تو خون میں کب پیر سکتا ہے جب کہ مردون کی لڑائی سے آشنا نہیں ہو جنگ کی تو یہ کیفیت ہو بہت تن بے سر توڑ پیتے ہوتے ہیں اور بہت سر بے تن خون پر جہاں کے مثل تیر تے ہیں اور گھوڑوں کے اٹھ بانوں کے نیچے لڑائی میں سیکڑوں فنا ہیں کہ جو فنا کا ڈوبا ہوتا ہو اس فنا میں پڑا ہوتا ہو بس ایسے

ہوش جوادنی موش سے اڑ جائیں اُس صف میں کیسے تیغ کھینچ سکتے ہیں یہ لڑائی ہر نعمت کا کھانا نہیں ہے جس سے مرے اٹھائے اور ساتتین پڑھا کے کھالے کو مستعد ہوئے یہاں تو تیر تلوار کا کھانا ہر خبردار پہچان حمزہ یعنی ترہ تیزک کا کھانا نہیں اور تیغ کھانا ہر اس کھانے کے لیے کوئی امیر حمزہ ساسخت اس صف میں ہوتا تیغ و خنجر چکنے چپڑے کھالے نہیں ہیں اسپر تو سر کیا چیز ہو جانیں کھلی جاتی ہیں لڑائی نازک دلون کا کام نہیں ہر کدرا سے خیال سے خیال کی طرح بھاگ جائے جیسے خیال دل میں آ کے نکل جاتا ہر توجا لڑائی ترکون کا کام ہے یعنی سپاہیوں کا نہ ترکان اے سپیوں اور بیگموں کا ترکان کی جگہ خانہ ہو تو بھی خانہ نشین ہو مجھ کو قتال و جدال سے کیا کام تو غر اکب کر سکتا ہو جب تیرا یہ حال کہ ذرا اٹکھ دیکھانے میں ایسے اپنے اختیار سے جاتا رہا اور زمین پر گر گیا کہ ہوش نہ رہا

حکایت عیاضی کی کہ ٹوٹے دفعہ لڑائی میں گئے ہامید شہادت اور شہید ہونے آخر جہاد اصغر سے جہاد اکبر نفس میں مشغول ہوئے

تو کہ گفت عیاضی نود با رآمد بد تن برہنہ کر کہ زخمی آید بد بے زرہ رفتم میان تیغ و تیر ہا تائیکے تیرے خورم من جا لگیہ تیر خوردن بر گویا مقتلے بد جز نیا بد جز شہید قتلے بد و زخم یک جا لگیہ بے زخم نیست بد این ہم از تیر چون پر دیز نیست بد لیک بر قتل نیا مد تیر با بد کا رخت ست این نہ جلدی و دہا بد چون شہادت رو کر جانم نہ بود بد رفتم اندر خلوت و در چلہ زد و بد جہاد اکبر افگندم بدن بد و در سیا صفت کروں بد و لا غر شدن بد ہانگ طبل غازیان اندر بگوش بد کہ خرامیدند جیش غزوہ کوش بد نفسم از باطن ہرا آواز داد بد کہ بگوش حس رسیدم ہا عدا دہ خیز ہنگام غرا آمد بد و بد خویش را و غرود کردن کن گرو بد گفتیم ای نفس خبیث بیوفا بد از کجا میل غرا از کجا راست گواے نفس کاین جیلنگ ریست بد ورنہ نفس شہوت از طاعت بر لیست بد ورنہ گونی راست حملہ آرست بد و در ریاضت سخت تر افشارست بد نفس ہانگ آوردانگہ از درون بد و فصاحت بیدہاں اندر فسون بد کہ ہر روز ای بجائے کشی بد جان من چون جان گبران مے کشی بد بچکش را نیست از عالم خبر بد کہ مرا توے کشی بخواب و غرہ در غرا بجم بیک زخم از بدن بد خلق بیند مردے و لیشا من بد اللغات کرکاف عربی بالفتح حملہ مقتل جائے قتل اور وہ جگہ جسم میں جہان کے زخم سے مر جائے مستقبل بالضم نیک بخت دہا لفتح زیر کی آیتا جہا فردی الملعنی عیاضی نے کیا یک صحابی تھے کہا کہ میں نے ٹوٹے دفعہ حملہ ننگے بدن کیا اس اسید پر کہ کوئی زخم شدید مجھ کو پہنچے بے زندہ میں تیغ و تیر میں گیا تا کوئی تیر ٹھکانے سے میرے لگجائے لیکن کیا ہوتا ہر تیر گھر پر پامقل پر کہ جس سے مر جائے کھانا سوائے شہید غرض نصیب کے اور کا حصہ نہیں ہو دیکھے تو میرے بدن میں کوئی جگہ زخم سے حالی نہیں ہر مارے

تیروں کے جسم میرا چلنی ہو رہا ہو لیکن یہ تیر قتلگاہ پر نہ لگے سوہ کام مقسوم کا ہر جلدی وزیر کی کا نہیں ہے
بس جب دیکھا کہ شہادت سے میری جان کی روزی حصہ نہیں ہے تو میں نے فوراً خلوت گزینی اور
چلہ نشینی اختیار کی اور جہاد صغیر سے جہاد اکبر میں اپنے بدن کو ڈالا اور زہد و ریاضت سے اُسکو لاٹکرنے لگا
ایک دن آواز نقارہ غازیوں کی سین نے سنی کہ وہ لشکر غزوہ کوش غزا کو روانہ ہوئے میرے نفس نے
میرے باطن سے مجھکو پکا لکیر یاد آوا اُسکی صبح ہی میرے کوش حس میں پہنچی کہتا ہوں کہ اٹھ غزا کو چل غزا کا
وقت آیا تو بھی جان اپنی غزائیں پھنسا میں نے کہا کہ اے نفس غیث بیوفا تو کمان اور رغبت غزا کی کمان
بیچ بتا یہ کیسی تیری جیل گری ہو ورنہ نفس شہوانی تو طاعت سے بری ہو اور اگر تو نے بیچ نہ بتایا تو میں
بچھر سخت حملہ کروں گا اور بڑی ریاضت کے ساتھ پچھڑوں و دباؤں کا اسوقت نفس نے میرے درون
سے میدان فصاحت کے ساتھ فسوں کی آواز دی کہ تو مجھکو ہر روز یہاں مارتا رہتا ہو اور کافروں کے
مثل میری جان سختی سے کھینچتا رہتا ہو اور کسی کو میرے حال سے خبر نہیں کہ کیسا بیخواب و خور مارتا رہتا ہو
اگر غزائیں جاؤں گا تو ایک زخم میں بدن سے نکلتا ہوں گا اسوقت میں ساری مخلوق میری مودی و جاغری کو
تو دیکھی کہ قولہ گفت ای سگ چون منافق نیستی ہم منافق ہمیری تو جیسی ہنوار و خود راے و مرانی بودہ
مدد و عالم نچینیں یہودہ ہنذر کردم کہ ز خلوت آج من ہا سر برون نارم چو زندہ است این بدن ہا زانکہ
در خلوت ہر پنجہ تن کند ہنذر ہاے روے مردوزن کند جنش و آراش اندر خلوتش ہا جز ہاے
حق نباشد نشدش ہا این جہاد اکبر است آن ہفست ہا ہر دو کار رستمست و حیدرست ہا کارا نکس نیست
این سودا و جوش ہا کو ز موش جنش کم کرد ہوش ہا بچنان کس را باید چون زنان ہا دور بودن ادمصاف و از
سنان ہا صوفیے آن صوفیے این اینست حیث ہا آن ز سوزن مردہ این را طعمہ سیف ہا نقش صوفی باشد
اور اینست جان ہا صوفیان بدنام ہم زمین صوفیان ہا برود و یار چشم کل سرشت ہا حق ز غیرت نقش صوفی
صد نوشت ہا تا بحر آن نقشہا جنباں شود ہا ناعصاے موسوی نہاں شود ہا نقشہا را بخورد صدق صفہا
چشم فریست پر کردہ حصاں اللغات ہمیری اے میمیری مرانی را یا کا حصاں بفتح سنگریزہ المعنی کہاے
کئے جب منافق ہو کے توجیا اور منافق ہی مرنا ہو تو پھر تو چیز ہی کیا ہو تو خود راے اور ریاکار رہا ہو پس
دونوں جہان میں یہودہ ہی یہودہ ہو اب میں نے نذر جبکا ادا واجب ہوا مان لی کہ کبھی خلوت سے سر
نہ نکالوں گا جب تک کہ بدن زندہ ہو اس سبب سے کہ خلوت میں جو کچھ ریاضت تن کرتا ہو وہ مردوزن
کے دکھانے کو نہیں کرتا ہو اسکی جنش و آرام خلوت میں جو کچھ ہو سواے حق کے اور نیت اسکی نہیں ہوتی
بس یہ جو میں کر رہا ہوں یہ جہاد اکبر ہے اور جو تو کہتا ہو جہاد صغیر جیسے آنحضرت نے وقت بونے کے

غزوات سے فرمایا جتنا من جہاد الا صغریٰ جہاد الا کبریٰ لوٹے ہم چھوٹے جہاد سے طرف بڑے جہاد کے
لیکن یہ دونوں جہاد کام اُن لوگوں کے ہیں جو رستم اور حیدر ہیں اسکا کام یہ سودا و جوش نہیں ہے جسکے
موش اور اُسکی جنبش سے ہوش کم ہو جائیں اسیسے شخص کو تو جیسا ہیئے کہ غورتوں کے مثل لڑائی اور سان سے
دور ہی رہے اب مقولات مولانا رح کے ہیں دیکھو ایک صوفی تو وہ تھا اور ایک صوفی یہ تھے کہ وہ
سوئی کا مارا مارا اور انکی خود سیف ہی خوراک ہو وہ ایک نقش صوفی کا ہوا سمین جان نہیں ہے ایسے
صوفیوں سے اصل صوفی بھی بدنام ہوتے ہیں یہ جو قصر تن کا گل سرشت ہوا سکے درو دیوار پر حق نے
سیکڑوں نقش بہ سبب غیرت صوفیوں کے لکھ دیے اور غیرت یہ کہ جھوٹے سچوں میں نہ ملنے پائیں تو
وہ عصا جو ساحرون نے ڈالے تھے کہ وہ فقط بصورت و نقش عصا موسیٰ کے تھے سحر سے جنبان ہوں اور
وہ جو در حقیقت عصا موسیٰ ہیں چھپے رہیں لیکن صدق و صفا وہ جیسا کہ کہ نقشوں کو کھا جاتی ہے
جیسے موسیٰ کا عصا اُن جادو کے نقشوں کو کھا گیا اگر کیا جائے فرعون کی آنکھوں میں کنکریاں ٹھسی تھیں
اُسکو نہیں سوجھا

حکایت دوسرے عجیب کی اور جانا بازی اسکی

قولہ صوفیہ دیگر میان صفت حرب بڑا اندر آمد چند بار از ہر ضرب بلبست زخم از دست کافر چونکہ
خوردہ بار دیگر حملہ آورد و نہ بد تا نیر و تن بیک زخم گرفت بڑا بخورد و ابلست زخم اندر مصاف بڑا
مسلمانان بہ کافر وقت کر بڑا نہ گشت او با مسلمانان بفرہ حیفش آمد کو بزنے جان دہر بجان و دست
صدق ادا سان دہدہ اللغات کر حملہ فرما ز گشتن المعنی ایک صوفی اور صفت لڑائی میں چند بار
داسے زد و ضرب کے گھسانیل زخم جب کافر کے ہاتھ سے کھائے پھر بھی دوبارہ حملہ کیا اور لڑا اس
غرض سے کہ ایک ہی زخم بیہودہ سے میرا تن نہ مر جائے یہاں تک کہ بینش زخم اُس نے لڑائی میں کھائے
وقت حملے کے تو مسلمانوں کے ساتھ گیا اور وقت لوٹنے کے اُنکے ساتھ لوٹا نہین اسواسے کہ اُسکو
حیف آیا کہ ایک زخم سے کیا جان دیدن بلکہ جان کو صدق کے ہاتھ سے سہل و آسان دیدن اسلئے
کہ صادق تھا ورنہ لڑ جاتا

حکایت اُس صوفی کی کہ واسطے نفس کشی کے ایک درم روز
دریا میں ڈالتا تھا

قولہ اُن یکے بودش بکفت در چل درم بڑا ہر شب انگندے یکے در آب یم بڑا تاکہ گرد سخت برفس و مجاہد
در تانے در دجا نکندن دراز برفس او فریاد کردی ہر شبے بڑا در فتاوے ناز و تاب و بستے بڑا

کہ چرامی نکلنی یکبار کے ہشتیم دفعہ و بیچارگی بہر حق یکبار کی بگناہ دین برفس را الیاس احدی الراحتین ہ
اور گشتی ملتفت مرفس را بچہنیں گشتی مراد در عنایت اسے معنی ایک شخص کے پاس چالیس درم تھے
ہر رات ایک درم دریا میں ڈالتا تھا اس واسطے کہ یہ بات اس نفس مجاز پر سخت گذرے اور اس تاملین
کہ ایک ایک ڈالون نہ کل ایک دفعہ سے اسکی جانگنی خوب بڑھی اس لیے کہ نفس کو یہ حرکت اسکی
ناگوار تھی گویا تر سائر سار کے مارتا تھا نفس اسکا ہر رات فریاد کرتا تھا کہ تو نے مجھ کو کیا خوار کیا ہے اور
تب و تاب میں ڈال ہے کیوں نہیں یکبارگی ڈال دیتا تو نے تو مجھ کو غصہ و بیچارگی سے
مار ڈالا خدا کے واسطے اکبار کی یہ قرض دریا کا ادا کر دے کہ یاس شے کی بھی نفس کے واسطے دو
راحتوں سے ایک راحت جب بھی ہر لینے اول راحت تو حصول مطلوب کی دوسری راحت یاس
قطعی کی کہ پھر خلیجان نہیں رہتا وہ کبھی نفس کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تھا ایسے ہی اسکو
سب سے مارتا تھا

حکایت ایک مجاہد و قتال کی

قولہ بچہنیں آن صوفی اندر وقت جنگ بہر حق بگرفتہ بدر نفس تنگ ہا سلیمانان بگرد و پیش رفت ہ
وقت فراوان گشت از خصم تفت بازخم دیگر خورہ آذہم بہست بہست کرت تیغ و رمح از وی شکست
بعد از ان قوت نماذا فدا پیش مقعد صدق او و صدق عشق خویش ہ صدق جان دادن بود بین سابقا ہ
از نبی برخوان رجال صدقوا ہ این ہم مردن برگ صورتست ہ این بدن مر و روح را چون آفتست ہ
ای بسا خاے کہ ظاہر خویش رغبت ہ لیک نفس زمرہ آن جانب رغبت ہ آتش بشکست رہزن
زمرہ ماند برفس زمرہ است ارچہ مرکب خون فشانند اسب کشت و راہ اور فتہ نہ شد ہ جز کہ خام و
وشت و آشفتنہ نہ شد کہ بہر خونریزی گشتی شہید کا فر کشتہ بدی ہم ہ سعید ہ ای بسا نفس سعید ہ
مردہ در دنیا چو زمرہ میر و دہ نفس رہزن مرد و تن کہ تیغ اوست ہ است باقی در کف آن غزوہ جوست
تیغ آن تیغست مردان مرویست ہ لیک آن صورت ترا حیران نیست ہ نفس چون مبدل شود این
تیغ تن ہ باشندہ دوست صنع ذوالمنن ہ آن کی مرویست تو تش جلد و دہ دان یکے مدی تھی جان
ہچو گردنہ اللغات ہ سعید نام مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کہ شہید ہوسے ا معنی فرماتے
ہین جیسے اس صوفی نے اپنے نفس کو تنگ کیا تھا ایسے ہی اُس صوفی نے اپنے نفس کو خدا کے واسطے
وقت لڑائی کے تنگ کیا تھا جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو حملے کے وقت سب سے آگے گیا اور باز
کے وقت وہ دشمن گرا گرم سے نہیں بھرا اور نہیں لٹا اور ایک نم کھایا اسکو بھی باندھا بیس مرتبہ تیغ و نیزہ

اُس سے ٹوٹا بعد اُسکے جب قوت نہ رہی تو اُسے کو گر گیا تانبہ

سبب سے مقدر صدق کو پہونچا جیسا کہ فرمایا ہوئی مقدر صدق عد

پادشاہ قدرت داسے کے صدق کیا ہو جان دینا ہو دیکھ لے ساقوا فرمایا

رجال صدقوا باعدوا اللہ علیہ فمتنم من فضیٰ نجیبہ و متهم من منتظر مومنوں سے وہ نور

انھوں نے وفا کیا اللہ سے سو بعض اُن سے جہاد میں مارے گئے اُسکی محبت میں اور بعض اُن

شہادت کے سبب مرنا جو دنیا میں ہو موافق مرگ صورت کے ہو اور یہ بدن روح کے ر

اکت ہو سہل سے فلان اکثر ایسا حال خام کار کا ہوا ہے کہ ظاہر تو خون اُسکا کسی نے بہایا لیکن نفس

اُسکا زندہ بھاگ کے الگ جا کھڑا ہوا لاجرم آلہ تو ٹوٹ گیا اور راہ مار زندہ رہ گیا اگرچہ اُسکے مرکب نے

ایسی جان بازی کی کہ خون اپنا بٹویا مگر نفس زندہ رہا پھر خون نشانی اور مجاہدات مرکب کی کس کام کی مرکب

جسم کہ روح اسکی راگب ہو کھوڑا تو مارا اور راہ ویسے ہی چلنے کو پڑی ہے پھر ایسا شخص سوائے خام

زشت و آشفہ کے اور کیا ہوا اگر ہر کوئی ہر خوریزی میں شہید ہوتا تو کافر کشتہ بھی بوسعید ہوتا اور جو نفس سعید

و معتد بہین اور شہید و مردہ وہ زندہ کی طرح دنیا میں چلتے پھرتے ہیں جب نفس رہزن مر گیا تو یہ تن جو

اسکی تیغ ہو اُس جنگو کے ہاتھ میں باقی ہو جو غازی ہو آب تیغ تو وہی تیغ ہو لیکن مرد و مرد نہیں ہو لیکن یہ

صورت تجھ کو حیران کر رہی ہو کہ یہ کیسی بات ہو یہ یہ بات ہو کہ نفس جب بدل جاتا ہو تو یہ تیغ تن کی ذوال

کے ہاتھ میں ہوتی ہو جس ایک تو ایسا مرد ہے کہ قوت اُسکا جملہ درد ہے اور ایک مرد وہ ہے جو

جان سے خالی بالکل گرد ہی گرد ہے

حکایت خلیفہ مصر اور شاہ موصل اور بھیجنا لشکر کا بہ طلب کنیز جسکی

تصویر دیکھی تھی

قولہ مر خلیفہ مصر اغماز گفت کہ شہ موصل بچورے گشت جغت بیک کنیزک دارد او اندر کنسارے

کہ بعالم نیست مانندش نگاہ در بیان ناید کہ حسنش بجدست با نقش او نیست کاندرا کاغذست ب

نقش بر کاغذ چو دید آن کی قباد خیرہ گشت و جام اوستش فتادہ پہلوئی رافرستاد ازبان بدسوسے

موصل ای سپاہی بس گران بکہ اگر نہ بدبتو آن ماہ را بہ برکن ازبن آن در و در گاہ را بہ و در ترکش کن و در را بہاڑ

تا کشم من بر زمین مہ در کنار پہلوان شد سوسے موصل با حشم بباہزاران رستم صاحب علم ب

چون لمنہا بعد و بر کردشت بفاصلہ ہلاک اہل شہر گشت بہر لواحے منجیقے از بن و بچو کوہ قاف

او بر کار کرد بترخم تیر و سنگهای منجیق بترغما بر کرد چون برق بریق بہ ہفتہ کرد این چنین خوریز گرم بترج سنگین

پیار رسولؐ پاپس فرستاد از درون پیشش رسولؐ کہ چہ میخواید
 بہ گمراہ دلت ملک شہر موصلست بہ بے چنین خونریز نیست
 بہر اینک در آہ تا نگہ دخول مظلومان ترابہ و مرادست گوہر و سیم
 بہر خود آسان ترست بہ ہر چہ می باید ترا از سیم و زر بہ فرستم چیست این
 معنی شاہ مصر سے ایک چغل نے کہا کہ شاہ موصل کے پاس ایک جوہر وہ اس
 ریشہ کنیزک اس کے آغوش میں ایسی ہو کہ مثل اس کے دوسرا معشوق جہان میں ہے نہیں ایسا
 نہ اسکا بچہ ہو کہ بیان میں نہیں آتا اور تصویر اسکی یہ دیکھ اس کا غم پر ہو جب اس کی قید دے وہ
 تصویر دیکھی ایسا ہی ہوش و بخود ہو گیا کہ جام اس کے ہاتھ سے گر گیا اسی وقت ایک پہلوان کو بڑی بھاری
 فوج کے ساتھ موصل کی طرف بھیجا کہ اگر اس ناہ کو وہ تیرے حوالے نہ کرے تو اس کے در و درگاہ کو جڑ
 بنیاد سے اکھیر ڈال اور جو دیدے تو جانے دے اس ماہ کو لے آؤ میں میں میں ماہ کو اپنا بھکتار کروں یہ
 پہلوان بڑی فوج و خشم لیکر موصل کو روانہ ہوا جس فوج میں تیرا دن رسم صاحب نشان سے تھے اور
 جنگل میں وہ لشکر بیشمار پٹری کی طرح چھایا ہوا اور قاصد ہلاک کرنے شہر کا ہوا ہر طرف متنبہتین لڑائی کی لگائیں
 اور کوہ قاف کی طرح برپا کین آب تیروں کے زخم و متخنیق کے پھر اور رنگی تلواریں بجلی سی چلتی ہوئیں
 ایک ہفتہ ایسی ہی خونریزی گرم کی آخر برج سنگین مست اور مثل موم کے نرم ہو گیا شاہ موصل نے
 جب ایسی لڑائی ہولناک دیکھی تو اندر قلعے سے اس پہلوان کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ تجھ کو مومنوں کے
 خون کرنے سے کیا مقصود ہو اور کیا چاہتا ہو جو ہر روز اس جنگ سخت میں مومن مارے جاتے ہیں اگر
 مراد تیری ملک و شہر موصل لینے کی ہو تو یہ لے ابھی تجھ کو حاصل ہے میں ابھی شہر سے نکلا جاتا ہوں تو
 فراغت سے چلا آؤ تجھ کو خون مظلوموں کا نہ پڑے اور اگر مراد تیری گوہر و سیم و زر ہے تو یہ
 بات ملک و شہر سے جو میں چھوڑتا ہوں آسان تر ہو جو کچھ سیم و زر سے جس قدر تو چاہتا ہو میں
 بھی دیتا ہوں پھر یہ شور اور دند کیوں ہو

دیدن شاہ موصل کا کنیزک کو تا خلیفہ کے پاس لیجائے زیادہ خونریزی ہو

قولہ چون رسول آمد پیش پہلوان بہ گفت پیغام ملک اندر زمان بہ گفت من لی ملک میخوام نہ مال بہ
 ایک میخوام یکے صاحب جمال بہ داد کاغذ کا نذر و نقش و نشان بہ گفت پیش بر گوارا عیان بہ کا ندرین
 کاغذ نہ کرچہ صورتست بہ زود بفرستش کہ ملک و مال رست بہ این کنیزک خواہم اور اطاعت ہم بہ بدہ و نہ
 ہم اکنون راغبم چون رسولش باز گشت و گفت حال بہ داد کاغذ را و نمود آن مثال بہ گشت معلومش

چہ گفت اسے شاہِ نرے صورت کے کم گیر و داد اور اپنی من نہیم در عمدہ ایشان بست پرست با بت بر آن بت پرست
 اسے ترست با بت برک داد و دختر را در پردہ سوئے لشکر گاہ و در ساعت سپرد روی و دختر چون بدید آن پہلوان
 گشت عاشق بر جمالش در زمان با عشق بھرے آسما ~~کف~~ سے یوسفی
 دور گردون راز موح عشق دان بہ چون نمودے عشق
 کے فداے روح گشتے نامیات با روح کی گشتی فداے
 س حاضہ مد مرے بہ ہر کے
 بر جاضہ دی بچونخ بہ کے شادی پران و جوان چون بلخہ اسے جا قاصد پاس پہلوان کے آیا اور
 پیغام پادشاہ موصول کا بیان کیا آستے اسی وقت کہا کہ میں نہ ملک چاہتا ہوں نہ مال لیکن ایک
 صاحب جمال چاہتا ہوں اور کاغذ اسکو دیدیا جس میں اسکی تصویر تھی اور کہا اس کاغذ کو اس کے پاس لیا
 اور کھل کے کہدے کہ اس کاغذ میں دیکھ کس کی صورت ہو جلدی اسکو بھیج دے بس ملک و مال
 سب سے چھوٹ گیا اس کثیر کو میں چاہتا ہوں اسی کا طالب ہوں خبردار ہو اسی کو دیدے دینے میں
 ابھی لڑائی پر راغب ہوں جب قاصد لوٹ کے گیا اور حال کہا کاغذ دیکر وہ تصویر دکھائی جس پادشاہ کو
 معلوم ہوا تو پادشاہ نے کہ صورت کا گرفتار نہ تھا قاصد سے کہا کہ صورت کو ناجیز سمجھ صورت کچھ چہرہ
 نہیں ہو جلدی اسکو لیا میں اپنے زمانے میں بت پرست نہیں ہوں وہ بت پرست ہو بس بت
 بت پرست ہی کے پاس ہونا نہایت بہتر ہو قصہ کچھ تبرک اس لڑکی کو دیا قاصد لے گیا اور اسی وقت
 لشکر گاہ میں اسے سیر کر دی تبرک سے مراد قدرے قلیل آس پہلوان نے جو صورت اس دختر کی
 دیکھی اسی وقت اس کے جمال پر عاشق ہو گیا اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ عشق ایک دریا ہے
 اور یہ آسمان اس دریا کی جھاگھ میں کہ اسی دریا سے پیدا ہوئے اور زمین کی طرح عشق میں ایک یوسف
 کے جو خدا نے تعالیٰ ہو مبتلا و مقید اور یہ در جو گردون کا ہو یہ بھی موع عشق ہی سے ہو وہی اسکو گھماتا ہے
 اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹھٹھا ہوا ہوتا کب جمادی نبات میں نہ ہوتا اور کب قوس میں نامیہ روح پر فدا ہوتی روح
 آدم پر کب فدا ہوتی جسکی نسیم سے مریم حاملہ ہو میں واضح ہو کہ آدمی میں جمادی اور نباتی اور حیوانی تینوں
 صفتیں ہیں جماد جسم ہو اور نبات اس جسم کا بڑھنا اور جان ظاہر اور جب جان آدم کے جسم میں داخل
 ہوئی تھی تو اسکو جھینک آئی تھی اسی جھینک کے مادے سے مریم حاملہ ہو میں جو حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے
 نسیم اسی مادے سے اشارہ ہو غرض ہر چیز بخ کے مثل ٹھٹھ کے اپنی جگہ پہناتی جیسے بخ سے پہاڑ بھر
 میں اور بلخ کی طرح کہ یہ بھی پہاڑوں میں رہتی ہو کب جوان و پران ہوتی قولہ ذرہ ذرہ عاشقان آن
 جمال دے شتا بدور علو بچون نہال بہ سیم شد بہست اشاب شان بہ تنقیہ تن میکند ابہر جان بہ پہلوان

چہ را چہ رہ پنداشتہ بشورہ اش خوش آمدہ چپ کاشتہ بچون خیالی دیدان خفتہ بخواب جمع شد با و واروسے
رفتہ آب بچون بحسبت از خواب شد بیدار و دودیدگان اجبت بہ بیداری بنودید گفت بر بچ آب خود
بر دم در بچ پاشتہ
کاشتہ بہ مرکب
عندے وجودے والتوسے ہا این
کو عقل کو سیلاب آزدہ در خرابی کرو تا خدر دراز بہین ایدے سدوسے خلف سدہ پیش و پس کے
میں آن مفتون خدہ آمدہ در قصد جان سیل سیاہ بہ تاکہ رو بہ انگند شیرے بچاہ بہ از چہ بنمود و عہدوی خیال بہ
در چہ انداز دار و اسود حمال بہ بیکس را با زن انان جرم مدار بہ مثال آن چو پنبہ است و شرارتہ آتشی بالشتہ ستر
تاب حق بنمود یوسف مقصم اندر رہتی بکزن زیناے لطیف سر و قد بہ پچو شیران خویشتن را و اکندہ نفس
خود را کے توان کردن زبون بہ جز با مہاد عقول و ذنون بہ جانب اتمام قصہ باز ران بکاین سخن پایان نداد
پہلوان بہ اسلختہ ذرہ ذرہ اس جمال کے عاشقون کا مثال نہال کے علوین دور تاہی یعنی علوی طرف
رجوع ہوتا ہوا یہ شباب اُنکا کیا ہی سچ تھا مافی السموات و مافی الارض و ہوا الغریۃ الحکیم تسبیح کرتی ہوا اللہ کی جو
چیز کہ آسمانوں میں ہوا در جو چیز زمین میں اور وہ بڑا غالب حکمت والا ہی یعنی بموجب الیہ یصدقہ حکم الطیب کے
تسبیح اُنکی کیا صعود کرتی ہے گویا وہ ذرہ ہی صعود کرتے ہیں اور تن اُنکا جان کے واسطے صفائی کرتا ہوا قصہ اس
پہلوان نے اس کثیر کو کہ حقیقت چاہتی سرایہ بال نکال لہ جانا اور اس راہ میں چلا اور کشت شورہ اُسکا اُسکو خوش آیا
لہذا دانہ اپنا اس شورے میں پویا کشت شورہ وہی ذات اُسکی ملکین بیخ اب اسکا ایسا حال ہوا کہ جیسے
کسی سوئے آدمی نے سوتے میں کوئی خیال خواب میں دیکھا اور اُس سے جمع ہو کے منزل ہو گیا جب
خواب سے چونکا اور جلدی سے بیدار ہوا دیکھا تو وہ اجبت جو خواب میں دیکھی تھی بیداری میں نہیں پرت گیا یا کہ میں
ابھی وہی وہ پر اپنا آب خراب کیا اور افسوس فریب میں اُس فریب دہ کے آگیا اسی سبب سے
ہم کہتے ہیں کہ وہ پہلوان تن کا تھا مودی اس میں نہ تھی نہ در حقیقت مرد تھا کہ تم مودی کا ریت کی زمین میں بویا
ایسا گھڑا اُسکے عشق کا سرکش تھا جس نے سیکڑن لگائے کوٹیر اور نگرہ لاہالی کا مثل کبوتر کے مارتا تھا
یعنی جیسے کبوتر زیادہ کے سامنے بکھرتا ہوا بار بار بولتا ہوا کہ خلیفہ کیا چیز ہو جس سے عشق میں ہیں تیرا جان
میرے نزدیک مرا جینا وجود عدم یکساں ہے پھر فرماتے ہیں ایسا جلتا ہوا اور گرم مت ہو یعنی جلدی نہ کر
کسی کا روان سے مشورہ بھی ہے لیکن مشورت کہاں اور عقل کہاں جس وقت کہ سیلاب جس جس کا
آیا اور اس نے خرابی میں ناخن بڑھا لے اس وقت تو سامنے بھی ایک دیوار ہوتی ہے اور تیجے بھی دیوار ہے

آگے پیچھے کچھ نہیں ہو جتنا چہرہ عاشق خسار یا رکابیش و پس گو کیسے سوچتے خیال تو کسی کی جان کا قصد کر کے سیل سیاد اسے سیل سمیت آئے اس وقت میں ادنیٰ رو بہ شیر کو کنوئیں میں ڈالے یعنی کسی کنوئیں سے ایک خیال معدوم دکھائے اور اسی خیال سے کنوئیں میں گر گئے کہ وہ خیال ایک کسا کا لی بھانسی ہے جیسے خرگوش نے شیر کو کنوئیں میں خیال دکھائے گرایا تھا جس کا قصد و فتر اول میں گذرا خیال وہ صورت جو بانی و آئینہ میں نظر آتی ہے کیسی ہی کیوں نہ ہو خورتوں کا محرم اسکو مت بنا عورت و مرد کی ایسی مثال ہے جیسے پنبہ اور آتش یا آن آریہ آگ آب حق سے بچھی ہوئی ہے تو وہ یوسف کی طرح گناہ سے معصوم و پاک رہے گا کہ زلیخا جیسی لطیف و سرقد سے شیر و ن کی طرح آپ کو بچائے ورنہ اپنے نفس کو کون عاجز و زبون کر سکتا ہو سوائے اسکے کہ عقل و ذوق اسکی مدد کرے یہ سب اشعار مناسبت حال اس پہلوان کے فرمائے اب فرماتے ہیں کہ قصے کے تمام کرنے کی طرف پھر چل کس واسطے کہ اس سخن کی تو اسے پہلوان کچھ اتمانہ نہیں

لوٹنا پہلوان کا موصول سے اور صحبت کرنا کنیزک سے

قولہ بازگشت از موصول وہی شد براہ بہ تافر و آمد بہریشہ مرجگاہ بہ آتش عشقش فروزان آن چنان بہ کہ اندر است از زمین از آسمان بہ قصد آن مہ کرد اندر خمیا و عقل کو د از خلیفہ خوف کو بہ چون زندہ شہوت درین وادی دہل بہ چہیت عقلت ای فحل بن الفحل بہ قصد خلیفہ گشتہ کمتر از گلس بہ پیش چشم تشینش آن نفس بہ چون برون انداخت شلوار و شست بہ در میان پائے زن آن زن پرست بہ چون ذکر سوے مقربے رفت راست بہ رتجز و غفل از لشکر نجاست بہ بر حید آن کون برہنہ سوے صف بہ ذوالفقار اچھو آتش او بکفت بہ دید شیر کرد سیہ از نیستان بہ بر زہدہ بقلب لشکر ناگمان بہ تازیان چون دیو در جوش آمدہ بہ صد طویلہ و خیمہ را بر ہم زدہ بہ شیر زمیگر و گنبد از غنر بہ در ہوا چون موج دریا بست گزہ پہلوان مروانہ بود و بجزر بہ پیش شیر آمد چو شیرست نہ بہ زو بشمشیر و سرش را بر شکافت بہ زو سوے خیمہ مہر و بتافت بہ چونکہ خود را و بان حور نمود بہ مردے او بچنان بر پائے بود بہ ہاچنین شیری پیا آتش گشت جفت بہ مردے او ماند بر پا و خفت بہ اللغات مرج بالفتح چرا گاہ فحل بفتحین بست و نامرود و جیز مقرب بفتح ست را بگاہ گنبد بہت لغز بضم اول و غین مفتوح سورخ پچیدار دوش دشتے حور اچھو کلی جمع حورے اسمعنا قصہ وہ پہلوان کنیز کہ لیکے موصول سے لوٹا اور مندر لیں طے کرتا ایک جنگل میں کہ چراگاہ و سبزہ نارتھا آٹرا آگ عشق کنیز کی ایسی بھترک رہی تھی کہ زمین و آسمان جو مرد و نشیب و فراز زمانہ سے جو کچھ نہیں ہو جتنا تھا آخر بقصد دس باب کے اسکے شے میں گیا اب عقل کمان اور خلیفہ کا خوف کسان اور کیسے ہو

جبکہ شہوت نے اس مقدمہ میں نقارہ بجایا تو بھاری نامزد مہر کے بیٹے غفل کمان شہوت کے لشکر سے کب
مقابل ہو سکتا ہو اسوقت میں سسیکڑوں خلیفہ اسکی جہنم آتشیں میں ایسے بھی نہیں جیسے ایک کبھی جب
اسکا پا جامہ نکال کے وہ زن مرید اس کے پاکوں کے درمیان میں جماعت کے سیلے بیٹھا اور جھبی ذکر قرار گاہ کی
طرف سیدھا جانے لگا کہ ناگمان ایک قیامت و شہر لشکر سے اٹھایا ویسے ہی کون یہ نہ لشکر کی طرف
چھپتا ایک ذوالفقار کہ وہ مثل آتش کے سوزان تھی اسکے ہاتھ میں تھی دیکھا کہ ایک شیر سیاہ جنگل سے نکل کے
ناگمان آیا ہو اور قلب لشکر پر حملہ کر رہا ہو تمام گھوڑے دیو کی طرح جوش میں ہو رہے ہیں اور تمام طویلوں اور
خیمے لوٹ پوٹ ہیں شیر نرا اپنے بھٹ سے باہر نکلا ہوا جھین کر رہا ہو اور موج دریا کی طرح ہوا
میں بین گزرتا آچھل رہا ہے یہ پہلوان مرد مردانہ و بیخوف تھا شیر کے سامنے شیرست نہ کی طرح آیا
اور ایک ضرب تلوار سے سر اسکا چیر کے فوراً اس ماہر کے خیمے میں گیا جب پھر اس حور کے
سامنے ہوا تو مردی اسکی ویسی ہی کھڑی تھی حالانکہ حملہ اور لڑائی میں ایسے شیر غوغا کا جفت ہوا تھا
لیکن مردی قائم تھی سست و نائل نہیں ہوئی تھی قولہ ان بت شیرین تھاے ماہر و تعجب
ماندار مردے اور جفت شد باو بشہوت ان زمانہ متحد گشتند حالے نفس دجان و اتصالین
دوجان با یکدگر میر سدا رغیب شان جانے دگر شد غایدا نہ طریق زادے ہر گز نباشد در علوقش رہزی
ہر کجا و کس بہری یا کہین جمع آید تائے زاید یقین با لیک اندر غیب زائد ان صورت چون روے
ان سو بہی از نظر ان بتا کج کر قولات تو زادے ہیں مگر داز ہر قرینے رود شاہ و منتظرے باش
ان میقات را بہ صدق دان الحاق ذریات را بہ کو عمل زائدہ اند و از علل ہر یکے را صورت نطق
و کل ہر ہانگ شان در میر سدا زان خوشخصال ہکاے زمان فافل بلا زور تعال بہ منتظر و غیب جان
مرد و زن بہ مول مولیت چیست و در تگرام زن ہر گاہ کہ کردہ اذان صبح و دروغ بہ چون گس افتادہ اند
دیگد و رخ بہ چند روزے ہم برین بد بعد اذان ہر شد پشیمان از چنان جرم گران بہ اللغات علوق
بضمین جم جانا خون کا زخم میں کل گنگ زبان بستہ بلا خبر ہر باش تعال اے بیامول درنگ المعنی
جب اس بت شیرین تھا ماہر و لے اسکی مردی بدستور ایسا نہ دیکھی تعجب میں ہوئی پھر اسی وقت
شہوت کے ساتھ اسکی جفت ہوئی تو زانفس دجان ایک ہو گئے آپ مقولات ان کے ہیں فرماتے
ہیں کہ جب دوجانیں لمجاتی ہیں اور ان میں وصل ہو جاتا ہو تو غیب سے انکے لیے دوسری جان
پہنچتی ہو اور وہ جان جہنم سے پیدا ہوتی ہو اگر اسکے لفظ او علقہ میں کوئی رہن لینے خرابی نہ قواعد
ہے جہان کہین دو آدمی محبت یا کینے سے جمع ہونگے تیسرا ضرور ہی یقینا پیدا ہوگا لیکن یہ صورتیں غیب میں

پیدا ہوتی ہیں جب تو غیب میں جائیگا تو انکو اپنی نظر سے دیکھگا وہ شیخ جو تیرے قرأت سے پیدا ہوئے
 جن سے جن جن چیزوں کا ذکر ہے ہوا ہوا اور انکے شیخ میں تو اس قرین سے شاد ہو کہ جلدی است پھر
 بلکہ اس وعدہ سے کہ وقت کا منتظر رہ اور اس ذریات کے الحاق کو بیچ جان ضرور تجھے لاحق ہو گئے
 جو تیرے عمل سے پیدا ہوئے ہیں اور جو تیرے سببوں سے انہیں ہر ایک کی صورت خواہ ناخاں ہے خواہ
 گنگ جیسا کہ فرمایا اللہین اکتوا انہم فریتم یا یما ان الحسناء ہم فریتم یا التناہم من علم من شیء یعنی وہ لوگ
 کہ ایمان لائے اور متابعت کی انکی ذریات نے ایمان میں پہنچا لیکن ہم انکی ذریات کو انکے پاس سوا
 اسکے کہ درجہ صواب و عمل سے کچھ گستا دین اور ان ذریات کی آواز چلی آتی ہو اس شخص سے
 کہ لے فلان تو ہم سے غافل ہو بخود رہو بہت جلدی آغیب میں مردوزن کی جان تیری منتظر ہے
 تو نے دیر کیوں کر رکھی ہو جلدی قدم اٹھا اور ہمارے پاس اگر تو اس راہ کو بسبب اپنی شیخ دروغ کے
 کہ اسکو پہنچ نہیں جانتا یعنی ان ذریات کے الحاق پر تجھکو صدق نہیں ہو لہذا راہ بھولا ہوا ہوا اور اس شخص
 کی ہانڈی میں گس کی طرح پڑا سر و عنقا اور ہاتھ ملتا ہو قصہ مختصر چند روزہ پہلوان اسی طرح اس چھو کری
 کے ساتھ رہا آخر اس جرم گران سے پشیمان ہوا

وصیت پہلوان کی کنیز کو واسطے مختار راز کے

قولہ داد سو گندش کہے بدرمیز کن حذر تاشہ نگر و زین نجیہ و در شفاعت گفت کاے خورشید روٹ
 با خلیفہ ناچنے شد چیزے کو مختصر گویم ہر دان پہلوان بہر کنیزک راسوی شاہ جہان پہنچو کہ دیداد کنیزک
 مست گشت بپس ز بام افتاد و رانیز طشت بدید صد چندان کہ وصف اشنیدہ بودہ کے بود خود دیدہ
 مانند ستودہ وصف تصویرست ہر چشم ہوش بہ صورت آن چشم دان و کان گوش بیک مثالے گویم اکنون
 گوشدارہ فہم کن امثال و معنی ہوشدارہ اللغات طشت از بام افتاد و مشہور و بدنام ہونا اسطے الحال
 بعد پشیمان ہونے کے چھو کری کو قسم دیکر کہ گداے بدرمیز احتیاط کر کہ پادشاہ اس سے خبردار ہونے پائے
 اور خدا و رسول کے واسطے دیکر کہ گداے خورشید رویہ جو کچھ خوا خلیفہ سے مست کہنا آب فرمائے میں طویل
 طویل کیوں کروں مختصر کمون کہ وہ پہلوان کنیزک کو پادشاہ کے پاس لے گیا یا پادشاہ بھی اسکو دیکھ کر
 مست ہو گیا اور وہ بھی اسکے عشق میں مشہور و بدنام ہوا اس لیے کہ جیسا اسکو سنا تھا اس سے
 اسکو سو گندنا یا اور در حقیقت ہی بھی یہ کہ دیدہ کی طرح شنودہ نہیں ہوتا تو اگر کسی کی تصویر دیکھے تو
 جو وصف اس تصویر میں آوے وہ تو چشم ہوش کے لیے ہے کہ چشم ہوش دیکھتی ہے اور خوبی اس کی
 ہوش میں سمائی ہو اور صورت اسکی ملک چشم گوش کی ہے کہ یہ اس صورت کو دیکھتی ہیں آب

اسکی ایک مثال تجھ سے کہوں اسکو کان لگا کے سن ایسی ہی مثالوں کو سمجھ اور معنی کی طرف
پوشش رکھنے اُس سے نکال

پوچھنا ایک شخص کا کسی سے فرق حق و باطل کا

قولہ کہ مردے از معنوی سوال بہ حق و باطل جیست ای نیکو مثال ہے گوش را گرفت گفت این باطل است
چشم حق است و یقینش حاصل است ہاں بہ نسبت باطل اندیش این بہ نسبت اغلب سخنا سے
این بہ آفتاب ارگرد خفاش است تجاہ بہ نیست محبوب از خیال آفتاب بہ خوف اورا خود خیالے
مے و ہر ہاں خیالش سوے ظلمت مے بروہاں خیال نور مے ترساندش بہ برشب ظلمات
مے چھساندش بہ از خیال دشمن تصور دوست بہ کہ تو بہ چھسیدہ بریار و دوست بہ ہوسیا کشت بلع بہ کہ
فراشت بہ آن عمیل تاب تحقیق داشت بہ کہ شیوہ بیان کہ قابض بہ مرغیالش دلاوزین رہ واسطہ بہ
از خیال حرب نہر اسید کس بہ لاشجا عم قبل حرب اے جان و بس بہ بر خیال حرب خیر اندر شکر
مے کند چون رستمان صد کرد و فرہ نقش رستم کو بچا سے بودہ قرن حملہ فکر ہر خامے بودہ این خیال
سمیع چون مبصر شودہ چیز جوہر رستمی مضطر شودہ بہ ہمدکن کر گوش در شبست رودہ این جوہر باطل بنیودت
حق شودہ نان پس گوشت بودہ ہم طبع چشم کہ ہرے گرد و گوش ہجویشم بہ بلکہ جملہ تن جو اکیئہ شودہ جملہ چشم و
گوہر و سیدہ شودہ گوش انگیز خیال و آن خیال بہ ہست دلاہ وصال آن جمال بہ ہمدکن تا آن خیال
افزون شودہ تا دلاہ رہبر مجنون شودہ آن خلیفہ گول ہم یکجہ نیزہ ریش گاوے کرد خوش ہا آن کینزہ
ملک دلاؤ ملک شرق و غرب گیر چون نمی ماند تو از برق گیرہ ملکتی کان مے ماند جاودان بہ اے دست
خضتہ تو از خواب دان بہ ناچہ خواہی کرد آن باد بروت بہ تا بگیرہ ہجو جلا دان گلوت اللغات تنکر
بفتحین بھی درست ہوئے جمع لمعہ باد بروت کہ و غورائے ایک مرد نے ایک معنویان سے
پوچھا کہ اے نیک مقال حق کیا ہو اور باطل کیا ہو اسنے کان پکڑا اور کہا کہ یہ باطل ہو اور چشم حق ہو کہ اسکو
یقین حاصل ہو اور کان آنکھ کے سامنے بسبب نسبت کے باطل ہوے اور وہ نسبت اغلب
باتوں کی ہو کہ جن میں شک کا اے امین زیادہ خیال ہوتا ہو دیکھو آفتاب سے اگر خفاش نے حجاب اختیار
کیا ہو تو وہ خیال آفتاب سے محبوب نہیں بلکہ اسکا خوف اس کے دل میں ایک خیال کر دیتا ہے اس
سبب سے وہی خیال اسکو ظلمت میں لیجاتا ہو اور وہ خیال نور کا ہو جو اسکو ڈراتا ہو اور شب ظلمات
اسکو چکاتا ہو بس ایک خیال سے وہ دشمن اسکی تصویر کا ہو جو نہیں دیکھتا جیسے تو یا رود دوست یہ چکاتا ہو
اپنے خیال سے اب خطاب ہر طرف حضرت موسے کے کہ اے موسے تم نے جلوہ تجھے کا کوہ طور

پر بلند کیا اس خیال سے کہ وہ محال اُس تجلی کا ہو جائے گا لیکن وہ محال طاقت محال تھا وہی تحقیق کی نہیں رکھتا تھا بس اسی سبب سے کہا ہوا کہ اس خیال پر ذریعہ مت ہو کہ تو قابل اُس کے خیال کا ہو اور اس راہ سے داخل ہو جائیگا جب تک کہ دیکھ نہ لے خیال تو کر لڑائی کے خیال سے کون ڈرتا ہو مگر شجاع تو قبل لڑنے سے نہیں ہوجاتا جیسا کہ کہا ہوا لا شجاعت قبل الحرب شجاعت قبل لڑائی سے نہیں ہے چیز نامرد جب لڑائی کا خیال اپنی فکر میں باندھتا ہے تو کیسے اپنے کو فرانس فکر میں کرتا ہے وہ تصویر رستم کی جو جام میں ہوتی ہے وہ اس خام کی فکر سے بالکل نزدیک ہوتی ہے آپ کو دیا ہی خیال کرتا ہے اور جب یہ خیال کان کے مبصر ہوتے ہیں اور دیکھنے میں آتے ہیں تو چیز کیا اُسکا تو کام ہی اضطراب و خوف ہے بڑے بڑے رستم مضطرب و پریشان ہوجاتے ہیں اب تو ایسی کوشش کر کہ جو چیز تیرے کان میں پہنچتی ہو کان سے چشم میں پہنچے اور جو کچھ یہودہ بابتیں یہ خیال بھجھو دکھا رہا ہو سب حق ہو جائیں جب یہ کیفیت تیری ہوتی تو بعد اسکے کان تیرے ہم طبع چشم کے ہوں اور جو یہ کان مثل سنگ چشم کے ہیں گوہر ہو جائیں بلکہ جملہ تن تو آئینہ ہو جائے اور ہمہ تن چشم اور گوہر اور سینہ بن جائے جو مخزن اسرار والواری آئی ہے پھر کان جو خیال پیدا کرے اس خیال کو دلالہ وصال اُس جمال کا جان بس خوب جد و جد کرتا اُس خیال میں ہر دم ترقی ہوتی رہے نہ کمی تا وہ دلالہ راہبر راہ مجنون کا ہو جائے جیسے مجنون لیلی کے خیال میں کوسون چلا گیا تھا اور آخر لیلی تک پہنچا تھا اب فرماتے ہیں کہ اس خلیفہ احمق نے بھی اُس کنیز کے ساتھ خوب حماقت کی حقیقت یہ ہو کہ اگر بادشاہ ہو اور اسکا ملک ہو کہ وہ اسکو ملک شرق و غرب کا جانتا ہو جب وہ ہمیشہ اپنے پاس نہیں رہتا تو یہ جان لے ایک برق سے ع دے پیدا و دیگر دم نہاںست ہے جو ملکات کہ وہ ہمیشہ نہ رہے اسکو اور خفتہ دل خواب سمجھے کہ خواب دیکھتا ہوں تو اس باد و بروت یعنی تلک و غور کو کیا کرے گا کس کام کا ہو سوا اسکے کہ ایک دن جلا دے کے مثل تیرا گلا کر دے

در بیان ضعف عقل منکران بعث

قولہ ہمدین عالم بدان کہ ما نیست باز منافق کم شنو کہ گفت نیست ہجرتش نیست گوید ہر دے ہر گزیدے چیزے دگر من دیدے ہر گز نہ بیند کود کے احوال عقل ہر گز نہ انداز عقل نقل ہر دے بیند عاقلے احوال عشق ہر گز نہ دماہ نیکو فال عشق ہر گز نہ یوسف دیدہ اخوان ندیدہ ہر گز نہ یعقوب کے شدنا پدید ہر گز نہ عصارا چشم موسے چوب دیدہ چشم غیبی افضی و آشوب دیدہ چشم سرا چشم سرد جنگ بودہ غالب آمد چشم سر حجت نمودہ چشم موسی دست خود را دست دیدہ پیش چشم غیب نورے شد پدیدہ این سخن پایاں

نہادر دہر کمال پہ پیش ہر محروم باشد این خیال پہ چون حقیقت پیش اور فرج و گلوست بہم بیان کن پیش اور
اسرار دوست پہ پیش ما فرج و گلو باشد خیال پہ لاجرم ہر دم نماید جان جمال نہ ہر کرا فرج و گلو آئین و دوست پہ
آن لکم دین ولی دین ہر دوست پہ با چنان انکار کو نہ کن سخن پہ احمد اکم گوے با گبر کن پہ المعنی فرماتے ہیں
منافق کہتا ہو کہ اسی جہان میں ما دین ہو یعنی بعد مرنے کے پھر پھر نہیں ہو اس میں ہو کہا جاوے فی القرآن ما ہی
الاحیاء تا الدنیا نموت و نحیا و ما یملکنا الا الدہر و ما لہم بذلک من علم ان ہم الا یخضون یعنی ہمیں ہر دم مگر
زندگی ہماری دنیا کی کہ مرتے ہیں ہم اور زندہ ہوتے ہیں اور کوئی نہیں ہلکوا ہلاک کرتا ہے گزرا نہ اور انکو
اسکا علم نہیں ہو پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیں ہیں وہ مگر چھوٹے لاجرم تو اسکی اس بات کو مت
حسن جو کہتا ہو کہ عالم عقلی نہیں ہو بڑی حجت اسکی یہ ہو کہ اگر اسکے سوا اور کچھ بھی ہوتا تو میں بھی دیکھتا
پھر کیوں نہیں معلوم ہوتا ہم کہتے ہیں اگر لڑکے عقل کے احوال کو نہ دیکھیں تو عاقل عقل سے کبھی
بھی نقل کرتے ہیں یعنی خلاف عقل نہیں کرتے اور اگر عاقل احوال عشق کا نہ دیکھے تو عشق نیک کا
ماہ کم نہیں ہو جاتا اگر دیدہ اخوان نے حسن یوسف کو نہ دیکھا تو کیا ہوا یعقوب کے دل سے تو ظاہر
ہوا موسیٰ کی چشم ظاہر نے تو عصا کو چوب دیکھا اور چشم غیبی نے انعی اور آشوب دیکھا وہی عصا تو عصا
چشم سراب پوشیدہ چشم سر یعنی ظاہر کے ساتھ لڑتی تھی آخر چشم پوشیدہ غالب آئی اور حجت
دکھا دی چشم موسیٰ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا اور چشم غیب کے سامنے اس سے
نور ظاہر ہوا اسے بیضی سخن تو اپنے کمال میں بے پایاں ہیں لیکن جو اس سے محروم ہو اس کے
سامنے یہ خیال بے وجود ہو جیسے اور خیال لایینی آتے رہتے ہیں اور جب کہ وہ حقیقت کی باتیں نہیں
سمتا اور فرج و گلو کو حقیقت سمجھ رہا ہے یعنی شہوت رانی و تن پروری اس کے سامنے اسرار
دوست کے مت بیان کر تھارے سامنے فرج و گلو خیال ہیں لاجرم ہلکوا جان ہر دم اپنا
جمال دکھاتی رہتی ہے پس جسکا کہ قاعدہ اور عادت فرج و گلو ہو اسی کے لیے لکم دینکم ولی دین
آیا ہے یعنی تمہارے لیے تمہاری روش ہو میرے لیے میری روش یعنی اسے احمد جب منافقوں کو
ایسا انکار ہے تو تو اپنے سخن کو کوتاہ کر اور یہ پڑانے کا فرہین ازلی ان سے بات مت کر یہ

شمر گویا تفسیر شمر صد کی ہو

آنا خلیفہ کا پاس اس زن کے واسطے شہوت رانی و جماع کے

قولہ چون خلیفہ کرد اسے اجماع پہ شہوتی ان زن رفت از ہر جماع پہ ذکر اور دو ذکر بر پاسے کر دہ قصد
نصفت و خیر مہر افزاے کر دہ چون میان پاسے آن خاتون نشست بد پس قضا آمد ہمیشہ بہت شہوت

خشت خشت موش در گوشش رسید به وقت مردی شویش کی رسید و ہم آن کز بار باشد آن صریح
کہ ہی چندی بہ تندی از صیدہ اللغات خشت خشت و نیز خشت نام آواز کاغذ و جامہ وغیرہ صریح
آواز قلم و مطلق آواز حمیرہ لوریا اسلختہ خشت خشت نے اس سے اس کے آواز کی اور خشت کیو است
اس عورت کے پاس گیا ذکر خشت کا کہ ایک ذکر کہ استادہ کیا اور خشت جوارح مہر افرا کا کیا جب در میان
پائون اس خاتون کے میٹھا پس ایسی گردش نکلی ہوئی کہ اس کے عیش کی راہ بند کردی کہ ناگهان
خشت خشت آواز چہرہ کی اس کے کان میں پہنچی ہو پختہ ہی مردی اس کی سوگی اور شویش کی
جھاگ گئی اسکو یہ وہم ہوا کہ بیان کہین سانپ ہے جس کی آواز سے یہ موش بہ تندی تمام
بور سے نکل جھاگا ہے

ہنسنا کنیزک کا ضعف شہریت خلیفہ پر مقابل فوت شہوت پہلوان کے اور سمجھ جانا
خلیفہ کا اور پوچھنا سبب خندہ کا

قولہ زن چودہ آن شہستی انداز شگفتہ بہ آمد اندر خندہ شہریت بیادش آمد مردی کن پہلوان بہ کو
بگشت آن شیر و اندامش چنان بہ غالب آمد خندہ زن شد و از ہمدی کردنی شلب فراز بہ سخت می
خندید و چون بنگیان بہ غالب آمد خندہ برسود و زیان بہ ہر پو اندیشید خندہ می فرو و نہ پو بندیل ناگاہان
گریہ و خندہ غم و شادی دل بہ ہر یکے را بعد نے نان ستقل بہ ہر یکے را خزن و مفتاح کن بہ اسے برادر
در کف قنار دان بہ ہیج ساکن سے نشدان خندہ زوہ پس خلیفہ تیرہ گشت و تندہ نو بہ زوہ شمشیر سے
چو اکتش در کشیدہ گفت سر خندہ را گواہی پلید بہ در دم نہیں شدہ ظنی او تقا وہ راستی گو خندہ تو انیم داوہ دور
خلافت راستی بفریم بہ یا بہانہ چرب سے آری دوم بہ من بدافرم دہل من بہ شہسخت بہ ہادیت حق کہ پچ
گفتنی است بہ در دل شاہان تو دان را بہ سطرہ گر کہ کہ شدہ غفلت نہرا بہرہ یکہ بہرہ سے
در دل وقت گشت بہ وقت خشم و حرص اندر زیر طشت بہ آن فراست این زمان یا من است بہ
اگر گوی اچہ حق گفتست بہ من بدین شمشیر کم گشت بہ سود سے نہ بہانہ کرفت بہ این زمان بہ شتم ترا بہ
ہیج شک بہ تیغ را کرد و حالہ گفت نک بہ در گوی راست آزادت کہم بہ حق یزدان شکست شادت
کہم بہ ہفت مصحف در زمان بہ ہم نہاد بہ خورد و سوگند و چنین تقریر و ادب اللغات مستقل تنہا کسی کم بہ
کھرا ہونے والا المعنی فراتے ہیں عورت نے جو وہ شہستی خلیفہ کی دیکھی تعجب ہو کے چٹھا
مارا اور منہ سی سے اسکو گھیر لیا اور اس پہلوان کی مردی اسکو یاد آئی کہ ایسے شیر کو جس نے سارے
انکر کوٹ پٹ کر دیا تھا مارا اور مردی اسس کی ویسے ہی استادہ تھی اس خیال سے اسکو

بڑی مہی ہنسی آئی ہر چند رکعتی تھی اور کوشش کرتی تھی مگر پھیلا ہی جاتا تھا اب بند نہیں ہوتے تھے بنگیوں
 کی طرح جیسے الکا ہنسی کا تار بندھ جاتا ہو نہایت ہی ہنسنے جاتی تھی سو دو زبان دونوں پر ہنسی اسکی
 غالب ہو گئی تھی نہ پر وافع کی تھی نہ غم نقصان کا یہاں تک کہ ہنسی کے ٹلنے کو اور فکر دن میں آپ کو
 ڈالتی تھی مگر جو کچھ سوچتی تھی اس سے ہنسی ہی بڑھتی تھی گویا ناگمانی ایک اہلا ہنسی کا اسپرٹ پڑا تھا
 آپ فرماتے ہیں کہ رونا اور ہنسا اور غم و شادی دل کی ان سب کا ایک خزانہ مستقل جانے رہ کہ یہ ہر ایک
 ایک محزن ہیں اور کنبی ہر ایک کی اسے برادر قحاح کے ہاتھ میں پھر اس کے کھوے ہوئے کو کون
 بند کر سکے یہ بھی ہر چند جانتی تھی مگر وہ خندہ اسکا ذرا بھی اس سے نہیں دیتا تھا آخر خلیفہ قصہ اور تہذیب ہوا
 اور جلدی تلوار لہو آتش فنا کرنے والی تھی کھینچ کے لگا کہ ہاں اسے پلید اس ہنسی کا بھید بھلکوتا کیوں
 ایسی ہنسی ہو تیرے دل میں اس ہنسنے سے ایک گمان پیدا ہوا ہے سچ بتا دھو کا بھلکوتا نہیں ہے سیکلی
 اور اگر خلافت راستی کے بھلکوت فریب دے گی اور چٹنے چپڑے بہانے اور افسوں کرے گی تو وہ بھی میں جان لوں گا
 اس لیے کہ میرے دل میں ایک روشنی ہو لہذا بھلکوتا چاہیے کہ حق بات کہ وہ جو کنا چاہیے یہ جان لے
 کہ پادشاہوں کے دل میں بڑا ایک ماہ سطر ہوتا ہے چاہے کبھی بھی انکی غفلت سے وہ زیر پر ہو جائے جو
 مراد عقل و فراست سے ہو پھر کہتا ہوں کہ ان کے دل میں وقت سیر اور گشت کے ایک چراغ ہوتا ہے
 جسکی روشنی سے ہر کسی کا حال دریافت کرتے ہیں اور یہی چراغ وقت مرض و شتم کے زیر طشت
 ہو جاتا ہے کہ اسوقت کچھ نہیں سوچتا بس وہی فراست اس وقت میری مددگار ہو رہی ہے اگر کوئی
 وہ بات نہ کہی جو حق کہنے کا ہو تو میں اسی تلوار سے تیری گردن کاٹ ڈالوں گا تیرے بہانے جیلے
 کچھ بھلکوتا نہ کرے کچھ شک مت سمجھ اسی وقت مار ڈالوں گا اور تلوار اسکی طرف اٹھا کے کہا یہ دیکھ
 موجود ہے اور سچ اگر کہہ دے گی تو آنا و گردن کا اور قسم حق کی ماروں گا نہیں بلکہ نل شاہ گردن کا اور اسی وقت
 سات قرآن بنظر مزید تاکید قسم تلے اوپر رکھ کے یہ تقریر ادا کی اور قسم کھائی کہ ماروں گا نہیں قولہ زن
 جو عاجز گشت گفت احوال را بد مردے آن رستم صد زال را بد شرح آن گردک کہ اندر راہ بودہ
 یک بیک با آن خلیفہ و انمودہ شیر کشتن موسے خیمہ آمدن بدوان ذکر قائم جو شاخ گر گردن بد ابدان
 قوت کہ از شیر شکارتہ هیچ تغیرش نہ شد بد برقرار شد تو بدین سستی کہ چون کر دے بگوشش بد
 شست خشت مو شکے رفتی از ہوشش بدین بدیدم از تو این دازدے آن بد نان سبب خندیدم
 ای شاہ جہان بد را بار میکند حق آشکارا چون بخوابد رستم تخم بد مکارا این بہار تو ز بعد برگ ریزید
 بران بر وجود ستیزہ آتش و باد و آب و آفتاب بد راز ہمارے بر آرزو تر اب بد

در بہاران ستر پیداشود ہر چہ خورد دست این زمین رسوا شود و بردگان از دہان و از لبش پناہ پید آید
ضمیر دندہ پیش پ سرخ ہر درخت و خوردش پ جملگی پیدا شود آن ہر سرش پ ہر خنہ کز دے کودل آزد و دہ
از خمارے بود کان خوردہ پ لیک کے دانے کہ آن ریخ خمار پ از کداسے بر آمد آشکار پ این خمار
اشکوہ آن دانہ است پ آن شناسد کاگہ و فرسانہ است پ شاخ اشکوہ نما ند دانہ راہ لطفہ کے ماند تن بر نانہ
راہ ہست ماند ہیولا با اثر پ دانہ کے ماند باشد با شجرہ اللغات گردک بالضم گرد یعنی پہلوان و
کاف براسے تعظیم کردن ہندی گینڈا برگریز خزان ہیولا مادہ ہر شے واصل ہر چیز اسے لطفے حاصل
عورت جب عاجز ہوئی تو اس نے سارا احوال کہا اور مردی اس رستم کی کہ وہ رستم تو ایک ہی نال
سے پیدا ہوا تھا اور یہ گویا سوزال سے پیدا تھا بیان کی اور نیز شرح اسکی کہ اس پہلوان بزرگ سے
راہ میں جو کچھ ہوا تھا جد اجد خلیفہ کے آگے ظاہر کی یعنی شیر کا مارنا اور لوٹ کے خیمے میں آنا اور
ذکر کا گینڈے کے سینک کی طرح کھڑ ہونا اور کہا کہ میں نے جو خیال کیا اسکی قوت کو کہ ایسے
شیر کے شکار سے کچھ اسکو تغیر نہوا جیسا تھا ویسا ہی برقرار رہا اور تیری سستی کو کہ تو نے جو جو ہیا کی
چون چون سنی اپنے ہوش سے جاتا رہا جب تجھ سے یہ دیکھا اور اس سے دہ دیکھا تھا تو اس سبب سے
اے شاہ جہان میں ہنسی اس یہ وجہ ہنسنے کی ہوئی اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ حق تعالیٰ پر
جلد عید کھکے ہوئے ہیں اور سب کو وہ ظاہر کر دیتا ہوا اور جب تو جانتا ہو کہ بویا ہوا جتنا ہے تو تخم بدست ہو
یہ جو بہار بعد خزان کے ہوتی ہے یہی بڑی دلیل قیامت کے وجود پر ہے کہ ضرور ہوگی جیسے آگ
اور ہوا اور آب و آفتاب یہ سب ان اسرار کو جو زمین میں چھپے ہیں ظاہر کر دیتے ہیں جب
یہاں آتی ہے تو تمام بحید ظاہر ہو جاتے ہیں جو کچھ اس زمین کا کھایا ہوا ہوتا ہے سب رسوا ہوتا ہے
اسی زمین کے لب و دہن سے جن سے کھائی ہے انھیں سے جم اٹھتا ہے لب و دہن زمین
کے کنارے گڑھے تا اسکا یعنی زمین کا بحید و مذہب ظاہر ہو کہ امین ہے یا خائن ایسے ہی ہر خست
کی جڑ کا بحید کہ اس نے کیا خورش کھائی ہے سب اس کے سر پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میوہ ہر سے کھاتا
جو تخم کہ اس سے تو آزدہ دل ہوئے وہ خمار سی شراب کا ہے جو تو نے کھائی ہے یعنی ہر عمل کا
وہ بدل ہے لیکن تو اس بات کو کب جانے کہ وہ خمار کون سی شراب سے ہے اور کس سے
ظاہر ہو گا اور نہیں جانتا کہ یہ خمار کون سے دانے کا شکوہ ہے ہاں اسکو دہ جانتا ہے جو کہ خبردار اور داناکہ
اور کیسے جانے کس سے کہ شاخ شکوہ کی مشابہ دانے کی نہیں ہوتی نہ لطفہ مشابہ تن مردانہ کے
جو دونوں اصل شلخ و تن کی ہیں مگر دونوں ہیولا کی طرح جو مادہ شے کو کہتے ہیں با اثر ہیں

درد و اندامات شجر کے کب ہوتا ہے تو لفظ ازناں ہست کے مانند بنان ہر دم از لطف ہست کے باشند
 بچان و سبب انار ہست کے مانند بنانہ از بخار ہست از سر کے مانند بخارہ از دم جرمین شدیو سایدیدہ کے
 بصورت سچو او شدنا پدیدہ آدم از خاک ہست کی مانند خاک و پچ انگور سے غنی مانند تاک ہ کے بود عطا
 جو خلد پائدار ہ کے بود درد سے بشکل برائے از پچ اصل ہست اندازہ پس ندانی اصل رنج و
 درد ستر لیک ہے اصل انداز این بنیاد بیگناہی کی رنج اندازہ از پچ اصل ہست او کشتہ ہر شیت ہ
 گرنی مانند بوسے ہم از ویست پس بدان رجعت نتیجہ لیتست ہ است این شربت از شہبشت ہ گر
 ندانے این گند رائے اعتبارہ زود زاری کن طلب کن انتقامہ سجدہ کن صد بار یہی کو اسے خدا نیست
 این غم غیر در خورد و سزا ہے اسے تو سبحان پاک بے ظلم و ستم ہ کے دہی بھرم جان را درد و غم ہ من معین
 سے ندامت جرم را بے لیک ہم جرمے بیاید کرم را ہ چون ابو شیدی سبب را دم اعتبارہ داغ آن جسم را
 پوشیدہ دار یہ گاہین جزا اظہار جرم من بودہ در سیاست و زویم ظاہر شود ہ باز گردم سوے تو بہ شاہ
 بارہ تا شود علوم اسرار نیاز ہ اللغات اعجاز مغفرت کرم بالفہم کلمات عربی غم و اندوہ ا معنی
 پھر بتائید صدر فرماتے ہیں کہ لفظ ردی سے پیدا ہوتا ہے اور ردی کے مانند نہیں ہے اور آدمی لطف سے
 ہے لیکن ایسا نہیں جیسا کہ لفظ ہر جن نار سے ہے لیکن نار کی طرح کماں ابر بخار سے ہے مگر بصورت
 بخار نہیں حضرت جبریل کے دم سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے لیکن عیسیٰ ظاہر انکی طرح ناپدید کب ہیں
 آدم خاک سے ہو گا شاید خاک کے کب ہیں نہ کوئی انگور شاہ تاک کے طاعت کسی کی کماں خلد کے
 مثل پائدار ہے نہ کوئی پور شکل پائون دار کے غرض کوئی اصل و ہوا لا ایسا نہیں ہے چو بصورت
 اس کے اثر کے ہو اسی سبب سے تو اصل رنج و درد سر کی نہیں جانتا لیکن ہے یہ کہ بدلا بے اصل
 کے نہیں ہوتا نہ خدا سے تو اب بے گناہ کسی کو رنج دیتا ہے جو کچھ جسکی اصل ہو وہی کشیدہ
 ہر شے کی ہے اگرچہ وہ مثل اس کے نہیں ہو گا تو اسی سے بس اگر رنج جھکو ہو تو خوب جان لے کہ یہ نتیجہ
 میری ہی زلت و لعش کا ہے اور آفت اس ضربت کی میری ہی شہوت سے اور اعتبار کی راہ سے
 اس گناہ کو تو نہیں جانتا و جلدی زاری کر اور مغفرت ڈھونڈھ سجدے میں سر رکھو اور سیکڑوں پر
 کہ اسے خدا یہ غم جو چھپر کیا ہے میرے لائق سزاوار ہے کیسے کہوں کہ سزاوار نہیں اسے خدا تو
 پاک سبحان بے ظلم و ستم ہے تو بے جرم کے جان کو درد و غم کب دیتا ہے لیکن من معین و
 مقرر کر کے اس جرم سے واقف نہیں ہوں مگر یہ خوب جانتا ہوں کہ ہر غم و اندوہ کے لیے ایک
 جرم ہے بے جرم کے غم و اندوہ نہیں ہوتا آپ تو نے جو سبب کو از راہ عبرت چھپا لیا ہے

تو ہمیشہ اپنے کرم سے اسکو ایسا ہی چھپا رکھ کس واسطے کہ اگر بدلا اس جرم کا وہ گاتو وہ جرم ظاہر ہوگا کہ ضرور کوئی جرم کیا ہو جب تو اسکے بدلے میں گرفتار ہے اور اس تنبیہ سے جو ری میری ظاہر ہو جائے گی اب فرماتے ہیں کہ میں اس پادشاہ کے جس کا ذکر تھا تو یہ کے بیان کی طرف لوٹا جس سے تجھ کو بھید نیاز کے معلوم ہوں کہ نیاز اسکا نام ہی

عزم کرنا پادشاہ کا بعد وقوف اس خیانت کے کہ اسکو عفو کروں اور چھپاؤں اور چھو کر غی اسی کو دیدوں اور جانتا کہ یہ فتنہ بدلا اسی کے ظلم کا تھا جو شاہ موصل پر کیا تھا کہ من اساء و فعلیہا یعنی جس نے بُرا کام کیا وہ اسکے ذمے ہے

قولہ شاہ باخود آمد استغفار کرد و یاد جرم و ذلت و اصرار کرد و گفت باخود آنچه کردم با کسان بد شد جزاے آن بجان من رسان بد قصد جفت دیگران کردم بجاہ بد من آن واقعاتم بجاہ بد من در خانہ کسب دیگر زدم بد او در خانہ مرا زدلا جرم بد ہر کہ با اہل کسان بد شد نسق جوئے اہل خود را دان کہ تو راست او بد از انکہ مثل او جزاے او شود بد چون جزاے سیمہ مثلش بود بد چون بسبب کردے کشیدی سوے خویش بد مثل آن چون تو دیوئے زہیش بد غصب کردم از شہ موصل کثیر بد غصب کروند از من آن را نہ تیر بد او این من بدے لالائے من بد خائش کروان خیانتہاے من بد نیست وقت کین گوارے نامتقام بد من بدست خویش کردم کار خام بد کر کشم کینہ از ان میر و حرم بد آن تعدے ہم بیاید بر سر دم ہچنان کین ظلم آمد در جزاے از مودم باز نہ زبایم و را بد و صاحب موصلم کردن شکست بد من و گزین را نیارم نیز جفت بد او حق مان از مکافات آگے بد گفت ان عدم بہ عدنا بد ہر فرزندے کردن انجا سو نیست بد غیر صبر و رحمت محمود نیست بد رہنا ناظمتا سہو رفت بد رحمت کن اسے رحیمات زفت بد عفو کردم تو ہم از من عفو کن بد انکنا ہاں تو جرم کہن بد گفت اکنون اسے کنیک و الگو بد این سخن بد کہ شیدم من ز تو بد پاس داد و بر کسے عرضہ کنن بد آنچه گفتے اسے کنیک زین سخن بد ہا امیرت جفت خواہم کرو من بد اھذا اندرین حکایت دم من بد تا نکرد داد و ز رویم شرسا نہ کو یکے بد کرد نیکی صد ہزار بار یا من استخافش کردہ ام بد خبر از تو بد و سپردہ ام بد درامانت یافتم اورا تمام بد این قضاے بود کہ ما السلام اللغا تو بد تشدد و داد و لال و بے عزت و قلبتان لا اعلام اسے فرماتے ہیں پادشاہ کینز سے سبیل سن کے ہوش میں ہو گیا اور استغفار کیا اور اپنے جرم و نفرت و اصرار کو یاد کیا اور سوچ کے کہا جیسا میں نے لوگوں کے ساتھ کیا اسی کا بدلا میری جان کو ملا میں نے اپنے رتبے کے زور پر قصد

اور دن کے جفت کا کیا وہ میرے ہی اوپر پڑا جس سے میں خود چاہ میں گر میں نے دوسرے آدمی کے گھر کا دروازہ بجایا اُس نے میرے گھر کا دروازہ بجایا سچ ہے جو کوئی لوگوں کے اہل پر فسق جو ہوا خوب جان لے کر ایسی اہل کا دلال و قلیبان ضرور ہے آسوا سے کہ اسے فعل کا بدلا ویسا ہی ہوتا ہے جیسا وہ فعل ہے جیسا کہ فرمایا دین جابر بسینہ ظلمہ مثلاً جو ایکسی برائی کے ساتھ پس واسطے اسکے مثل اسی برائی کے ہے جب تو نے ایسے فعل کا سبب پیدا کیا تو گویا اس بد فعلی کو اپنی طرف اپنے واسطے کھینچا اس لیے کہ تو پہلے سے دیوث ٹھہرا ہوا ہے میں نے موصل کے پادشاہ سے کنیز اسکی بھیجی لوگوں نے مجھے اسکو چھینا اور کیسا جلدی چھینا اور ایسے شخص نے جو میرا امین اور میرا غلام تھا اگر اسکا کیا تصور نہ میں خیانت دوسری کرتا نہ وہ میرا خاں ہوتا میری ہی خیانت نے اسکو خاں کیا اب وقت کینہ پورا کرنے اور بدے کا بنین ہے میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کا کام کیا اگر کینہ اُس امیر اور حرم سے نکالوں تو وہ حد سے تجاوز کرنا پھر میرے ہی سر پر پڑے گا جیسا کہ اُس ظلم کا بدلا میرے سر پر آیا اب جو ایک دفعہ آزما لیا تو دوبارہ کیوں آزماؤں یہ اسی صاحب موصل کے در نے میری گردن توڑی اب میں اس درد کو دوبارہ کیسے ڈھونڈ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ہلکوا سکے بدے سے خبردار کر دیا جیسا کہ فرمایا ہے علی ربکم ان بحکم دان عدم یعنی قریب ہے کہ خدا تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر جاؤ گے ہم بھی پھر جائیں گے پس ہر قسم کی زیادتی کرنا کچھ فائدہ نہیں ہے نہ سوائے صبر و رحمت کے کوئی امر محمود اب کتا ہے ربنا انا ظلمنا انفسا یعنی اے پروردگار ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور ہم سے سہو ہو گیا تو رحیمی کر تیری رحیمیاں بڑی زلفت و سبط ہیں میں نے ان سے یہ جرم عفو کیا تو اپنے عفو سے میرے لئے پڑانے چلے گناہ عفو کر دے یہ سب باتیں سوچ کے کنیز سے کہا کہ اب تو بھی اس بات کو جو میں نے تجھ سے سنی خبردار کسی سے مت کہ خوب نگہبانی اسکی کر اور کسی سے عرض مت کہ جو چھپے تو نے اسے کنیز کہ تجھ سے کہا ہے میں تجھ کو اسی امیر کا جفت کر دوں گا اللہ اشد اس حکایت سے پھر دم مت مار تجھ سے مت نکال اس سبب سے کہ وہ مجھے شرا لے گا اگرچہ یہ ایک برائی اس سے ہوئی مگر لاکھوں نیکیاں بھی تو ہوئی ہیں میں نے بارہا اسکا امتحان کیا کہ تجھ سے بہتر اور خوب تر اسکے سپرد کردی ہیں اور امانت میں اسکو پورا ہی پایا ہے بھی ایک شیت ایزدی تھی جو یہ برائی اُس سے ہو گئی

ہلانا خلیفہ کا پہلوان و کنیزک کو اور عقید کر دینا دونوں کا
قولہ پس بخود خدا ان امیر خویش را بکشت در خود خشم قرار اندیش را بہ کرد باو ایک بہانہ دلپذیر

کہ شد ستم زین کینرک بس نفیرہ زان سبب کہ غیرت در شک کینرہ مادر فرزند دارد صد عینہ مادر فرزند را
 صد حقماست بناوہ در خورد چنین جور و جفاست بد رشک و غیرت سے پردخون مے خورد و زین کینرک
 سخت تلخی مے برد و چون کسی را داد خواہم این کینرہ پس تراوے ترست این اسے عزیزہ چون توجانبار
 نمودے ہراوہ خوش نہا شد دادن اورا جز بتوہ عقد کردش با امیر اورا و اوہ پنجم و اوہ حرص را لیکو
 نہاد و گر بے سستی ز نری خزانہ بود اورا مردے پیغمبران بہ ترک خشم و شہوت و حرص
 آورے بہست مردے درگ پیغمبرے : اے پیغمبرے پادشاہ نے وہ باتیں جو او پر مذکور ہوئیں سوچ کے
 اس امیر کو اپنے پاس بلایا اور اپنے محلے قرار دیش کو اپنے ہی آپ میں مارا اور ایسا ایک ہسانہ
 جسکو اسکا دل قبول کرے اُس سے کیا کہ جھگو اس کینرہ سے نہایت نفرت ہو گئی اس سبب سے
 کہ اسکی غیرت در شک سے مادر میرے فرزند کی بینے اصل بی بی سیکڑون قسم کے تارے
 اور فریاد کرتی ہو اُسکے میرے اوپر سیکڑون حق ہیں بس وہ لائق ایسے جور و جفا کے نہیں ہے
 وہ نہایت رشک و غیرت کرتی ہو اور خون اپنا کھاتی ہو اور اس کینرک کے سبب سے نہایت
 تلخی اٹھاتی ہو میں آخر یہ کینرہ کسی کو دے ہی دوں گا بس سے عزیزہ مجھے اولی اور بہتر کون ہو تے لے سکے
 واسطے بڑی جانبازی کی ہو لہذا میرے سوا اور کو دیدینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا لاجرم اس امیر
 کے ساتھ اُسکا عقد کر کے اسے دیدی اور اپنے خشم و حرص کو الگ رکھ دیا اب مولانا ج کا
 مقولہ ہے کہ اگرچہ وہ مردی میں سست تھا اور گدھوں کی سی نری اُس میں نہ تھی مگر اُس میں
 مردی پیغمبروں کی تھی اُس لیے کہ ترک خشم و شہوت اور حرص آوری یہی مردی اور رگ

پیغمبری کی ہو نہ گدھوں کی سی نری

در بیان سخن قسمنا کہ کسی کو قوت و شہوت گدھوں کی سی دیتا ہو اور کسی کو
 صفات و صفوت فرشتوں کی شعر چمکھا یکہ شہوتے نبود بہر او جس
 قیامتے نبود بہ شعر سبز ہوا تا فتن از سرورے است بہ ترک ہوا
 قوت پیغمبرے سست

قولہ مردے خرگو مباح اندر گش بہ حق ہی داند لغ بکر بکش چہرہ با شہم بن حق بگرہ بہ ازانکہ زندہ ہاشم
 دور دورہ بہ مغرورے این شناس پرست آن : آن بود در دود رخ ماین در جنان بہ حفت الجنہ
 مکارہ مار سیدہ حفت النار از ہوا کند پیدہ : اسے ایاز نہ شیر دیو کش بہ مردے خرگم فزون
 مردے ہش : ہا پنجہ چندین صد را دراکش نکر دہ لعب کو دک بود پیشیت اینست مردہ

اسے بدیدہ لذت امر راہ جان سپردہ بہرام مرد و فانی ایک از تعظیم امرش آگئی : این حکایت گوش کن گر
 ماہی : داستان امر و ذوق چاشنیش : بشنو اکنون در بیان معنیش اللغات آری بکریاک نام
 پادشاہ ترکستان صدر بالانشین و الہ بکسر لام عاشق چاشنی مرہ ولدت اسے فرماتے ہیں
 جب رگ پیغمبری کی اُس میں ہر تو مردی خری کو اسکی رگ میں نہو جی تعالے تو اسکو ان بکر بکری پادشاہ
 جلیل القدر جاتا ہر میں مردہ ہو ورن اور حق تہا لے اچھکو بنظر رحمت دیکھے اُس سے بہت اچھا کہ
 زندہ ہو ورن اور اُس سے دور و مرد و در ہوں مغز مردی کا یہی ہو جو مذکور ہوا اور وہ مردی ظاہری پو
 اسکا ٹھکانا دوزخ ہو اور اسکی جگر جنت تو نے نہیں سنا کہ جنت کو مکروہات گھرے ہوئے ہیں اور
 دوزخ کو خواہشیں نفس کی سیٹھے ناگوار یاں نفس کی جب تک نہ اٹھائیگا جنت نہ پلے گا بخلاف اسکے
 دوزخ کا لہنا نفس کی گوارا چیزوں میں ہے اب پھر مخاطب طرف ایاز کے ہوئے کہ اے ایاز شیر نہ
 دیو کش مردی خری کم و ناچیز ہو اور مردی ہوش کی بڑھ کے یعنی ہوش و اے ہی مرد ہیں وہ چیز جسکو
 بہت سے بالانشینوں نے دریافت نہ کیا تیرے سامنے رکھوں گا کھیل تھا تو ایسا مرد ہے
 اے ایاز تو نے میرے امر کی لذت دیکھی اور تو نے میرے امر کے واسطے جان منو پ دی کہ
 اسکو و فاکرواں بس اے غلام تو کہ اُسکے امر کی تعظیم و عظمت سے آگاہ ہو اور اگر عاشق امر کا ہو تو اس حکایت
 کو سن اور داستان امر کی اور ذوق اسکی چاشنی کا لے اب بیان معنوی سے اٹھایہ اشعار ایاز سے
 یہاں تک تنہی داسی حکایت کی ہیں

دینا پادشاہ کا ایک گویہ وزیر کے ہاتھ اور پھر اور کتنے امیرون کو کہ اسکو توڑو اور نکال
 اسے توڑنے سے

تو کہ گفت روزی شاہ محمود بنی : آن شہ عزیزین : سلطان سنی : یک صبحی جانب دیوان شتافت :
 جملہ ارکان دیوان دیوان یافت : گوہرے بیرون کشید و مستنیر : پس نہاد آن نو دبیر گفت وزیر : گفت
 چونست دجہ اردو این گمر : گفت پیش : اردو ز صد خردار زر : گفت بشکن گفت چونش بشکنم :
 نیکنخواہ مخزن و مالست نم : چون روادام کہ مثل این گمر : کہ نباید در بہا گرد و ہر : گفت شاہ : بش
 بدادش خلعتی : گوہر ازوے بست آن شاہ فتنے : کرد ایثار وزیر : آن شہ رجود : ہر لباس و جملہ کو پوشیدہ
 بود : ساعے شان کرد مشغول سخن : باز قضیہ تازہ و نو و کمن : بعد ازان دادش بدست جاسے : کہ جو
 اردو این بدست طالبے : گفت اردو این نہ نیمہ مملکت : حافظش باد اذلا از مملکت : گفت
 بشکن گفت اے خورشید تیغ : بس در تیغ است این شکست بس در تیغ : اللغات سنی بزرگ

مستتیر روشنی یافتہ ہر نقصان حاجب و رہبان اسلئے گما ایک دن شاہ محمد غنی کو وہ بادشاہ غریب اور سلطان بزرگ تھا ایک صبح دیوان خانے کی طرف گیا جملہ اراکین کو وہاں حاضر کیا ایک گروہ شہزادہ کمالا اور جلدی وزیر کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا یہ گوہر کیسا ہی بزرگس قیمت کا کہا سو گون زیادہ قیمت کا کہ اسکو توڑ ڈال کہا کیسے توڑوں کہ نہ کھوہ تیرے مال خزانہ کا ہون پھر کیسے روزِ غایت کہ اس قسم کا گوہر جو ملے گا نہیں قیمت سے گھٹ جائے گا شاہ باش اور خلعت دیا اور گوہر اس سے اس شاہ جہان نے لے لیا اور اپنی بخشش وجود سے اس میں زیر کو جو لباس و حلہ کہ چنے تھا عطا کیا بعد اس کے قزوینی میر با توں میں مشغول کیا اور نئے پرانے قصبے بیان کر کے اس کو ہر کو رہبان کے ہاتھ میں دیدیا اور پوچھا کہ اگر کسی طالب کے ہاتھ میں جائے تو کیا قیمت ہوگی گما اوسمی سلطنت اسکی قیمت ہو افتد لغاسے اسکو ہلاکت سے محفوظ رکھے اس سے بھی بادشاہ نے کہا توڑ ڈال سنے گما اور شیر تیرے کہ جس سے ہر ایک کی آنکھ چھپکتی ہو اسکا توڑ ڈالنا تو نہایت افسوس ہی افسوس ہو قولہ قیمتش بگذا میں تابائع کہ شدہ است امین نور روز اور تابع ہ دست کی چند مراد کسر اوہ کے خزانہ شاہ را با ششم عدد شاہ خلعت داد اور ارش فرمود واپس زبان و مدح عقل و کثرت و بعد یک ساعت بدست میر داد و در ملاکین امتحان کن باز دیا و داوچی گفت وہمہ میران ہین ہ ہر یکے ماخلعتی دادا و تخمین ہ جاگیاہ شان ہنے افزو و شاہ ہ وان خیسان را بر و از رہ بجاہ ہ مجنہین گفتند فخر شخصت میر ہ جملگان یک یک بتقلید وزیر ہ گرچہ تقلید بہت استون جہان ہ بہست رسوا بر نقلد ز امتحان ہ شاہ چون کرد امتحان جملگان ہ مال ہ خلعت بر ہر یک بیکران ہ مجنہان و در و در گردان شد گہر ہ تاب بدست ان ایاز دیدہ و رہ آخرین بنما و در کہ ایاز گفت اورا کا سے حریت دیدہ باز ہ یک بیک دیدند این گوہر تو ہم ہ و شاہ عیش و درنگرا می محرم ہ اللغات جاگلی و زینہ و را بہ استون استون اسلئے چہر اسی رہبان کا قول ہو کہ قیمت اسکی جانے دے اسکی روشنی و جگہ ہی کو دیکھ جکے نور کا تابع نور روز کا ہو رہا ہ ہ چہر ایسے گوہر کے توڑنے کو ہاتھ کسی کا کیسے ہلیگا میں توڑ کے کیا خزانہ بادشاہ کا دشمن بنوں بادشاہ نے اسکو بھی خلعت دیا اور راتہ بڑھایا اور اسکی عقل کی بہت سی تعریف کی بعد ایک ساعت کے اور ایک امیر کو وہ گوہر دیا اور کہا کہ اسکا امتحان زیادتی سے کر چنے قیمت سے وہ بھی ہی کہتا تھا اور امیر بھی ایسے ہی ہر ایک کو قیمتی خلعت دیے اور سب کے راتے روز نے بڑھا تا تھا اور ان ناچیزوں کو راہ کنوین میں لے جا تھا کہ انجام اسکا نہ است ہو ایسے ہی بیچاں شہزادہ امیروں نے وزیر کی پردی سے ہی گما آب مولانا فرماتے ہین اگرچہ تقلید استون جہان کی ہو اور خلافت میں ہر طرح خوابی کہ سب

امتحان ہوتا تو مقلد پر سوالی پڑتی ہر ایسے ہی پادشاہ نے جب سب کا امتحان کیا تو سب نے مال خلعت بیکراں پایا اب وہ گوہر پھرتے پھرتے ایاز دیدہ ور کے ہاتھ میں جویش والا تھا آیا احسن کو اسکے ہاتھ پر بھی رکھ دیا اور کہا کہ اسے حریف بصرون کے سب نے تو اس کو دیکھا تو بھی نواؤ محرم اسکی شعاع کو دیکھ اور غور کر

یہوینا اس گوہر کا بعد دو رہا تھیں ایاز کے اور میان کیا ست ایاز کہ اسے مال و دولت پر دھوکا نہ کھایا اور تقلید اوروں کی نہ کی اور توڑنا اسکا اس گوہر کو اور تشنیع اوروں کی اسکی نسبت

قولہ امی ایاز کنون بگوئی کاین کہ بہ چندے ارزد بدین تاب وہ نہ گفت افزون ایچہ تاغم گفت من بہ گفت کنون زندو خوردش در شکن بہ سنگا و استین پوش شباب بہ خورد کرد و پیش ادا این بد صواب بہ اتفاق طالع بادولتش بہ دست داد آن لحظہ نادر حکمتش بہ یاجناب این دیدہ بدو آن باصفافہ کردہ بدو اند بفل دوسنگ را بہ بچو یوسف کا ندرون قمر چاہ بہ کشف شد پایان کارش ازالہ بہر کر نفع و ظفر پیغام داد بہ پیش او یک شذر ادو نام را بہ ہر کہ مانند آن و سے شد فضل یار بہ از چہ ہر سہ از شکست کارزار بہ چون یقین گشتش کہ خواہد کرد مات بہ فروست اسب و پیل باشد ترہات بہ گرد اسب پیش ہر انکہ اسب جو ست بہ اسب او کوئی کہ پیش آہنگ او ست بہ مرو را با اسب کے خویشی بود بہ عشق اسبش از پے پیشی بود بہ ہر صورت ہما کش چندین زحیر بہ بے صداع صورت معنی بکیر بہ ست زاہد را غم پایان کار بہ تاجہ باشد حال اور وز شمار بہ اسے پادشاہ نے کہا اے ایاز اب تو بتا کہ یہ گوہر باوصف اس تاب ہنر کے کس قیمت کا ہے کہا جو کچھ میں کہ سکون اس سے برصو کے ہو کہا ابھی اسکو چرچور کر کے توڑ ڈال اسکی آستین میں پھرتے توڑا اس نے اسکو ریزے ریزے کر ڈالا اور اسکے نزدیک یہی بہتر تھا اسکا طالع بادولت جو اس سے موافق تھا اسی وقت طالع کی حکمت نادر نے اس سے ہاتھ ملایا اس باصفافے یہ بات خواب میں دیکھی تھی اسی سبب دو پھر بفل میں دبا لیے تھے جیسے حضرت یوسف کو قعر چاہ میں انجام کار حکم اگر سے معلوم ہو گیا تھا کہا ہاں فی القرآن فلما ذہبوا بہ واجمعوا ان یجلبوہ فی غیاۃ الحب قا وینا الیہ لتنبئہنہم بامرہم ہذا ہم لایثرون پس ہر گاہ کہ لیکے اسکو اور متفق ہوے اس بات پر کہ ڈالیں اسکو قعر چاہ میں سوچی کی پہننے اسکی طرف کہ ضرور ضرور خبردار کر دینگے ہم انکو انکے اس کام سے امدد حال یہ کہ وہ نہیں جانتے بس جس کسی کو نفع و ظفر نے پیغام کیا کہ میں تیرے واسطے ہوں اسے

سامنے مراد و نام او یکساں ہوتی ہو ایسا بے غم ہو جاتا ہو اور جسکو فضل یار کا مانند اس کے ملک کے ہو گیا وہ ٹرائی کی شکست سے کب ڈرے گا کس واسطے کہ باوجود فضل یار کے شکست ہی کب ہو گی مثلاً جب کسی کو یقین ہو گیا کہ میں مات کرونگا تو اس کے سامنے اسب و پیل کا مرنا بیہودگی اور بے افسوسی ہو گی اگر اسب اسکا وہ لیجائے جو کہ اسب جبر ہو یعنی اس فکریں کہ اسکا اسب مجھکو لٹائے تو وہ اسب اسکا پیش آہنگ و نقیب ہو جائیگا واسطے فتح و غفر کے اسکو اسب سے اپنے کب محبت ہو گی وہ تو اپنا مات سمجھے ہوئے ہو اسکو تو عشق اسب کا فقط واسطے اپنے غلبہ و بیشی کے تھا کہ بجائے ہوئے تھا پس فرماتے ہیں صورتوں کے واسطے اتنی پیشین اور دردمت اٹھا بدون در و سر صورت کے معنی حاصل کرنا ہر کو غم اس بات کا ہوتا ہو کہ دیکھتے قیامت کے دن میرا انجام کار کیا ہوتا ہے قولہ عارفان ناخاز گشتہ ہوشمند از غم و احوال آخر فارغند بود عارف را غم و خوف در جاہ سابقہ در پیش خور دان ہر دورا بدید کو سابق زراعت بود ماش و اندامی داند چرخانہ بود چاش و عارفست او باز رست از خوف و بیم ہاے ہوا کرد تیغ حق و بیم بود اور ایم و امید از خدا بد خوف فانی شد عیان شد آن رجاء خوف شد جملگی امید شد نور گشت و تابع خود شد نہ امتحان شاہ بود آگہ ایا بد و فریب شد نہ گمراہ ایا بد و غفلت داد را سازا ہش نہ بد کرد گوہر را لامر او خرد و مرد و بد چون شکست او گوہر خاص آن زمان بہ زبان امیران غاصت بس ہانگ و فغان بہ کاغچہ بیباکیست و اندک کافرست بہ ہر کلمین پر نور گوہر را شکست بہ زبان جماعت جملہ از جمل و علمی بہ در شکستہ و دامن شاہ را بد قیمت گوہر نتیجہ مرود و بد بہ چنان خاطر چرا پوشیدہ شد اللغات سابقہ وہ امر جو پہلے سے وسیلہ انجام کام کا ہو و معرفت و شناخت زمانہ چاش غلہ ارکاہ مجد کردہ شدہ او را مد ظیفہ خرد و مونا چیز و بد شد بد محبت و دوستی اسلئے یعنی ناہ تو خوف و رجائیں ہیں اور عارف ابتدا ہی سے ہوشمند ہو رہے ہیں کہ غم و احوال آخر سے فارغ ہیں عارف کو بھی غم و خوف و رجاء کا تھا مگر اسکا جو سابقہ معرفت کا درگاہ الہی میں بچتا اس نے ان دونوں کو پہلے ہی کھالیا اس نے جو دیکھا کہ سابق زراعت ہماری ماش تھی یعنی بکری اور متفرق کہ کہیں جمائیں نہیں جاکہ ایسی زراعت کو اس ملک میں آڑوہ بونی کہتے ہیں تو وہ جاننا ہی کہ وقت گہائی کے کیا کھلے گا بس وہ عارف اس بات کا ہے اس واسطے وہ خوف و بیم سے چھٹ گیا اور اسکی ہاے ہو کو تیغ حق نے دو ٹکڑے کر ڈالا اسکو بیم و امید خدا سے تھی جب خوف فانی ہو گیا تو رجا ظاہر و عیان ہو گئی اب امید ہی امید رہی اور وہ نور ہو کے تابع اپنے خورشید کا ہوا اب پھر ذکر ایا کہ ہے کہ ایا امتحان شاہ سے آگاہ تھا کہ یہ امتحان کرتا ہے

ایذا فریب دھوکے شاہ سے بھکانہیں ناسکو خلعت و وظیفہ نہ جھٹکا سکا اسے اُس گوہر کو خرومہ در ڈالا جسوقت اسنے اُس گوہر خاص کو توڑ ڈالا اسی وقت ان امیرون سے شور و فغان برپا ہوا کہ یہ کیسی میا کی بیروا لند جس نے اس پر نور گوہر کو توڑا وہ کافر ہے لگا رہے جاہل اولاد سے کہ گوہر توڑا تو حکم پادشاہ کا توڑا عجب ہی قیمت گوہر بیچے محبت و دوستی کی انکی خاطر دن سے کیسے چھی رہی قیمت اُس گوہر کی تو خوب کرتے تھے

جواب تشبیح امیرون کا کہ کیوں ایسا گوہر توڑے توڑ ڈالا

مخولہ گفت ایازا سے ستران نامورۃ ام رشہ بہتر قیمت یا کہ پادشاہ سلطان بہ بدیش شہاہ یا کلین نیکو گوہر خدا کے نظر تان بر گہر شاہ نے قبلہ تان غولست دجاہ راہ نے پسن بر شہ بر نرداغم نظر پسن چو شرک رو سے نام و در حجر پے گہر جانیکہ رنگین سنگ راہ بزرگ زیند پس ہند اوام شاہ بہشت سے بہت گل رنگ کن پ عقل در رنگ اور نہ دنگ کن چاندرا اور جو سہو بر سنگ زن پدائش اندر پودا اندر رنگ زن پد گرتہ در راہ دین از رہر تان پد رنگ و پو پھر ست مانسہ زن تان پد گوہر ام رشہ بود اسے ناکسان پد حملہ بشکستید گوہر را عیان پد چون ایازا پسن راہ بر صحران قلند پد حملہ ارکان فجار گشتند و شرنہ سرفرازا نا خشنان سردان پد عذر گویان گشتہ زمین نسیان بجان پد از دل ہر یک دو صد آہ آن زمان پد پچھو دودے مے شدے برا سمان پد کرد اشارت شہ بجسلاو کہن پد کہ نہ صد رم این خسان را پاک کن پد اسلئے ایازا نے کہا اسے سردار دن نامور بتاؤ تو ام پادشاہ کا قیمت میں بہتر ہے یا گوہر اور خدا کے واسطے یہ تو کو تو تھارے سامنے ام سلطان کا نظر میں اچھا عتایا یہ خوب صورت گوہر اسے لوگو تھاری نظر گہر پتھی پادشاہ پر نہ تھی تھا را قبلہ غول تھا تم نے اسکی طرف توجہ کی نہ جاوے نہ راہ پر تین پادشاہ کے ہوئے کسی طرف نظر ہی نہیں پھرتا پسن شرک کی طرح پتھر کی طرف منحہ نہیں کرتا کیسی بے گروہ جان ہے کہ رنگین سنگ کو جو سنگ راہ ہے اختیار کرے اور حکم پادشاہ کو پیچھے کر دے تجھ کو چاہیے کہ بہت گل رنگ بہشت کر اور جو رنگ و بوی پیدا کرنے والا ہو اس میں عقل کو حیران کر تو خاص نہر میں گھس پڑ گھرے کو پتھر سے ملدے اور رنگ و پودو نوں میں آگ لگا دے تو تو راہ دین میں رہز نوں سے اور اگر نہیں ہے تو بتا مثل عورتوں کے رنگ و بوی کی پرستش کیوں کرتا ہے عورتیں ہی رنگ و بوی بہت منہ یافتہ ہوتی ہیں اسے ناکسو گوہر دہی تھا جو ام شاہ کا تھا جسکو ظاہر و بر ملا تم سب نے توڑا ان فرض جب ایازا نے یہ راہ بر ملا کیا متامی ارکان ذلیل و خوار ہوئے

سب سرداروں نے سر جھکا لیے اور جان و دل سے غدار اپنے نسیان کا کرنے لگے اب تو سیکڑوں آہیں
انکے دل سے اٹھیں جنگا دھوان آسمان پر جاتا ہو بس پادشاہ نے جلا دکن سے اشارہ کیا کہ میری

مسند سے اس کو ڈبے کو صاف کر دے

قصہ کرنا شاہ کا واسطے قتل میروں کے

قولہ این خسان چہ لائق صدر رشید بن کر پئے سنگ امر مارا بشکند بنہ امر را پیش چین اہل فساد بنہ ہر رنگین
سنگ شد خوار و کسا دہ پس ایاز مہر افزا بر جمید بنہ پیش تخت آن لغ سلطان و وید بنہ سجدہ کر و بس گدے
خود گرفت بنہ کا کے قباد کے کرتو چرخ آرد شکست بنہ اسے ہماے کہ ہمایون فرسخ بنہ از تو دارندہ
سختاوت ہر سخ بنہ اسے کوئی کہ کر ہماے جہان بنہ جو گرد پیش ایشارت نہان بنہ اسے لطیفے کہ
گل سحرخت چو دید بنہ از خجالت پیر بن بر خود درید بنہ از غفوری تو غفران چشم سیر بنہ رو بہان بر شیراز عدل
تو چیر بنہ غیر غفو تو کردار و سند بنہ ہر کہ با مرے تو میا کے کند بنہ غفلت و گستاخی این مجرمان بنہ
از و غفور غفوتست اسے عفوران بنہ دائم غفلت ز گستاخی و مد بنہ کہ برد تعظیم از دیدہ ر مد بنہ
غفلت و نسیان بد آموختہ بنہ زائنش تعظیم گرد سوختہ بنہ سہبتش بیدار کے و فطرت دہد سہو و
نسیان از دولت میروں جمد بنہ وقت غارت خواب ناید خلق را نہ تانہ بریابد کسے و دولتی را نہ خواب
چون در میر عزیم دلق بنہ خواب و نسیان کے شود یا ہم خلق بنہ لا تو اخذان نسینا شد گواہ بنہ کہ بود نسیان
یو بھی ہم گناہ بنہ نالکہ استکمال تعظیم او نکرد بنہ در نہ نسیان در نیا در دے بنہ کہ گرجہ نسیان
لابد و ناچار بود بنہ در سبب و زیدین او مختار بود بنہ گو تا و ن کو داد تعظیما بنہ تاکہ نان نسیان
شدہ سہو و خطا بنہ اللغات الخ بضمین کلان و بزرگ تہادن سستی اسے ملعنے پادشاہ
کتاب ہے کہ یہ خس کب لائق اسکے ہین کہ میری مسند کے پاس رہین جو پتھر کے واسطے میرے امر کو
ٹوڑتے ہین ایسے مفدون کے سلسلے امر ہمارا ایک رنگین پتھر کے واسطے خوار اور کھونٹا ہوا یہ سن
کے ایاز مہر افزا جیٹا اور سلسلے تخت اس پادشاہ بزرگ و کلان کے اگر سجدہ کیا اور پتھر کلا اپنا
پکڑ کہ یہ کہتا ہو کہ اسے پادشاہ تو وہ قباد ہو کہ آسمان بھی باوصفت ایسی قوت و زور کے کہ کسی کو
آسپر یا دہنہین ہو تجھے شکست ملے اور اسے پادشاہ تو وہ ہمایون فرخ زیبا رہو کہ ہر سخی کی سخاوت
بھی سے ہو اسے تو ایسا کریم ہو کہ سارے جہان کے کرم تیری بخشش کے سامنے مٹ کے پوشیدہ
ہو گئے اور اسے تو ایسا لطیف ہو کہ گل سرخ نے جو جھک دیکھا تو شراب کے اپنا پیر ہن سرخ بھاڑ ڈالا تو ایسا
غفور ہو کہ تیری غفوری دیکھ کے خود غفران سیر چشم ہو گئی اب کسی کی غفوری کو نصیبین نکلتی اور

تیز رو نہ رہا ہو کہ رہا ہو بشیر و ن پر غالب ہو جو شخص تیرے امر سے بیباکی کرے تو سوا تیرے عفو کے
 اسکو بھروسہ ہی کیا ہو پس ان مجرموں کی غفلت و گستاخی بھی اسے عفو جاری کرنے والے تیرے ہی
 زور و زور سے ہو ہمیشہ گستاخی سے غفلت پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ تعظیم ایسی چیز ہو کہ دیدہ کے
 روئے کو دکھانے کے اطمینان کھول دیتی ہو غفلت اور نسیان بد رکھا ہوا سارا تعظیم سے سب سوختہ ہو جاتا ہے اور
 ہیبت تعظیم سے بیداری و دانائی حاصل ہوتی ہے سو و نسیان کل تیرے دل سے نکل جاتا ہے تو دیکھو جب
 لوٹ پڑتی ہو تو مخلوق کو نیند نہیں آتی تا کوئی اُس سے دلی نہ چھین لیجائے پس جب خواب خوف
 سے بھاگ جاتا ہے پھر خواب اور نسیان ہم کے ساتھ کب مخلوق ہونگے یعنی خوف و نسیان کا کیسے
 ساتھ ہو سکے گا جیسے خواب و خوف کا نہیں ہوتا لیکن ایک وجہ سے نسیان بھی گناہ ہے جس پر
 یہ آیت کریمہ گواہ ہے رہنا لا تاخذ ناس نسیان اسے رب ہمارے مت ماخذ کر تو ہو کہو اگر نسیان کیا ہم نے
 اس سبب سے کہ تکمیل تعظیم کی نہ کی جب تو نسیان اُس سے لڑائی لایا اور نہ تعظیم کے سامنے ٹھہری کب
 سکنا اگرچہ نسیان ایک امر لابد و ناچار ہے کہ انسان کو اُس سے بچاؤ نہیں مگر نسیان کے جو سبب ہیں
 اُسکے اختیار میں تو مختار ہے اور وہ سبب یہ کہ اُسکی تعظیم میں اس نے سستی کی اسی سبب سے
 نسیان و سہو و غلط و غور میں اُسے قولہ بچو سستی کو خرابیاں کندہ گوید اہم و زور و ہوم من ز خود کویدش
 لیکن سبب ای زشت کار و از تو بد و رفتن وی اختیار ہے بخود ناد بخودش خواندہ اختیار از خود نہ
 شدتش راندہ باز رسیدی مستی بچید تو نہ حفظ کردی ساقی جان عمد تو نہ پشت دارت او بدی و عذر خواہ
 من غلام زادت مست اگر نہ عفو ہای حملہ عالم ذرہ نہ عکس عفو اسے ز تو بہرہ کہ عفو ہا گفتہ شناسے
 عفو کو بہت کفوش ایہا الناس انوا جان شان بخش و ز خود شان ہم مران بہ کام شیریند از تو کامران بہ
 رحم کن برا کندہ اور وے تو دیدہ فرقت تلخ تو چون خواہد چشیدہ از فراق تلخ سے کوئی سخن بہر چہ خواہے
 کن و لیکن این مکن بہ در جہان نبود تیر زین مجرمانہ این سخن از عاشق خود گو شدارہ صد ہزاران مرگ
 تلخ از دست تو بہت ماند فراق مست تو تلخی ہجر اند کور و ازانات با دور واری مجرمان را
 مستغاث بہر امید وصل تو مردن خوش مست با تلخی ہجر تو فوق آتش مست بگرمی گوید میان آن قسم
 چہ غم بودے گرم بودے نظر بہ کان نظر شیرین کنندہ رہنما است بہ ساحرا از خونہای دست و پا است
 اسلئے جیسے کوئی مست کہ وہ خرابیاں کرے اور کہے کہ میں معذور و بخیر ہوں لیکن یہ سبب اس سے
 کتاب کہ اگرچہ کار اس کام ہو جانے میں تیری طرف سے اختیار تھا تو نے بہ اختیار خود کیا ہے بخود تیرے
 پاس آپ سے نہیں آگئی تو نے آپ اُسکو بلایا اختیار تیرا آپ نہیں چلا گیا خود تو نے اُسکو ناکت یا اگر سستی

تیری بلا جہد تیرے ہوتی اور منجانب اللہ تو ساقی جان کا جو جان کو پلا کے مست کر دیتا ہے وہ تیرے شہد کی بھی حفاظت ضرور کرتا وہی ساقی تیرا مددگار ہوتا اور تیرا غدر خواہ اس حال میں جو کو غدر خواہ ہو جیسا کہ مست کب قابل قبول ہو لہذا میں تو غلامِ لغزشِ مست خدا کا ہوں پھر استیفاف ہے سارے جہان کے عفو ایک ذرہ تیرے عفو کے ہیں اور اے مدوح تیرے ہی عفو کے عکس سے سب پیہر ہیں پتھر اپنی طرف مخاطب ہیں تو نے عفو کا تو بہت بیان کیا کچھ ثنا عفو کی نہ کی وہ ثنا کہاں ہے پس ہی ثنا ہے کہ اسکا کفو یا ایہا الناس اتقوا ہے اسے تقویٰ دہیز گاری اسکی کفو ہے پھر ایاز کتا ہے کہ جان بھی ان کی بخشہ اور اپنے پاس سے انکو نکالے بھی مست تجھی سے یہ شیریں کام ہیں اور تجھی سے کامران تو اسپر رحم کرجس نے صورت تیری دیکھی وہ تیری فرقت تلخ کیسے چلے گا تو فراق تلخ کی باتیں کتا ہے لیکن جو چاہے سو کر بھی مست کہ جہان میں ہجر یار سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے اس بات کو تو اپنے عاشق سے سن لاکھوں مرگ جو بڑی تلخ چیز ہے اگر تیرے ہاتھ سے برابر ہوں تو وہ تیرے ایک سستے فراق کے مقابل نہیں ہیں یعنی اسنے فراق تیرا لاکھوں مرگ کی تلخی رکھتا ہے تلخی ہجر کی بڑی سخت چیز ہے لہذا علی العموم دعا کرتا ہوں کہ اے مستغات اس تلخی ہجر کو جملہ مردوزں سے دور رکھ کہ تو ہی غریبوں کا فریادیں تیرے وصل کی امید پر مرجانا بہت اچھا ہے تلخی تیرے ہجر کی آتش سے بھی بڑھ کے سوزان ہو گبرھی تو اس سقر میں یہ کتا ہے کہ اگر اسکی نظر پھر ہوتی تو جھکو اس آگ سے کیا غم ہوتا کس واسطے کہ اس نظر سے جملہ رنج شیریں ہو جاتے ہیں اور کیسے ساحرون کے ہاتھ پاؤں خونہا ہو گئے تھے جیسا کہ فرعون نے ان ساحرون کے ہاتھ پاؤں کاٹے تھے اور وہ کہتے تھے لا ضیرانا الی ربنا منقلبون یعنی کچھ ڈر نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں چنانچہ خود فرمایا

در معنی لا ضیر اور خطاب فرعون کے ساحرون کا فرعون کے ساتھ وقت
سیاست کے کہ لا ضیرانا اے ربنا منقلبون

قولہ نوہ لا ضیر بشیہا آسمان پر چرخ کوئی شد ہے آن صولجان پر ضربت فرعون مارا نیست ضیر
لطف حق غالب بود بر قہر غیر اگر بدائے سر ماراے منضل پر میرانی ہاں زرنج ای کو ردل پر
ہیں بیا این سوہین کان ارغنون پر میزد بالیت توے یلمون ماد مارا فضل حق فرعون پر
چنین فرعون بے عوبے پر سر بر آرد ملک بین زندہ جلیل پر اسے شد غرہ ملک معرونیسل پر
اگر تو ترک این نجس خرقہ کنی بنیل را دخیل جان غرقہ کنی پرین ہمارا ز معرونیست فرعون دست پر
در میان مصر جان صد مصیبت پر توانا رب ہم کوئی مدام پر قائل اندا بہت این ہر دو نام پر

رب پر محبوب کی لڑان بودہ کے انادان بند جسم و جان بودہ تک انامیم رستہ ازانہ ازانہ سے یر بلا سے
 پیر عناہ آن انا سے بر تو ای سگ شوم بودہ در حق ما دولت محتوم بودہ گر نہوے این انا کے کینہ کش ہ کی
 زوی برا چنین اقبال خوش ہ شکر آن کردام فانی میریم ہم ہر سر این دار پندت میدہیم اللغات
 لآخیراے باکی نیست مفضل سے گراہ محتوم تھی و قطعی صوبان چوگان کا معرب المعنی لینے جس وقت
 کہ نعرہ لاضیہ کا اٹنے آسمان نے سنا تو چرخ اُس نعرے کے چوگان کا گیند بن گیا یعنی اُسکے وجد سے
 دھکا دھکا پھرتا تھا کہتے تھے ضربت فرعون کی ہمارے لیے خوف و باک نہیں ہے جس سے
 ہم ڈر جائیں لطف حق کا قہر غیر پر ہمیشہ غالب ہوا ہے فرعون گراہ اگر تو ہمارے بھید کو جان جائے
 تو تجھ کو معلوم ہو کہ کورنج نہیں دے رہا ہے بلکہ رنج سے چھڑا رہا ہے خبردار ہوا دھر کو آدرشمن سے
 وہ بھی کیسا ارغنون یا لیت تو ہی یعلون کا بجا کے کہ رہا ہے کاش اسے قوم میری تم اسکو جانتے تو فرعون
 کیا ہے فرعون جو مرداد شاہت سے ہر خدا کے فضل نے ہکودی کہ وہ فرعون تیری سی فسہر عونی
 بی عونی کی نہیں ہو کہ اسکی مدد سے معرا ہونا سر اٹھا اور ہمارے ملک کو دیکھ کیسا زندہ اور بزرگ ہے
 تو اتنے ہی سے ملک مصر اور نیل پر مغرور ہو گیا ہاں اگر تو بھی اس بخش خرقہ تن کو چھوڑ دے تو تیری جان کا
 نیل ایسا عظیم الوسع ہو کہ یہ نیل آسمین ڈوب جائے معلوم بھی نہو کہ ان تھا خبردار ہوا ہے فرعون
 اس مصر کو ترک کر تیری جان کے مصر میں ایسے ایسے سیکڑوں مصر میں تو ہمیشہ انارٹ کتا رہتا ہے
 اور ان دونوں ناموں کی ماہیت سے غافل ہو بھی جانتا کہ اگر تو بھلا ہے اسے پروردگار تو محبوب ہے
 جو آفریدہ ہے کیون لڑان ترسان ہے جو مرد سلطنت سے ہے کہ ایسا نہو موسے جبین لین دیکھ تو
 جو رب ہر وہ کب ڈرتا ہوا اور کب ایسا ہو سکتا ہے کہ انا بھی ہو اور قید جسم و جان کی بھی ہو یہ تو
 اتایت کے خلاف ہوئے دیکھ لے انا ہم ہیں جو اس انا سے کہ یر بلا پیر عناہ چھوٹے ہوئے ہیں وہ
 انا سے سگ تجھ پر خوش ہوئی اور ہمارے حق میں دولت تھی و قطعی ہوئی اگر یہ انا کینہ کش ہم میں نہو تو
 کہ ہمارے کینے کو ہم سے نکال دیا تو ایسے اقبال خوش میں ہم کیسے پڑتے شکر کہ اب ہم اس
 دام فانی سے چھوٹے ہیں اور تجھ کو اس دار کے سریر سے نصیحت کرتے ہیں قولہ دار قتل
 ما براق رحلتست ہ دار ملک تو غور و غفلت ست جا این خیال سے خضیہ در نقش ممات ہ دان کالی
 غصیہ در قشر حیات ہ سے نماید نور نار و نار ہ ورنہ دنیا کے بدی دارا لغور ہ میں کن تعجیل دل نیست
 شہد چون غروب آرسے برآر از شرق صوبہ زبان انا لے در ازل و تنگ شدہ زیر انا دل
 بیخود و جان دنگ شدہ انا چون رست شد اکون انا ہ اندرین بلکن انا بے عناہ

انسان انا کے بے عنان خوش گشت جان بہ شد جهان اودان انا سے رنجمان بہ اگر نران وانا اندر پیش بہ
مید و چون دید ویرانے ویش بہ طالب اوئی نگرد و طاہمت بہ چون بمرزی طاہمت شد مطلب بہ زندہ کے
مردہ شو شوید ترانہ طالبے کے مطلب جو یہ ترانہ اندرین بحث اور مردہ بین ہدی ہا نحر مازی راز دارین ہدی
لیک چون من لم یزق لم یدر بود عقل و تحکیمات او چرت فرود بہ کے شود کشف از فکر این انا بہ این انا
کشف شد بعد انفا بہ سے فکد این عقلمار فقار در مخا حلول و اتحاد اے ایا کشف نانی زانتراب بہ
ہو خور شعاع آفتاب بہ بلکہ چون لطف مہدل توین بہ ز حلول و اتحاد مفتش بہ عفو کن ای عفو در صدف
تو بہ ساین لطف و ما سبق تو بہ اللغات نقش ہا کسر پوست اقتاد نامو جو در کرا اور کم شدہ کوٹھو ٹھنا
اور مہربانی کرنا حلول بضمین فرود آمدن اور اہل حکمت کی اصطلاح میں اختصاص کسی چیز کا کسی چیز سے بدین
حیثیت کہ ایک کے ساتھ عین اشارہ دوسرے کی طرف ہو جیسے سوا چشم اور یہ دو قسم ہے سرکاری ہو
طریقی سرکاری یہ کہ اجزا و حال یعنی حلول کرنے والے کے اجزائے محل میں داخل ہو جائیں اور طریقی
یہ کہ اجزا و حال کے اجزا و محل میں داخل ہوں بلکہ مجموعہ میں داخل ہو محل وہ چیز جس میں کوئی چیز حلول کرے
اتحاد ایک ہو جانا دو چیز کا اقتراب نزدیک انا مفتش بالضم فتنہ الیختہ شدہ و در فتنہ انداختہ اے
یہ دار جو ہمارے قتل کے واسطے ہو یہ براق ہماری بھلت کا ہی جو ہماری سواری کو آیا ہے تو تیرا جو دار
ملک ہے وہ غور و غفلت ہے یہ ایک حیات ہے نقش حیات میں چھپی ہوئی یعنی بظاہر موت
اور در حقیقت زندگی اور وہ حیات ہی خفیہ پوست حیات میں اے بظاہر زندگی و در باطن موت
بجھو نور نارا و نار نور معلوم ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا دار الغرور کیوں کہلاتی اے دھوکے کا گھر
خبردار ہو جلدی مت کر پہلے نیست تو ہوے اس لیے کہ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تب شرق
سے روشنی چمکاتا ہے اس انا سے روزانہ میں و ننگ ہو جیسے کہ شیطان نے کہا انا خیر منہ اور یہ وہ
انا ہی جس سے دل بخود ہوا اور جان حیران ہوئی جیسے انا الحق منصور کی یہ وہ انا ہی کہ جب اپنی انا سے
چھوٹا ہو تو یہ انا حاصل ہوئی ہو بس ایسی انا بے عنایہ کہ میں ہر اس نابہ عناسے جان خوش ہوئی اور وہ
اس جہان کی انا سے بھاگ نکلا اب وہ تو بھاگتا ہے اور انا اس جہان کی اے کے پیچھے دوڑتی ہو اسے
ویرانی اسکی دیکھ لی ہو اس سبب بھاگتا ہے انا اس جہان کی یہ ہر کہ ہم اسکے مالک ہیں انقض جب تک
تو طالب اس جہان کا ہی یہ طالب تیرا نہیں ہے اور جب تو مر گیا او نیست ہوا تو جو تیرا مطلب ہو وہ خود تیرا
طالب ہو جائے گا تو تو ابھی زندہ ہو مردہ شو تجھ کو کیسے نہلائے ایسے ہی جب بھی تو طالب ہو تو مطلب
تیرا تجھ کو کیسے ڈھونڈے اب فرماتے ہیں اس بحث میں خرد کو راہ نہیں ہے اگر اسکی خرد راہ میں ہوتی

توفیر الدین رازی بھی رازدار دین کے ہوتے جو اہم علم کلام کے ہیں اور علم کلام وہ ہے جس میں مقدمات نقلی یعنی منقول کو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہیں لیکن یہ فخر الدین رازی جو لم یزق ولم یدرکھے یعنی نہ اسکامزہ چکھا نہ چانا لہذا عقل و تخیلات نے اسکی حیرت بڑھادی اور حیرانی میں ڈال دیا یہ اتنا ایسی نہیں ہے جیسے مثلاً منصور سے ہوئی کہ اسکا کشف فکر سے ہو سکے فکر سکو کب کھول سکتی ہو یہ انا تو بعد فنا کے کھلتی ہے اور یہ جو عقلین اہل علم و خرد کی ہیں یہ تو افتادین و ریاضاتی ہیں جیسے کوئی گئی ہوئی چیز کو دھوڑ دھواڑ ٹھوسا پھرتا ہو کہ یہ نہ وہ نہ ہو اور حلول و اتحاد میں پڑتی ہیں کوئی حلول ٹھہرتا ہے کوئی اتحاد یعنی کوئی کتا ہو کہ فلاں چیز میں خدا کے تقابلے حلول کیا تھا جیسے ایک فرقہ شیعہ کا حضرت علی شیر خدا کو کوئی اتحاد کہ نہیں نہ جسم و جان وہی ذات پاک تھی پھر رجوع طرف ایاز کے ہوئے یعنی اسے ایاز تو بہ سبب قربت کے ایسا قانی ہو رہا ہے جیسے ستارے شعلہ آفتاب میں فنا ہو جاتے ہیں بلکہ ایسا جیسے نطفہ تن سے بدل جاتا ہو اور یہ تبدیل تیری نہ حلول سے ہے نہ اتحاد فتنہ انداز سے تو عفو کر کہ عفو تیرے ہی صندوق میں ہو یعنی تیرے ہی اختیار و ملک میں بس تو ہی لطف سابق میں ہو اور پیشوا اور ہم سب مسبق و تابع

جرم جاننا ایاز کا آپ کو اس سفارش میں اور عذر اس جرم کا چاہنا اور اس عذر خواہی میں آپ کو مجرم جاننا اور یہ فروتنی شناخت عظمت شاہ سے کہ اعلیٰکم باللہ اختتام من اللہ انما یجشی اللہ من عبادہ العلماء

قولہ من کہ ہاشم کہ بگویم عفو کن بنا کے تو سلطان خلاصہ امر کن ۛ من کہ ہاشم کہ ہوم من یا منت ۛ اسے گرفتہ حملہ نہاد انت ۛ منکہ آرم رحم ظلم آو در بارہ غایم علم حلم اند و در ۛ صد ہزاران صفحہ مارا زانیم ۛ گریزون صفحہ مارا زانیم ۛ من کہیم ما پیشست اعلائے کنم ۛ یا کہ وایادت دہم شرط کرم ۛ انکہ معلوم تو نبود چہ بود آن ۛ و انکہ یادت نیست چیست اندر جان ۛ اسے تو پاک از جہل و علت پاک از ان ۛ کہ فراموشی کند ویرا نہان ۛ بیج کس ما تو کسی انکاشتی ۛ ایچو خورشید شہور افراشتے ۛ چون کسم کر دے اگر لایہ کنم ۛ مستمع شد لایہ ام را از کرم ۛ ز انکہ از نقشم چو بیرون بردہ ۛ آن شفاعت ہم تو خود را کردہ ۛ چون ز رخست من تہی گشت این وطن ۛ تر و خشک خانہ بود آن من ۛ ہم دعا از من روان کردی ۛ جواب ۛ ہم ثباتش بخش و گردان ۛ سحاب ۛ ہم تو بودے اول آرندہ دعا ۛ ہم تو باش آخر اجابت را رجا ۛ تا دغم من لاف کان شاہ جہان ۛ بہر بندہ عفو کرد از جہان ۛ اللغات اعظم الکسر آب غلیظہ کہ ناک سے لکھتا ہو صفحہ بالفتح سیلے ۛ معنی ان اشعار میں کاف جو

بعد میں سبب تیر کے ہیں لیکن میں کیا چیز ہوں جو کمون کہ تو عفو کر اور تجھ پر امر کر دین تو تو جو لوگ
خلاصہ امر کمون کے ہیں انکا سلطان ہے یعنی خلاصگان موجودات کا بادشاہ پھر کہتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں کہ
تیری من کے ساتھ اپنی من لگاؤں اور اس صفت میں تیرا شریک دسواہم ہوں اس واسطے کہ جتنے
من ہیں سب تیرا ہی داسن پکڑے ہوئے ہیں اور میں کیا چیز ہوں کہ کسی ظلم کو وہ روکتے ہوئے پر یعنی
کہ اکثر وہ آدمی ضرور ظلم آور ہو تا جو رحم کر دین اور تیرے علم کا جو ظلم سے مدد دہ ہے رہنا ہوں میں تو
خود نا کھون سیلیوں کے قابل ہوں اگر تو مجھ کو سیلی سے دہانا چاہے میں کیا کمون کہ تیرے سامنے
مجھ کو کسی کے حال سے آگاہ کر دین تو خود ہی عالم ہے یا شہر کرم کی یاد دلاؤں تو دے سے ہی کو کم ہے
جو کچھ کہ مجھ کو معلوم نہیں ہو وہ کچھ ہی نہیں ہے اور جو مجھ کو یاد نہیں ہے وہ جہاں میں ہے ہی کیا یعنی تجھ سے کچھ
پوشیدہ نہیں ہے آئے مدوح تو جبل و نادانی سے پاک ہے اور علم تیرا اس سے پاک کہ فراموشی
کچھ بھی اُس سے چھپانے پائے میں ایک تیکس تھا جسکو تو نے کس لائق والا جانا اور مثل خورشید کے
نور سے بلند و بالا کیا جب مجھ کو تو نے ناکس سے کس بنایا اگر میں اسکی خوشامد کر دین تو اپنے کرم سے اسکو
سُن بھی نے اس سبب سے کہ جب میرے نقش سے مجھ کو تو نے کھو دیا ہے اور میری خودی کو ایسا
مثالی کہ خود تو ہی ہو گیا ہے تو بس وہ شفاعت جو میں نے کی ہے خود تو ہی نے کی ہے اسکا پاس بھی تجھی پر لازم ہے
ظاہر ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اُسکے داماندہ کے ورثہ مالک ہوتے ہیں پھر اُس مردے کا کچھ
نہیں رہتا ایسے ہی جب میں نے اس تن کے وطن کو اپنے اسباب سے خالی کر دیا اور تو ہو گیا تو اب
تو خشک اس گھر کا جو کچھ ہے تیرا ہی ہے میری ملک کچھ نہیں ہے تو ہی نے مجھے دعا و زاری جاری کی تو ہی
اسکو ثبات دے اور تو ہی اسکو مقبول کرتا لایفے بے معنی نہو جائے تو ہی اول میں اس دعا کا
لاسے والا ہے لہذا آخر میں بھی اسکو ایسا کروے کہ اجابت کی امید ہو جائے جس کی سب امیدیں
امید دار میں تائیں بھی شیخی ماروں کہ ایک ناچیز بندے کے واسطے بڑے مجرمون کے جسم
معاف کر دیے قولہ در بدوم سر بسرین خود پسند کہ دشاہم دار و ہر در و مندہ دوزخے بودم پُر از
شور و شرے ہا کہ دست فضل اویم کوثرے ہا ہر کرا سوزید دوزخ در قودہ من برویا نم دگر بار از
جسد ہا کار کوثر چیست کہ ہر سوختہ ہا گردان دوسے نابت و از دختہ ہا قطرہ قطرہ او منادے کرم ہا
کا نچہ دوزخ سوخت من باز آورم ہا بھو مرحوم بر سر زخم عفن ہا نیست محاجدینہا خالصا ہست و دوزخ
ہا بھو سوائے خزان ہست کوثر چون ہمار گلستان ہا ہست و دوزخ بھو مرگ و خاک گورہ ہست
کوثر ہستال نفع صورتہ امی ز دوزخ سوختہ اجسام تان ہا سوی کوثر می کشد اکرام تان ہا چون خلقت الخلق

کئی یرج علی بالطف کو فرمودا سے کیوم ہے بالالان ارج علیہم جو دست ہے کہ شود و جملہ ناقصہا درست ہے
 عفو کن زین ناقصان تن پرست ہے عفو از دریای عفو اولی ترست بالالفاظ تو دقتتین قصاص ثابت
 رویانندہ درویندہ اسلئے پھر قول ایاز کا ہو کہ میں خود پسند سرسور دی در دختا بادشاہ نے مجھ کو
 دار و ہر در و مند کا بنا دیا میں ایک دوزخ پر از شور و شر تھا اگر اس کے دست فضل نے مجھ کو شر کر دیا اب
 میری کیفیت ہو کہ جسکو دوزخ نے گناہ کے برے میں جلا یا میں اس کے جسم کو پھر سے جمادون
 چنانچہ منقول ہو کہ کوثرین ڈالنے سے دوزخیوں کے جلے ہوئے جسم پھر درست ہو جائیں گے
 جیسے کہ خود فرمایا کوثر کا م کیا ہو یہی کہ ہر سوختہ اس سے رویندہ اور برافروختہ با آب و تاب ہو جائے
 کوثر کا قطرہ قطرہ منادی کرے کہ ہا ہا ہا کہ جو کچھ دوزخ نے جلا دیا میں اسکو پھر لوٹا لاؤں گا جیسے مرہم
 کہ جب سڑے ہوئے زخم پر رکھا جاتا ہو تو گوشت تازہ خالص صاف جمادیتا ہے دوزخ ایسا ہی جیسے
 جلاڑخان کا جسکی برف غوثی سے ہاتھ پاؤں گر جاتے ہیں اور جہاں پڑ جاتا ہے اس عضو کو کھلا دیتا ہے
 کوثر ایسا جیسے بہار گلستان جس سے تمام روئیدگی جم اٹھتی ہے دوزخ ایسا ہی جیسے مرگ اور
 خاک گور کہ وہ جان کو لیتا ہے اور یہ جسم کو کھالیتی ہے کوثر ایسا جیسے نفخ صور کہ ہر نا پیدا پیدا ہو جائیگا
 بس اسے لوگو یہ جسم تمہارے جو دوزخ کے جلے ہوئے ہیں سو تمکو اکرام اسکا کوثر کی طرف کھینچتا ہے
 جیسے کہ فرمایا ہے خلقت الخلق کی یرج علی بالالان ارج علیہم یعنی پیدا کیا میں نے مخلوق کو تا پھر سے
 نفع اٹھائیں نہ اسوا سے کہ میں ان سے نفع اٹھاؤں لا جرم اسے مدوح یہ تیرا جو دہی نا جملہ ناقص اس سے
 دست ہو جائیں شرع یہیہ مثلاً ہو تا غیر مروط ہوئے بس ان ناقصوں تن پرست سے جو کچھ ہوا کہ
 معاف کر دے اس لیے کہ عفو دریا عفو ہی سے بہتر ہے ایسے ویسے کا عفو کس شمار اور کس
 قطار میں ہے قولہ عفو خلقان ہجو جوے او چو سیل بہ ہم بدان دریا ہی تازید خیل ہے عفو ہا ہر شب
 ازین دل پارہا بہ چون کبوتر سوے تو آید شہا بہ از شان وقت سحر پران کئے تا بہ شب محبوب
 این ابدان کئے بہ پر زنان بار و گرد و وقت شام ہے پرندہ عشق آن ایوان وہام ہے تاکہ از تن تار
 وصلت نگسند پیش تو آید نہ کو کو مقلند بہ پر زنان امین زرج سرنگون ہے وہ ہو کا نا الیہ راجعون ہے
 بانگ سے آید تعالوا از کرم ہے بعد از رحبت ناند درد و غم ہے پس غریبیا کشیدید از جہان ہے قدس دست
 باشیداے مہان ہے زیر سایہ امین و ختم مست تازہ بہن جید ازید باہاے دمازہ پائماے پر عنا
 از بہر دین ہے بر کنار و دست حوران خالیدین ہے حوریاں گشتہ مغر بہر بان ہے کر سفر باز آمدند این صوفیان
 صوفیان صافیان چون لور غور ہے مدستے افتادہ بر خاک دفتر ہے بے اثر پاک از

قدیر ہاں آمدند ہمچو نور خورشید سے قصر بلند شاہین گروہ مجربان ہم اسے مجیدہ جملہ سراشان بدایار سے رسیدہ
 بر خطا و جرم خود واقف شدہ در گرجہاں کعبتین حق بدشت اللہ است تعالوا ہما یئد رجعت لوٹنا غم غم
 کنندہ قدر لکھتین نجاست کعبتین دو پاسے شش پہلو کہ ہر ایک پر ایک کتبے سے لچر تک نقش
 ہوتے ہیں اسلئے پھر ایسا کہتا ہو مخلوق کا عفو ایسا ہو جیسے ایک چھوٹی سی نہر اور دریا کا عفو مثل
 سیل کے بس اس دریا ہی کی طرف اے مخلوق دوڑتے رہو یہ جو دل بارہ لوگ ہیں انکے دلوں سے
 ہر رات عفو کبوتروں کی طرح اڑاڑ کے اسے شاہ تیری طرف آتے ہیں پھر توجہ کو اخصین اڑا دیتا ہے
 اور انکے بدنوں میں رات تک مقید کرتا ہے دوسری بار پھر شام کے وقت اس ایوان و ہام کے
 عشق میں اڑتے ہیں اور پر مارے ہوئے اوپر ہی کو جاتے ہیں جیسے شام کی اڑان پر ندوں کی
 شوق آشیانہ میں پر زمان ہوتی ہو اور یہ خاصیت انکی جب تک یونہی ہو کہ تن سے تار و صلت
 جان کا قضا و قدر نہ توڑ دین ہی عادت انکی ہو کہ تیرے پاس آتے ہیں اس لیے کہ تجھی سے خوش
 اقبال دیکھتی پائی ہو اور یہ تیرے رجعت سرنگوں سے بخت ہوا سے شوق میں
 انا مقرر انا الیہ راجعون کہتے چلے جاتے ہیں یعنی ہم واسطے اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف
 لوٹنے والے ہیں رجعت سرنگوں کی نسبت فرمایا ہو نکبت و جو ہم فی النار یعنی اوندھے منہ لگ
 میں گرائے جائینگے جو دوزخ ہو اسوقت اس کے کرم سے نڈا لکواؤ گی ہو کہ آداب اس رجعت کے
 بعد دروغ نہیں ہو گئے اے سردار و بہت سفر جہان سے اٹھائے ہیں اور اسکی سختیاں اور میری
 قدر و منزلت خوب پہچانی ہو اب میرے اس درخت کے سائے میں مست ناز ہو کے باؤن
 پھیلاؤ اوچپن سے سوؤ اس لیے کہ دین کے واسطے تمہارے پاؤں نے بہت ریخ اٹھائے
 ہیں اب یہ پاؤں گود پر اور ہاتھ پر حورون خالدین کے رکھو تا وہ دہائیں سہلائیں اب حورین
 بھی ان سے غم نہ کرتی ہیں اور مہربان ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ صوفی سفر سے لوٹے ہیں یہ وہ صوفی
 صافی ہیں کہ نور آفتاب کی طرح ایک مدت گھورہ نجاست پر پڑے رہے ہیں جو مراد دنیا سے ہو
 اب اس سے بے اثر اور پاک نجاست سے ہو کے لوٹے ہیں جیسے نور آفتاب کا اپنے
 قصر بلند کی طرف لوٹنا ہو ایسا ہی حال اسے مجیدان جرمون کا ہو کہ ان سب کے سر تیری دایار کو
 پہنچے ہیں اور تیری دیوار سے سر ٹکراتے ہیں اور اپنی خطا و جرم سے واقف ہو گئے اگرچہ
 بحقیقت مات کھائے ہوئے کعبتین حق کے ہیں کعبتین حق کے قضا و قدر جن سے جملہ
 کام جاری ہوتے ہیں انکی خطا اور انکا جرم بھی اخصین سے تھا قولہ بدو کہ دند اکنون

اگنان ہا ایکہ لطف مجرنا زارہ کنان ہا راہ دہ آلودگان را بجل ہا و فرات عفو و عین مغسل ہا تا کہ
 غسل آرد آن جرم دراز ہا و صفت پا کان ردندانہ نمازہ اندرین صفہا را اندازہ بردن ہا غسولگان نور
 خن الصافون ہا چون سخن در وصف آن حالت رسید ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید ہا بحر ا
 بیہودہ و بیج اسکرہ ہا شیر را برداشت ہرگز ہا ہا گر خجاست بردن زدا حجاب ہا تا بہ بینی پا و شاہی عجب ہا
 گرچہ بشکستند جامت قوم مست ہا آنکہ مست از تو بہ و عذریش ہست ہستی ایشان باقبال و بمال ہا
 نہ زیادہ تست ای نیکو خصال ہا می شناسہ مست تخصیص تواند عفو کن از مست خود ای عفو مند ہا لذت
 تخصیص تو وقت خطاب ہا آن کند کہ ناید از صدم شراب ہا ہا چونکہ مستم کردہ صدم مزین ہا شرع ستان را نیارد
 حد زدن ہا چون شوم ہشیار اگاہ ہم ہزن ہا کہ خواہم گشت خود ہشیار من ہا ہر کہ از جام تو خورد اسے ذوالمنن ہا
 تا ابد رست از ہش دار حد زدن ہا اللغات آہ مخفف آہ اسکرہ کا سہ کلی حجاب شکفت المعنی چہر ایا ز
 کتا ہا کہ یہ سب تیری طرف متوجہ ہن او را مین کر رہے ہن بس اسے مدوح تودہ ہا کہ تیرا لطف مجرمون کو
 بلاتا ہا آن آلودہ گنا ہون کو جلدی فرات عفو اور چپٹہ محل غسل میں راہ دے تا اس لیے جرم سے غسل
 کر کے پاکون کی صف نمازین داخل ہون کس واسطے کہ ان صفون میں بے اندازہ لوگ نور میں ڈوبے
 ہوے ہن اور کہتے ہن کہ ہم صفت میں کھڑے ہونے والے ہن اب فرماتے ہن کہ جب مسلم
 و صفت اس حالت میں پہنچا تو قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا کہ ہم سے اس حالت کا وصف
 نہیں ادا ہو سکیگا بھلا کسی پیالے نے بھی سمندر کو ناپا ہوا اور برے نے بھی شیر کو اٹھایا ہی تیرے سامنے
 اگر حجاب ہو تو تو اس احتجاب سے نکل تو یا دشاہی عجیب و غریب دیکھے اگرچہ قوم مست نے مستی سے
 جام تیرا توڑ ڈالا تو انکو عذر بھی ہو کہ مست بھی تو تھی سے ہن انکی وہ مستی نہیں ہو جو مال و اقبال سے ہوتی ہو
 کہ وہ شنیع ہر انکی مستی تو نے نیکو خصال تجھ سے ہوا کہ شناسا یہ مست تیری تخصیص کے ہن تو نے
 انکو جو خصوصیت بخشی ہو اسے انکو مست کر دیا ہو بس اپنے مست کیے ہوے کے جرم بھی معاف کر کہ تو
 صاحب عفو بھی تو ہو جس وقت تو تخصیص کے ساتھ کسی سے خطاب کرتا ہو تو اسکی وہ لذت ہوتی ہو جو شراب
 کے سیکڑن خم سے حاصل نہواں قدر یہ اس خطاب کی لذت سے مست ہو جاتے ہن چہر جب تو ہی
 مجھ کو مست کر دیا ہو تو پھر حد و سنرا کیسی شرع میں مست پر حد کب رو یا ہاں جب ہشیار ہو جاؤں تو حد
 مارو سو میں ہشیار ہی ہوں گا اس لیے کہ اسے ذوالمنن جس نے تیرے جام سے شراب پی ہو وہ
 ابد تک ہشیار ہونے اور حد مارنے سے چھوٹ گیا قولہ خالد بن سفے فنا اسکرہ ہم من یفاسے فی
 ہوا کم لہ یقوہ فضل تو گوید دل مارا کہ روئے اسے شدہ درد و غم عشق مارا کہ چون گس در دو غ ما افتاد ہا ہا

تو نہ مست اسے لکس تو بادہ پگر گسان مست از تو گردن داسے لکس پچونکہ بر بحر غسل مانی فرس پکوپہما
چون درہ ہا سر مست تو پ نقطہ و پر کار و خط و درست تو پ فتنہ کہ لرزد از ان لرزان تست پ ہر گران قیمت
اگر از ان تست پگر خدا دادی مرا یا قصد دہان پگفتی شرح تو اسے جان جهان پیکر بان دایم سن آنم نکستر
از خجالت از تو اسے دانے سر پ منکسر تر خود نباشم از عدم پگر دہانش آمد ستند این ام پصد ہزار آثار
غیبی منتظر پ از عدم بیرون جد از لطف دیر پ از تقاضاے توے گر دد سرم پ اسے بردہ من ہیاے
آن کرم پ رغبت ما از تقاضاے تو ست پ جذبہ حق ست ہر جا ہر دست پ خاک بے بادی بیلا کی
جدہ کشتی بے بحر و درہ ہندہ پیش آب زندگانی کس مژدہ پیش آبت آب حیوان ست وردہ المعنی
یعنے ہمیشہ ہین فنا میں مستیان انکی اس لیے کہ جو فنا ہوتا ہی تمھارے شوق میں وہ ہرگز نہیں سیدھا
ہوگا تیرا فضل ہمارے دل سے کتا ہو کہ جاے فلان تو ہمارے دوی عشق میں پھنسا ہوا ہے اور لکس
کی طرح ہمارے ددغ میں پڑا ہوا تو مست نہیں ہو تو شراب ہو اور کاست کرنے والا اسے
لکس تو وہ ہو جس سے بڑے بڑے کر گس مست ہو جاتے ہین جس وقت تو شہد کے دریا پر اپنا
ٹھوڑا چلائے کہ مراد نکلم سے ہو بڑے بڑے پہاڑ اونے ذردن کی طرح تیرے مست ہین نقطے اور
پر کار و خط سب تیرے اختیار میں نقطہ قطب پر کار و فرقان خط خطوط آسمانی استواء و معدل النہار وغیرہ
کہ اس سے عبارت سارے عالم سے ہو کہ فتنہ مخلوق جس سے کاپیتی ہو دیکھتے کا پتا ہے جو گوہر کہ
بڑھ سے بڑھ قیمت والا ہو وہ تیرے آگے از ان ہم اگر خداے تعالیٰ بھگو یا سنو زبائین دینا تو میں و جان جہان
تیری خوبیوں کی شرح کرتا اب کیا کروں صرف ایک زبان ہو سو بھی ٹوٹی پھوٹی اور تجھ سے امو دانا سے راز
شرمانی ہوئی اب زیادہ شرمندہ میں عدم سے نموؤن کس اسطے کہ اس کے منہ سے ایسے گروہ بھی تو لے
ہین جنکے لاکھوں آثار غیبی منتظر ہین کہ ب وہ لطف و نیکی کے ساتھ عدم سے نکلیں اور ظہور کریں پھر
عدم کا کیا تصور جو اس سے شراؤن کہ کیوں بھگو ایسا منکسر کیا تیرے مقضائے کرم سے سر میر حرکت
کرتا ہے اسے ممدوح تو وہ کرم ہے کہ تیرے پائے کرم کے پیچ میں ملا ہوا ہوں اور ہماری گفت تیرے
ہی تقاضا سے ہے اس لیے کہ جہان کوئی روندہ راہ خدا کا ہو دہان جذب حق بھی ہو کہ وہی اسکو
کھینچے لے جاتا ہو ایسے ہی تیرا تقاضا ہماری رغبت کا باعث ہو بھلا خاک بھی بے ہوا کے کہیں ادب
چڑستی ہو اور کشتی بھی کبھی بے دریا کے قدم راہ میں رکھتی ہو کوئی آب زندگانی کے ہوتے بھی مرا ہے
اور تو تو وہ ہو کہ تیرے آب کے سامنے آب حیوان درد و گادہ قولہ آب حیوان قبلہ جان و بوستان
ناب باشد سبر و خندان بوستان پمرگ آشا مان عشقت زندہ اندہ دل ز جان و آب جان بر کند ہاتھ

آب عشق توجہ مارا دوست داد آب حیوان شد بہ پیش ناکسا و ناب حیوان ہست ہر جان را نوے
 ایک آب آب حیوانی توئی بہ ہر دے مرگے و حشرے وادیم تا بدیم و ستر و آن کرم بہ ہر خفتن گشت
 این مردن را نہ ترا عتدا و بخت کردن اسے خدا بہ ہفت دریا ہر دم ارگرد و سراپ بہ گوش گیری اوریش ای
 آب آب بہ عقل ترسان از اجل دان عشق شوخ بہ سنگ کے ترسد ز باران چون کلوخ بہ از صحاف
 شہوے این بچم ہست بہ در بروج جہنم جان چون انجم ہست بہ رہ نیاید از ستارہ ہر حواس بہ جز کہ کشتیان بہ
 استارہ شناس بہ جز نظارہ نیست قسم دیگران بہ از سعوش غافلند و ز اقتران بہ آشنائی گیر شبہا
 تا بروز بہ با چنین استارہاے دیو سوز بہ ہر یکے در دفع دیو بد گمان بہ ہست لفظ انداز قلعہ آسمان بہ
 اخترار باد دیو بچون عقرب ہست بہ مشترے را و ولی الا قرب ہست بہ قوس کے از تیر و زور دیو را
 دیو پر آب ہست زرع و دیو راجعوت اگرچہ کشتی غے بشکند بہ دوست را چون ڈر کشتی بے کشد بہ
 شمس اگر شب را بدر و چون اسد بہ لعل را از خلعت اطلس رسد بہ صورت خرچنگ اگرچہ کجوست بہ
 بیست نیزان از دیرون شوست بہ پیشہ مرغ اگر تو نیزے ست بہ از دیون شارق تبریز لیست بہ
 اگرچہ در ناظر خمس آمد زحل بہ وقت فکری آمد ازوے در عمل بہ اللغات صحاف با سر جمع صحیفہ بمعنی کتاب
 حسد و اقتران نزدیک ہونا لفظ ہندی رال اور ایک قسم روغن اختراع حکما جسکے دانے سے
 زمین جل اٹھتی ہے عقرب گزدم اور نام برج کہ بصورت عقرب کے ہے ایسے ہی قوس کمان اور دو
 ہندی ڈول حوت مچھلی نور گا و اسد شیر خرچنگ ہندی لگنا نیزان ترا و یہ سب بھی نام برجوں کے
 ہیں جو اٹھون شکلوں کے ہیں قسم بالکسر حصہ میوہ شارق روشن و تابان و بمعنی آفتاب
 اسلئے پھر بتا سید صمد فرمایا کہ آب حیوان تو انکا قبلہ ہے جو لوگ کہ جان دوست ہیں اسے جان
 کے دوست رکھنے والے اور پانی سے بوستان سبز و خندان ہوتا ہے لیکن جو تیرے مرگ عشق کے
 جام پینے والے ہیں وہ زندہ ہیں اٹھون نے جان سے بھی دل اپنا الگ کر لیا ہے اور آب جان سے
 بھی کہ وہی آب حیات ہے جب سے تیرے آب عشق نے ہم سے ہاتھ ملایا ہے آب حیوان ہمارے
 سامنے کھونٹا ہو گیا کسواسے کاسکی زندگی تو چند روزہ ہے اور اسکی زندگی و دام وادی آب حیوان سے
 تو ہر جان کو تازگی و نوی ہوتی ہے لیکن آب حیوان کے لیے آب تو ہی ہے اسکی زندگی تجھ سے ہے
 ہر دم ایک مرگ اور ایک حشر تو نے بھکودیا ہے کہ ہر دم مرتا ہوں اور ہر دم زندہ ہوتا ہوں تو دستبرد
 تیرے کرم کی دیکھوں کہ کیا زندہ کر دیتا ہے بس تیرے کرم سے اسے خدا پر مٹا بھکوا دیتا ہے کیسا ہے
 سوناس بھروسے پر کہ تو بھکودیا ہے بھروسے کرے گا اور میں کیا ہوں بھکودہ قدرت ہے کہ اگر ساتون

سمندر سوکھ کے سراب و دھوکا ہو جائیں تو اسے آب کے آب یعنی زندگی آب کے تو اس آب کو کان
 پکڑ کے لاسکتا ہو عقل تو اجل سے ڈرتی ہو اور عشق ایسا بیباک کہ یہ ہرگز نہیں ڈرتا جیسے منہ سے پتھر
 نہیں ڈرتا مٹی کا ڈھیلا ڈرتا ہو کہ گل ہو جاؤں آب فرماتے ہیں کہ شغری کے صحیفوں سے یہ پانچواں صحیفہ
 ہے اور ایسا ہے جیسے چرخ جان کے برجون میں انجم و سیارے جنگی گردش کی راہ سوا کشتیاں
 و ستارے شناس لینے بخومیوں کے کوئی نہیں پاسکتا اس واسطے کہ کشتیاں و بخومی ہر وقت اُن کو
 دیکھتے رہتے ہیں اور پہچانتے ہیں اور سوائے ان لوگوں کے اور جو ہیں اُنکو مجرّد دیکھنے کے اور حصہ
 نہیں ہر وہ اُنکی سعادت و اقبال سے غافل ہیں ایسا ہی حال میرے ان انجم کا ہے کہ جو جانتے ہیں
 جانتے ہیں کچھ چاہیے کہ ان ستاروں سے ہمیشہ راتوں کو دن ہونے تک آشنائی اختیار کر اور اُنکی
 گردش دیکھ کہ یہ سب ستارے دیوسوز یعنی شیطان کے حق میں شہاب ثاقب ہیں کہ دور ہی سے
 اُسکو جھگاتے ہیں ہر ایک ان سے واسطے دفع دیو بدگمان کے لفظ انداز ہے مثل لفظ انداز قلعہ آسمان
 کے کہ وہ فرشتے شہاب ثاقب مارنے والے ہیں جیسے دنیا کے قلعہ دار اپنے غنیمت پر لفظ اندازی
 کرتے ہیں اور قلعہ کے پاس جتنے باروت کے مار مار کے نہیں آنے دیتے اگرچہ اُسکے اخترا دیو کے
 ساتھ عقرب ہیں یعنی سخت غص و ایذا رسان لیکن جو مشتری اور سعد اکبر ہے اُسکے بڑے دوست
 بڑے قریب و اقرب اسکا قوس اگر دلو پر تیر لگاتا ہے پیر میں ایہام ہے کہ عطارد کو بھی کہتے ہیں
 تو دلو اسکا پانی سے بھرا ہوا ہے تا زراعت کو سبز اور میوے کو پر آب کرے یعنی رس سے
 بھر دے موت اسکا اگرچہ کشتی گراہی کی توڑتا ہو جیسے سمندر میں کشتیاں مچھلی کی ٹکر سے ٹوٹ
 جاتی ہیں لیکن دوست کے واسطے مثل ٹور کے ڈھیر کے ڈھیر ڈھوتا ہو جیسے ٹور بوجھ ڈھوتا ہے
 کشتی بالفتح بسیاری و انہو ہی از ہر چیز یا اس میں تعلیم کی ہو اور کاف فارسی کا شمس اسکا اگرچہ شیر کے
 مثل بھار ڈالتا ہے لیکن جو مل ہیں اُنکو اُس سے خلعت اطلس کا پہنچتا ہو اور رنگ دیتا ہو صورت
 سلطان کی اگرچہ کچر وہے کہ اُنکا سیدھا دونوں طرح چلتا ہے یعنی آگے کو بھی پیچھے کو بھی لیکن
 ہیئت میزان کی اُس سے جدا ہونے والی ہے یعنی جو میزان کی ہیئت ہیں کتلے پئے وہ اس
 کچر دی سے الگ ہو جاتے ہیں اور جو مربع کی طرح غص و خوریز ہیں جیسے مربع کا پیشہ خوریز ہی ہو
 کہ جلا و فلک کہلاتا ہو وہ شارق تبریزی سے دیا ہوا ہو شارق تبریزی حضرت شمس تبریز کہ اکثر اُن کا
 ذکر اور اُن کی مدح اس کتاب میں ہو اور ایک کتاب سے ثابت ہوا کہ وہ ان کے پیر بھی ہیں
 اور جو کہ اپنی تاثیر میں رحل غص اکبر ہے پس عمل میں اُس پر جو وقت فکر کی پیش آئی ہے وہی

اسکی تاثیر خمس ہے قولہ ہر وجود کے عدم ہیو دوسرے برکے زہرست دہر دیگر شکر ہے تاہم از مہر از دو کف
 ہر ہم زندہ زہرہ ہوو زہرہ را تا دم زندہ بل عطار دخانہ خود کم کند و ز جہنم او جو ز جوا بشکند و شترے را
 دست لرزد دل طہر ہر سر آب او فتمد مہ چون سبدہ سطرار را بریزد ہر ز شرم ہر و طمع تنین شود
 چون موم نرم ہر دختران نعش آبتن شوند ہر جمع گشتند و دستک زن شوند ہر در گذر زین رمز ہا بیکہ
 شدہ کمکشان از سنبیلہ ہر گاہ شدہ آفتاب از کوہ سرزد و تقوا بلیک تلخ آمد ترا این گفتگو تو عدوی
 و زعد و شمد و لبین ہر بے تکلف زہر گرد و در دہن ہر دوست شود ز خوئے ناخوش شو ہر بے ہر
 تا زخمہ زہر ہم حلوا خورے ہر زنان بشد فاروق را زہرے گزندہ کہ بد از تریاق فاروقیش قند ہن
 بجو تریاق فاروق اے غلام ہر تا شوے فاروق دوران والسلام ہر اللغات جو نام برج جسکو
 و دیگر کہتے ہن اور نیز نام ایک شکل کا اشکال فلکی سے کہ بسترہ شمشیر حمل کیے ہوے سطرار بھی ایک
 شکل ہے بصورت کہ ہر اڑتے ہوے کے تنین بکسر و تشدید نون اژدہا و تنین فلک وہ صورت
 جو تقاطع فلک شمس و مشاجل بل و مائل کے پیدا ہواس کے سر کو اس دم کو ذنب کہتے ہن ہر
 دختران نعش بنات النعش کو وہ سات ستارے ہن ہمیشہ گرد قطب کے پھرتے ہن
 دستک زون تالیان بجانا کمکشان وہ سفیدی لمبی کہ رات میں آسمان پر بصورت راہ کے معلوم
 ہوتی ہے سنبیلہ نام برج کہ بصورت خوشے کے ہے خمرہ خم کو چک فاروق لقب حضرت عمر
 تریاق فاروق نام تریاق کہ واضع اسکا فاروق نام ایک حکیم ہے المعنی فرماتے ہن ایسے ہی
 جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہر وجود ہے جس نے عدم سے سر نکالا ہے کسی پر وہ وجود زہر ہے اور کسی پر
 شکر ہے میرا راہ اگر مہر و محبت سے تالیان بجائے زہرہ کا ایسا زہرہ کمان کہ دم مار سکے ماہ مراد میری دانست
 میں سخن سے ہی اور مہر و ماہ دونوں بصورت کف کے ہن اور مشہور ہے کہ تالی دونوں ہاتھ سے
 بجتی ہے زہرہ کا لقب لولی فلک جس کا کام تالیان بجائے کا اور نیز مطربہ فلک کہتے ہن سارے
 عیش و طرب دنیا کے اسکی تاثیر سے ہن ایسی شے کی مجال نہیں جو میرے سخن کے طرب کے
 آگے دم مار سکے وہ وجد و طرب اس میں ہو اور جو ماہ اپنے سخن کو کہا ہے اور اس کے ساتھ مہر کو بھی
 لگایا ہو سو اسے زور و فروغ کے رنگینی و جگتی جمالی و جلالی کیفیت بھی ملحوظ ہے اسو اسطے کہ ماہ صبل غ
 فلک ہو اور جمالی اور مہر طبلخ فلک اور جلالی پھر فرماتے ہن زہرہ کیسا ہے بلکہ عطار دکنش فلک ہی
 ایسا سیران و سرگردان ہو جائے کہ گھر کی راہ بھول جائے اور ایسا دیوانہ بن جائے کہ جو ز
 جوا کا توڑ ڈائے اور جو ز جوا ہن توڑ دینے سے کچھ بھی نہیں رہتا عطار د اپنے جسم میں

انہایت کم نور و ضعیف ہو اور نیز خستہ ستیجہ سے کہ یہ ستارے اکثر اپنی گردش میں حیران ہو جاتے ہیں اور خانہ بھول جاتے ہیں اور رجعت کرتے ہیں یعنی جدھر سے آتے ہیں اُدھر ہی کو لوٹ جاتے ہیں اسی وجہ سے خانہ گم گند فرمایا جو مشتری کہ قاضی فلک ہو اور بعد ماہ کے سب ستاروں سے نورانی تر اُس کا یہ حال ہو کہ حکم احکام عمدہ قضا کے سب بھول جائے ہاتھ کا پٹنے لگین دل ٹپنے لگے اور ماہ کا یہ حال ہو کہ گویا سر پہ ایک ڈلیا تیرتی ہے اے محض بے نور و ضیاء سطرطی جو بڑے غلو و بلندی پر اُڑتا ہے اسکی شرم سے پراسکے گرہین اور تنین فلک للہج کے مارے نرم ہو جائے ساری سختی و نجو ست چھوڑ دے کہ شاید میں بھی کچھ بہرہ یاب ہوں دختران بنات النعش جو شوہر سے خوار نہیں ہیں سب اسکے فیض سے مثل مریم کے عیسیٰ نقسون سے حاملہ ہو جائیں اور جمع ہو کے تالیاں بجائیں آپ فرماتے ہیں کہ ان رموز و کنایوں سے درگزر کرادرجھوڑ دے اس لیے کہ تیری کمکشان سنبلہ کی کاہ سے بھر گئی یعنی راہ پر کاہ ہو گئی یہ سبب تعلی کے دیکھتا نہیں آفتاب نے کوہ سے سر نکالا اور کہتا ہوں باتوں سے بچو لیکن تجھ کو یہ گفتگو تلخ معلوم ہوئی آفتاب مراد شمس تبریز سے اور اُنھوں نے مولانا کو اس علم ظاہری سے منع کیا تھا اول میں بُرا معلوم ہوا تھا مگر یہ نہیں جانتا کہ تو دشمن ہے اور دشمن کا شہر و شیر بے لگات ہر دہن میں زہر ہو جاتا ہے تو سب کا دست بن اور خوے ناخوش سے بیزار ہو تو زہر کے خم سے بھی شیرین چیز کھائے دیکھو تو حضرت فاروق کو زہر نے کچھ گزند نہ پہونچایا جیسے کہ نقل مشہور ہے کہ شاہ روم نے ان کو بطور سوغات ایک شیشی زہر ملا ہل قاتل کی بھیجی تھی جس سے خوردہ فوراً مر جانا اُنھوں نے سب بی لی کچھ اثر نہوا اس واسطے کہ تریاق فاروقی سے بُندان کے پاس تھا یعنی شکر گفتار و شیرین مقال تھے اور اپنے عدل سے حق و باطل میں فرق کیے ہوئے اسی سبب سے فاروق ان کا نام تھا خبردار اے غلام تو بھی تریاق فاروقی دھونڈھو یعنی اُنھیں کی سی خوب تو تو بھی فاروق زمانے کا ہو جائے بس آگے سلام

خاتمۃ الشرح

اور شہنشاہِ دین مکان بہ صاحب کون و مکان دلا مکان بہ فیض سے تیرے ہر ایک شے مستفیض بہ اویں فیض فیاض و فیض بہ اسے عظیم المن بے من و اذا بہ دوسرا میں تجھ سے کب دوسرا یہ سراپا میرا از سر تا پایا بہ ایک پتہ بہ ترے احسان کا بہ چشم و گوش و جان و دل نطق و زبان بہ میں یہ سب نعمت تری اے جان جان بہ یہ تو میں سب داخلی انکے سوا بہ خارجی لامنتہی بے انتہا بہ بیخ حس ظاہر کی اور باطن کی بیخ بہ فائدوں سے کیسی ہیں بر گنج گنج بہ واسطے اور رابطے اور فائدے بہ

اور قوانین و ضوابط قاعدے بنانے جو قانون تن میں ہیں رکھے بنائے افلاطون بھلا پاتا تو سکے بیچ جس
 میں درک کو ہے امتیاز بنیاد تو ہے ہر اک پر باب ناز باز بد درک کو دی میرے تو نے روشنی بن جس سے
 لکھی ہیں نے یہ شرح سنی بن شتوی کا پانچواں دفتر ہے یہ بیچ اختر جرج کا افسر ہے پانچواں دفتر اسکے ہیں
 سب لباب بن گویا اک بیچ سورہ مستطاب بن لفظ ہیں گو غیر منی تو ہیں ایک بن دیکھ تول کی نظر سے نیک
 نیک بن اے خوشادہ جس کا ہے یہ خوش سخن بن چاہے کوئی تو ہو چاہے ہو کم بن مشنوں کے مولوں کے
 معنوں کے ہست قرآن در زبان پہلوی بن ہیں مصنف اسکے مولانا سے روم بن ملک مضمے جن کے
 زیر مہر موم بن تنکی مسند فقر و فنا بن شتوی نذرت صدق و صفا بن حال ان کا حال ہے لیکن مقام بن اس کا
 کیا کہنا کہ ہے مالا کلام بن ذات انکی ہے صفات حق میں محو بن اور زبان جام طور سرگرد و صحو بن ہیں فصاحت
 اور بلاغت بیگان بن پیچھے پیچھے اسکے خاتمے کے دوران بن محسنات شعری ہر یہ امام بن بے تکلف
 بے تصنع بن کلام بن خالدین خلد سے ہوا انکی روح بن روح و رحم ایزدی سے پر فوج بن اے خدا بہر
 غیر مصطفیٰ بن حامد و محمود احمد مجتبیٰ بن واقف اسرار کل کن ہر کن بن صاحب علم لدنی بے سخن بن رحمت عالم
 امام انبیاء بن ملک نو لاک و ماکان ابابہ بن ظہیل آل و اصحاب کرام بن جو دعائم دین کے ہیں او قوام بن جنگل
 اخلاص و خلوص و اختصاص بن شتہ ہیں در میان عام و خاص بن ذات پاک انکی نہیں محتاج و صفت بن
 کیونکہ ہر فی نفس معراج و صفت بن ہومری تحریر حضرت میں قبول بن گو کہ فرمایا مجھے تو نے ہول بن او مجید حافظ آباد
 وطن بن ہے جو سبکی بھیت پیش مردوزن بن سامنے تیرے کھڑی ہے اک کھڑی بن سخت و سخت اور کڑی
 اندر لکوی بن ہوگی وہ ساعت نہ کچھ ساعت سے کم بن کیسا تو بیغم ہے غافل خفتہ دم بن یاد آئے گر سنچے وہ
 وقت سخت بن بھول جائے بھلہ رخت و بخت و تخت بن جب تضا کر پکارے الاجل بن آگھن کھل
 جائینگے اسے طول الال بن اور اسکے ساتھ شیطان نرید بن تاک میں تیری ہے باہر ریشہ بن اللہ اللہ
 اے خداے پاک تو یہ ہے معیت اور میں مغاث و داد و داد سے بیداد سے اسکی بجا بن داد ہے تیری
 نہ جا اندر نہ جا بن شہد اشہد سے تو ہوشیرین زبان بن اور مصدق اس شہادت کی ہو جان بن راہزن
 فکر نے تشویش ہو بن ریشہ اسکا اور اسکی ریش ہو بن میں شکر خندی کروں تیرے حضور بن زہر خند
 اُس کی ہو قسمت اے غفور بن

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

رہبران بادۃ معرفت الہی اور سیاحان قلم نامید انکار حقائق نانتنا ہی خوب واقف و آگاہ ہیں کہ از ابتدا سے
 خلقت آدم تا اینہم شتوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا مشعل نظیر نہیں ہو اور نہ آئندہ تا قیامت
 ہوگا معارف و حقائق اور روشنگاری اسرار الہیہ میں یکتاب برکت انتساب اپنی آپ ہی نظیر ہو جسکی شان میں
 یہ بیت گواہ ہو۔ شتوی مولوی معنوی ہے استقرآن در زبان پہلوی بنیادہ متن متین عرفان اور حصن
 حصین ایقان ہو جسکی جدا ہا شرحیں مطول و مفصل عملے دیوچ ہیں اور دشت نور دان منازل یقین سے
 یادگار ہیں بلکہ ایسی حقیقت مطالب شتوی شریف پر کا حتمہ کوئی مطلع ہو سکے اور ہر ایک باہرنگ والا مقام سے بھرا
 استعداد اپنی عقل و فہم کے توضیح مطالب میں باغ و شتی زور آزمائی کی پھر آخرین اللہ علم حقیقہ الحال فرمایا بطلان ابیات
 شتوی شریف ایسے سہل متبع ہیں کہ جب فہم رسا غور کرتی ہر ایک نیا مطلب ہاتھ آتا ہو اور مجدد فیاض سے ہر ایک
 شاعر علامہ اپنا اپنا حصہ جدا گانہ پاتا ہو یہی باعث ہو کہ کسی فرد بشر کو دریافت مطالب شتوی شریف میں بوجہ دینی
 اس قدر شرفی متعددہ کے سیری نہیں ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور جدید نصیحت کا خاہان و مجربان رہتا ہو فہم
 مطالب شتوی شریف میں علی العموم یہ امر اور بھی سنگ راہ ہو کہ فی زمانہ جو شرحیں موجود ہیں اور اکثر ان میں سے بعض
 طبع میں اگر اشاعت پذیر بھی ہوئی ہیں یہ سب بزبان فارسی ہیں پس ظاہر ہے کہ ایسی شرحوں کا فیض عام نہیں
 ہو سکتا اس لیے کہ اصحاب کم استعداد و کم اہلیوں کا چمکہ زیادہ تر ہے دریافت غوامض ابیات شتوی شریف میں بہت
 عبارت فارسی شرح عاجز رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحوں میں مقامات مشککہ پیش
 ابیات معنی بند شتوی شریف کے حل مطالب میں نہیں معلوم کس مصلحت سے طریق بیان عبارت مجیدہ اختیار
 فرمایا جو جس سے ادراک معانی دائرہ الہام فالہام میں داخل ہو گیا ہو بعض شراحین بالکمال کے اکثر ابیات شتوی شریف
 کے جنکو کہ ہم لوگ مشکل جانتے ہیں اور انکے دریافت مطالب میں دست پا چ رہتے ہیں انکو اسے اہل تصنیف
 ان ابیات کو شاید سہل تصور فرما کے انکے حل مطالب کو بالکل قلم اندا کر دیا ہو پس کوئی شرح ایسی نہیں ہے جس میں
 کسی کسی مقام پر محل اعتراض نہ ہو یا دریافت حقائق شتوی شریف میں علی العموم کافی طور پر لغت بخش ہو اور حتیٰ لحد
 یہی ہو کہ جس زبان میں متن ہوا انکی شرح اُس سے کمتر زبان میں چھپی عام فہم ہوتی ہو سو افقی متن کی زبان میں
 ہرگز ممکن نہیں اب ارباب شوق و ذوق کو قورہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلیں رفع ہوئیں اور اعتراضات اٹھ سکے
 اور شاہ مقصود سے سرباز ملاقات ہو گئی یعنی کمال العلماء و الفضلاء و حیدر عصرہ فی المقول و المقول فریدہ و فی المقصود
 اولاصول کعبۃ العلماء الراہنین قبلہ اکملہ الرحمنین مراد مستقر قان بکار سر سبجانی پیشواے مسلمکان بادۃ نورانی

مرشد سالکان منازل عرفان جناب مولوی عبدالحمید خان صاحب ساکن ہلی بھیت کے کمال جان فشان اور
عرق ریزی سے شنوی شریف کی زبان اردو عام فہم نہایت سلیس کمال تحقیق سے شرح فرمائی اور نام کا بوستان معرفت
لکھانی حقیقت اس صنف علام و فہم نے وہ کار نمایاں کیا ہے کہ قابل قدر صاحبان علم و وسعت ہر اول تو یہ شرح
بالاستیجاب ہو یعنی کوئی بیت شنوی شریف کی حل مطالب سے باقی نہیں رہی دوسرے طرز اس شرح کا نہایت عمدہ
یعنی پہلا بیات شنوی شریف کے لکھے ہیں بعد ہر سطر ابیات لکھے ہیں ان کے لغات کا بیان کیا پھر ان کے مطالب کو
نہایت صاف طور سے ظاہر کر دیا پھر ان اشعار کا لفظی ترجمہ بتدریج لکھا پھر اختلاف نسخ اور اختلاف شارحین کو
بیان کر کے ناچ و مرجع کو بیان فرمایا پھر اپنا اجتہاد ظاہر کر دیا غرض کہ اس شرح میں اس طرح کا بیان صاف صاف
جس میں کسی طرح کا خدشہ باقی نہیں رہتا اور بغور مطالعہ تسکین حاصل ہو جاتی ہے صدر اشعار جنکی آج تک تحقیق
پورے طور پر نہ ہوئی تھی اور ان کے معانی میں شبہ باقی تھا اس شرح نادر کے دیکھنے سے ان کے معانی اصلی آئینہ
ہو گئے یہ بھی واضح ہو کہ موافق شنوی شریف کے اس شرح کے بھی پچھ دفتہ ہیں جو کئی مرتبہ مطبع نہاں چھپ کر نذر
ناظرین ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اب باعرا بادہ کشان مخانہ معرفت و حقیقت کل دفترون کے
طبع کی پھر نوٹ آئی لہذا یہ دفتر بھی کتاب شطاب برکت انتساب بوستان معرفت شرح شنوی مولوی روم
قدس سرہ کا باہتمام تام مطبع نامی دگرامی مشہور نزدیک دور منشی نو لکشور واقع لکھنؤ میں حسب حکم آقا
نادر اسے بہادر بابو پرگ نرائن صاحب مالک مطبع ہذا ماہ اگست ۱۳۱۷ عیسوی مطابق ماہ رمضان
۱۳۱۷ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ دہراستہ ہو کر حائل گلوے خاص و عام ہوا۔

اعلان

چونکہ مصنف مجموعے کے حق تصنیف و تالیف اس شرح کا بحق مطبع منشی نو لکشور واقع لکھنؤ طبع کر دیا ہے
لہذا حق تصنیف اس شرح شنوی زبان اردو کا بحق مطبع ہذا محفوظ ہے

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۲ روپے	ثنوی اللہ نام چورس (۲۶) پریم نامہ شاہ ولی	۵ روپے	رسالہ شرافت مولفہ منشی نادر حسین غزنوی
۱۲ روپے	تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبدالصمد		کنز الاسرار ترجمہ اردو نظم ثنوی شاہ بوعلی قلندر
۳ روپے	اسرار الحروف ہندی ساز فتح علی شاہ	۱ روپے	قدس سرہ ہوزن ثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان
	قادری بطور تصوف -		چشمہ فیض نظم ترجمہ اردو پند نامہ عطار کلام
	رہبر راہ حق - مجموعہ فراموش کردہ حاجی زرد افغان	۱۲ روپے	عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ -
	صاحب سیرۃ رسالہ (۱) رہبر راہ حق (۲)		از مولوی عبدالغفور خان بہادر -
	رسالہ مرغوب القلوب از حضرت مس تبریز (۳)	۵ روپے	ثنوی الکلام معروف بہ چاہر بنظیر مصنفہ حضرت
	ثنوی شاہ بوعلی قلندر (۴) ثنوی بے سرائی		محمد بنظیر شاہ صاحب قادری -
	(۵) ثنوی چشم کبشا (۶) پریم نامہ شاہ ولی (۷)	۱۲ روپے	کشف الاسرار - اردو ترجمہ بیابانہ شہید ترجمہ
	ثنوی اللہ نام چورس (۸) بچن از حضرت		راجہ راجیو در او صاحب اصغر -
	شاہ عبدالصمد (۹) الف بے وجہن (۱۰)	۱ روپے	حدیقۃ الاخلاق - اردو ترجمہ بیابانہ شہید ترجمہ
	تحفۃ العاشقین (۱۱) ثنوی حضرت شیخ بلبل		راجہ راجیو در او صاحب اصغر -
۹ روپے	(۱۲) رموز الحقیقت (۱۳) ترجیع بند عارف		مذاق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی
	اردو ترجمہ ریاض ضوان شرح گلستان فارسی	۵ روپے	ہر چار جلد کامل درد و جلد کاغذ سفید و لایتنی -
	یہ شرح مشہور و معروف از تصنیفات مولانا	۵ روپے	ایضاً حسب مراتب مذکورہ کاغذ معمولی ہر چار جلد
	ریاض علی مروج درس و تدریس طلبہ کو حسب		گلشن سروری - نظم بین تہذیب و اخلاق کا
	ترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی نے	۲ روپے	بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری -
۹ روپے	بجبارت فصیح اردو فرمایا -		الکسیر ہدایت - ترجمہ اردو کمیائے سعادت
۶ روپے	پند نامہ وحید مصنفہ منشی واحد علی وحید -	۵ روپے	جامع شریعت حقیقت ترجمہ مولوی خیر الدین احمد -
۲ روپے	مجموعہ تصوف تصنیف حقائق آگاہ شیخ برائصاحب	۵ روپے	نصیحت نامہ - اسم ہامسی مترجمہ دی پر شاہ
۸ روپے	خزان الانوار ترجمہ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی	۵ روپے	ترجمہ رشحات مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
۵ روپے	بودھ پرکاش مصنفہ منشی شہید دیال سنگھ -		تہذیب احسانی مولفہ حکیم احسان علی -
	نہدات منظوم عربی با ترجمہ اردو شتر		مجموعہ توحید از شاہ عبدالصمد عرف رکبت خان
۶ روپے	ونظم از شیخ احمد بن علی -		شامل چار رسالہ در الف بے وجہن (۱۲) بچن (۱۳)

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۵ روپے	موسوم برآة الخوارق وصل غوامض جکے شائع ہوئے	۵ روپے	گلہ شہ جہان اردو شرح بسط گشتان سعدی
۵ روپے	عبداللطیف مہین۔ کاغذ سفید گندہ۔	۵ روپے	از سید رزاق بخش۔
۵ روپے	ایضاً۔ کاغذ حنائی۔	۵ روپے	قشوی سحر حق۔ سحر تصوف از سید شاہ عظیم حسین
۵ روپے	گلشن اسرار از مولانا قسوف از مولوی باقر علی۔	۵ روپے	ہند نامہ حبیبی۔ فصیح و اذکار از شیخ حبیب علی بن
۵ روپے	کیمیائے سعادت۔ از امام غزالی معروف منقول	۵ روپے	مشاعر و الاوارہ معروف بہ گلہ شہ جہان
۵ روپے	ہدایت المومنین۔ رسالہ در بیان حبیب عالمین	۵ روپے	مہر حق۔ در سبیل سید امیر از مولانا جہان
۵ روپے	از ملا معین الدین صاحب۔	۵ روپے	مولوی غلام رسول۔
۵ روپے	مطالعہ رشیدی۔ از حضرت شاہ تاج علی قلندر قدس	۵ روپے	گلہ شہ جہان اردو شرح بسط گشتان سعدی
۵ روپے	رسالہ معرفت سلوک۔ از حضرت شاہ محمد خوش زبان	۵ روپے	از راجہ راجیشور رائے۔
۵ روپے	نغمات الانس۔ مع حواشی مفید از	کتاب تصوف فارسی	
۵ روپے	ملا عبد الرحمن جامی۔	۵ روپے	دیوان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی
۵ روپے	انوار الرحمن۔ در ملفوظات از مولانا شاہ	۵ روپے	محررہ عجازی شمس الدین شمس الدین شمس الدین
۵ روپے	عبد الرحمن جدید الطبع۔	۵ روپے	دیوان حافظ۔ جدید الطبع کاغذ سفید حنائی
۵ روپے	لمعۃ الانوار من عارف بہ ہدایۃ النجیہ	۵ روپے	ایضاً متوسطہ حور ثنی جواہر شاد و خوشنویس کاغذ سفید
۵ روپے	حضرت شاہ محمد حمدی۔	۵ روپے	ایضاً۔ کاغذ سفید حنائی۔
۵ روپے	نغمہ عشاق۔ قرآن و حدیث سے ثابت	۵ روپے	انسین لادھراج۔ از حضرت شیخ معین الدین حبیبی
۵ روپے	کیا گیا جو از مولوی نور اللہ مرحوم۔	۵ روپے	کلمہ الحق۔ از شاہ عبد الرحمن مع شرح و درمیان از ملا
۵ روپے	مصباح الہدایۃ۔ ترجمہ حواری از حضرت	۵ روپے	نور اللہ در بیان حدیث و جود مع دلائل و دفع شکوک
۵ روپے	شاہ محمد و کاشانی	۵ روپے	مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین گنجی میریام
۵ روپے	فوائد سعدیہ۔ از قاضی انصاری علی خان قسوفین	۵ روپے	مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین گنجی میریام
۵ روپے	ہند نامہ عظیمار۔ از حضرت شیخ فرید الدین۔	۵ روپے	مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔
۵ روپے	تذکرۃ النبی۔ احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ	۵ روپے	مطلع الانوار۔ نظم از مولانا حبیب میر خرمود دہلوی
۵ روپے	از مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی۔	۵ روپے	بتختی مولانا ابوالحسن فرید آبادی۔
			حدیقہ حکیم سنائی معروف بہ لکھی نامہ شائع ہوئی